اُفوّضُ امری الی اللہ

ھٰذا مِن فضلِ ربّی

جلد اول ۱۳۱۹ھ

لائف کرنل نواب افسر الملک بہادر کے۔سی۔آئی۔ای۔ ایم۔وی۔او۔ اے۔ڈی۔سی

کمانڈر افواج باقاعدہ سرکار عالی

فیملی گروپ سنہ ۱۸۶۲ء

I Resaldar Major Mirza Zulfakhar Ali Beg Khan Bahadur, Hyderabad Contingent (Afsar ul Mulk's [illegible])

II Mirza Mahomed Ali Beg (when 12 years old) Col. the Nawab Afsar Jung Afsar ud Dowla, Afsar ul Mulk, C.I.E., M.V.O., A.D.C., Comdg. H.H. the Nizam's Regular Force

III Risaldar Mirza Vilayet Ali Beg, Hyderabad Contingent (Afsar ul Mulk's father)

مرزا ولایت علی بیگ رسالدار بہادر	مرزا محمد علی بیگ خان بہادر	مرزا ذوالفقار علی بیگ خان بہادر
رسالہ سوم حیدرآباد کنٹنجنٹ	افسر الملک در سن دہ سالگی	رسالدار میجر حیدرآباد کنٹنجنٹ

هو العزیز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب مین آغوش دایہ سے نکلکو چلنے پہرنے کے لایق ہوا تو میرے والد ماجد نے سواری کے لیئے ایک چہوٹا سایابو مجہے دیا اوسکی پشت پر کرسی نما ایک زین کساجاتا اور مین سوار ہو کے ہوا خوری کے لیئے جایا کرتا تہا میری بڑی بہن بیان کرتی تہین کہ مجہے اسکی سواری کا اوس زمانہ مین ایسا شوق تہا کہ میرے بہلانے کا یہہ ایک عمدہ ذریعہ ہو گیا تہا میری دایہ مجہے اوس کرسی نما زین پر بٹہلاتی اور پہرانے کو لیجاتی تہی اگر اس درمیان آیا تہک جاتی تو یہہ خدمت میری بڑی بہن ادا کرتین وہ مجہہ سے نہایت محبت رکہتی تہین مجہے اس دکہنی یابو پر جسکا نام میرے والد ماجد نے چینیڈو رکہدیا تہا زنانہ مکان کے احاطہ مین گہنٹون پہراتین اور اپنے اوپر تکلیف گوارا کر کے مجہے بہلایا کرتی تہین۔

۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ۱۲۷۳ھ ہجری مین جبکہ میری عمر تقریباً پانچ سال کی
تھی ہندوستان مین غدر کی شورش برپا ہوئی میرے والد کو اوسی زمانہ مین حیدرآباد
کنٹنجنٹ فوج کے ساتھہ اوسطرف کا ایک بڑا سفر پیش آیا اور ایک سال سے زیادہ
ممالک متوسط اور شمالی ہند مین قیام کرنا پڑا۔ اسکا مفصل احوال مین اپنی عمر کے گیارہوین
سال کے حالات مین بیان کرونگا۔

جون ۱۸۵۸ء عیسوی مطابق ذیحجہ ۱۲۷۴ھ ہجری مین غدر کا فتنہ فرو ہونے کے
بعد جب میرے والد ماجد ہندوستان سے دکن مین تشریف لائے میرا سن چھے
سال کا ہو گیا تھا اوسوقت بجاے کرسی نما زین مجھے ایک چھوٹا سا بانانی خوگیر دیا گیا
اور آیا کی جگہ محمد رمضانی اردلی میری نگرانی پر مقرر کیا گیا۔ یہہ پیش خدمت میرے یابو کی
باگ پکڑے ہوے صبح و شام ہوا خوری کے لئے مکان سے باہر قرب وجوار مین
مجھے لیجایا کرتا تھا۔

۱۸۵۹ء عیسوی مطابق ۱۲۷۵ھ ہجری مین ساتوین سال والد ماجد مجھے اپنے
ہمراہ شکار مین لیجانے لگے مین اوسی یابو پر سوار ہوتا اور محمد رمضانی اردلی اپنے
گھوڑے پر سوار میرے یابو کی باگ ہاتھہ مین لئے رہتا تھا مگر ان ایام مین خادم کا ایسے
موقعون پر یابو کی باگ پکڑنا مجھے سخت ناگوار تھا مجھے یہی تمنا رہتی تھی کہ مین تنہا
آزادانہ اپنے یابو کو جہان چاہون وہان دوڑاتا پھرون کسی طرح رمضانی کے ہاتھ
سے مجھے نجات ملے۔

آٹھوین سال بہالہ کی جگہ بلیئرڈ کیو مین اپنے ہاتہہ مین لیکر والد ماجد کے ہمراہ شکار کو جایا کرتا تہا۔ اس زمانہ مین ایک ایرگن (ہوائی بندوق) بہی میرے والد نے مجھے منگادی تہی جس سے مین نشانہ اندازی کی مشق کیا کرتا تہا۔ ایک مرتبہ مین نشانہ اندازی مین مشغول تہا اتفاق سے اوسوقت میری چہوٹی بہن سامنے آگئین اور ایرگن کی گولی اون کے پاؤن مین لگ گئی۔ اگرچہ اوس چہوٹی گولی سے اونکو کچھ ہرج نہین ہوا لیکن چونکہ میرے والد ماجد بڑے دور اندیش اور انجام بین تہے اونہون نے اس واقعہ سے خیال کیا کہ اس قسم کی بے احتیاطی کا اگر اسوقت انسداد نکیا جائے گا تو آیندہ خوفناک واقعات ضرور پیدا ہون گے۔

لہذا اس قصور کی سزا مین فوراً میری بندوق چہین لی اور ایک ہفتہ تک یابو کی سواری بہی موقوف کردی۔ اس موقع پر جو رنج اور صدمہ میرے دلپر گذرا وہ ایک زمانہ تک فراموش نہین ہوا۔ اور اس واقعہ نے میرے دل مین نہایت ہی مفید اثر پیدا کیا اور مجھے تمام عمر کے لئے محتاط بنادیا۔ مین ہمیشہ بندوق اور تفنگچہ سر کرتے وقت بے انتہا احتیاط کرتا رہا اور مین اپنے والد ماجد کے ایسی اصُول پر آجتک کاربند ہون۔

چنانچہ ۱۸۸۹ سنہ عیسوی مطابق سنہ ۱۳۰۷ ہجری مین جو کتاب موسوم بہ تفنگ یا فرہنگ مینے لکھی ہے اوس کے باب دوازدہم مین بندوق سے احتیاط کرنے کے بارہ مین بہت کچھ تحریر کیا ہے۔

پگ اسٹکنگ

سنہ ۱۸۶۱ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۷۸ ہجری مین میرے والد کی رجمنٹ تیسرا رسالہ حیدرآباد کنٹنجنٹ اورنگ آباد سے مومن آباد کو آیا یہہ مقام حیدرآباد سے ساٹھہ کوس کے فاصلہ پر مغرب کی جانب آباد ہے۔ اوسکی مردم شماری بارہ ہزار سے زیادہ ہے اوسکی شمالی طرف مین کچھہ دور پر دریاے گوداوری اور ایسے ہی جنوبی جانب مین دریاے مانجرا بہتا ہے جسکے سبب سے یہہ قطعہ نشیبی زمینون مین زیادہ سرسبز وشاداب ہے اس کے چارون طرف جنگل وغیرہ کثرت سے ہے شمال وجنوب بلکہ قریب قریب چارون طرف سے چھوٹے چھوٹے پہاڑی سلسلے دور تک چلے گئے ہین جن کے باعث انواع واقسام کے درند اور چرند اس نواح مین پاے جاتے ہین۔ یورپچہ اور خنزیر کا شکار اس مقام کا بہت مشہور ہے پگ اسٹکنگ یعنی خنزیر کو بہالہ سے شکار کرنا ہندوستان کے بہترین شکارون مین تصور کیا جاتا ہے۔

جیسے اس زمانہ مین یورپ کے بڑے بڑے معززین اور شاہزادے پگ اسٹکنگ کے لئے ہندوستان آتے ہین اور شمالی ہند جیپور جودہ پور آگرہ وغیرہ کی طرف اس شکار مین شریک ہوتے ہین ویسے ہی اوس زمانہ مین دکن مین اورنگ آباد ومومن آباد" دونون جگہ جنگلی خنزیرون کا بہالہ سے شکار کرنا بہت مشہور تہا۔

مومن آباد کی چھاونی مین رسالہ کے پہونچتے ہی شکار کا انتظام کیا گیا۔ یہہ قاعدہ

تھا کہ شکار سے قبل شکاری لوگ جانورون کی خبر لانے کے لئے جنگل کو بھیجوائے جاتے تھے جسوقت خبر آئی کہ جانور موجود ہین تو سب شکار دوست افسر گھوڑون پر سوار ہو کر جنگل کو جاتے اور ہانکا شروع کیا جاتا۔

جسوقت جانور اپنے مقامون سے نکلکر میدان کی طرف آتے تو اوسوقت افسر لوگ اپنے گھوڑے دوڑاتے اور اونکو بھالون سے شکار کرتے تھے۔

خنزیر کے شکاری کو فن سواری اور نیزہ بازی کی زیادہ مہارت درکار ہے اور گھوڑا بھی خوب دوڑنے والا اور جاندار اور سوار کے قابو کا ہونا چاہیے ورنہ یہ موذی جانور اکثر گھوڑے کو زخمی کر دیتا ہے اسکے علاوہ یہ بھی ہے کہ شکاریون مین باہم تقدم اور سبقت کا بڑا خیال ہوتا ہے۔ اونمین جو شخص اول بھالہ مارتا ہے اوسی کا اول نمبر شمار کیا جاتا ہے اول بھالہ معنے فرسٹ اسپیر چلانے کے لئے بہت کچھ سعی و کوشش کیجاتی ہے ناہموار زمین نالون اور پہاڑون مین گھوڑے دوڑاتے وقت اکثر گھوڑے گر جاتے ہین اور سوارون کے سخت چوٹین آتی ہین ایسے موقعون پر سوار کو فن سواری کی مشق اور گھوڑے کی شایستگی زیادہ بکار آمد ہوتی ہے۔ جب تک میرے والد کی رجمنٹ مومن آباد مین رہی ہفتہ مین ایک یا دو بار میرے والد ماجد چند احباب شکار دوست کے ہمراہ پگ اسٹکنگ کو ضرور تشریف لیجاتے تھے۔

ایک دن صبح کے وقت مومن آباد کی شمالی جانب سے شکار کی خبر آئی چونکہ شکار کا سامان مہیا رہا کرتا تھا اس خبر کے سنتے ہی میرے والد اور مسٹر والٹس اور مسٹر جانس

اور مسٹر فیجر لڈ شکار کو روانہ ہوے۔ مین بہی اپنے چہوٹے وکہنی یابو پر سوار ہوکر اونکے ساتہہ ہولیا۔ ہرچند میرے یابو کی باگ اوسوقت محمد رمضان کے ہاتہہ مین نہ تہی لیکن پہر بہی بیجا طور پر یا ناہموار زمین اور جنگل وغیرہ مین یابو کے دوڑانے کی نہیں سخت ممانعت تہی۔ یہہ پیش خدمت سایہ کی طرح میرے ساتہہ لگا رہتا تہا جو مجہے کمال ناگوار گذرتا تہا۔ صاحبان موصوف کے پہونچتے ہی جنگل مین ہانکہ شروع ہوا ایکا ایک سب صاحبون نے اپنے اپنے گہوڑے دوڑائے اور بہت جلد میری نظر سے غائب ہوگئے " مین بہی اون کے پیچہے پیچہے اپنا یابو دوڑاتا چلا گیا" جب مین کچہہ آگے پہونچا تو کیا دیکہتا ہون کہ ایک نالہ مین نہایت دلدل ہے اور اوس کے اوس پار مسٹر جانس مسٹر واٹسن میکر والد کے پاس کہڑے ہین" اور کرنل فیجر لڈ میرے والد کے کاندہون مین ہاتہہ دئے ہوئے اون کو زمین سے اوٹہا رہے ہین" جب مین نے اون کے پاس پہونچنے کے لئے نالہ سے گزرنا چاہا تو میرا یابو دلدل مین پہنس گیا آخر بمشکل اوس سے نکلا پہر مین آہستہ آہستہ دوسرے کنارہ سے اپنے والد کے پاس پہونچا۔ پہونچنے کے بعد مجہے معلوم ہوا کہ شکار کے پاس اوّل مسٹر جانس پہونچے لیکن اونکا گہوڑا اور اون کے بعد مسٹر واٹسن کا گہوڑا نالہ سے عبور کرتے وقت دلدل مین گر پڑا۔ اور اونکے بعد جب میرے والد وہان پہونچے تو اونکا گہوڑا ایسا بے طور گرا کہ اون کے سخت چوٹ آئی اور کالر بون (ہنسلی کی ہڈی) ٹوٹ گئی۔

مومن آباد میں پگ اسٹکنگ یعنے بھالہ سے خنزیر کا شکار

احمد بخش . جمعدار رسالہ اصحیہ میسٹ فوج (ا) . کمشو جان . مرزا ولایت علی بیگ رسالدار والد ماجد افسر الملک بہادر - مرزا محمد علی بیگ افسر الملک در سن ہشت سالگی -

صفحہ نمبر (۸)

شکار خنتر میں مرزا ولایت علی بیگ والد ماجد افسر الملک بہادر کا گھوڑے سے گرنا اور کرنل فجرل کا انکو زمین سے اٹھانا۔

مرزا محمد علی بیگ افسر الملک در سن ہشت سالگی۔ مرزا ولایت علی بیگ۔ کرنل فجرل۔ مسٹر جانس۔ مسٹر واٹسن

چونکہ مین نے اس سے پہلے شکار کا ایسا تماشا کبھی نہ دیکھا تھا میرے دل مین اوسکے دیکھنے کا اشتیاق جوش مار رہا تھا مینے جاتے ہی اون سے پوچھا کہ وہ جانور جسے آپنے شکار کیا ہے کہان ہے مسٹر جانس نے کہا وہ تو نکل گیا۔ جب ہم اس نالہ کے قریب پہونچے یکایک ہمارے گھوڑے گر گئے اور تمہارے والد کی کالر بون گرنے کے صدمہ سے ٹوٹ گئی اس واقعہ کے سننے پر بھی میرا خیال نہ بدلا مین شکار کے شوق مین ایسا محو تھا کہ پھر مین نے اون سے کہا کہ میرے والد تو اپنی کالر بون کے ٹوٹنے کے سبب سے شکار کا تعاقب نکر سکے آپ صاحبون نے شکار کو کیون نکلجانے دیا اور اوسکا تعاقب کیون نہ کیا اسپر مسٹر جانس نے بیساختہ جواب دیا اے ناشکرے لڑکے ہم تیرے والد کی خبر گیری مین رہے اسلیئے شکار کے پیچھے نہ جاسکے میری اوس کم سنی کے زمانہ کی یہ گفتگو اور صاحبان موصوف کے جواب بعد کو ایک لطیفہ ہوگئے۔ مدت دراز تک مسٹر جانس مسٹر والٹن نے میرے اس ریمارک کو یاد رکھا ہمیشہ محبت آمیز لب ولہجہ مین اوسکا ذکر ملاقات کے وقت کیا کرتے تھے۔

میرے والد کو سیر و شکار سے کچھ ایسی دلچسپی تھی کہ جب کچھ دنون کے بعد اون کو صحت ہوگئی تو پھر حسب عادت شکار کے شغل مین مشغول ہوگئے۔

تیندوے کا شکار

اسیطرح تیندوے کا شکار بھی مومن آباد کے قرب وجوار مین کثرت سے کیا

جاتا تہا شکاری لوگ اکثر تیندوے کی خبر لاتے اور میرے والد تشریف لیجا کے بندوق سے اوسکا شکار کیا کرتے تہے حسب عادت ایک روز شکاری لوگ خبر لاے کہ بوٹانا تہہ کے جنگل مین دو تیندون نے ایک گاؤن کے بیل کو مارا ہے اور وہ دونون ایک نالہ مین بیٹہے ہین۔

اس خبر کے سنتے ہی میرے والد ماجد نے شکار کا انتظام کیا اور ہانکہ والے اور بندوقین اور شکار کا جملہ سامان روانہ فرمایا اور خود مع مسٹر جانس و مسٹر والٹن اور مسٹر فیر فیلڈ کے شکار کو تشریف لے گئے جنگل مین پہونچتے ہی نالہ اور پہاڑون کے اطراف مین آدمی بٹہلادے گئے جب یہہ خبر آگئی کہ ہانکہ والے پہاڑ اور نالہ کے درمیان پہونچ گئے تو میرے والد ماجد سمت دست راست اور کرنل جانس اور کرنل والٹن وسط مین اور کرنل فیرفیلڈ جانب دست چپ بندوقین لیکر کہڑے ہوگئے نالہ کے دونون طرف درختون پر آدمی بٹہلادے گئے اور وہ شتر سوارلین مین کہڑی کردے گئے کہ تیندوے کی نقل وحرکت کو اونٹ پر سے دیکہتے رہین اور صاحبان موصوف کو فوراً اطلاع دین۔ اوسوقت مجہے بہی پہاڑ کے ایک ایسے بلند مقام پر کہڑا کردیا گیا تہا کہ سارا جنگل نظر آتا اور مین شکار اور شکار کہیلنے والون کے حالات کا خاطرخواہ تماشہ دیکہہ سکتا تہا۔

غرض ہانکہ شروع ہوا تہوڑی دیر کے بعد ایک تیندوا پہاڑ سے نکلکر مسٹر والٹن کے سامنے آیا اونہون نے اوسپر گولی چلائی تیندوا مجروح ہوکر نالہ کے کنارہ ایک

گنجان جہاڑی مین گہسکر بیٹہ گیا۔ ہانکہ والے یہہ دیکہکر اوسکی طرف بڑہے۔ جب شتر سوار
اوس جہاڑی کے قریب ہوکر گزرے تیندوے نے اونٹون کو دیکہتے ہی اپنی جا
سے جست کی اور ایک اونٹ کی گردن پکڑ لی اونٹ اس بلاے ناگہانی مین پہنستے
ہی سخت گہبرایا اور اس نے اوچہلنا کودنا لاتین مارنا شروع کیا یہانتک کہ زین کی تنگ
ٹوٹ گئے شتر سوار اور زین دونون زمین پر گرگئے مگر تیندوے نے اونٹ کی گردن
نچہوڑی اور اوسے لپٹا ہی رہا اونٹ اس کشمکش سے بے دم ہوگیا گردن نیچے ڈالدی
اور قریب تہا کہ اوسکا کام تمام ہوجاے مگر سیف اللہ خان جمعدار اوسوقت قریب
مین تہے اونہون نے بڑہکر تیندوے پر بندوق چلائی تیندوا زمین پر گرگیا اونٹ کو
جو اوس سے نجات ملی تو وہ اس وحشت اور گہبراہٹ سے بہاگا کہ کئی ہانکہ والے
اوسکی چپیٹ مین آگئے اس اثنا مین دوسرا تیندوا اپنی جگہ سے اوٹہکر آہستہ آہستہ سیدہا
میرے والد ماجد کی طرف چلا آپنے دیکہتے ہی اوسپر گولی چلائی تیندوا زخمی ہوکر ہانکہ
والون کی طرف واپس ہوگیا چونکہ اونٹ اور تیندوے کی گڑبڑ سے تمام ہانکہ والے
پراگندہ اور منتشر ہوگئے تہے تیندوا جب اون کے قریب پہونچا تو اونہون نے شور
وغل مچایا۔

کریم خان نامی ایک سپاہی نالہ کے کنارہ ایک درخت پر بیٹہا ہوا تہا تیندوے
کی نظر کہین اوسپر جا پڑی اوس نے آدمی کو اپنی زد پر دیکہکر اوسپر جست کرکے پکڑ لیا اور
زخمی کرڈالا مگر کریم خان اور تیندوا دونون درخت پر سے کچہہ ایسے بے ترکیب زمین پر

گرے کہ تیندوا گھبراہٹ سے اوس مجروح سپاہی کو چھوڑکر ایک گنجان جھاڑی مین جا گھسا چونکہ تھوڑی ہی دیر مین دو تیندون سے ایک اونٹ اور ایک آدمی زخمی ہوچکا تھا اب اوسکے پاس جانیکی کسیکو جرات نہوئی۔

میرے والد ماجد جو نالہ کے کنارہ تیندوے کے انتظار مین بندوق لیے کھڑے تھے جب ہانکہ کو دیر ہوئی تو انہون سنے اردلی کو آگے بھیجکر کیفیت دریافت کی معلوم ہوا دو تیندوے نالے سے نکلے ایک نے اونٹ کو زخمی کیا اور اوسکو سیف اللہ خان نے مار لیا اور دوسرے کے حملے سے کریم خان سپاہی مجروح ہوا ہے اوسکے دہنے پاؤن اور بایئن مونڈھے مین سخت زخم آے ہین اور یہہ تیندوا نالہ کے درمیان جہان گنجان جھاڑی اور لانبی گھاس ہے بیٹھا ہوا ہے ہانکہ والے اوسکی طرف خوف سے نہین جاسکتے یہہ سنتے ہی میرے والد نے اپنے اردلی کو ساتھہ لیا اور جھاڑی کی طرف تیندوے کی تلاش مین گئے راستہ مین کریم خان کو دیکھا کہ دھوپ مین زخمی بیہوش پڑا ہے آپنے نہایت توجہ سے پہلے اوسکے آسایش کی تدبیر کی اور چند گانون والون کو طلب کرکے اپنے اردلی کے ساتھہ اوس مجروح کو قریب کے گانون کیطرف بھیجدیا اور خود تن تنہا تیندوے کی جستجو مین آگے بڑھے تھوڑی دور پہونچے تھے کہ ایک سپاہی نے درخت پر سے اشارا کیا کہ تیندوا آپکے سامنے جھاڑی مین بیٹھا ہوا ہے آپ اوس جھاڑی کے سامنے کھڑے ہوگئے اور ہانکہ والون کو اشارا کیا کہ اوسے جھاڑی سے باہر نکالین لیکن یہہ لوگ ایسے خوف زدہ ہوگئے تھے

کہ کوئی جہاڑی کے نزدیک جانے کی جرات نکرتا تہا ہانکہ والون کی جب یہ کیفیت ملاحظہ کی تو میرے والد خود آگے بڑہے جہاڑی بہت گنجان تہی صاف نظر نہ آتا تہا میرے والد تیندوے کے اتنے قریب پہونچ گئے کہ مجروح درندہ نے اپنی جگہ سے جست کرکے اون پر حملہ کیا"۔ انہون نے بڑے استقلال کے ساتہہ نہایت سرعت سے اوسپر گولی چلائی جس سے اوس کا نیچے کا جبڑا ٹوٹ گیا مگر وہ بہی ایک چشم زدن مین جست کرکے اونپر آہی پڑا شکار اور شکاری مین ایسی کشمکش ہوئی کہ دونون زمین پر گر پڑے۔

تیندوے نے ہر چند چاہا کہ منہ سے سر کو پکڑے مگر نیچے کا جبڑا ٹوٹنے کیوجہ سے گرفت نہو سکی تاہم اوس کے ناخنون سے گردن اور مونڈہون مین گہرے زخم آئے اسی اثنا مین آپ کا اردلی حیدر بیگ نامی پہونچ گیا۔ اور اوس نے تیندوے پر تلوار کا ایک وار کیا اودہر نیلم بنجاری گتّے نے دوڑکر تیندوے کی ران پکڑلی جس سے تیندوے نے مجبور ہوکر میرے والد کو چہوڑ دیا اور چند قدم پر جاکر گر پڑا۔

تیندوے کے جو ناخن آپ کی گردن اور مونڈہون مین لگے تہے اونکے زخمون سے خون اسقدر نکلا کہ آپ پر بیہوشی طاری ہوگئی اور ہمراہی کی لوگ قریب کے گاون سے چارپائی منگا کے اوسپر آپکو مکان کو لائے۔

چونکہ تیندوے کے ناخنون مین سمیت ہوتی ہے اون کے زخمون سے

صفحہ نمبر (۱۴)

مرزا ولایت علی بیگ والد ماجد افسر الملک بہادر پر تیندوہ کا حملہ کرنا۔
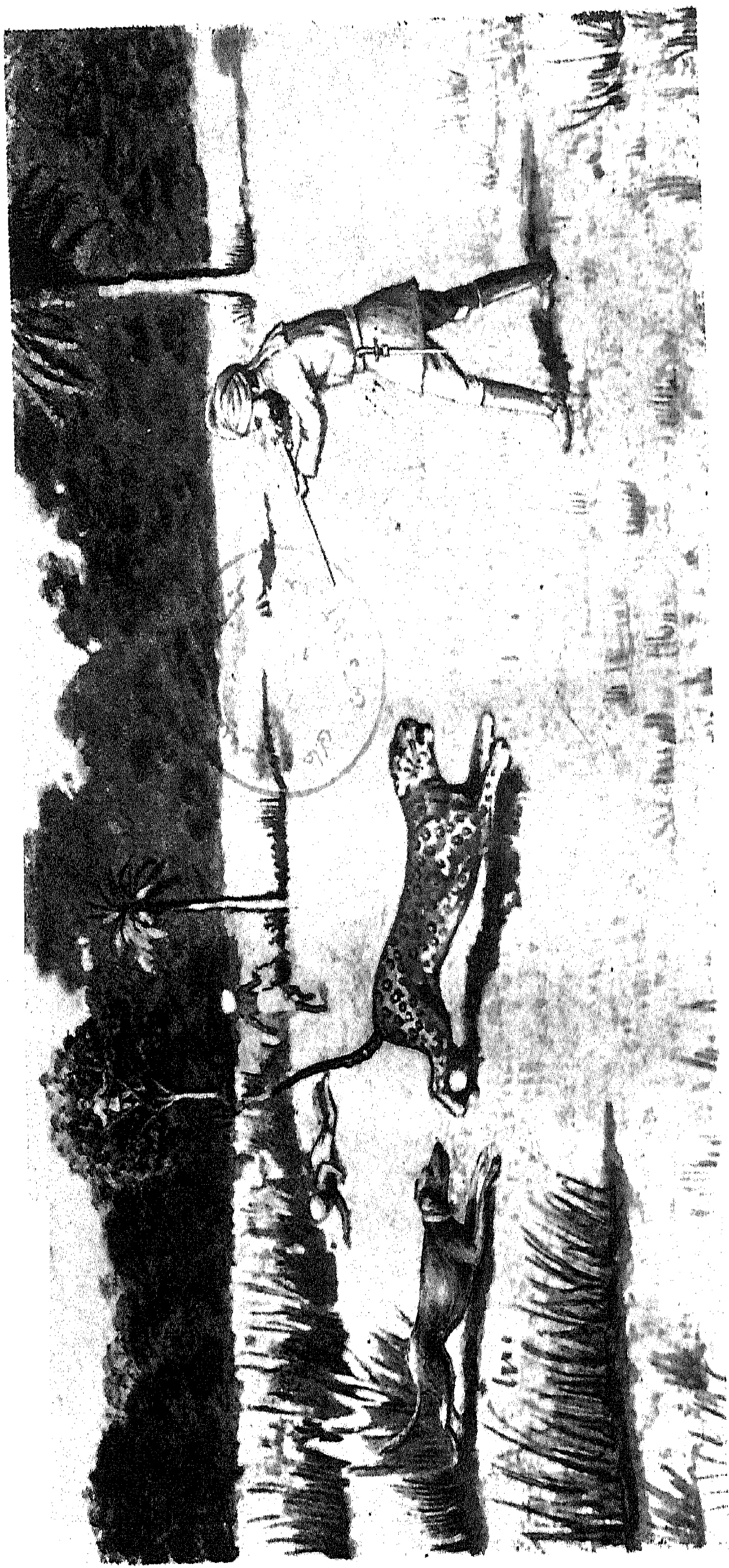
کئی مہینے تک آپ کو تکلیف رہی لیکن جب زخم مندمل ہو گئے تو پہر وہی شکار تہا اور آپ تہے۔ بارش کے موسم مین چار مہینے تک ہر ہفتہ مین ایک دو بار سب شکار دوست افسر پگ اسٹکنگ کو ضرور جایا کرتے اور مین بہی ہمیشہ اون کے ہمراہ رہکر شکار کا تماشا دیکہا کرتا۔

ریچہہ کا شکار

کچہہ زمانہ کے بعد حیدرآباد کنٹنجنٹ کا تیسرا رسالہ ہنگولی چلا گیا یہہ مقام باسم کے جنوب مین برار کی مغربی سرحد کے قریب واقع ہے اور ان دونون مقاموں کے درمیان گنگا بہتی ہے جسکے سبب سے ملک خوب سرسبز و شاداب ہے۔ روئی کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے چنانچہ آجکل تو یہہ مقام پنبہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی تجارت گاہ مانا جاتا ہے۔ ہنگولی کے شمالی حصہ مین بڑا جنگل ہے جہان ریچہہ بکثرت رہتے ہین۔ یہہ جانور بڑا سخت جان ہوتا ہے اس ملک کا ریچہہ گوشت خوار نہین ہوتا صرف درختون کی جڑون اور پہلون پر گذارا کرتا ہے اس سبب سے کسی جاندار پر شکار کی غرض سے حملہ نہین کرتا مگر جنگل کے چلنے پہرنے والون کو بہت ایذا پہونچاتا ہی اگر اسکو بہالہ سے شکار کرین تو سوار کو گہوڑے پر سے اوتار کر سخت صدمہ پہونچاتا ہے بہالہ سے ریچہہ کو شکار کرنا بڑا خطرناک کام ہے اس کے لئے شکاری کو چالاک و چست اور نہایت عمدہ سوار ہونا ضرور ہے اور گہوڑا بہی نڈر اور خوب دلیر ہونا چاہیئے

ہنگولی کے جنگل مین مہوا بکثرت ہوتا ہے جن دنون مین مہوا پک جاتا ہے۔ تو ریچھون کی عادت ہے کہ سر شام کہانے کو نکلتے ہین اور کچھ اندہیرے سے پہاڑی مقامات پر اپنے مسکنون کو پلٹ جاتے ہین۔

میرے والد ریچھون کے شکار کے لئے علی الصباح نکلتے اور چند احباب شکار دوست کے ساتھ اندہیرے ہی مین ایسے مقامات مین پہونچ جاتے جہان سے ریچھ مہوا کہانے کے بعد پہاڑون کو واپس جاتے تہے اوسوقت جیسا موقع اور وقت کا تقاضا ہوتا کبہی تو بہالہ سے اونکا شکار کہیلتے اور کبہی گہوڑا دوڑا کے پاس جاتے اور بندوق سے اونکو مارتے تہے۔

ایک روز قبل از صبح صادق ایسے وقت مین کہ چاندنی رات کچھ کچھ باقی تہی میرے والد اور چند شکار دوست لوگ حسب عادت کہڑے ہوے ریچھون کا انتظار کر رہے تہے کہ مہوا کہا کر تین ریچھ پہاڑون کو واپس آتے ہوے نظر آئے ایک شخص نے جو اسی غرض سے درخت پر بیٹہا یا گیا تہا ریچھون کے آنے سے مطلع کیا سب شکاری جنکی تعداد قریب پندرہ کے تہی اونکے تعاقب مین چلے صبح کی روشنی ابہی اچہی طرح نہونے پائی تہی انہون نے دیکہا کہ ریچھ ندی کے کنارہ کنارہ پہاڑون کی طرف جا رہے ہین۔ چونکہ زمین ناہموار اور جا بجا پتہریلی تہی اور نالون کے نشیب و فراز تہے اسلئے گہوڑون کو چلنا سخت مشکل تہا دو تین میل گہوڑے دوڑانے کے بعد تین اسپورٹس مین صرف میرے والد اور سیف اللہ خان

جمعدار اور ایک اردلی باقی رہگئے اور دوسرے شکاریون کے گھوڑے آگے نہ بڑھ سکے تھوڑی دور آگے بڑھ کے سیف اللہ خان جمعدار کا بھی گھوڑا گر گیا اور اردلی بھی اونکے پیچھے رہگیا۔

اب صرف میرے والد ہی تن تنہا ریچھون کے تعاقب کے لئے باقی رہگئے اور چار میل کی مسافت طے کرنے کے بعد انہون نے ریچھون کو جا لیا۔

جسوقت ریچھون کے قریب پہونچے فوراً اپنے گھوڑے کو روک کر ریچھون پر گولیان چلائین۔ پہر گھوڑے پر بندوق بہر کے ریچھون کا تعاقب کیا۔ اور جب اون کے نزدیک پہونچ گئے تو اپنے گھوڑے کو روک کے اونپر بندوق فیر کی چنانچہ پہاڑون مین پہونچنے کے قبل ہی آپنے دو ریچھ مار لئے مگر تیسرا ریچھ زخمی ہوکر پہاڑ مین چلا گیا اور ایک غار مین چھپ کر بیٹھ گیا آپ گھوڑے پر سے اوترکر پیادہ پا اوس غار مین گئے ریچھ اپنے دشمن کو دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اوٹھا اور اونپر حملہ آور ہوا۔ عین حملہ کے وقت آپ نے فوراً اوس کے سینہ مین گولی ماری وہ ریچھ اوسی جگہ گر پڑا تینون ریچھ جنکا تعاقب کیا گیا تھا مارے گئے۔

اس قسم کے واقعات بار ہا ہوا کرتے تھے۔ ریچھ کا شکار بندوق سے اکثر لوگ پیادہ پا کیا کرتے تھے لیکن گھوڑا دوڑا کر ریچھ کے قریب پہونچنا۔ اور بندوق سے اوسکو مارنا اور بھالہ سے ریچھ کو شکار کرنا میرے والد ہی کی ایجاد ہے۔
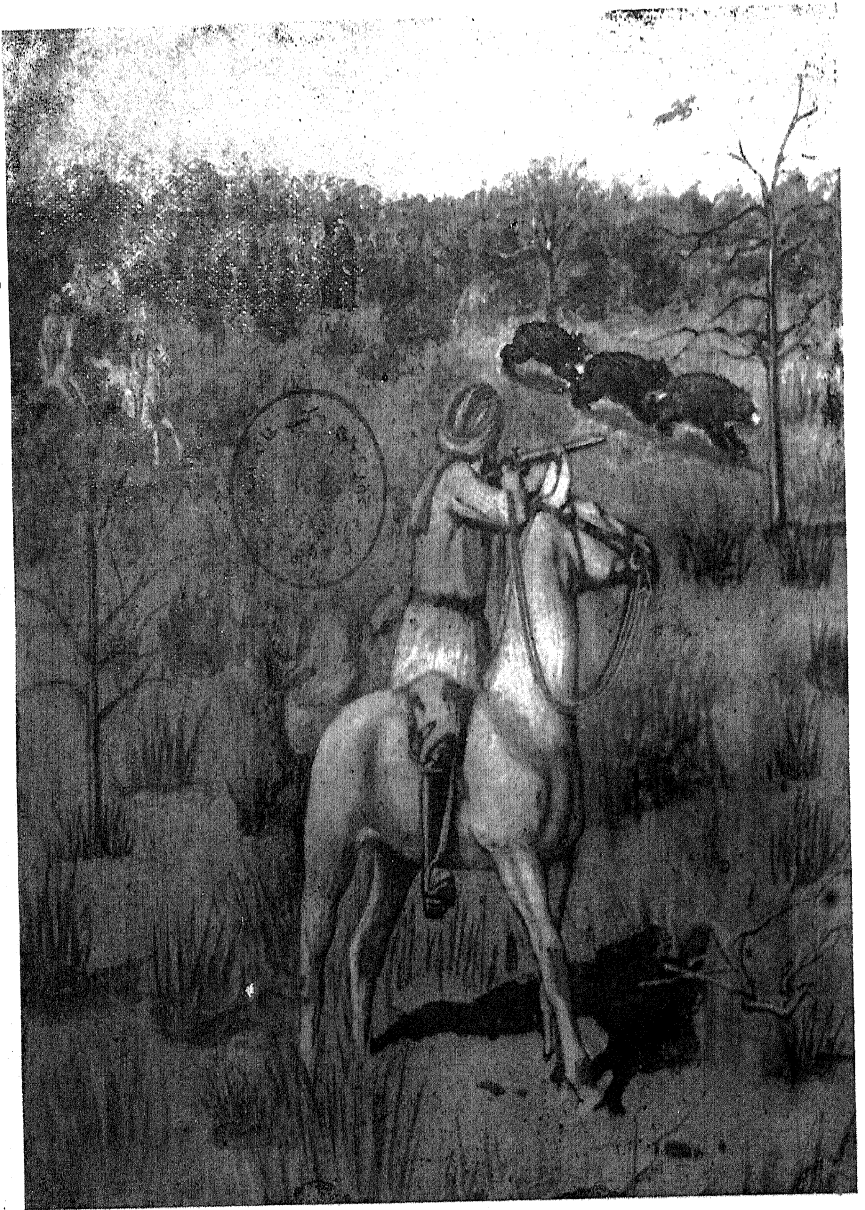
افسر الملک بہادر کے والد ماجد مرزا ولایت علی بیگ کا ریچھوں کو شکار کرنا۔

ایام غدر مین میرے والد کا تیسرے رسالہ حیدرآباد کنٹنجنٹ کے ساتھ ہندوستان جانا اور ایک سال سے زیادہ رہکر خدمات لائقہ کا انجام دینا

۱۸۶۳ء عیسوی مطابق ۱۲۷۹ ہجری مین جبکہ میری عمر گیارہ سال کی تہی۔
جنرل ملزون صاحب چہاونی مومن آباد کے رجمنٹ کے انسپکشن کے لئے آئے
ہوئے تہے میرے والد باجمع دوسرے افسران فوج کے اون کی ملاقات
کو گئے اور مجہے بہی اپنے ہمراہ لے گئے اوسوقت میرے والد کی کمر مین ایک
زرنگار عباسی تلوار تہی۔

جنرل صاحب موصوف نے اثنائے گفتگو مین میرے والد سے پوچھا کہ یہ
تلوار آپ کو کہان سے ملی انہون نے فرمایا کہ ایام غدر مین خدمات لائقہ خصوصاً
جہانسی کی لڑائی مین جو کارہائے نمایان مجہہ سے وقوع مین آئے تہے اونکے
صلہ مین سرہیوروز صاحب نے یہہ تلوار بطریق یادگار مجہے عنایت فرمائی ہے جنرل
صاحب نے میرے والد سے کہا کہ اگر آپ کو تکلیف نہو تو اوس لڑائی کا کچھ احوال
بیان کیجئے جسکے صلہ مین آپکو یہہ تلوار ملی ہے۔
آپنے جہانسی کی لڑائی اور حیدرآباد کنٹنجنٹ کے رسالہ سے جو لڑائی ہوئی تہی

اور اوس کے بعد سر ہیو روز صاحب نے پچاس سوارون سے آپ کو دشمن کی خبر لانے کو بھیجا تہا اور جہانسی کے چار سو سوارون نے اونہین گھیر لیا تہا اور آپنے دشمن کے چند آدمیون کو بہالے سے مارا اور بجز ایک سوار کے جو اتفاق سے مارا گیا آپ اپنے کل ہمراہیون کو سلامت نکال لائے تہے سب احوال بالتفصیل جنرل صاحب موصوف سے بیان کیا - مین یہہ قصہ بیٹھا ہوا دل لگا کر سنتا رہا -

جنرل صاحب کی ملاقات سے مکان پر واپس آنے کے بعد مین نے اپنے والد ماجد سے عرض کیا کہ اوس لڑائی کی کیفیت آپ پہر بیان فرمائے آپنے کہا کہ دفعدار علی شیر خان جو اسوقت میرے اردلی مین رہتے ہین اوس لڑائی میرے میرے پاس حاضر تہے اون سے پوچھو وہ سب احوال اوس لڑائی اور نیز اون کل لڑائیون کا مفصل بیان کر دین گے جنمین ایام غدر کے پر آشوب زمانہ مین ایک سال سے زیادہ مین شریک رہا ہون -

مین نے علی شیر خان سے اون لڑائیون کی کیفیت پوچھی اونہون نے کل احوال مفصل طور سے بیان کیا - سب نے دل لگا کر اونکو سنا ایک بار ہی نہین بلکہ ایک ایک لڑائی کی کیفیت دو دو تین تین بار مین اون سے پوچھتا اور اون کی زبانی سنتا تہا - اوس وقت کے وہ کل واقعات مجھکو اتبک یاد ہین -

علی شیر خان کے زبانی بیان کے سوا ایام غدر کے اکثر واقعات پر مجھکو اوس ڈائری سے زیادہ تر اطلاع ہوئی جسکو میرے والد ماجد نے ایام غدر مین اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور اکثر واقعات بقید تاریخ اوسمین درج کئے تھے اور میجر برٹن کی مولفہ تاریخ حیدرآباد کنٹنجنٹ جو ۱۹۰۵ء عیسوی مین لکھی گئی ہے اوس کے مطابق تھے لہذا مین آغاز غدر کی مختصر کیفیت اور انگریزی فوج کے ساتھ حیدرآباد کنٹنجنٹ کی روانگی اور اون چند لڑائیون کا احوال جنمین میرے والد ماجد شریک رہے تھے اس موقع پر تحریر کرتا ہون۔

۱۰ ارمئی ۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ۱۵ رمضان ۱۲۷۳ھ ہجری کو میرٹھ مین انگریزی فوج نے بغاوت آغاز کی جسکی خبرین تار برقی کے ذریعہ ہندوستان مین چارون طرف متواتر بھیجی گئین اور عام طور سے ہر جگہ اسکی شہرت ہوگئی۔

اوسی زمانہ مین ناصر الدولہ بہادر فرمانروائے دکن کا انتقال ۱۸ مئی ۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ۲۳ رمضان ۱۲۷۳ھ ہجری کو ہوگیا اور نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان اون کے خلف الصدق تخت حکومت پر اونکے جانشین ہوئے۔

سالار جنگ بہادر اولی ۱۸۵۳ء عیسوی سے سلطنت دکن کے مدار المہام تھے جنکی دانشمندی اور دور اندیشی ریاست کے انتظامی امور اور مہمات ملکی مین مشہور تھی۔

جب بغاوت میرٹھ کی خبرین حیدرآباد مین پہونچین تو بعض بے چین طبیعتین

فتنہ وفساد کی طرف مائل ہوئین۔ مگر افضل الدولہ بہادر نے نواب سالار جنگ اور میجر ڈیوڈسن رزیڈنٹ حیدرآباد کے مشورہ سے ایسا شایستہ انتظام کیا کہ اس قلمرو مین فوراً سکون ہوگیا اور ہر طرح کا امن قایم رہا۔ بمبئی مین اوسوقت لارڈ الفنسٹن گورنر تھے اونہون نے اپنی فراست اور انجام بینی سے یہہ باور کر لیا تہا کہ وسط ہند مین بہی شورش بغاوت پہیلے گی۔ اس لئے چاہا کہ ایسا انتظام کیا جاے کہ آگرہ اور بمبئی کے درمیان راستہ بند نہونے پاے۔

اسی زمانہ مین میجر ڈیوڈسن نے سرکار نظام کے مشورہ سے حیدرآباد کنٹنجنٹ کا ایک برگیڈ بنایا جسمین حیدرآباد کے تین رسالہ اول سوم چہارم اور دو پلٹنین سوم و پنجم اور تین توپخانے تہے۔

اس برگیڈ کی کمانڈ پر جنرل وڈیرن مامور کئے گئے اور اونکو حکم دیا گیا کہ حیدرآباد کنٹنجنٹ کی مختلف چہاونیون سے یہہ فوج روانہ ہوکر مقام اورنگ آباد مین جمع کی جاے اس حکم کی بنا پر میرے والد کا رسالہ بہی کپتان جان آر صاحب کے زیر کمانڈ اورنگ آباد پہونچا۔ اس موقع پر کرنل وڈیرن بیمار ہوگئے اور برگیڈ کی کمانڈ جنرل اسٹوارٹ صاحب کے تفویض ہوئی۔

۱۲ جولائی ۱۸۵۷ء عیسوی کو حیدرآباد کنٹنجنٹ کی برگیڈ اورنگ آباد سے کوچ کرکے بیس روز مین مقام مئو کو پہونچی۔ اس مقام پر انگریزی چودہوین پلٹن اور علاقہ بمبئی کی دیسی ایک پلٹن اور انگریزی ایک توپخانہ اس فوج مین اور شامل ہوگیا پہر

اس تمام برگیڈ کا زیر کمان جرنل سٹوارٹ کے آسیر گڈہ کی جانب کوچ ہوا جو برہان پورسے بارہ میل کے فاصلہ پر ممالک متوسط مین ایک بڑا مضبوط اور مشہور قلعہ ہی۔ بارش کا موسم تہا مینہہ ہر روز برستا تہا۔ بعض اوقات ایک ایک ہفتہ علی الاتصال بارش کی جہڑی لگی رہتی تہی مگر اسپر ہی تمام فوج بارانیان اوڑہے ہوئے شب و روز منزل بمنزل چلی جاتی تہی۔

اگر بارش یا دہوپ کے وقت کیمپ مین اوترتے تو باراني کو راوٹی کے طور پر کہڑا کر لیتے تہے۔ سپاہی اور اوسکے ہتیار اور گہوڑے کا کل سامان دہوپ اور پانی سے محفوظ رہتا تہا اگر پیدل سپاہی اوڑہ لیتا تو سر سے لیکر ٹخنون تک چہپ جاتا اور پانی سے اوسکو کچہہ ضرر نہ ہوتا تہا۔

باراني کے سامنے دو بکسوے لگے رہتے تہے سوار ہوتے وقت اون بکسونکا تسمہ کمر مین باندہ لیا جاتا تہا۔ باراني مین اگرچہ نقص تہا تو یہی تہا کہ بارش کے وقت پانی سے بہیگ کے بہت وزنی ہو جاتی تہی اگر اس عیب سے قطع نظر کرکے دیکہا جائے تو باراني کی مذکورہ بالا جتنی خوبیان تہین وہ نہایت بکار آمد اور اہل فوج کے لئے زیادہ مفید تہین مین خیال کرتا ہون کہ اس بکار آمد باراني کے کثیر المنافع ہونے سے غالباً اکثر لوگ اس زمانہ مین کم واقف ہون گے کیونکہ اس زمانہ مین فوجی تہذیب اور اوسکی ہر قسم کی شایستگی کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ اور پچہلے زمانہ کے سامان وغیرہ فوجی مین انواع و اقسام کے تغیرات اور تبدیلیان
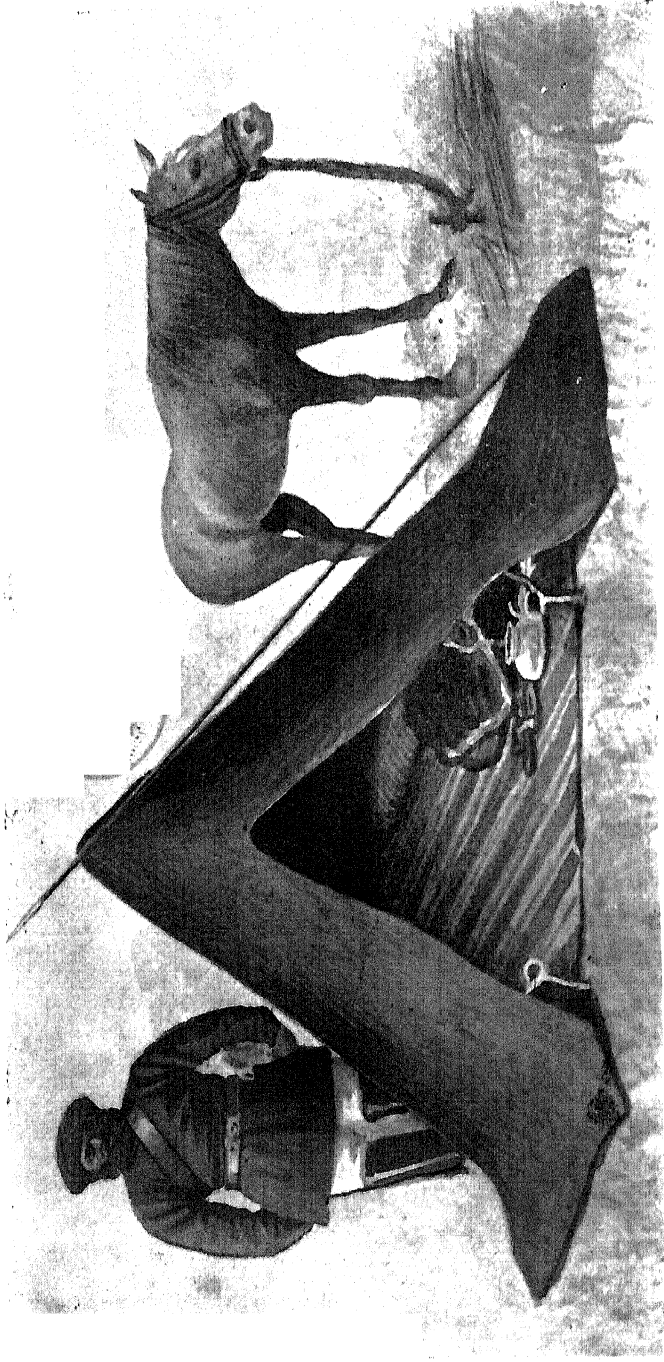
حیدرآباد کنٹجنٹ کے سوار کا موسم بارش میں اپنی بارانی کو راوٹی یعنے خیمہ کے موافق استعمال کرنا..

ایام غدر ہندوستان میں حیدر آباد کنٹنجنٹ کے سوار کا مارچنگ آرڈر یونی فارم

ہو رہی ہین غدر سے بعد اجنک انڈین آرمی کے ڈریس اور ہتیارون مین روز افزون اصلاح ہوتی جاتی ہے میری یاد مین اسوقت تک سپاہیون کے ڈیرون اور باران کوٹ وغیرہ کی متعدد شکلین بدل چکی ہین اور مختلف قسمون کے باران کوٹ اور کلوک کیکے بعد دیگرے بدلے گئے ہین۔ جنوبی افریقہ اور چین کی جنگ کے بعد سے برٹش وارم کوٹ اور ہلکا میکنٹاش یعنے واٹر پروف سب سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے لیکن تجربہ کار قدیم سپاہیون کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اوس بے سروسامانی کے زمانہ مین جبکہ نہ ٹرانسپورٹ کا انتظام تہا نہ خیمے تہے اور نہ سرکاری بار برداری کا بندوبست تہا تو یہہ بارانی ایام غدر مین واٹر پروف اور راوٹی دونون کا نہایت اطمینان بخش کام دیتی تہی۔

غرضکہ دشمن کے مقابلہ کے واسطے دوسوارون مین ایک یابو کے ساتہہ حیدرآباد کنٹنجنٹ کے رسالے بڑی بڑی منزلین طے کرتے ہوئے جارہے تہے مین نے اپنے والد سے اکثر سنا ہے کہ کیمپ مین پہونچنے کے بعد دو تین گہنٹے تک کبہی باربرداری کا انتظار کرنا پڑتا تہا۔ اودہر کیمپ مین پہونچے ادہر جوڑی کا سائیس اور یابو بہی آکر کیمپ مین داخل ہوگیا۔

آسیر گڈہ پہونچنے کے قبل دریافت ہوا کہ دشمن کی فوج وہان سے مندسور کی طرف کوچ کرگئی ہے۔

کپتان جان آر نے میرے والد ماجد کو چوبیس سوار دیکر دشمن کی خبر لانے کے

واسطے مندسور کی طرف بہیجا آپ فوراً اوسطرف روانہ ہوگئے۔ راستہ مین دیکہتے کیا ہین کہ دہار کے مقام پر دشمن کی فوج جمع ہورہی ہے آپنے اونکے حالات کما حقہٗ دریافت کئے اور ایک سو بارہ میل مسافت تین روز کی آمد و رفت مین طے کر کے اپنے کیمپ مین واپس آگئے دشمن کی فوج توپون کی تعداد رسالہ اور پلٹن کی تفصیل راستہ اور زمین کی ہمواری اور ناہمواری کی حالت سے جنرل صاحب کو تشفی بخش اطلاع دی۔

جنرل اسٹوارٹ صاحب جو اپنی ہمراہی فوج لیکر ایام بارش مین الہ آباد کی طرف چلے گئے تہے بارش کے بعد سرکش زمیندارون کی سرکوبی کرتے ہوئے دہار کے قریب کپتان جان آر کے لشکر سے آملے۔

اونکے پہونچتے ہی جنگی کارروائی کا طرز جو پہلے اختیار کیا گیا تہا فوراً تبدیل کر دیا گیا اور دہار کے راستہ سے مندسور کی طرف جو اندورسے اندازاً بیس میل کے فاصلہ پر مغربی جانب واقع ہے کوچ کر دیا۔

سنٹرل انڈیا مین دہار بہی ایک ہندو راجہ کی ریاست تہی راجہ اوسوقت کم سن لڑکا تیرہ سالہ تہا مگر اوسکی مان اور مامون نے بغاوت پر کمر باندہی تہی اور جنگ پر آمادہ تہے۔

اکتوبر ۱۸۵۷ عیسوی کو انگریزی فوج دہار کے قریب پانچ میل کے فاصلہ پر جاکے خیمہ زن ہوئی۔

شام کے وقت افسران فوج نے باہم مشورہ کرکے لڑائی کا طرز کارروائی قرار دیا اور صبح کو اوسکے مطابق صف آرائی کی گئی۔

دشمن کی فوج نے شہر دہار کے جنوبی سمت فراہم ہونا شروع کیا اور صبح کے آٹھ بجے تک اپنی چار برنجی توپین ایک بلند ٹیکری پر چڑہا دین اور سرکار انگریزی کی فوج پر فیر کرنے لگے۔ اسکے ساتھہ ہی ساتھہ اونکی پلٹنین بہی آگے بڑہین اور رسالہ بہی دست راست کی طرف سے گہوم کر انگریزی فوج کے عقب مین آیا اور حملہ کا ارادہ کیا جنرل اسٹوارٹ صاحب نے دشمن کی کارروائی کے آغاز ہی مین حیدرآباد کنٹنجنٹ کے توپخانہ کو حکم دیا کہ آگے بڑہکر ایک بلند جگہہ پر اپنا پوزیشن لے۔ اور اوسکے توپخانہ پر فیر کرنا شروع کردے اور اپنی پلٹن کو غنیم کی پلٹن کی طرف بڑہایا۔ اس کے ساتھہ ہی ساتھہ کپتن جان آر کو حکم دیا کہ تیسرے رسالہ کا ایک اسکواڈرن لیکر توپون پر حملہ کرین اور باقی دو اسکواڈرن غنیم کے رسالہ کے مقابلہ کو جائین۔

میرے والد ماجد اوسوقت اوس اسکواڈرن مین تہے جسکو توپخانہ پر حملہ کرنے کے لیئے حکم دیا گیا تہا وہ اپنی اسکواڈرن کو لیکر مخالف کے توپخانہ پر چلے اور سپاہیون کو حکم دیا کہ آپسمین تہوڑا تہوڑا فاصلہ رکہکر حملہ کرین اور جسقدر نزدیک ہوتے جائین اوسیقدر باہم ملتے جائین۔ سپاہیون نے اپنے افسر کے حکم کی تعمیل کی اور سیدہا توپخانہ پر حملہ کیا۔

چونکہ انگریزی توپخانہ کی توپین غنیم کے توپخانہ پر برابر فیر کررہی تہین گولونکی

زد سے غنیم کی دو توپین بالکل بیکار ہو گئین اور باقی توپون سے چند فیر کئے تھے کہ حیدرآباد کنٹنجنٹ کے والا ہدروں نے طرفۃ العین مین دشمن کی توپون کا محاصرہ کرلیا اسی اثنا مین غنیم کی پلٹن کو بھی وسط مین ہزیمت ہوئی اور جب انگریزی توپخانہ کو مخالف کے توپخانہ کے مقابلہ سے فرصت ملی تو اوس نے اپنی توجہ غنیم کے رسالہ پر کی۔ دشمن کا رسالہ انگریزی توپخانہ اور رسالہ کی تاب مقاومت نہ لاکر بھاگا اور تمام باغی قلعہ دہار مین جا چھپے۔

۲۵ اکتوبر ۱۸۵۷ء عیسوی مطابق ربیع الاول ۱۲۷۴ھ ہجری کو قلعہ کا محاصرہ شروع ہوا چھ دن کے بعد محصورین قلعہ چھوڑ کر فرار ہو گئے اور انگریزی فوج نے اونکا تعاقب کیا۔

میرے والد ماجد اور کپتان جان آر اور کپتان ڈوکر نے اس لڑائی مین بھالون سے بڑا کام لیا مخالف کے متعدد سپاہیون کو بھالہ سے مارا اور یہہ ثابت کردیا کہ بھالہ رسالہ کی لڑائی مین نہایت بکار آمد حربہ ہے۔

رسالہ اور پلٹن دونون کے دو طرفہ حملون سے دشمن کی سپاہ کو بہت نقصان پہونچا دشمن کے پندرہ سپاہی مقتول اور کثرت سے مجروح ہوئے۔ اور حیدرآباد کنٹنجنٹ کے صرف دو سپاہی مارے گئے اور چھ سپاہی زخمی ہوئے انگریزی فوج شام تک دشمن کے تعاقب مین مصروف رہی اور سر شام اپنے کیمپ کو واپس آئی۔

جسوقت یہہ فوج باغیون کے سرکوبی کو روانہ ہوئی تہی اوسوقت گرم موسم تہا سردی کا نام نہ تہا چونکہ دشمن کو فرصت نہ دینے کی غرض سے عجلت درکار تہی اسوجہ سے فوج نے سرمائی لباس کا کچہ انتظام نہ کیا تہا۔ راستہ مین بارش شروع ہوئی اور وہان پہونچتے پہونچتے ختم ہوگئی اور اس کے ساتہہ ہی ساتہہ سرما کا موسم آگیا فوج کو سردی سے نہایت تکلیف اوٹہانی پڑی۔ لیکن رسالہ کنٹنجنٹ کی سپاہ اکثر دکن کی مہمات مین رہکر کچہہ ایسی گرم و سرد آزمودہ ہوگئی تہی کہ سردی و گرمی و بارش کی کچہ پروا نکرتی شب روز اپنی سرکار کی خدمت گزاری مین بدل وجان مصروف رہتی اور بڑی جانفشانی اور خیرخواہی سے اپنے فرائض کو ادا کرتی تہی۔

جب باغیون کو دہار مین شکست فاش پہونچی تو وہ مندسور مین پناہ گزین ہونے کی غرض سے چار توپین لیکر فرار ہوگئے اور مہدی پور کی چہاونی پر حملہ کرکے کچہہ توپین اور میگزین وہان سے لیکر چلتے ہوئے۔

اس موقع پر جنرل اسٹوارٹ نے کپتان جان آرکو حکم دیا کہ اوس راستہ جو نہایت نزدیک ہے مندسور کی طرف کوچ کرین اور عجلت تمام غنیم سے آگے پہونچکر راستہ مین حایل ہوجائین۔ اور مندسور کی طرف پشت کرکے اوسنے مقابل ہون۔

کپتان موصوف نے میرے والد کے ٹروپ کو اپنے ساتہہ لیکر شتاب روی سے اوسوقت کام لیا۔ اور بعجلت تمام آگے پہونچکر رسول گاؤن کے پاس باغیون کا

راستہ روک لیا۔ اس موقع پر کپتان جان آر کے ساتھہ فقط ساڑھے چار سو آدمی اور دو توپین تہین۔ دہار اور مندسور کے وسط مین شام تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔

میرے چچا ذوالفقار علی بیگ صاحب رسالدار میجر بہی اس جنگ مین موجود تہے وہ اور میرے والد اس لڑائی مین بڑی دلیری سے آگے بڑہ کے دشمنون پر حملہ کر رہے تہے جسکا میجر برٹن نے تاریخ حیدرآباد کنٹنجنٹ مین ذکر کیا ہے آخرکار باغی بہاگ گئے آٹہہ توپین اور اپنا کل سامان چہوڑ گئے جو فتح کرنے والون کے ہاتہہ لگا باغیون مین سے ایکسو بہتر آدمی مقتول اور مجروح اور ستر آدمی مقید ہوئے۔

نومبر ۱۸۵۷ عیسوی کو اس مقام سے برٹش فوج مندسور کو گئی جہان پندرہ ہزار سے زیادہ باغی جمع تہے۔

۲۵ نومبر کو سخت لڑائی کے بعد انگریزی فوج نے مندسور کو باغیون سے خالی کرا لیا اسکے بعد حیدرآباد کنٹنجنٹ کی فوج میجر آر صاحب کی ماتحتی اور میرے والد کے ہمراہی مین تین مہینے تک اسی علاقہ مین قیام کرکے امن و امان قایم کرتی رہی۔ اور تار برقی کا جو سلسلہ پرآشوب زمانہ مین ٹوٹ گیا تہا۔ از سر نو اوسکے درست اور قایم کرنے مین اہتمام کیا گیا۔

پہر ۲۶ فروری ۱۸۵۸ عیسوی کو سر ہیوروز جو سنٹرل انڈیا فیلڈ فورس

کی کمان کرتے تھے اپنی فوج لیکر جہانسی کی طرف متوجہ ہوئے اور میجر آر صاحب کو حکم بھیجا کہ آپ اپنی فوج کے ساتھہ اوس راستہ مین پہونچ جائین جو ہمارے راستہ کے مقابل ہے میجر آر حیدر آباد کنٹنجنٹ کو ہمراہ لیکر جنرل اسٹوارٹ صاحب کے ہمراہ اوس طرف روانہ ہوئے اثنا راہ مین چند روز تک جنگ مین مصروف رہے اور آخر مین کامیاب ہوکر اونہون نے سترہ بارج کو چندیری پر قبضہ کر لیا جب یہہ خبر سر ہیو روز صاحب کو پہونچی تو اونہون نے میجر آر صاحب کے پاس حکم بھیجا کہ آپ اپنی فوج لیجا کر جہانسی کا محاصرہ کرین اور خود کوچ کرکے جہانسی سے چودہ میل کے فاصلہ پر قیام کیا۔ اس حکم کے پہونچتے ہی میجر آر جہانسی کو روانہ ہوگئے۔

سر ہیو روز صاحب نے میجر آر کو لکھا کہ ایک ہشیار لایق بہادر افسران کے اردلی افسری کے لئے حیدر آباد کنٹنجنٹ سے مقرر کرین چنانچہ میجر آر نے میرے والد کو اس خدمت کے لئے انتخاب کیا۔ میرے والد مقام جہانسی پر سر ہیو روز صاحب کے اسٹاف مین شریک ہوئے سر ہیو روز صاحب نے میرے والد کو دشمن کی خبر لانے اور ملک کے حالات دریافت کرنے پر مقرر کیا۔ غرضکہ میرے والد نے اس خدمت کو بڑی جفاکشی اور ہشیاری سے بجالائے اور ایک عرصہ تک سر ہیو روز کے اردلی مین افسر رہے۔

پھر سے والد بیان کرتے ہے کہ ہم لوگ چودہ گھنٹے تک برابر بارج کرکے

جہالنسی کے قریب پہونچے تہے وہان پہونچنے کے بعد جنرل اسٹوارٹ صاحب
نے میجر آر صاحب کو حکم دیا کہ آپ اپنی رجمنٹ سے ایک ٹکڑی سپاہیونکی
بہیجکر دشمن کا احوال دریافت کرین میجر آر نے میرے والد کو اس کام پر مقرر کیا اور
آپ پچاس جوانون کے ساتھہ فوراً قلعہ جہالنسی کی طرف روانہ ہوئے اثنائے
ہیں پہلواری ندی کو عبور کرکے قلعہ جہالنسی کے قریب جا پہونچے پہلے آپنے
اپنے سپاہیون کو ایک محفوظ مقام مین چہپا دیا پہر خود آپ ایک ٹیلہ پر چڑہ کر
دوربین سے چارون طرف دیکھنے لگے اوسوقت یہہ دیکہا گیا کہ قلعہ جہالنسی کے
شرقی دروازہ سے جوق جوق سوار اور پیادے نکل رہے ہین اور دیڑہ میل
کے فاصلہ پر ایک بڑے وسیع میدان مین جمع ہو رہے ہین اور اونکے ہر ایک
جوق کے ساتھہ دو دو تین تین جہنڈیان بہی ہین۔ ہرچند نظر دوڑائی مگر انہین توپخانہ
کا پتہ معلوم نہوا جب چارون طرف غور سے دیکہا تو ندی کے کنارہ ایک ٹیکری
نظر آئی جس سے یہہ شبہہ ہوا شاید کچھہ سپاہی یہان پوشیدہ ہون اور یہہ بہی خیال
ہوا شاید یہین توپخانہ بہی ہو یہہ معاینہ فرماکے میرے والد فوراً وہان سے اوس
ٹیکری کی طرف عازم ہوئے۔ جب پہونچکر دیکہا تو پانچ چھہ سپاہی اور اونکے
ساتھہ بارہ توپین وہان موجود تہین مخالفین انہین دیکہتے ہی اونپر حملہ آور ہوے
اور بندوقین چلانا شروع کین اگرچہ فاصلہ بہت کم تہا لیکن میرے والد کے
ہمراہیون مین سے کسیکو کچھہ نقصان نہ پہونچا جب یہہ سب احوال معلوم ہو گیا تو

آپ وہان سے پلٹے اور آپکے ساتھ کل سوارون نے اپنے گھوڑون کی باگین اوٹھا دین اور اپنے لشکر مین پہونچکر جنرل اسٹوارٹ صاحب سے تمام واقعات بیان کر دئے جنرل صاحب آپکی اس مستعدی سے نہایت خوش ہوئے اور اختتام جنگ کے بعد اس کارگذاری کا احوال خاص طور پر سر ہیوروز صاحب سے بیان کر کے اپنی خوشنودی ظاہر کی۔

جب جنرل اسٹوارٹ صاحب کو دشمن کے حالات سے کافی طور پر اطلاع ہوگئی تو انہون نے اپنی فوج کو آگے بڑہنے کے لئے حکم دیا۔ ۲۰ مارچ کو دوسرے برگیڈ اور حیدر آباد کنٹنجنٹ کے سوارون اور توپخانہ نے جہانسی کا محاصرہ شروع کر دیا اس موقع پر سر ہیوروز خود بہی آکر جہانسی سے ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔

جہانسی صوبجات متحدہ کی ایک کمشنری ہے شہر جہانسی آگرہ سے ایک سو بیالیس (۱۴۲) میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جہانسی مین ایک رانی جو بڑی ذہین اور مدبرہ تہی۔

سنہ ۱۸۵۳ عیسوی مین جب اوسکا شوہر مر گیا تو سرکار انگریزی نے اوسکی ریاست کو ضبط کر لیا اور ساٹہہ ہزار روپیہ سالانہ رانی کے اوقات بسری کے لئے پنشن کر دی جس سے وہ ناخوش تہی۔ جب افواج میرٹھ کی بغاوت کی خبرین یہان پہونچین تو سرکار انگریزی نے خیر خواہ سمجھکر اوسے اپنی حفاظت کے لئے فوج بہرتی کرنے کی اجازت دیدی۔ شہر کے قریب دیوار مین جہانسی کا قلعہ تہا اوسمین انگریزی فوج

کی جہانسی تہی - جب وہان کی فوج نے بغاوت کی تو اس رانی نے اوس باغی فوج کو اپنے ساتہہ ملا لیا - اسکے پاس شہر اور قلعہ مین دس ہزار سندہی اور ولایتی اور پندرہ سو باغی سپاہیون کی تعداد ہوگئی تہی -

مارچ ۱۸۵۷ء عیسوی مین جب جہانسی کا کامل محاصرہ ہوگیا تو سر ہیوروز نے اپنی فوج کو دو حصون پر منقسم کیا - پہلے حصہ مین حیدر آباد کنٹنجنٹ شامل تہی سترہ روز تک محاصرہ رہا - انگریزی توپخانہ رات دن گولہ اندازی مین سرگرم تہا - رانی بہی قلعہ کے اندر سے خوب جواب دیتی تہی - اوسکا توپخانہ بہی کسیوقت بند نہوتا تہا محاصرین نے ان دنون مین کبہی کپڑے نہ بدلے گہوڑون کی لگامین بجز کہانے پینے کے اوقات کے اور کسی وقت نہ اوترتی تہین - محصورین بہی بڑی محنت اور جانفشانی کرتے تہے - عورتین بچے تک دیوارون کی مرمت مین مصروف دکہائی دیتے تہے -

رانی بذات خود ہمیشہ فوج مین آتی اور اپنی محبت آمیز باتون سے اونکی دل افزائی کرکے ہمت اور جرات بڑہاتی اور اون کے دلون مین لڑائی کا جوش پیدا کرتی تہی - یہان یہہ واقعات تہے کہ ۳۱ مارچ کی شام کو یکایک یہہ خبر آئی کہ ایک فوج قلعہ کی جنوبی طرف سے اہل قلعہ کی کمک کو آرہی ہے یہہ سپاہ تانتیا ٹوپیا کی تہی -

جب تانتیا ٹوپیا کانپور سے نکلا تو وہ گنگا پار اوترا - اور نانا کے بہتیجے

راؤ صاحب کے حکم سے نو سو سپاہی اور چار توپین ہمراہ لیکر چرکھاری پہونچا اور گیارہ دن اوسے فتح کر لیا وہان تین لاکھ روپیہ اور چوبیس توپین اوسکے ہاتھہ آئین جب جہانسی کی رانی محصور ہوگئی اور اوس نے تانتیا راؤ کے فتح کی خبر سُنی تو تانتیا ٹوپیا سے کمک کی استدعا کی۔ اوسوقت اوسکے ہمراہیون مین پانچ چھہ رجمنٹین گوالیار کنٹنجنٹ کی اور نیز دوسرے راجاون کی سرکش فوجین شامل ہوگئی تہین جن کی مجموعی تعداد بائیس ہزار تہی اور اٹہائیس توپین ان کے ساتھہ تہین جسوقت وہ اس فوج کو اپنے ہمراہ لیکر جہانسی کے سامنے آیا اوسوقت انگریزی فوج کی حالت نہایت معرض خطر مین تہی اس لئے کہ اونکے آگے ایک غیر مفتوح قلعہ تہا جسمین گیارہ ہزار پرجوش لڑنے والے سپاہی موجود تہے۔ اور دوسری طرف سے بائیس ہزار سپاہ سے یہہ ایک نامور سردار بڑہتا چلا آرہا تہا کہ اسکو برٹش گورنمنٹ سے سخت عداوت تہی اگر حسن تدبیر سے کام نہ لیا جاتا اور فوج کا ایک قدم بہی بیموقع اوٹہتا تو ہلاکت اور تباہی مین کچھہ شک نہ تہا۔ سر ہیوروز نے قلعہ کے محاصرہ کو بحال رکہا۔ اور تہوڑی سپاہ دونون برگیڈون سے منتخب کی۔

پہلے برگیڈ کے حصہ کو تو جنرل اسٹوارٹ کے زیر کمانڈ دیا اور دوسرے برگیڈ کے حصہ کو خود لیا۔ جنرل اسٹوارٹ صاحب کے حصہ مین حیدرآباد کنٹنجنٹ کے سوار تہے جسمین میرے والد بہی شریک تہے۔

سپاہی احتیاطاً رات کو یونی فارم پہنے ہوئے سوئے

پہلی اپریل ۱۸۵۸ء عیسوی کو چار بجے رات کے تانتیا ٹوپیا نے انگریزی فوج پر حملہ کرنے کے سیدہا شہر کی طرف جہان رانی کی فوج تہی جانے کے لیے قصد کیا۔ اوسوقت اوسکے فوج کی دو لینین تہین ایک لاین تو یہی تہی جو انگریزی فوج کے سامنے تہی اور دوسری لاین اس کے پیچہے دو میل کے فاصلہ پر تہی تانتیا خود دوسری لاین کے قریب ایک پہاڑی پر کہڑا تہا۔ آدہے گہنٹے کے بعد سرکاری فوج کو اوسکے پیش قدمی کی اطلاع ہوئی۔ سر ہیو روز نے بہی اپنی فوج کو آگے بڑہنے کے لیے حکم دیا رسالہ سوگز بہی نہ بڑہا ہوگا کہ غنیم کے توپخانہ نے کمین گاہ سے توپین چلانا شروع کین اور اوسکی پلٹنین بہی باڑہ مارنے لگین۔ لیکن اسوجہ سے کہ غنیم کی شست برابر نہ تہی توپون کے گولے نشانہ پر نہ لگتے اور سرون کے اوپر اوپر ہوکے چلے جاتے تہے تاہم دشمن کی فوج کی کثرت سے جو دونون بازؤن کو گہیرے ہوئے بڑہتی چلی آرہی تہی انگریزی فوج کے محصور ہو جانے کا بڑا اندیشہ تہا۔

اس موقع پر ناظرین یہہ سُنکر نہایت تعجب کرین گے کہ جو انگریزی فوج اوس وقت حملہ آورون کے روکنے کے لیے گئی تہی اوسکی کل تعداد پندرسو تہی دشمن کے مقابلہ مین اتنی قلیل التعداد فوج کا کیا شمار ہو سکتا ہے انگریزی سپاہ کو اگر کچہہ تفوق تہا تو اچہے ہتیارون اور فوجی تعلیم سے تہا اگر اس موقع پر دانشمندی و شجاعت سے کام نہ لیا جاتا تو ناکامیابی کا پورا سامنا تہا سر ہیو روز فوراً اپنی فوجی حالت کو

سمجھ گئے انہون نے فوراً جنرل اسٹوارٹ صاحب کو اشارہ کیا کہ توپخانہ کو ندی کے قریب جانے کے واسطے حکم دیا جائے تاکہ گولہ انداز ایک بلند مقام پر توپخانہ کو قایم کرکے گولہ اندازی شروع کرین۔

اودہر برٹش اور نیٹو انفنٹری کو بہی حکم کیا کہ اپنے آپ کو ندی تک اسطرح پہونچائین کہ حتی الامکان دشمن کو معلوم نہ ہونے پاسے اور پہر ندی کی آڑ مین دشمن پر فیر کرنا شروع کرین۔

اسطرح رسالہ کو بہی بائین طرف سے دشمن کی لین پر روانہ کیا کہ اوس کے سوارون پر حملہ آور ہو اگرچہ اوسوقت مخالف نے بہی اپنی فوج کو اچہے موقع سے بڑہایا تہا لیکن برٹش آرمی کے حسن تدبیر سے فوج غنیم کے پاؤن مقابلہ مین جم نسکے اور اون کی جماعت پراگندہ ہونے لگی اس حملہ مین رسالہ کو آگے بڑہتے وقت معلوم ہوا کہ غنیم کی فوج جو لڑ رہی تہی اوسکی کمک کے لئے اور دوسری لائن بہی موجود ہے جو تقریباً ڈیڑہ دو میل کے فاصلہ پر ندی کی آڑ مین چہپی ہوئی ہے۔ بعد کو یہ بہی آگاہی ہوئی کہ اوسکا افسر خود تانتیا ہے برٹش کیولری بریگیڈ مین اوسوقت چودہوین ڈریگون اور حیدرآباد کنٹنجنٹ کے رسالے شامل تہے انہون نے دشمن کے بازو سے بڑہکر حملہ کیا۔ حیدرآباد کنٹنجنٹ کے سپاہی دشمن کی فرنٹ لین مین مل گئے دست بدست تلوار اور بہالہ سے خوب لڑائی ہوئی۔ دشمن کی فوج کی کثرت سے اپنے اور بیگانہ کی تمیز نرہی۔

اوسوقت میرے والد ماجد اور کپتان ڈوکر اور کپتان جان آر اور کپتان رایٹ اور میرے چچا سکندر علی بیگ رسائیدار اور دیگر افسران فوج کے ہاتہون مین بہالے تہے - یہہ دلاور افسر اوسی طرح جسطرح شکار کے وقت بہالے سے کام لیتے ہین دشمن کے سوارون پر بہالے چلاتے تہے آخر کو دشمن کی پہلی لائین کے سپاہی انگریزی فوج کے حملون کی تاب نہ لاکر نہایت بے ترتیبی سے جدہر سے آئے تہے اوسیطرف کو بے تحاشا بہاگے اور بہاگتے وقت اپنی کئی توپین چہوڑ گئے۔

پہر ڈریگون نے انکا تعاقب کیا جس سے وہ اور بہی پریشان ہو گئے اور انہون نے اپنی دوسری لائین پر گر کر اوس مین بہی پراگندگی ڈالدی اس موقع پر جنرل اسٹوارٹ نے بہی حیدرآباد کنٹنجنٹ کے ساتہہ فوراً برٹش ڈریگون مین شامل ہوکر بڑی سرگرمی سے دشمن کا تعاقب کیا برٹش کیولری اور حیدرآباد کنٹنجنٹ نے دشمن کی فوج پر سخت حملے کئے وہ ایسی بدحواس ہوکر بہاگی کہ جو توپین اون کے پاس رہگئی تہین اون کو جا بجا چہوڑتی گئی اور میدان جنگ مین اون کے بہت سے مقتول و مجروح پڑے رہ گئے اون کی کل توپین اور تمام سامان جنگ برٹش فوج کے ہاتہہ آیا۔

تانتیا ٹوپیا نے جو فوج کی ایسی شکست اور ہزیمت دیکہی نہایت شکستہ دل اور مایوس ہوا - لیکن ایسی ناامیدی اور شکست کی حالت مین عین ہزیمت کے وقت اس آزمودہ کار افسر نے اپنے فوج کے

بچاؤکی ایک نہایت عمدہ تدبیر سوچی یعنے پہلی لاین کے پیچھے جو خشک جنگل تہا اوس سے نے اوس مین آگ لگا دی اور اوس کے دہوین کی آڑ اور توپون کی حمایت مین اپنی پیدل اور سوار فوج کو بیتوا ندی کے پار اوتار کر کالپی کی سڑک پر چلا گیا۔ میرے والد کا خیال تہا کہ اگر تانتیا ٹوپیا یہہ تدبیر نکرتا تو اوسکی تمام فوج برٹش رسالون کے ہاتہہ سے ماری جاتی اور کوئی شخص جانبر نہوتا۔

ہرچند کہ تانتیا نے جنگل کو آگ لگا دی تہی اور آگ کے شعلے ہر طرف بلند ہورہے تہے لیکن اسپر بہی حیدرآباد کنٹنجنٹ کے دلاور سپاہیون نے دشمن کا تعاقب نہ چہوڑا۔ اور جلتے ہوے جنگل مین دشمن کے پیچہے پیچہے چلے گئے اور توپین وغیرہ سامان دشمن سے چہین لیا۔

دشمن کی ہزیمت کے بعد جنرل صاحب نے فوج کے جماؤ کا ترم بجانے کے لئے حکم دیا اور دشمن کی فوج کے مقتولون کا شمار کیا گیا ۱۵۰۰ ایک ہزار پانچسو لاشین میدان جنگ مین پائی گئین اور اٹہارہ توپین سرکار انگریزی کے ہاتہہ آئین اور متعدد ہاتہی اور اونٹ بہی پکڑے ہوے آئے۔

اس معرکہ مین انگریزی فوج کے کل سترہ ۱۷ آدمی مقتول اور چوبیس ۲۴ سپاہی مجروح ہوے ان مین ایک مرزا اسکندر علی بیگ رسالدار میرے چچا بہی تہے

جنھون نے زخمون کے صدمہ سے ایک ہفتہ کے بعد انتقال کیا۔

دوسرے روز سر ہیوروز نے اس لڑائی کے متعلق ایک جنرل آرڈر شایع کیا اوسمین کپتان آر اور کپتان ڈوکر اور رسالدار میجر احمد بخش خان اور رسالدار علاوالدین خان ناغر اور میرے والد مرزا ولایت علی بیگ اور میرے چچا مرزا ذوالفقار علی بیگ کی جرارت اور بہادری کی بہت کچھہ تعریف لکہی اور میرے والد کو آڈر آف میرٹ ملنے کے لیے سرکاری انگریزی سے سفارش کی۔ آڈر آف میرٹ نیٹو آرمی مین ایک بڑا لائق اور قابل وقعت تمغہ تصور کیا جاتا ہے اس معرکہ جنگ مین میرے چچا کے مارے جانے کا جنرل صاحب نے نہایت افسوس ظاہر کیا۔ اور اونکے متعلقین کی پرورش اور دل افزائی کے واسطے معقول پنشن کی سرکار انگریزی سے سفارش کی۔

اپریل ۱۸۵۹ سنہ عیسوی کو لوہاری چندیری کالپی کیطرف سے جاسوس افواج دشمن کے اجتماع کی خبرین لائے جنرل اسٹوارٹ صاحب نے اسی ہفتہ مین میجر آر صاحبکو حکم دیا کہ اپنے رسالہ کو بتیوا ندی کے کنارہ لیجا کر ایسا بندوبست کرین کہ بان پور اور شاہ گڈہ کے راجاؤن اور دوسرے سرکشون مین سے جو لوگ بتیوا ندی کے اوس پار سے جنوب کی طرف آنا چاہین۔ اونکو روک دین۔

میجر آر صاحب حیدرآباد کنٹنجنٹ کو ہمراہ لیکر بتیوا پار اوترے اور بان پور اور شاہ گڈہ کے راجاؤن کی جمعیت کو اونھون نے پراگندہ کر دیا ادہر سر ہیوروز نے

جہانسی مین اونیس روز قیام کیا تاکہ فوج آرام لے لے اور اس مدت مین دشمن پر حملہ کرنے کے لیے سامان بہی فراہم ہو جائے۔

پہر ۲۵ اپریل ۱۸۵۸ء عیسوی کو وہان سے روانہ ہوئے کالپی مین باغیون کا سلح خانہ تہا اور تانتیا کے بہتیجے راؤ صاحب کا صدر مقام یہان توپون کا سامان اور جنگ کا اسباب بکثرت جمع تہا۔ راؤ صاحب نے تانتیا ٹوپیا کو گوالیار کنٹنجنٹ اور دو باغی پلٹنون کے ساتہہ انگریزی فوج کے مقابلہ کو روانہ کیا۔

تانتیا اس فوج کو لیکر مقام کونچ مین داخل ہوا جو جہانسی کی سڑک پر کالپی سے بائیس میل کے فاصلہ پر واقع تہا اور نہایت استحکام کے ساتہہ برٹش فوج کے انتظار مین اوس نے قیام کیا۔

اودہر میجر آر صاحب جب اپنے مقاصد سے کامیاب ہو گئے اور اون کو یہ علم ہوا کہ سر ہیو روز صاحب کونچ کی طرف آنے والے ہین تو انہون نے ۲ اپریل ۱۸۵۸ء عیسوی کو غنیم کی خبر لانے کی غرض سے میرے والد کو پچاس چیدہ سوارون کے ساتہہ اوسطرف روانہ کیا اور خود راستہ مین سر ہیو روز صاحب کی سپاہ سے مل گئے۔

میرے والد اپنے سپاہیون کو لیکر بعجلت تمام پچیس میل کی مسافت قطع کر کے سر شام قصبہ لوہاری کے قریب پہونچے جو مقام کونچ سے آٹہہ میل پرے ہے چونکہ تمام دن چلنے سے گہوڑے اور سپاہی ماندہ اور پست ہو گئے تہے ایک گاؤن

کے پاس آپنے قیام کیا تاکہ سپاہی آرام لے لین اور گھوڑے دانہ گھانس کہالین تمام شب گھوڑونپر زین کسے رکہے اور کچھ فاصلہ سے دو چار جوان اطراف مین حفاظت کے لئے کہڑے کر دئے۔

جب وس گیارہ بجے شب کے چاند غروب ہوگیا اوسوقت آپ نے ۲ دو سپاہیون کو حکم دیا کہ گاؤن والون کا لباس پہنکر گاؤن مین جائین۔ اور بستی والون سے وہان کا احوال دریافت کرین۔ جب یہہ لوگ وہان پہونچے اور ایک دوکان سے کچھہ خریدنے کا ارادہ کیا تو دوکاندار نے اون سے پوچہا کہ تم کون لوگ ہو کہان سے آئے ہو سپاہیون نے جواب دیا کہ ہم جہانسی کی رانی کے سپاہی ہین ہماری فوج انگریزون سے لڑکر بہاگ گئی۔ ہم اب رانی کے پاس جانیوالے ہین۔

دوکاندار نے بہت آہستگی سے کہا کہ تمہاری فوج کے چار سو سپاہی یہان رجوع ہین اور انگریزی رسالہ جو آج شام کو یہان آیا ہے اوسکے محاصرہ کرنیکی فکر کر رہے ہین تاکہ صبح ہوتے ہوتے اون سب کو قتل کر ڈالین۔ یہہ سنکر اون دونون سپاہیو کے ہوش اُڑ گئے۔ لیکن انہون نے بڑی خودداری سے کام لیا اور استقلال مزاج کے ساتھہ اوس دوکاندار کا شکریہ ادا کر کے کہا کہ ہم ابہی جاکر اپنے ساتھیون سے ملجاتے ہین۔ دوکاندار نے کہا کہ اون مین کے بیس ۲۵ پچیس آدمی میرے دوکان کے عقب مین بہی بیٹھے ہوئے ہین تم ٹہرو مین ابہی اونمین سے

کسیکو تمہارے پاس بلاکر لاتا ہون۔ یہہ کہکر وہ اودہر کو چلدیا۔ اوسکا پیٹھہ پہیرنا تہا کہ ان دونون نے وہان سے قدم اوٹہائے اور جلد پہونچکر میرے والد ماجد سے کل احوال بیان کیا کہ دشمن کے چارسو سپاہی یہان موجود ہین اور اس کوشش مین ہین کہ ہمکو گرفتار کرین۔

چاند غروب ہوچکا تہا چارون طرف رات کی تاریکی تہی نہ کوئی رہبر تہا اور نہ رستہ معلوم تہا اوسوقت کہین جا بہی نہ سکتے تہے میرے والد نے اپنے سپاہیون کو حکم دیا کہ بار برداری کے یابو وغیرہ سب ایک جگہ جمع کرلیے جائین اور گاؤن کی گاڑیان وغیرہ جو کچھہ فراہم ہوسکین وہ ترتیب سے رکہکر ایک محفوظ جگہ بطور حربیہ کے بنالین اور سپاہی لوگ اوسکے اطراف مین مسلح تیار رہین کہ اگر شب کو دشمن حملہ کرے تو اوسکے آسرے سے بخوبی اپنی حفاظت کرسکین اور یہہ ارادہ کرلیا کہ صبح کی روشنی ہوتے ہی جو امر مناسب ہوگا وہ کیا جائے گا۔

تمام شب اس چہوٹی سی ٹکڑی نے اس استقلال سے گزاری کہ اگر اون پر اوس وقت غنیم کے چارسو سپاہی بہی حملہ کرتے تو یہہ لوگ اون کے مقابلہ مین اپنا کافی بچاؤ کرسکتے تہے۔ غنیم کی تعداد ہرچند زیادہ تہی مگر پہر بہی اونکو حملہ کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ جب صبح کا تارا چمکا اور روشنی کی آمد آمد قریب ہوئی دشمن کا احوال دریافت کرنے کیواسطے دو دو سپاہی ہر ایک سمت کو روانہ کیے اور اونکو یہہ ہدایت کی کہ جہانتک ممکن ہو آہستہ آہستہ چہپتے چہپتے بلکہ جہان ضرورت ہو پیٹ کے بل چلکر جائین

اور ہوشیاری سے دیکھین کہ مخالفین کدہر ہین اور کیا کر رہے ہین اور راون کی
طرز کارروائی سے اون کے خیال کا اندازہ کرین کہ کس صورت کو اختیار کرنیکی
وہ کوشش کر رہے ہین - یہہ سپاہی جاکر خبر لائے کہ گاؤن کی طرف تو کوئی فوج
نہین ہے مگر شمالی جانب کو جسطرف میدان ہے تمام فوج دشمن کی اوتری ہوئی
اور پہیلی پڑی ہے اور وہ لوگ بیٹھے ہوئے حقہ وغیرہ پی رہے ہین - اونکی باتون
کی آواز کچھہ کچھہ سنائی دیتی ہے طرز گفتگو سے ایسا قیاس کیا جاسکتا ہے کہ روز
روشن ہوتے ہی وہ ہمپر حملہ کرینگے -

یہہ کیفیت سنکر میرے والد خود بہ نفس نفیس اوسطرف آہستہ آہستہ گیے
اور موقع کے دیکھنے سے ظاہر ہوا کہ تمام میدان مین تین چار سو سوار پہیلے ہوئے
ہین صرف اوس جانب جسطرف ایک باغ کی دیوار ہے دشمن کی سپاہ نہین
ہے غالبًا اونکا یہہ خیال ہے کہ اوسطرف راستہ نہین ہے دیوار پر سے سوار
نہ جاسکینگے اس سبب سے انہون نے اوسکو غیر محفوظ چہوڑ دیا ہے - وہان سے پلٹ کر
میرے والد نے اپنے تمام ماتحت عہدہ دارون اور سپاہیون کو مخاطب کرکے
فرمایا کہ غنیم کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے اپنے خیال مین ہمین محصور
کرلیا ہے اب ہم بالکل اون کے قابو مین آچکے ہین اسواسطے وہ ہم پر حملہ
کرنے مین شاید جلدی نکرینگے - غالبًا یا تو وہ ہمارے پاس پیام بہیجینگے کہ ہم ہتیار
رکہدین اور اپنے آپ کو اون کے حوالہ کردین یا جب دن روشن ہوجائے گا تو

وہ ہمپر چارون طرف سے حملہ کرینگے - اسواسطے ہمارے لیے کارروائی کا بہتر طریقہ یہہ ہوگا کہ صبح کی روشنی سے جب راستہ نظر آنے لگے تو سامنے کے اس باغ کی دیوار پر سے جسکی بلندی تخمیناً چار فیٹ ہوگی ہم لوگ اپنے گہوڑے کدا ئین اور دشمن کے درمیان سے ہوکر نکلجائین دشمن کو اسکا خیال بہی نہوگا کہ ہم کچھہ روز روشن ہوتے ہی اسطرف سے نکلنے کا ارادہ کرین گے - جب ہم نکلینگے تو ضرور ہے کہ اونہین تیار ہوکر گہوڑون پر سوار ہونے مین کچھہ دیر لگے گی اتنے مین ہم سب لوگ دیوار کے پار ہوجائین گے اور پار ہوتے ہی لڑتے بہڑتے مقابلہ کرتے اپنی فوج مین چلے جائینگے -

باربرداری کے یابو سائیس اور نوکرون کی نسبت یہہ صلاح ہوئی کہ سب اسباب باربرداری کے یابو کہانے پینے کا سامان یہین چہوڑ دیا جاوے - یہہ یقینی امر ہے کہ اسباب اور ملازم لوگ دشمن کے ہاتہہ گرفتار ہوجائینگے - چند روز کے بعد کچھہ نہ کچھہ ان کے رہائی کی کوئی صورت نکل آوے گی - میرے والد کا قدیم ملازم محمد علی خدمتی اور بالو نامی سائیس تہا ان کو والد نے سب امور سمجہا کے ہدایت کردی کہ اپنے بچاؤ کے لیے ہر طرح کوشش کرین اور جب موقع ملے سرکار انگریزی کے فوج مین اپنے آپ کو پہونچائین - ان سے خدا حافظ کہکے وہان سے نکلے اور دیوار کدانے کے سب طریقے آپنے اپنے جوانون کو سمجہا دئے اور سب نے آپ کی اس رائے کو پسند کیا اور اپنے ہتیار وغیرہ لگا کر مستعد ہو گئے اور اپنی

بندوقین سلنگ کرلین اور بہالے ہاتہون مین لے لئے۔

۲۱ اپریل کو جب صبح صادق کی روشنی فی الجملہ نمودار ہوئی تو میرے والد نے پیادہ پا پوشیدہ طور سے تنہا دشمن کی طرف قصد کیا اور اونکی فوج پر نظر ڈالی دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سب سوار گہوڑون پر سے اوترے ہوئے بیٹھے ہین صرف اون کی باگین ہاتہون مین لئے ہوے ہین گویا اون کے ذہن مین یہہ ہے کہ شکار دام مین آچکا ہے فقط اتنا موقع باقی رہگیا ہے کہ جال کی رسی کہینچکر اوسے پہانس لین آپ وہان سے پلٹے پہلے آپ گہوڑے پر سوار ہوے اور سب کو یہہ ہدایت کردی کہ جنکے گہوڑے اچہے اور توانا ہین وہ پہلے میرے پیچہے آئین اور اپنی گہوڑے کدائین تاکہ اون کے کودنے سے دیوار کا حصہ جسقدر گرتا جائے کم زور جانورون کے کودنے کو آسانی ہو پہر دیوار کا وہ مقام اختیار کیا جو سب سے نیچا تہا اور سیٹی بجا کر سب کو گہوڑون پر سوار ہونے کے لیئے اشارہ کیا سپاہی تو منتظر ہی تہے فوراً گہوڑون پر سوار ہوگئے۔

میرے والد کی سواری مین ایک عربی پچکلیان گہوڑا تہا چونکہ شکار وغیرہ مین میرے والد ہمیشہ اسپر سوار ہوتے تہے اس سبب سے وہ گہوڑا دیوار ٹٹی وغیرہ نہایت عمدہ کودتا تہا۔ آپ نے اپنے جوانون کو دیوار سے تہوڑے فاصلہ پر کہڑا کرکے کہا کہ مین گہوڑے کو خوب تیز بہگا کر دیوار کداتا ہون تم سب ایک کے بعد دیگرے میرے پیچہے اپنے اپنے گہوڑے کداؤ جو شخص گہوڑا کدا کر باہر ہو جائے وہ میرے ساتھہ

دشمنون سے لڑنے اور مقابلہ مین میرا شریک ہوجاوے اس لئے کہ جب ہم لوگ
ایک ایک دو دو آدمی گھوڑے کدا کر باہر ہوتے جائینگے تو دشمن کے سپاہی
بھی یکے بعد دیگرے ہمارے مقابلہ کو پہونچتے جائینگے پس جبتک سب سپاہی احاطہ
کی دیوار سے اوس پار نہ ہوجائین تب تک میدان نچھوڑین اس ہدایت کے
ساتھہ ہی میرے والد اپنے گھوڑے کو خوب تیز دوڑا کر دیوار کے پاس لے گئے
اور گھوڑا دیوار سے کودا کر احاطہ کے باہر ہوگئے والد کا فرماناتہا کہ اوس دیوار کی بلندی
کہین زیادہ کہین کم تہی جس جگہ سے آپنے گھوڑا کدایا تہا وہ جگہ چار فیٹ بلند ہوگی۔
یہہ ظاہر ہے کہ عربی گھوڑون کے واسطے چار فیٹ کی دیوار کودنا بہت ہی دشوار
ہے خصوصاً ایسے وقت مین کہ شبانہ روز سفر کرنے سے گھوڑون کی حالت خستہ
ہوگئی ہو۔

آپکے بعد یکے بعد دیگرے تمام سوارون نے اپنے اپنے گھوڑے کدائے۔
اور پار ہوتے گئے طرفۃ العین مین سب جماعت دیوار سے باہر ہوگئی۔ اونچاس آدمی
نکل گئے صرف ایک سوار واصل خان جسکا گھوڑا ضعیف تہا۔ دیوار سے کودتے
وقت گر پڑا۔

میرے والد کا بیان تہا کہ جسوقت ہم نے احاطہ کے اندر سے اپنے گھوڑون
کی باگین اوٹھائین اور انکو دیوار پر سے کدانا شروع کیا۔ اوسیوقت غنیم کے لشکر مین
جو ہمارے اس ارادہ سے بالکل خالی الذہن تہا یکایک کہل بلی پڑگئی اور وہ لوگ

اپنے اپنے گہوڑون پر سوار ہوکر ہمارے مقابلہ کے واسطے دوڑے۔

اندازاً بیس پچیس سوار غنیم کے ہماری پاس پہونچی ہونگے کہ ہمارے تمام سوار دیوار کو پار ہوگئے اور بہت جلد دشمن کی فوج مین ملکر جنگ کرنے لگے طرفین سے ہتیار چلنا شروع ہوگیا میری والد مع اپنے سپاہیونکے دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ اور دشمن سے لڑتے بہڑتے تلوار اور بہالے سے وار کرتے ہوئے صحیح وسلامت دشمنون کے حد سے باہر نکل آئے غنیم نے اپنے مقابل سپاہ کی دلاوری اور جرارت کو دیکہکر اپنے گہوڑون کی باگین روک لین۔ اور پلٹ گئے۔ میرے والد اپنے ہمراہی سوارون کے ساتہہ آکر اپنی فوج مین داخل ہوگئے۔

اس مقابلہ مین دشمن کے چار آدمی مارے گئے اور متعدد زخمی ہوئے اور ان کے طرف کا ایک ہی سوار واصل خان جسکا گہوڑا گر گیا تہا دشمن کے ہاتہہ سے مقتول ہوا باقی تمام اسباب وسامان اور باربرداری کے ٹٹو اور سائیس وغیرہ سب غنیم نے گرفتار کرلئے۔ میرے والد نے لشکر مین آتے ہی یہہ تمام کیفیت سر ہیوروز صاحب سے بیان کی۔ صاحب موصوف نے پہلے تو آپ کے صحیح وسلامت واپس آنے پر آپ کو مبارکباد دی۔ اور اوس کے ساتہہ ہی آپ کی تحسین وآفرین نہایت درجہ کی کہ آپ نے اپنے ہمراہیون کو جبکہ وہ دشمن کے قابو مین آچکے تہے۔ مدبرانہ کوشش اور بہادری سے باسانی بچالائے۔

اس واقعہ کے متعلق میجر برٹن ہسٹری آف حیدرآباد کنٹنجنٹ کے صفحہ ۲۰۲

صفحہ نمبر ۴۹

ایام غدر میں بمقام لوہاری پر رسالدار مرزا ولایت علی بیگ والد ماجد افسر الملک بہادر اور اُن کے ہمراہی جوانوں کا جھانسی رانی کی فوج سے محاصرہ کرنا اور ممدوح الیہ کا اپنے جوانوں کو لے کر دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے صحیح و سلامت نکل جانا

۳۹

کے آخر مین فتح کالپی کے مضمون مین بیان کرتے ہین کہ لوہاری گاؤن کے
باشندے جو کوچ سے آٹھ میل پر آباد ہے سابق مین سرکار انگریزی کے مطیع تھے
پھر انہون نے بغاوت اختیار کی حیدرآباد کنٹنجنٹ کی ایک ٹکڑی سے انہون
نے دغابازی کرکے اونکا محاصرہ کرلیا جس سے اس ٹکڑی کے سپاہی بمشکل تمام
اون سے بچکر اپنی فوج مین آکر شامل ہوے اور ایک آدمی اونمین کا مارا گیا۔ اس
ٹکڑی کے افسر میرے والد ہی تھے اور جوان جو مارا گیا وہ واصل خان تیسرے
رسالہ حیدرآباد کنٹنجنٹ کا تھا۔ جب سر ہیوروز کو دشمن کا احوال معلوم ہوگیا تو وہ آگے
بڑھے اور لوہاری مین پہونچکر قلعہ کو فتح کرلیا۔

جسوقت جہانسی کالپی لوہاری کی فتح ہوگئی اور اس طرف کے مہات اور انتظام
سے فارغ ہوگئے تو اوسوقت فوج واپس جانے کے لئے حکم دیا گیا حیدرآباد
کنٹنجنٹ کی فوج دکن کو جب واپس آنے لگی تو سر ہیوروز صاحب نے جنگ لوہاری
اور نیز دیگر کارہاے نمایان کے صلہ مین میرے والد کو ایک مرصع شمشیر عباسی جو وہ
خود اپنی کمر مین باندھا کرتے تھے عنایت کی اور عہدہ رسائیداری پر ترقی دیکر آرڈر
آف میرٹ کا تمغہ اپنے ہاتھ سے اونکو پہنایا جسکا احوال میجر برٹن نے ہسٹری آف
حیدرآباد کنٹنجنٹ کے صفحہ ۲۳۶ مین مختصر طور پر بیان کیا ہے۔

حیدرآباد کنٹنجنٹ کی کل سپاہ کو ایک سال تک ہندوستان مین
رہنے کا اتفاق ہوا۔

چونکہ ۲ جولائی ۱۸۵۸؁ عیسوی مطابق ۱۲۷۴؁ ہجری تک تمام باغی فرار و روپوش ہوگئے اور ملک فتنہ و فساد سے پاک ہوگیا تو وہ سپاہ دکن کو واپس چلی آئی ہندوستان کی ان لڑائیون مین میرے خاندان کے چار آدمی شریک تھے میرے والد ماجد میرے ایک چچا مرزا ذوالفقار علی بیگ رسالدار میجر جنکا ذکر میجر برٹن نے ایام غدر کی لڑائیون مین کیا ہے میرے دوسرے چچا مرزا سکندر علی بیگ جو جہانسی کی لڑائی مین مارے گئے اور میرے تیسرے چچا مرزا صفدر علی بیگ تھے انکا بھی ذکر میجر برٹن نے اپنی کتاب مین کیا ہے۔

چند سال کے بعد میرے چچا ذوالفقار علی بیگ رسالدار نے اپنی دختر جہان پرور بانو کی شادی مین میرے والد ماجد کو مدعو کیا میرے چچا کی یہہ ایک ہی لڑکی تھی اس لیئے انہون نے اسکی شادی بڑی دہوم دہام سے کی اور یہہ لڑکی میر محمد حسن خان کے ساتھہ منسوب کیگئی۔ میر محمد حسن خان نواب میر ریاضت علیخان المخاطب بہ ناظم الملک بہادر کے ماموں اور سالار جنگ بہادر اول کے قرابت دارون مین تھے۔ اس شادی مین سالار جنگ بہادر اول اور اکثر امرائے حیدرآباد مدعو ہوئے تھے۔

ان کی مہمانی کے لیئے میرے چچا نے بہت تکلف سے اہتمام کیا تھا۔ اس شادی کے جملہ انتظامات میرے والد ماجد کے تفویض تھے وہ انتظامی امور اور مہمانون کی خاطر داری و تواضع مین مصروف رہتے اور مجھے میر ریاضت علیخان بہادر سے جو میرے ہم سن تھے اکثر ملنے کا اتفاق ہوتا تھا۔

شادی کے رسوم ختم ہونے کے بعد میرے والد ایک مہینے تک بلارم مین مقیم رہے اور رخصت ہوتے وقت میرے چچا ذوالفقار علیبیگ صاحب اور میرے والد ماجد کرنل مری صاحب کی ملاقات کے واسطے تشریف لے گئے اور مجھے بھی اپنے ساتھہ لیتے گئے۔ کرنل مری صاحب کو فوٹو لینے کا کمال شوق تھا اور وہ اس فن مین کامل مہارت رکھتے تھے۔ ملاقات کے بعد کرنیل مری صاحب نے میرے والد اور میرے چچا کا اور میرا فوٹو لیا اور اوسکی ایک کاپی میرے والد کے پاس بھجوائی۔

میرے چچا اور میرے والد کے فوٹو کے ساتھہ میرے اوس زمانہ کی تصویر جبکہ میری عمر دس سال کی تھی ابتک میرے پاس موجود ہے۔

میرے چچا مرزا ذوالفقار علیبیگ صاحب نے ایکسال کے بعد ہنگولی کی چھاونی مین انتقال کیا۔

اور سنہ ۱۸۶۷ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۸۳ ہجری مین میرے والد ماجد نے بھی وفات پائی۔ قبل وفات کے میرے والد ماجد نے اپنے بڑے دوست کرنل فجرل سے کہا کہ میرے بعد آپ میرے فرزند کی نگرانی کرین۔ اور اوس کی تربیت وتعلیم مین دلی توجہ فرمائین۔

اور جو عباسی تلوار سر ہیو روز صاحب نے جنگ ہندوستان کے بعد میرے والد کو دی تھی وہ بھی اون کے حوالہ کردی اور فرمایا کہ میرا یہہ فرزند جب سن شعور کو پہنچ جائے تو یہہ امانت آپ اسکے حوالہ کردین۔
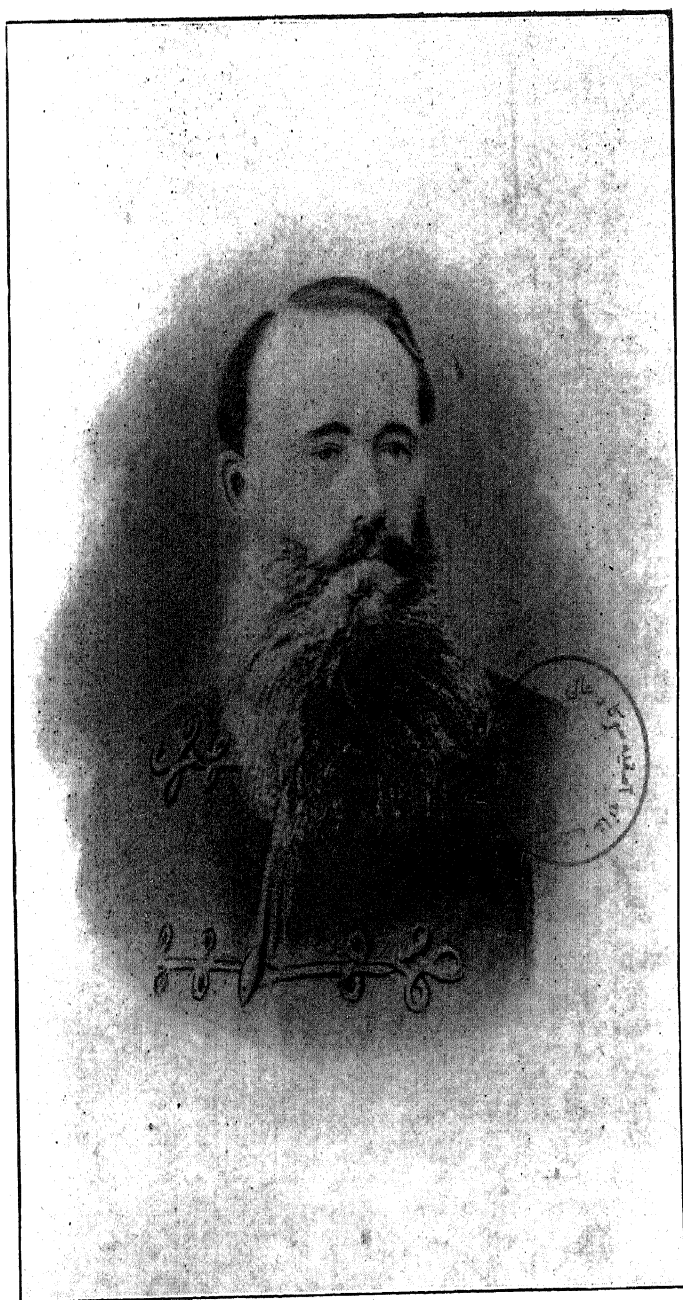
کرنل نیسٹکا کمانڈنگ تھرڈ لانسرس حیدرآباد کنٹنجنٹ جنکی ماتحتی میں افسر الملک بہادر نے ابتدائی فوجی تعلیم پائی

کرنل فجرل صاحب نے میرے والد کی اوس ولی دوستی کا حق پورے طور پر ادا کیا اور ہر صورت سے میری تربیت و تعلیم کی نگرانی مین متوجہ رہے۔ اس موقع پر اون کے قدیمی اخلاق اور زمانہ حال کی توجہ کا بیان بیجا نہوگا۔ کہ جب ۱۸۹۹ عیسوی مطابق ۱۳۱۶ ہجری مین مینے اپنے تین فرزندون۔ ناور جنگ۔ حامد یار جنگ خسرو جنگ کو تعلیم کی غرض سے ولایت بہیجا تہا تو مین نے بہی اون کی نگرانی کرنل صاحب ممدوح کے سپرد کروی تہی۔ کرنل صاحب نے مجہے اپنے متعدد خطوط مین اپنی قدیمانہ اور حال کی توجہ کی نسبت تحریر کیا ہے۔ کہ تقریباً چالیس سال پیشتر مین ہندوستان مین جیسے تمہاری تعلیم و تربیت کی نگرانی مین بذات خود کرتا تہا ویسے ہی اب یہان ولایت مین تمہارے تینون بچون کی بہی نگرانی کر رہا ہون۔ فی الواقع مین اونکی ایسے توجہات سے نہایت مرہون منت ہون کہ سات سال تک میرے بچے ولایت مین رہے اس طویل مدت مین انہون نے بچون کی نگرانی مین نہایت ہی سعی و توجہ فرمائی۔

۱۹۰۷ عیسوی مین کرنیل فجرل صاحب کو کے۔ سی۔ بی۔ کا تمغہ انگریزی سرکار سے عنایت ہوا اور اسکے چند روز بعد (سر چارلس فجرل نے اپنے فوٹو کے۔ سی۔ بی کے تمغہ کے ساتہہ میرے پاس بہجوائے)

۱۸۶۸ عیسوی مطابق ۱۲۸۶ ہجری کے آخر مین تیسرے رسالہ کنٹنجنٹ مین شامل ہوا اور آغاز ۱۸۷۰ عیسوی مین مینے عہدہ رسالداری پر ترقی پائی۔

صفحہ نمبر ۵۴ - احمد علی بیگ خان نادر جنگ - حامد علی بیگ خان حامد یار جنگ - محبوب علی بیگ خان خسرو جنگ

تعلیم علم کے لئے ۱۸۹۸ء میں ولایت کو روانہ ہوئے
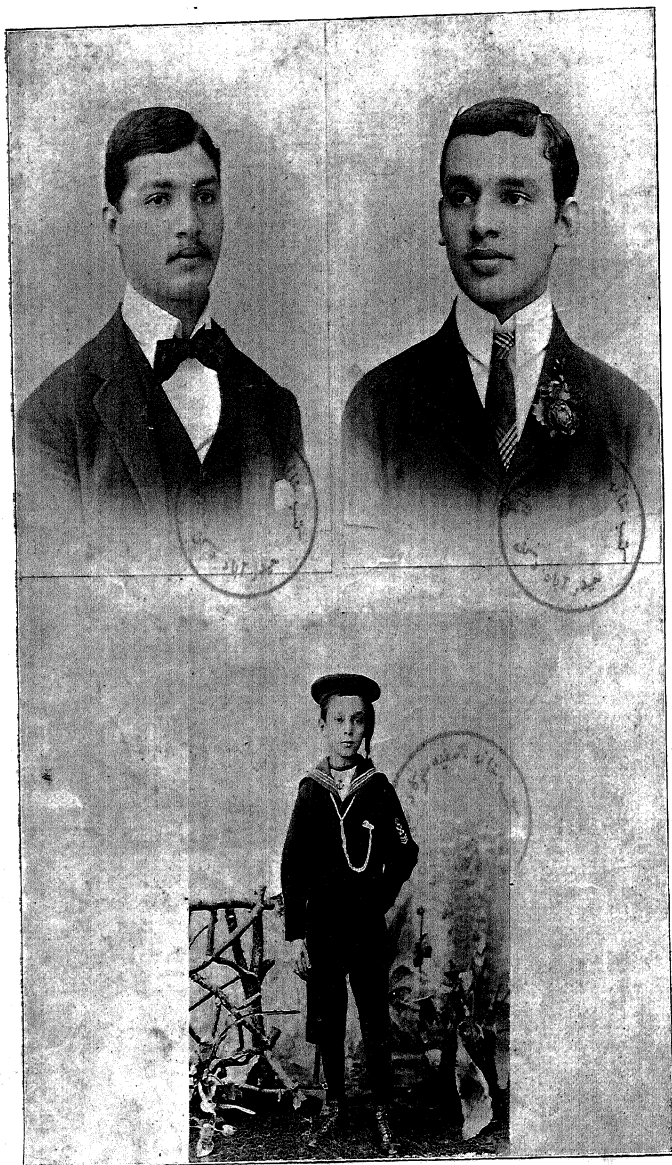
پھر اپنے رجمنٹ کے ساتھہ فسٹ ٹرپ کی کمانڈ پر متعین ہوکر چھاونی اورنگ آباد کو گیا۔

اسکے بعد ۱۸۷۷ء عیسوی مطابق ۱۲۹۳ھ ہجری کے دربار قیصری مین مجھے دہلی جانے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ یہہ میرا پہلا سفر تہا اور یہہ دربار نہایت شان وشوکت کا دربار تہا اسواسطے اوسکے مختصر واقعات تحریر کرتا ہون۔

ہندوستان کی عظیم الشان سلطنت مین برٹش گورنمنٹ کو جو کچھہ تسلط اور اقتدار حاصل ہے اور جسکو سرکار انگریزی نے ایام غدر مین بزور شمشیر ثابت کردیا ہے یہان کے تمام چہوٹے بڑے فرمان روا اور کل باشندے اوسے بخوبی جانتے ہین مگر سرکار کے لیئے ضرور تہا کہ جو شان سلطنت کی رزم مین ثابت کی گئی تہی کسیوقت وہ شان بزم مین بہی دکہائی جاتی اور امن وچین کے زمانہ مین تمام روساے ہند اور عمائد اقوام کے روبرو عیش ونشاط کے جلسون مین اوسکا اظہار کیا جاتا اور سلطنت برطانیہ کی شوکت وعظمت کے اعلان کی غرض سے سلاطین برطانیہ کے القاب مین امپرر آف انڈیا کا لقب اور بڑہا دیا جاتا اس لیئے جبکہ لارڈ لٹن ہندوستان کے گورنر جنرل اور ویسرائے ہوکر آئے تو اونہون نے شاہی احکامات کے مطابق اس لقب کے اعلان کے واسطے ایک عالیشان دربار منعقد کرنے کی تجویز کی۔ اوسوقت اس موقع پر گورنمنٹ کو ایک ایسے مقام کے انتخاب کرنے کی ضرورت داعی ہوئی جو گورنمنٹ کی شان کے شایان ہو اور وہان سے اسکا اثر سلطنت کے ہر گوشہ وکنار تک یکسان پہونچ سکے اور روساے ہند

اور خاص و عام کے کثیر مجمع کے لیے مناسب اور آمد و رفت اور مسافت کے لحاظ سے سب جگہون سے وہ مقام زیادہ قرب رکھتا ہو۔

ان کل اعتبارات سے دہلی مین اس دربار کا منعقد ہونا قرار پایا۔ قدیم زمانہ مین اس شہر کو اندرپرست کہتے تھے اور اوس زمانہ سے پیشتر کا احوال جسے تاریخ نہین بتا سکتی اوسکے ذکر کی ضرورت بھی نہین ہے لیکن جہانتک تاریخ خبر دیتی ہے اوس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہہ شہر جسطرح قدیم سے آباد چلا آرہا ہے اوسیطرح ہر زمانہ مین اسے ہندوستان کے دارالسلطنت ہونے کا بھی فخر حاصل رہا ہے۔ یہہ فخر اوسے قدرت ہی نے عطا کیا ہے کہ وہ کوہستان ہمالیہ کے جنوبی دامن مین ایک ایسے مقام پر واقع ہوا ہے جہان تین طرف کی سرحدون سے اوسکی مسافت تقریباً یکسان ہوتی ہے اور وہ فطرتاً ہندوستان کے پایۂ تخت ہونے کے لیے سب شہرون سے زیادہ موزون و مناسب ہے۔

جب اس دربار کے منعقد ہونے کی تاریخ یکم جنوری ۱۸۷۷ء عیسوی مطابق ۱۵ ذوالحجہ ۱۲۹۳ھ ہجری مقرر ہوگئی تو گورنمنٹ ہند نے اسمین شریک ہونے کے لیے ہندوستان کے کل والیان ریاست اور روسا اور امراے عظام کو مدعو کیا۔

قدر قدرت اعلیحضرت حضور پرنور بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ کی بھی اوس شاہانہ دربار مین رونق افزائی کی تجویز ہوئی۔

اوسوقت ہماری رجمنٹ تھرڈ لانسرس اورنگ آباد کی چھاؤنی مین مقیم تھی۔

سر رچرڈ میڈ جو ۵ ر ڈسمبر ۱۸۷۵ء عیسوی کو بجائے مسٹر سی۔ بی سانڈرس حیدرآباد کے رزیڈنٹ مقرر ہوکر آئے تہے۔

۸ ر ڈسمبر ۱۸۷۶ء عیسوی کو ہمارے رجمنٹ کے نام اونکا یہہ حکم پہونچا کہ حضور پرنور نظام دربار دہلی مین تشریف لیجانے والے ہین حیدرآباد کنٹنجنٹ کا ایک ٹروپ حضرت ممدوح کے اسکاٹ کے واسطے دہلی بہیجا جائے۔

کمانڈنگ افسر صاحب نے اس کام کے انتظام اور اہتمام کے لئے مجہکو منتخب کیا۔

روز جمعہ ۱۵ ر ڈسمبر ۱۸۷۶ء عیسوی مطابق ۲۰ ر ذیقعدہ ۱۲۹۳ء ہجری کو مین ایکسو سپاہیونکے ساتہہ اورنگ آباد سے روانہ ہوکر ناندگاؤن کے اسٹیشن پر پہونچا اور وہان سے سب گہوڑون اور سپاہیون کو ریل پر سوار کراکے چوتہے روز دہلی مین داخل ہوا۔

ہمارے جانے کے بعد سکنڈ انفنٹری سے بہی دو کمپنیون کو دہلی جانیکے لئے حکم ہوا اور اس تمام فوج رسالہ پلٹن کی کمان میجر فیلڈ کے سپرد ہوئی۔

حیدرآباد کنٹنجنٹ کی کل فوج دہلی مین مٹکاف ہوس کے کمپونڈ مین مقیم ہوئی دہلی مین یہہ ایک مشہور مقام ہے سر سالار جنگ بہادر نے دربار دہلی کے زمانہ مین حضور پرنور کی اقامت کیواسطے سر رچرڈ میڈ صاحب رزیڈنٹ کی معرفت یہہ مکان ساٹہہ ہزار روپیہ کرایہ سے لیا تہا۔ علاوہ قدیم کوٹہی کے اوسوقت جدید چار قطعات مکانات اور بنوائے گئے تہے اس کا بڑا ہال خاص حضور پرنور کے دربار کیواسطے آراستہ کیا گیا تہا اور پائین باغ کی چہوٹی عمارت کے اطراف زنانخانہ کیواسطے خیمہ

مرزا محمد علی بیگ سرافسر الملک بہادر کا ۱۸۷۶ء عیسوی میں رسالۂ سوم حیدرآباد کنٹجنٹ سے اعلحضرت کے اسٹاف میں دہلی کو روانہ ہونا۔

اور اوسکے گرد قنا تین کہڑی کیگئی تہین۔

۲۴ سرڈ سمبر ۱۸۷۶ء عیسوی کو حضور پر نور کی سواری مبارک دہلی مین داخل ہوئی اوسوقت آپ کا سن مبارک دس سال کا تہا۔

سر سالار جنگ بہادر۔ امیر کبیر بہادر۔ وقار الامرا بہادر۔ اور چند امرائے دولت ہمرکاب اقدس تہے۔ اسی روز دوپہر کے بعد دو بجے لارڈ لٹن گورنر جنرل ویسرائے ہند دہلی مین پہونچے۔

پہلے سے ہندوستان کے تمام والیان ملک جو اس دربار مین اونکی دعوت قبول کرکے آئے تہے اور اراکین سلطنت برطانیہ اون کے استقبال کے واسطے اسٹیشن پر موجود تہے جیسے ہی لارڈ ممدوح ریل سے اوترے سلامی کی توپین سر ہوئین آپنے اظہار مسرت کیا تہہ تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ پہر آپنے خاص خاص رئیسون خصوصاً اعلحضرت حضور پر نور نظام دکن سے ہاتہہ ملایا اور مزاج پرسی کرکے اپنے ہاتہی پر سوار ہوگئے اور جلوس کے ساتہہ اپنے خاص خیمہ کو تشریف لے چلے۔

یہہ جلوس قابل دید تہا۔ اوسوقت جسقدر انگریزی فوج دہلی مین موجود تہی اوسکی تعداد چودہ ہزار کے قریب تہی سب جلوس کی گزرگاہون مین وہ صف بستہ کہڑی تہی اس کے سوا جتنے روسائے ہند دربار مین آئے تہے اون سب کی فوجین نہایت عمدہ وردیون سے آراستہ و پیراستہ انگریزی فوج کے درمیان جا بجا موقع موقع سے استادہ کردی گئی تہی۔ اور ہمارے دکن کی فوج اور مہاراجہ گائکواڑ بڑودہ اور مہاراجہ

مددر کی فوج کے ساتھہ اوس سڑک کے دونون طرف قایم کیگئی تہی جو پہاڑی پاوےتے تک چلی گئی تہی۔

اس جلسہ کے دیکہنے کے واسطے عام مخلوق اسقدر جمع ہوئی تہی کہ جسکے تعداد کی انتہا نہ تہی۔ خصوصاً چاندنی چوک مین اور پہاڑی پر اور سب جگہون سے زیادہ جامع مسجد کے برجون اور چہتون اور سیڑہیون پر اژدہام تہا کہ آدمیون کو حس وحرکت دشوار ہوگئی تہی۔

ویسرائے کی سواری تین گہنٹے مین خیمہ تک پہونچی پہلے ریلوے اسٹیشن سے جامع مسجد کی طرف گئی پہر دریبہ مین ہوکر چاندنی چوک مین آئی پہر لاہوری دروازہ سے ہوکر سبزی منڈی کو آئی اور چہہ میل کا گشت کرنے کے بعد پانچ بجے شام کے کیمپ مین داخل ہوئی۔

نواب ویسرائے بہادر نے اوس ہفتہ مین تمام رئیسون سے ملاقاتین کین اور اسکے بعد بازدید کی ملاقاتون کے واسطے رئیسون کے پاس خود بہی تشریف لے گئے۔

ملاقاتون کا یہہ دستور تہا کہ جب کسی رئیس کی سواری ویسرائے کے لشکر مین پہونچتی تو کچہہ افسر حسب اعزاز رئیس لشکر کے سرے پر آکر استقبال کرتے اور خیمہ کی طرف لیجاتے اور اوسیوقت سلامی کی توپین سر ہوتین۔ پہر فارین سکرٹری ہمراہ لیجا کر ملاقات کے خیمہ مین بٹہلاتے اس کے بعد ویسرائے بہادر سے ملاقات

ہوتی تہی۔

ویسرائے ہر ایک رئیس کے ساتہہ نہایت تپاک سے پیش آتے اور اپنے دہنے ہاتہہ کی طرف بٹہلاتے تہے اور آپ ایک تخت پر جو ملکہ معظمہ آنجہانی کی ایک قد آدم برابر تصویر کے نیچے رکہا گیا تہا رونق افزا ہوتے تہے نشست کے بعد رئیس سے گفتگو شروع ہوتی اثنائے گفتگو مین اوس رئیس یا اوسکے خاندان کے کسی بزرگ کی ایسی خدمت نمایان جو سرکار انگلشیہ کی نسبت ظہور مین آئی ہوتی یا خود اوس نے کوئی کام رفاہ عام کا کیا ہوتا یا کوئی ایسا امر جو قابل تحسین و آفرین ہوتا ضرور اوس کا ذکر آتا تہا۔

اس تقریر کے بعد ویسرائے بہادر ایک طلائی تمغہ جسپر ملکہ معظمہ کی تصویر تہی۔ اور جسمین قرمزی رنگ کا فیتہ لگا ہوا تہا رئیس کے زیب گلو کرتے اور کہتے تہے کہ اس تاریخ سعید کی یادگار مین اسکا پہنا آپ کو مبارک ہو۔ اور مدت دراز تک وساتہا آپکے خاندان مین یہہ قایم رہے۔

۲۶ دسمبر ۱۸۷۶ عیسوی سے یہہ ملاقاتین شروع ہوئین اوسی روز ہمارے قدر قدرت اعلیحضرت حضور پر نور نواب ویسرائے بہادر کی ملاقات کو تشریف لے گئے ویسرائے بہادر نہایت تپاک سے پیش آئے اور ۳۰ دسمبر کو ملاقات بازدید کے لئے حضور پر نور کے پاس تشریف فرما ہوئے۔

خطاب قیصری کا اعلان جس میدان مین کیا گیا تہا وہ دہلی سے چار میل کے

فاصلہ پر تہا وہان پر تین عمارتین بنائی گئی تہین۔

اول نواب ویسرائے بہادر کی تخت گاہ۔

دوسرے اعلی عہدہ داران انگریزی اور والیان ریاست کیواسطے ایک ہلالی چبوترہ۔

تیسرے غیر ریاستون کے سفیرون اور وکیلون اور تماشایون کی نشست کے چبوترے۔

ویسرائے بہادر کی تختگاہ کا چبوترہ تقریباً سب چبوترون کے بیچ مین واقع تہا اوسکی عمارت نہایت خوبصورت سرخ نیلی اور سنہرے رنگ کی مسدس شکل پر زمین سے دس فیٹ بلند تہی ہر ایک قطعہ چالیس۴۰ فیٹ اور کل دور دو سو چالیس۲۴۰ فیٹ تہا۔ اوس کے آگے پیچہے سیڑہیان جن کے دونون طرف سنہری ریلنگ تہا۔ چبوترہ کے اوپر شامیانہ اور شامیانہ کی چوٹی پر تاج شاہی رکہا گیا تہا۔ ہر ایک گوشہ پر ساٹن کی تین جہنڈیان اور اونپر جرجیس کی صلیب اور یونین جیک سلطنت برطانیہ کے ملکی نشان بنے ہوے تہے۔ ہلالی چبوترہ بہی نیلے سفید سنہرے رنگ سے آراستہ اور تختگاہ کے سامنے آٹہہ سو فیٹ تک طول مین چلا گیا تہا۔

اس چبوترہ کے چہتیس۳۶ درجے تہے۔ ہر ایک درجہ تیس۳۰ فیٹ لینا اور بیس فیٹ چوڑا اور ہر ایک کی آمد و رفت کا دروازہ جدا تہا ہلالی قوس کا مرکز تختگاہ سے دو سو چہتیس فیٹ کے فاصلہ پر تہا۔

یہان چبوترہ کے چارون کونون پر تاج شاہی کی تصویر تہی۔ سرخ کپڑے کا

فرش اور اوسپر ریشمین کپڑے سے منڈہی ہوئی کرسیان بچھی تہین سامنے کی
طرف سارے چبوترہ پر سنہرا پلنگ نصب تہا۔ ان عمارتون مین بجز رنگ کے
ایشیای طرز کی اور کوئی چیز نہ تہی تماشائیون کے واسطے نیلے رنگ کے دو چبوترے
تختگاہ کی پشت کی طرف تہے اور اون کے درمیان آمد و رفت کا راستہ تہا۔ تختگاہ
کے دونون طرف ہلالی چبوترہ کے نزدیک دروازہ پر سلامی اوتارنے کے
واسطے گارڈ آف آنر حاضر تہا۔

ہلالی چبوترہ پر والیان ملک اور معزز افسرون کو ملا جلا کر بٹہایا تہا اور کسی مقام کا
اعلی اور ادنی درجہ قرار نہین دیا گیا تہا۔ اس سے یہی غرض تہی کہ کسی کا درجہ فروتر نہین
ہے اور کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے ہر ایک رئیس اور ہر ایک گورنر اور لفٹنٹ
گورنر کی پشت پر اون کے علم استادہ تہے اور اون کے افسران اسٹاف اونکے
گرد بیٹہے تہے۔ اس ہلالی چبوترہ پر ترسٹھ والیان ریاست رونق افزا تہے اور
ان سب کے عین وسط مین چبوترہ پر ہمارے قدر قدرت اعلیحضرت حضور پرنور شاہانہ
شوکت سے جلوہ فرما تہے۔

آپ کے دست راست پر راجپوتانہ کے راجے اور دست چپ پر وسط ہند
کے رؤسا تہے اور اوس سے اور آگے پنجاب کے سردار تہے۔ باقی درجون مین
مدراس بمبئی بنگالہ ممالک مغربی و شمالی اور ممالک متوسط کے چہوٹے چہوٹے
رئیس تہے۔

یکم جنوری ۱۸۷۷ء عیسوی مطابق ۱۵ ذوی الحجہ ۱۲۹۳ھ ہجری کو سب رئیس ڈو پہر سے کسیقدر پہلے اپنی اپنی جگہون مین پہونچ گئے۔

ہمارے قدر قدرت اعلیحضرت حضور پر نور بہی دو پہر سے دو چار منٹ پہلے دربار مین شریک ہونے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اس موقع پر مجہکو بہی اول مرتبہ ہمراہ رکاب رہنے کی سعادت اور افتخار حاصل ہوا۔

اعلیحضرت حضور پر نور کے خاصہ کی گاڑی مین سر سالار جنگ اور میجر بریور سامنے بیٹھے تہے گاڑی کے دہنی طرف میجر فیجر لڈ اور بائین جانب مین تہا ہمارے ساتہہ کے ایک سو سوار کچھ گاڑی کے آگے اور کچھ پیچہے ہمراہ سواری مبارک تہے۔

جب حضور کی سواری دربار مین پہونچی اور اعلیحضرت حضور پُر نور اپنی کرسی پر رونق افزا ہوئے تو میجر فیجر لڈ اور مجہکو بہی دربار مین حاضر ہونیکی عزت ملی۔

دربار مین اعلیحضرت حضور پر نور کے پہونچتے ہی عین بارہ بجے ویسرای بہادر بہی تشریف لائے گارڈ پریزیڈنٹ آرمس اور بینڈ نے سلامی کا باجا بجایا۔ تمام حاضرین مجلس تعظیم کے لئے اوٹہہ کہڑے ہوئے تخت پر ویسرائے بہادر کے رونق افزا ہوتے ہی نقیب اعلی نے اعلیحضرت ملکہ معظمہ کے انگریزی خطاب کا اعلان باواز بلند کیا اور فارین سکرٹری گورنمنٹ ہند نے اوسکا ترجمہ اردو مین سبکو سنایا جس کا خلاصہ یہہ تہا کہ حضور ممدوحہ نے اپنے خطابات سابق کے

لفظ امپرس آف انڈیا اور بڑہایا ہے اسکا ترجمہ اردو مین شاہنشاہ اور قیصر ہند کیا جاتا ہے۔

غرض جب سلامی کی ایک سو ایک توپین سر ہوچکین تب ویسرائے بہادر نے کہڑے ہوکر ایک طویل اسپیچ انگریزی مین دی جسمین یہہ فقرات خاص والیان ملک کی طرف مخاطب ہوکر فرمائے تہے جنکا ترجمہ یہہ ہے۔

اے اس سلطنت کے رؤسا و امرا آپ کی ارادت استواری سلطنت کی کفیل اور آپ کی خوشحالی اجلال سلطنت کی دلیل ہے حضرت ملکہ معظمہ کو بہروسا ہی کہ اگر خدانخواستہ اس سلطنت کے مصالح پر کوئی حملہ ہو تو آپ لوگ اوسکی حفاظت کے واسطے آمادہ ہوجاوینگے حضرت ممدوحہ اس آمادگی پر آفرین فرماتی ہین۔

مین حضرت ملکہ معظمہ کیطرف سے آپ صاحبون کو شہر دہلی آنے پر مبارکباد دیتا ہون اور اس عظیم الشان جلسہ مین آپکے شریک ہونے کو سلطنت برطانیہ کی نسبت آپ کی اوس حسن عقیدت اور خیر سگالی کی دلیل روشن جانتا ہون جسکا اظہار جناب پرنس آف ویلز بہادر کی تشریف آوری کے موقع پر بڑے شوق سے ہوا تہا۔

حضرت ممدوحہ اپنی بہلائی کو عین آپ کی بہلائی تصور فرماتی ہین اور مراسم اتحاد کے استحکام اور قیام کے واسطے حضرت ممدوحہ نے خسروانہ عنایات سے خطاب قیصری اختیار فرمایا ہے جسکا ہم آج اعلان کرتے ہین۔

جب ویسرائے کی اسپیچ ختم ہوگئی تو تمام حضار مجلس کہڑے ہوئے اور فوج کے

ساتھہ شریک ہوکے تہ دل سے سبنے صداے مسرت وشادمانی بلند کی۔

نواب سر سالار جنگ بہادر نے حضور پر نور کے طرفسے کہڑے ہوکر یہہ تقریر
کی حسب الارشاد عالی نواب نظام الملک بہادر حضور ویسراے کی خدمت مین میری
عرض ہیکہ حضور ویسراے حضرت حضور پر نور کی طرفسے اور نیز ہندوستان کے جملہ
رئیسون کی جانب سے اعلیحضرت ملکہ معظمہ کی خدمت مین خطاب قیصر ہند اختیار
فرمانے کی مبارکباد پہونچائین۔ اور حضرت ممدوحہ کو یقین دلائین کہ ہم سب لوگ
دعا کرتے ہین کہ خدا اونہین عمر دراز عطا فرماے اور ہندوستان اور انگلستان کے
دونون ملکون مین انکا راج اقبال کے ساتھہ قایم رکہے۔

اسکے بعد دربار برخاست ہوگیا اور حضور پر نور اوسطرح جسطرح تشریف لیگئے
تہے حیدرآباد کنٹنجنٹ کے اسکارٹ کے ساتھہ مٹکاف ہوس کو واپس تشریف
لاے۔

مٹکاف ہوس کا احاطہ بہت وسیع تہا مین نے بہی اپنی فوج کے کیمپ کے نزدیک
ایک میدان مین نیزہ بازی کے لیے جگہ بنوالی تہی۔ وہان قریب قریب ہر روز
شام کے وقت تمام عہدہ دار نیزہ بازی کرتے تہے۔ نیزہ بازی کا مقام شاہراہ کے
قریب واقع تہا۔ تماشائیون کا بڑا ہجوم رہتا تہا خاص کر حضور پر نور کے کیمپ کے لوگ
بہی اوسکے دیکہنے کو آتے تہے نواب وقار الامرا بہادر جو اوس زمانہ مین خواجہ بادشاہ کی
نام سے موسوم تہے وہ تو اکثر نیزہ بازی مین تشریف لایا کرتے تہے رفتہ رفتہ بنگال و

پنجاب کی فوجون کے افسر بہی ہمارے کرتبون مین آکر شریک ہونے لگے تہے۔
جب یہہ کل تماشے اور رؤسا کی ملاقاتین ہوچکین توچوتہے روز پنجشنبہ کو الیسرائے
بہادر نے والیان ریاست سے رخصتی ملاقات فرمائی اور اوسمین اپنی طرف سے ہرایک
رئیس کو تلوار یا ملکہ وکٹوریہ کا فوٹو یا اور کوئی تحفہ بطور نشانی کے عنایت کیا۔

ہمارے حضور پرنور بہی الیسرائے بہادر کی ملاقات کو تشریف لیگئے اوس
وقت پچاس سوارون کے ساتہہ مین حضور پرنور کی گاڑی کے ساتہہ اسکارٹ
مین تہا۔

لارڈلٹن نے اعلیحضرت حضور پرنور کو اپنے دہنے ہاتہہ کی طرف بہٹلایا اور دیر
تک باہم گفتگو ہوتی رہی۔ اثنائے کلام مین لارڈصاحب نے اعلیحضرت حضور پرنور کو
ایک کتاب تحفتاً دی اور کہا کہ یہہ میری تصنیف ہے اسکے بعد سواری مبارک فرود
گاہ شاہی کو واپس ہوئی۔

۵ جنوری ۱۸۷۷ عیسوی مطابق ۱۹ ذی الحجہ ۱۲۹۳ ہجری روز جمعہ جلسہ قیصری کا
آخری دن تہا اوسروز ساری فوج کی قواعد ہوئی۔

قواعد شروع ہونے سے پہلے ریاستہاے موجودہ کی کل فوج اور تمام جلوس ویسرائے
بہادر کے سامنے سے ہوکر گزرا۔ یہہ تماشا ایسا تہا کہ مملکت ہند مین اس سے
پیشتر کبہی نظر نہین آیا تہا۔ گیارہ بجے سے دو گہنٹے تک برابر فوج گزرتی رہی گو کہ
اسکی تعداد کم تہی مگر نمونہ دکہانے کے لئے کافی تہی۔

ہندوستانی رئیسون کی فوج اور جلوس کے گزرنے کے بعد انگریزی فوج جو دہلی مین اندازاً چودہ ہزار جمع تہی اوسکی قواعد ہوئی یہہ سب فوج بہی ویسرائے بہادر کے سامنے سے ہوکر گزری۔

یہان کچھہ احوال شہر دہلی کا لکھنا ضرور معلوم ہوتا ہے جسمین نہ صرف یہہ ایک عظیم الشان دربار ہوا بلکہ آیندہ کو بہی یہہ شہر اس قسم کے دربارون کا مرکز قرار دیدیا گیا ہے۔

اس کے تین طرف ساڑہے پانچ میل لانبی شاہ جہان کی بنائی ہوئی بڑی مرتفع فصیل ہے۔ مشرق کی جانب جدہر دریا ے جمنا بہتا ہے کوئی دیوار نہین ہے مگر شہر کے دس دروازے ہین شمال مین کشمیری اور موری دروازہ اور مشرق مین کابلی اور لاہوری دروازہ اور جنوب مین اجمیری اور دہلی دروازہ زیادہ مشہور ہے۔

شاہی قلعہ مشرق کی طرف عین دریا کے کنارہ بنا ہوا ہے اس کی تین طرف سنگ سرخ کی خوبصورت دیوار ہے جسکی خوبی چہوٹے چہوٹے گول برجون سے اور دوبالا ہوگئی ہے۔

۱۸۵۷ء عیسوی کے غدر کے بعد اسکا ایک حصہ منہدم کردیا گیا ہے اور وہان انگریزی بارکسین بنادی گئی ہین۔ قلعہ کے جنوبی طرف محلہ دریا گنج مین ہندوستانی پیادہ فوج کی چہاؤنی ہے جسکا ایک ٹکڑا یوروپین سپاہیون کا قلعہ مین رہتا ہے۔

اسی کے مقابل دریا کے دوسری طرف قلعہ سلیم گڈھ ہے جسے سلیم شاہ بادشاہ نے سولہوین صدی عیسوی مین سلاطین مغلیہ سے قبل بنوایا تھا۔ اور اب وہ بالکل خراب اور ویران ہے۔ اس جگہ دریائے جمنا پر نہایت عالیشان ایک پل بنا ہوا ہے جس پر سے ایسٹ انڈین ریلوے آتی ہے اور سلیم گڈھ سے گزر کر قلعہ کی دیوار کے نیچے نیچے ہوتی ہوئی شہر کی فصیل کے اندر ریلوے اسٹیشن کو چلی جاتی ہے اس اسٹیشن کے پاس شہر کے شمال و مشرقی گوشہ مین کشمیری دروازہ کے پاس سرکاری خزانہ اور دفاتر کی عمارتین ہین۔

غرض جب دربار دہلی ختم ہو گیا تو اعلیحضرت حضور پر نور کی سواری مبارک مع اسٹاف کے دہلی سے حیدرآباد کی طرف مراجعت فرما ہوئی۔

چونکہ اوسوقت دہلی مین خوب بارش ہو گئی تھی اور نواب ویسرائے و لفٹنٹ گورنر اور دوسرے عہدہ دار دہلی سے اپنے اپنے مستقر کو روانہ ہو رہے تھے گاڑی مل نہین سکتی تھی ہم لوگ حضور پر نور کی روانگی سے ایک ہفتہ کے بعد دہلی سے روانہ ہوئے اور چوتھے روز مع الخیر اورنگ آباد پہونچ گئے۔

اس کے بعد دو ڈہائی سال تک بجز ادائی خدمت فوجی و اکتساب علوم و فنون جنگی اور کوئی ایسا شغل نہ رہا جو قابل ذکر ہو اگر ان امور سے فرصت ملتی تو مین سیر و شکار مین مصروف رہتا تھا۔ چنانچہ حسب معمول ایک مرتبہ ۸ ستمبر ۱۸۷۹ء عیسوی کو رجمنٹ کے سالانہ انسپکشن کے بعد مین نے اجازت لی اور چند روز

کے لیے روضہ شریف گیا یہہ مقام اورنگ آباد سے شمال اور مغرب کو چودہ میل
کے فاصلہ پر غار ہاے ایلورہ کے اوپر واقع ہے چونکہ اسکی سطح سمندر سے دو
ہزار فیٹ بلند ہے اس سبب سے یہان کی آب وہوا نہایت لطیف ہے
ایام گرما مین حفظ صحت کے خیال سے اکثر معززین یہان آکر قیام کیا کرتے ہین۔
اس خوبی کے سوا ملک دکن مین یہہ مقام اس وجہ سے نہایت متبرک اور مقدس
سمجھا جاتا ہے کہ کتنے ہی مشاہیر بزرگان دین کے یہان مزارات پرانوار ہین جنمین سے
بعض اکابر اولیاء اللہ کے اسماے مبارک یہہ ہین۔
سید یوسف شاہ راجو قتال حسینی پدر بزرگوار حضرت سید محمد بندہ نواز گیسودراز
حضرت شاہ منتجب الدین زرزری زربخش دولہ میان حضرت خواجہ برہان الدین
اولیا غریب نواز۔ حضرت خواجہ شاہ زین الدین مخدوم مشائخ بائیس خواجہ۔ حضرت
شاہ جلال الدین گنج روان۔ حضرت پیر مبارک کاروان۔ حضرت پیر بدرالدین
نولکھی۔ حضرت پیر نصیر الدین پون بیگ۔ حضرت سید خواجہ حسن شیرازی۔ حضرت
خواجہ عمر شیرازی۔ ان حضرات کے سوا اورنگ زیب ہندوستان کا آخری
زبردست شاہنشاہ اور اون کے فرزند محمد اعظم شاہ اور مغفرت مآب آصفجاہ
اول بانی سلطنت مبارک آصفجاہی اور ابوالحسن تاناشاہ آخر بادشاہ سلطنت
قطب شاہیہ اور نیز دیگر تاجداران دکن اسی جگہ زمین کے نیچے آسودہ ہین۔
چونکہ اورنگ زیب عالمگیر کو وفات کے بعد خلد مکان کہتے تھے اسواسطے

اس مقام کا نام بھی خلد آباد ہو گیا ہے اسی جگہ ایلورہ کے وہ مشہور و معروف غار ہیں جو انسان کے دست صنعت کے بنائے ہوئے ہفت عجائب میں داخل اور دیکھنے کے قابل ہیں۔

روضہ میں پہونچنے کے دو روز بعد کمانڈنگ افسر صاحب کا ایک خط میرے پاس آیا جسمیں لکھا تھا کہ آپ فوراً واپس چلے آئیں روضہ سے کرنل ڈوکر صاحب کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ اسسٹنٹ جنرل صاحب کے پاس ابھی ایک چٹھی اس مضمون کی آئی ہے کہ سر رچرڈ میڈ رزیڈنٹ حیدرآباد اور سر سالار جنگ مدار المہام سرکار عالی اورنگ آباد اور ایلورہ اور روضہ کی سیر کرنے کی غرض سے آنیوالے ہیں اون کی اسکارٹ ڈیوٹی کا کام آپکے تفویض کیا جاتا ہے آپ اون کے آتے ہی اونکے کیمپ میں جا کر شامل ہو جائے۔

اس کے بعد یہہ بھی معلوم ہوا کہ عہدہ داران ضلع کی طرف سے اون دونوں معزز مہمانوں کی خاطرداری و مدارات کے لئے بڑے زور شور سے ہر قسم کا اہتمام ہو رہا ہے۔

اوس زمانہ میں وحید منور خان بہادر (معتمد جنگ مقرب الدولہ تہور الملک) اورنگ آباد کے صوبہ دار تھے۔

چونکہ جنرل رائٹ صاحب نے اورنگ آباد میں ایک کیمپ آف اکسرسائز کا انتظام کیا تھا اس لئے چہارم رسالہ کو بھی اورنگ آباد آنے کے لئے حکم

ہوا تہا کہ سوم اور چہارم دونون رسالے باہم ملکر قواعد کرین۔

دو چار روز مین سر رچرڈ میڈ رزیڈنٹ اور نواب سالار جنگ بہادر مدار المہام اورنگ آباد تشریف لائے ماہ ستمبر ۱۸۷۹ء عیسوی مطابق رمضان ۱۲۹۶ھ ہجری مین عہدہ داران ضلع کی طرف سے استقبال و مہمان واری کے مراسم نہایت شائستگی سے ادا کئے گئے۔

جنرل رایٹ صاحب نے بہی یہہ تجویز کی کہ دوسرے روز صاحب رزیڈنٹ اور مدار المہام بہادر کو انگریزی فوج کی قواعد دکہائی جائے۔ اوسوقت اس قواعد مین تہرڈ لانسر فورتہہ لانسر اور ایک پلٹن فورتہہ انفنٹری اور باٹری نمبر ۲ حیدرآباد کنٹنجنٹ کی شریک تہی دوسرے روز جب فوج پریڈ پر آئی تو کرنل ڈوکر صاحب نے سینیر ہونے کے سبب سے تمام برگیڈ کی کمان لی۔

کرنل اسٹوارٹ صاحب جو تہرڈ لانسر کی کمان پر مقرر تہے آشوب چشم کے باعث شب گزشتہ سے علیل تہے وہ پریڈ پر نہ آسکے اونکی عدم حضوری مین کرنل ڈوکر صاحب نے مجہکو اس رجمنٹ کی کمان پر مقرر کیا۔

تاریخ فوجی مین یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ ایک نیٹو افسر نے برٹش افسر کی جگہ پریڈ پر رجمنٹ کی کمان لی۔

جب صاحب رزیڈنٹ اور مدار المہام صاحب اپنے اسٹاف کے ساتہہ پریڈ پر تشریف لائے تو مارچ پاسٹ کا کام شروع ہوا صاحبان موصوف کے

روبروسے جسوقت فوج گزرنی شروع ہوئی اوس موقع پر کرنل ڈوکر ہرایک
اعلیٰ افسر اور عہدہ دار کا نام بتاتے جاتے تہے جب میری رجمنٹ ان صاحبون کی
سامنے سے گزری تو سالار جنگ بہادر نے دریافت کیا کہ اس افسر کا نام کیا ہے
انہون نے کہا کہ مرزا محمد علیبیگ رسالدار۔

اوس زمانہ مین ہماری رجمنٹ مین برٹش افسر اور نیٹو افسر ایک ہی قسم کی
وردی پہنتے تہے برٹش افسر بہی ہندوستانی عہدہ دارون کی طرح کلاہ و شملہ
باندہتے تہے۔ اگر انگریزی اور ہندوستانی عہدہ دارون مین کچہہ امتیاز ہوسکتا تہا تو
اون کے رنگون سے ورنہ ڈریس کی ہئیت سے کچہہ فرق نہ تہا لیکن جب کسی ہندوستانی
کا رنگ بہی اہل یورپ کے رنگ سے ملتا جلتا ہوتا تو کسیطرح یوروپین اور ہندوستانی
مین فرق نظر نہ آتا تہا۔

سالار جنگ نے میرا نام سنکر تعجب کیا اور فرمایا کہ مین نے دور سے ان کو
برٹش افسر خیال کیا تہا اس کے بعد سالار جنگ بہادر جنرل صاحب سے دیر تک
میرا احوال دریافت فرماتے رہے۔

آغا ناصر شاہ صدر مہتمم علاقہ کوتوالی اضلاع ایک معزز خاندانی اور ہز ہائنس آغا
خان کے رشتہ دار تہے اونہون نے دوسرے روز شام کو سر سالار جنگ بہادر
اور اون کے دونون صاحبزادون میر لایق علیخان بہادر اور میر سعادت علیخان بہادر
کی دعوت کی اور اوسی شام کو ٹینٹ پیگنگ کا بہی انتظام کیا۔

رسالہ سوم حیدرآباد کنٹنجنٹ کے افسروں کا گروپ سنہ ۱۸۷۶ عیسوی
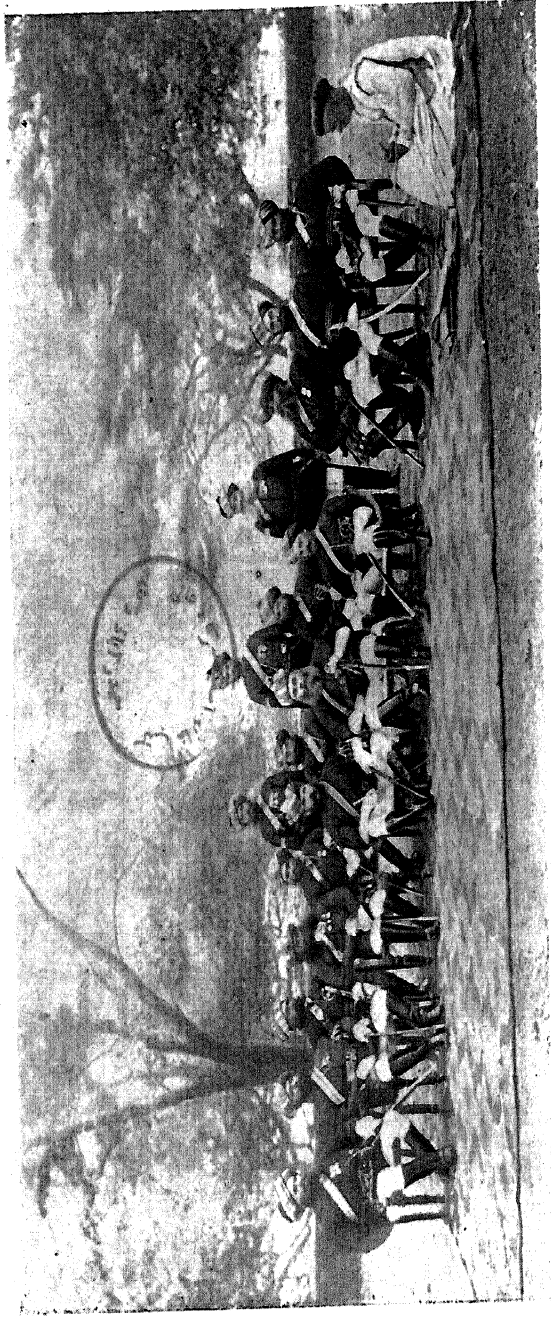
کشن راؤ صدر متصدی ۔ رسالدار محمد علی بیگ ۔ کپتان گین ۔ کرنل ڈوکر ۔ کرنل سٹوارٹ ۔ رسالدار میجر احمد بخش خان ناغر ۔ رسالدار محمد موجد ان خان
جمعدار محمد اسمعیل خان ۔ رسالدار محمد عثمان خان ۔ جمعدار عبدالقادر ۔ جمعدار سیف اللہ خان ۔ رسالدار عبداللہ خان

آغا صاحب نے مجھے بھی مدعو کیا شام کے قریب سر سالار جنگ مع اسٹاف اور دونوں صاحبزادوں کے تشریف لائے۔

اسپورٹس شروع ہوئی نیزہ بازی اور ٹنیٹ پیگنگ مین آغا ناصر شاہ اور مین اور نیز چند عہدہ داران فوجی و کوتوالی شریک تھے۔ جب ہم ان کرتبوں سے فارغ ہوئے تو آغا ناصر شاہ میرے پاس آئے اور کہا کہ نواب سالار جنگ فرماتے ہین کہ کل آٹھ بجے آپ ہمارے ساتھہ ڈنر مین شریک ہون۔

مین نے نواب صاحب کی یہہ دعوت نہایت شکریہ کے ساتھہ قبول کی اور دوسرے روز آٹھہ بجے قلعہ ارک کو جہان سالار جنگ بہادر مقیم تھے مین دعوت مین گیا وہان اور بھی متعدد عہدہ دار ڈنر مین مدعو اور شریک تھے ڈنر کے بعد نواب صاحب ممدوح مجھسے مخاطب ہوکر دیر تک باتین کرتے رہے۔

حیدرآباد کنٹنجنٹ کے جدید انتظام کے متعلق چند باتین آپنے مجھہ سے دریافت فرمائین۔ مدار المہام کی دانشمندانہ تقریر سے صاف طور پر یہہ مفہوم ہوتا تھا کہ آپ کنٹنجنٹ کے قدیم انتظام کو پسند کرتے ہین اور آپ کی رائے ہے کہ انتظام جدید سے سوا فوج بنگال کی متابعت کے اور کچھہ نفع نہ ہوگا جب مین نے دیکھا کہ نواب صاحب چاہتے ہین کہ مین بھی اپنی رائے ظاہر کرون کہ سابق کے انتظام مین کیا کیا نقصانات تھے اور کس لیئے وہ ترک کیا گیا اور جدید انتظام مین کیا کیا نفع ہین اور کن اصول پر اوسے اختیار کیا ہے تب مین نے صاحب ممدوح کی

خدمت مین حیدرآباد کنٹنجنٹ کی ابتدائی حالت اور سابق انتظام کے تبدیلی کے وجوہ بیان کرکے عرض کیا کہ جسوقت سے حیدرآباد کنٹنجنٹ کی فوج کا آغاز ہوا اوسوقت سے جتنے افسر اس فوج کی کمان پر مقرر ہوتے گیے وہ مصلحتاً حیدرآباد کنٹنجنٹ مین قدیم سپاہیانہ رسم و رواج اور مغلئی دستور اور آئین جاری رکہتے چلے آئے ہرچند یہہ فوج دلیری اور بہادری مین مشہور زمانہ تہی اور اسکا شہرہ نہ صرف ہندوستان بلکہ انگلنڈ تک ہر خاص و عام کے زبان زد تہا لیکن جیسے بنگال بمبی اور مدراس کی فوج کے انتظام اور قوانین فوجی تہے اون انتظامات اور قوانین کا اس فوج مین نام و نشان تک نہ تہا چنانچہ جبکہ ہندوستان مین غدر ہوا اور حیدرآباد کنٹنجنٹ اوس مہم کے سر کرنے پر مامور ہوئی اور اس فوج سے کارہائے نمایان میدان جنگ مین ظہور مین آئے اوسوقت مین بہی اسکی قدیم حالت مین زیادہ تغیر نہ ہوا غدر کے بعد رفتہ رفتہ فوجی قوانین اور قواعد مثل بنگال مدراس اور بمبی کے اس فوج مین شروع ہوتے۔

سنہ ۱۸۱۶ عیسوی سے سنہ ۱۸۷۰ عیسوی تک حیدرآباد کنٹنجنٹ کی یہہ حالت تہی کہ سپاہیون کے لیے پنشن کی کوئی مدت مقرر نہ تہی تیس چالیس سال یا اس سے زیادہ زمانہ تک نوکری کرنے کے بعد جب سپاہی کو پنشن دیجاتی تو وہ اپنی آسامی کو دوسرے کے ہاتہہ فروخت کر ڈالتا تہا یعنے جو شخص اسکی جگہ ملازم ہونا چاہتا وہ اوسے تین چار سو روپیہ دیتا اور یہہ رکروٹ جوان کو اپنے کمانڈنگ

افسر کے سامنے پیش کر کے اپنی جگہ ملازم کرا دیا تہا۔

گہوڑے کی آسامی ہزار بارہ سو پندرہ سو روپیہ تک فروخت ہوتی تہی اور اکثر آسامی وہی لوگ خریدے تہے جو زیادہ گہوڑون کے سلحدار ہوتے تہے۔

چونکہ اوس زمانہ مین نہایت ارزانی تہی اور سلحدار جو چاہتے اپنے گہوڑون کو کہلاتے تہے اس لیئے فی راس سلحدارون کو دس بارہ پندرہ روپیہ تک پس انداز ہوتے تہے۔

گہوڑے کی مالش سایئس کرتے تہے اور گہوڑے پر زین بہی سایئس کستے تہے سپاہی کا گہوڑے کی مالش کرنا معیوب سمجہا جاتا تہا۔

فٹ ڈرل یا پیدل قواعد ان رسالون مین کبہی نہین ہوتی تہی سپاہیونکا پیدل چلتے وقت قدم ملا کر چلنا معیوب سمجہا جاتا تہا۔

رگیولیشن کے موافق افسر یا سپاہی سلام نہین کرتے تہے بلکہ یونی فارم پہنے ہوئے مغلئی طور پر ہاتہہ کی پشت سامنے کر کے سلام کرتے تہے۔ اورنگ آباد ہنگولی۔ بلارم۔ مومن آباد۔ ان چارون مقامات پر حیدر آباد کنٹنجنٹ کے ہیڈ کوارٹر تہے۔ سال مین ایک دفعہ موسم سرما مین برگیڈیر جنرل صاحب حیدر آباد کنٹنجنٹ رسالہ اور پلٹن اور توپخانہ کی انسپکشن کو تشریف لاتے اور ہر ایک مقام پر تین چار روز قیام کرتے اور انسپکشن ختم کر کے اپنے مستقر کو چلے جاتے تہے برگیڈیر کے آنیکی تاریخ دو مہینے قبل معلوم ہو جاتی تہی۔ کمانڈنگ افسر رجمنٹ چند روز قبل

قواعد مین فوج سے اوسی کام کی مشق لینی شروع کرتے جو کام کہ جنرل صاحب کی آمد کے بعد اون کے سامنے لیا جاتا۔ اور انسپکشن قریب قریب حسب ذیل طریقہ کے موافق ہوا کرتا تہا۔

ہم گیاٹیر صاحب چہاؤنی مین داخل ہوتے ہی دوسرے روز جوانون کا فلڈ ڈریس سے ملاحظہ فرماتے پہر پکیٹ ڈیوٹی اور اوس کے بعد چاند ماری کی جاتی تہی بندوق کا نشانہ ساٹہہ وار سے تفنگچہ کا دس وار سے ایک مربع دو فٹ کی چاند ماری پر لگایا جاتا تہا بے خار بندوقین اور تفنگچے منہ سے بہرنے کے استعمال کئے جاتے تہے۔

رجمنٹ مین نصف جوانون کے پاس بہالے اور تفنگچے اور تلوارین اور نصف کے پاس بندوقین اور تلوارین تہین۔ قواعد پریڈ مین فرنٹ رانگ مین بہالے والے اور ریر رانک مین بندوق والے رہا کرتے تہے۔

جنرل صاحب کے سامنے نشانہ اندازی کو فی جوان تین کارتوس دئے جاتے ہر ایک ترپ کی علحدہ علحدہ چاندماری ہوتی تہی۔ آخر پریڈ مین فلڈ ڈریس سے مارچ پاسٹ کیا جاتا۔ اور بعد ڈرل کے وہ چند کام لئے جاتے جنکی مشق پہلے سے کی گئی تہی۔ اسکے بعد رجمنٹ سلامی ادا کرتی اور جنرل صاحب آگے بڑہکر رجمنٹ کی کامونکی بہت تعریف کرتے۔

اڑتالیس سال تک فوج کا فلڈ ڈریس اور انڈر ڈریس تفصیل ذیل کے موافق رہا۔

جو انون کے الخالق گھٹنے تک سر پر پگڑی اور ہر شخص اپنے خاندان کی طرز کے
موافق پگڑی باندہتا تہا سیاہ چمڑے کا ڈبہ اور بگلوس تلوارین مغلئی قبضہ کی
سفید پاجامے لانگ بوٹ سیاہ چمڑے کے افسران فوج رسالدار رسایدار جمعدار کی
فلڈریس مین بہی الخالق ہوتی ہتی جسپر زر کا کام رہتا تہا سر پر زرین منڈیلین اور
زرین ڈبے بگلوس۔ گہوڑے پر بانات کی خوگیرین اور اوسپر سرخ بانات کے زین
پوتس ہہوتے اور اونکی باناتی وجہیان۔ اور بپش بند۔ پوزی۔ زیر بند۔ اور منہ مین مغلئی
لگامین اور سوت کی ٹیپ کی باگین رہتی تہین۔

۱۸۶۴ سنہ عیسوی مین کرنل نٹینگل نے تیسرے رسالہ کے لئے ولایت سے
کرچین منگایئن اور ۱۸۷۴ سنہ عیسوی مین کرنل ڈوکر صاحب نے کانپور سے زینین اور لگامین
اور منہ کا سامان چرمی منگایا۔ اور اسی سنہ مین پگڑیون کے عیوض نیلگون لنگیان
اور قزلباش تیسرے رسالہ مین جاری ہوئین۔ الخالق کے ساتہہ ایک زمانہ تک
سر پر لنگی باندہی جاتی تہی۔

اسکے بعد ۱۸۷۵ سنہ عیسوی مین الخالق کی جگہ سیاہ سرج کا بلوز یعنے کرتا پہننے
کے لئے حکم دیا گیا اوسوقت مین کل یوروپین افسر اور نیٹو افسرون کا ایک ہی
یونی فارم ہوگیا۔

آغاز حیدرآباد کنٹنجنٹ سے پچپن سال کے بعد برٹش گورنمنٹ حیدرآباد
کنٹنجنٹ کے فوجی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئی اور لارڈ ڈنار تہہ بروک نے جنرل پیٹ صاحب

دوم رسالہ حیدرآباد کنٹنجنٹ کا یہ فلڈریس یعنی فارم ۱۸۷۵ء عیسوی تک قایم رہا بعد اس کے تبدیلی ہوئی۔

رسالدار محمد موجدار خان ۔ رسالدار محمد عثمان خان ۔ رسالدار مرزا محمد علی بیگ افسر الملک بہادر ۔ رسالدار محمد اکبر خان ۔ جمعدار محمد اسمعیل خان ۔
جمعدار ولی داد خان ۔ رسالدار خواجہ بخش خان ۔ ڈاکٹر ریڈ ۔ سٹر ہارسٹ ۔ رسالدار میجر احمد بخش خان ناغر ۔ محمد واصل خان ۔ رسالدار محمد قطب خان

کو اس فوج کی برگیڈیری کے لئے انتخاب کیا اور اون کو یہہ ہدایت کی کہ وہ حیدرآباد

کنٹنجنٹ مین بنگال اور مدراس و پنجاب آرمی کے قواعد اور قوانین جاری کرین۔

چنانچہ سنہ ۱۸۷۴ عیسوی مین جنرل ریٹ صاحب نے حیدر آباد کنٹنجنٹ کے رسالون مین

مالش کا قاعدہ جاری کیا یعنے سپاہی اپنے گہوڑے کی خود مالش کیا کرے اور

سابق مین جو سلحداریون کا قاعدہ تہا یعنے ایک ایک سلحدار کے دس دس بارہ

بارہ بلکہ بعض افسرون کے پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ گہوڑے رہتے تہے جو پائگا

کے نام سے موسوم تہے وہ قاعدہ بالکل موقوف کر دیا گیا خود اسپہ سسٹم جاری ہوا اسکے سوا

اسکے فوجی قوانین جو بنگال مدراس پنجاب آرمی مین جاری تہے وہ سب حیدرآباد

کنٹنجنٹ مین جاری کئے گئے۔

سر سالار جنگ بہادر سے مین نے بیان کیا کہ ایام غدر کے بعد سے برٹش

گورنمنٹ مین حیدر آباد کنٹنجنٹ کی بہت بڑی قدر ہوئی اور رفتہ رفتہ برٹش

گورنمنٹ نے اس فوج کو اپنی دوسری فوج کی حالت پر لے آنے مین کوشش

کی اور بتدریج اس کام مین کامیابی حاصل کی۔

اگر ابتدا مین حیدر آباد کنٹنجنٹ کے ساتہہ یہہ برتاو کیا جاتا تو مصلحت ملکی

کے خلاف تہا کیونکہ اوسوقت مین جو لوگ فوج بے قاعدہ سے بہیجے گئے

تہے وہ سب معزز اور خاندانی اور صاحب وسیلہ تہے اوسوقت مین یہہ انتظام

اون کے خلاف مرضی ہوتا اس لئے جو کام برٹش گورنمنٹ کو کرنا تہا۔ وہ

رفتہ رفتہ کیا گیا۔

سرسالار جنگ بہادر نے یہہ سب کیفیت سُنکر فرمایا کہ حیدرآباد کنٹنجنٹ کے جدید انتظام کا مسئلہ اب بخوبی ہماری سمجھہ مین آگیا اب اس امر سے ہمکو اتفاق ہے حیدرآباد کنٹنجنٹ کو جب برٹش آرمی کے ساتھہ ملکر کام کرنا پڑتا ہے تو ایسی حالت مین ضرور ہے کہ اوسکی انتظامی حالت بہی اونکی سی ہونی چاہیئے۔

دوسرے روز جبکہ تمام افسر مس ہوس مین جمع تہے کہ یکایک اسسٹنٹ اجٹینٹ جنرل کی ایک چہٹی اس مضمون کی آئی کہ تہرڈ لانسرس اور فورتہہ لانسرس حیدرآباد کنٹنجنٹ مین سے رزیڈنٹ صاحب اور سرسالار جنگ بہادر کے اسکارٹ مین ایک ایک ٹروپ مقرر کیا جاوے۔ چونکہ دونون رجمنٹون کے کمانڈنگ افسر بہی اوسوقت مس ہوس مین موجود تہے۔ کرنل جالنس کمانڈنگ فورتہہ لانسرس نے کہا ہماری رجمنٹ کا ٹروپ رزیڈنٹ صاحب کے اسکارڈ مین بہیجا جاوے اور کرنل ڈوکر کمانڈنگ افسر تہرڈ لانسرس نے کہا نہین ہمارا ٹروپ اون کے اسکارٹ مین بہیجا جاوے چونکہ اسسٹنٹ اجٹینٹ جنرل کی چہٹی مین کسی قسم کی صراحت نہ تہی اس لئے یہہ قرار پایا کہ دو چٹہیون پر ان جنٹلمنون کے اسکارٹ افسرون کا نام لکہا جاوے اور دو چٹہیون پر سر رچرڈ میڈ اور سرسالار جنگ بہادر کا نام تحریر کیا جاوے پہر ان سبکو ملاکر چٹہیا نکالی جاوین جس افسر کا نام رزیڈنٹ صاحب کے نام کیساتہہ نکلے وہ اونکی اسکارٹ مین جاوے اور جسکا نام سرسالار جنگ بہادر کے نام کے ساتہہ نکلے وہ اونکی ہمراہی مین مقرر ہوا پہر

تہرڈ لانسے میرا نام اور فورتہہ لانسے ولایت علیخان صاحب رسالدار کا
نام اسکارٹ ڈیوٹی کے لیئے لکہا گیا۔ جب چٹہیان ڈالی گیئن تو ولایت علیخان کا
نام رزیڈنٹ صاحب کے نام کے ساتہہ اور میرا نام سالار جنگ بہادر کے نام
کے ساتہہ نکلا جو میری بڑی خوشی کا سبب ہوا۔ اس لیئے کہ پہلی دو ملاقاتون مین
نواب صاحب سے مجہے ایک خاص قسم کی وابستگی ہوگئی تہی اور اون کے اخلاق
اور محبت آمیز باتون نے میرے دلکو گرویدہ کرلیا تہا۔
شام کو ایک گارڈن پارٹی مین نواب صاحب ممدوح کے دونون فرزندون
میر لایق علیخان بہادر اور میر سعادت علیخان بہادر سے میری ملاقات ہوئی چہوٹے
صاحب زادے نے مجہکو دعوت دی کہ روضہ نیشر آپ آکر ایک روز ہمارے
پاس رہین اور شکار کا انتظام کرین۔ مین نے اون سے کہا کہ بپردہ غیب سے ایک ایسا
سامان ہوگیا ہے کہ جبتک آپ اس سمت مین رہین گے مین آپکے ہمراہ
رہونگا۔ مین اون سے اسکارٹ ڈیوٹی مین اپنے تقرر کا ذکر کیا۔ اور اسسٹنٹ
اجٹینٹ جنرل صاحب کی چہٹی کا آنا اور دونون کمانڈنگ افسرون مین
رزیڈینٹ صاحب بہادر کے اسکارٹ کی نسبت بحث ہونا اور اوسکے
بعد چٹہیان ڈالنا اور پہر نام نواب صاحب کے ساتہہ قرعہ مین نکلنا جو کچہہ
واقعات گزرے تہے مین نے اون سے سب بیان کیئے وہ سنکر نہایت
خوش ہوے اور فرمایا مین ڈنر کے وقت یہہ سب احوال بابا سے کہونگا یقین ہے

وہ بہی سنکر بہت مسرور ہوںگے۔ بابا نے چند مرتبہ آپ کا ذکر کیا ہے۔ میر
سعادت علیخان بڑے ذکی اور تیز فہم تہے۔ مجہسے کہنے لگے کہ آپکے کمانڈنگ
افسر آپکو رزیڈنٹ صاحب کے پاس بہجوانا چاہتے تہے لیکن قدرتاً آپ کا نام
چٹہیون مین باباکے ساتہہ نکل آیا یہ ایک تائید غیبی ہے۔

دوسرے روز مع ایک سو سوارون کے مین نواب صاحب کے ساتہہ روضہ
کو گیا آپنے راستہ مین مجہے دیکہکر تبسم فرمایا اور یہہ کہا کہ (آپ تو چٹہیون
مین ہمارے نام سے نکلے ہین) نواب صاحب کا یہہ فقرہ اوسوقت پر اسقدر دلربا
اور محبت انگیز تہا کہ جسکا لطف مین بیان نہین کرسکتا۔ اول تو اون کی تقریر ہی ایسی
تہی کہ آدمی اونکی سحر بیانی سے از خود رفتہ ہوجاتا تہا۔ اور پہر ایسے موقع پر جبکہ
چند ملاقاتون مین مجہکو اونہون نے اپنے دام عنایت مین گرفتار کرلیا تہا اس
عنایت و محبت آمیز کلام کا مجہپر بہت بڑا اثر پڑا۔ مین نے عرض کیا کہ فدوی جو
سرکار کے نام سے چٹہیون مین نکلا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ من جانب
اللہ ہی فدوی سرکار کا ہوچکا ہے۔ اسپر نواب صاحب مسکراکر میری سواری
کے گہوڑے کی کیفیت دریافت فرمانے لگے۔

اور میرے فلڈریس کو بہت پسند فرمایا اور کہا کہ یہہ فلڈریس بنگال اور
پنجاب کے رجمنٹون کے افسرون کے فلڈریس سے زیادہ خوش وضع اور نہایت
موزون ہے۔

سالار جنگ بہادر اور سر رچرڈ میڈ صاحب روضہ شریف مین داخل ہو گے
کیمپ مین اوترے میر ریاضت علیخان بہادر فرزند تہور علیخان بہادر جلال الدولہ نواب
سالار جنگ بہادر کے ہمراہ تھے۔ لیکن ان ایام مین درد گلو کے سبب سے وہ
سواری وغیرہ مین شریک نہین ہو سکتے تھے۔ اون کی ملاقات کا مجھکو بہت اشتیاق
تہا۔ زمانہ طفولیت مین میرے چچازاد ذوالفقار علیبیگ خان بہادر رسالدار میجر کی لڑکی
کی شادی کی تقریب مین اون سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ مین اوپر بیان کر آیا
ہون کہ وہ لڑکی میر محمد حسن خان بہادر کے ساتھہ منسوب ہوئی تھی۔ چونکہ مرزا
ذوالفقار علی بیگ خان بہادر کی اوس کے سوا کوئی اور اولاد نہ تھی اسیلئے
اونہین اپنی اس بیٹی سے کمال درجہ محبت تھی مشیت ایزدی سے اس
لڑکی کا انتقال ہو گیا اور اوس کی چہار سالہ ایک لڑکی باقی رہ گئی اونہون
نے اپنے انتقال کے وقت سالار جنگ بہادر کو اپنا وصی کیا اور اپنی نواسی
کو مع سامان واسباب کے نواب صاحب کے سپرد فرمایا۔ نواب صاحب
ممدوح میر ریاضت علیخان بہادر کو اپنے فرزندون کے مثل چاہتے تھے جب
وہ لڑکی سن شعور کو پہونچی۔ تب نواب صاحب ممدوح نے میر ریاضت علیخان بہادر
کے ساتھہ اوسکی شادی کردی۔

اس سبب سے عہد طفولیت کے رشتہ محبت کے سوا اون سے قرابتکا بھی
ایک نیا سلسلہ قایم ہو گیا تہا۔ دو تین ملاقاتون مین میر ریاضت علیخان بہادر

سے کے ساتہہ مجہے بہت محبت ہوگئی۔

نواب سر سالار جنگ بہادر کے زمانہ قیام سفر مین۔ مین برائے نام کیمپ مین اپنی فوج کے ساتہہ مقیم تہا۔ میرے تمام اوقات نواب لائق علیخان بہادر و نواب سعادت علیخان بہادر و ریاضت علیخان بہادر کی صحبت مین گزرتے تہے سالار جنگ بہادر جب کبہی سوار ہوتے ہین اون کے ساتہہ سوار ہوتا۔ اور جہان کہین وہ جاتے ہین اون کے ساتہہ جاتا تہا۔ غرض افسر انچارج آف دی اسکارٹ سے میرا درجہ گزر کر مین مدار المہام سرکار عالی کے پرسنل اسٹاف مین ہوگیا۔

ایک مرتبہ صبح کو جنرل رائیٹ صاحب رزیڈنٹ صاحب کی ملاقات کے واسطے روضہ مین آئے چونکہ نواب سر سالار جنگ بہادر اور رزیڈنٹ صاحب کے کیمپ قریب تہے۔ سالار جنگ بہادر بہی ٹہلتے ٹہلتے رزیڈنٹ صاحب کی طرف چلے گئے۔ حسب معمول مین بہی نواب صاحب کے ساتہہ تہا جنرل رائٹ صاحب میرے ساتہہ نہایت مہربانی کرتے تہے انہون نے مجہہ سے پوچہا کیا آپ کی ملاقات رزیڈنٹ صاحب سے ہے مین نے کہا وہ زمانہ حال مین یہان تشریف لائے ہین اس لئے ابہی اون سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا۔ یہہ بات سنکر جنرل صاحب مجہے رزیڈنٹ صاحب کے پاس لے گئے اور انہون نے صاحب ممدوح سے انٹرڈیوس کرا کے میرا احوال بیان کرنا شروع کیا۔

سالار جنگ بہادر ایک ستون کے پیچہے صاحب رزیڈنٹ بہادر اور جنرل

صاحب کے قریب کھڑے تھے۔ جو کچھہ جنرل صاحب بیان کرتے اوسے نواب صاحب بخوبی سن سکتے تھے۔

جنرل صاحب نے انگریزی زبان مین کہا کہ مرزا محمد علی بیگ رسالدار سے حیدرآباد کنٹنجنٹ کے جدید انتظام مین سرکار کو بڑی مدد ملی اونکے انتظامات و خدمات کے دیکھنے کا مجھے اکثر موقع ہوتا ہے بلا مبالغہ مین کہتا ہون کہ اس لیاقت و انتظامی قوت کا نیٹو افسر یہان تو کیا پنجاب اور بنگال کے رسالون مین بہی کوئی نہین دیکہا۔ محمد علی بیگ نے اپنی رجمنٹ کے برٹش افسرون سے اسقدر اتحاد و ارتباط پیدا کر لیا ہے کہ وہ لوگ ان سے کسی قسم کی مغایرت نہین رکہتے مین محمد علی بیگ پر اوسیقدر اعتماد رکہتا ہون جیسا کہ دوسرے برٹش افسرون پر سالارجنگ بہادر نے جنرل صاحب کی یہہ سب تقریر لفظ بلفظ سُنی مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ جنرل صاحب کا بر سبیل تذکرہ ان سب امور کو میرے متعلق رزیڈنٹ صاحب سے بیان کرنا اور نواب صاحب کا بلا ارادہ حسن اتفاق سے اونکو سماعت فرمانا میرے لئے اسقدر مفید ہوا کہ خاص سفارش سے بہی ممکن نہ تہا۔ اور اگر صاحب رزیڈنٹ اور جنرل صاحب بہی میری بہلائی کے لئے انہین الفاظ سے سفارش کرتے تب بہی اتنا اچھا نتیجہ ظہور مین نہ آتا جو بلا ارادہ طرفین کے نواب صاحب کے گوش زد ہونے سے پیدا ہوا۔

وہان سے نواب صاحب اپنے خیمہ کو واپس تشریف لائے اور شب مین
مجھے ڈنر پہ یاد فرمایا۔ اوسوقت ڈنر پر فقط مولوی مہدی علیخان اور آغا ناصر شاہ
اور سید علی صاحب بلگرامی موجود تھے میرے عزیز دوست میر ریاضت علیخان
صاحب بسبب علالت طبع ڈنر مین نہ آسکتے تھے نواب صاحب میرے ساتھہ
خاص عنایت اور مہربانی سے پیش آئے۔

ڈنر کے بعد حیدرآباد گورنمنٹ کے مختلف ابواب مین مجھہ سے گفتگو کرتے
رہے۔

دوسرے روز صبح کو نواب صاحب کے دونون صاحبزادے میر لائق علیخان بہادر
و میر سعادت علیخان بہادر شکار کو گئے مین بہی اون کے ساتھہ گیا روضہ شریف
کے قرب مین دو تالاب تھے۔ وہان بطون کا شکار ہوا۔ سولہ بطین اور چوبیس ۲۴
اسنیف شکار کئے گئے اسکے بعد ہم سب ایک تالاب کے کنارہ بیٹھکر چاے
پی رہے تھے کہ اس اثنا مین بطون کا ایک غول اوڑتا ہوا آیا۔ اور وہ ہمارے
سرون پر سے گذرا۔ مین نے جلدی سے بندوق لیکر اونپر فیر کیا ایک بڑی
بط زخمی ہوکر تالاب مین گری۔ چونکہ پانی عمیق تہا اور تالاب مین بیلین پہیلی ہوئی
تہین بغیر اعانت کشتی کے اوسکا نکالنا ناممکن تہا دونون صاحبزادون نے افسوس
کیا کہ بط پانی مین پڑی ہے اور اوسکے نکالنے کی کوئی تدبیر نظر نہین آتی۔ اگر آدمی
تالاب کے اندر بہیجا جاتا ہے تو بیلون کے سلسلہ سے اوسمین وہ پہنس سکیگا

بلکہ بلبلون مین اولجھکر اوسکے ڈوب جانیکا اندیشہ ہے باہم یہی گفتگو ہوتی رہی۔

جب چاے نوشی سے فارغ ہوکر ہم گھوڑون پر سوار ہوے۔ اور چاہتے تھے کہ کیمپ کو روانہ ہون۔ اتنے مین دیکھتا کیا ہون کہ زخمی بط پر ایک بڑی چیل منڈلا رہی ہے۔ مجھے یہہ خیال ہوا کہ یہہ چیل اس بط کو ضرور اوٹھا لیجائیگی۔ مین فوراً کھڑا ہوگیا۔ میر سعادت علیخان نے پوچھا کیا ہے مین نے کہا چیل کی عادت ہے کہ زخمی بطون کو تالاب سے باہر نکالکر کھایا کرتی ہے یقین ہے یہہ چیل اس بط کو ضرور اوٹھاے جائے گی۔ یہہ گفتگو ہورہی تھی کہ وہ چیل سمٹ کر بط کیطرف اوتری اور اوسکا سر چنگل مین پکڑا اور تالاب سے اوسے لیکر پنجون مین دابے ہوے تالاب کے کنارہ کنارہ درختون کے اوپر اوپر اوڑتی ہوئی چلی تاکہ کسی محفوظ جگہ بیٹھکر اوسے کھائے۔ مین نے شکاری کے ہاتھ سے بندوق لے لی اور جسطرف چیل اوڑتی جارہی تھی مین نے فوراً اوسطرف اپنے یابو کو دوڑایا جب چیل کے قریب پہونچا تو یابو کے عین دوڑنے کی حالت مین اوڑتی ہوئی چیل پر مین نے بندوق چلائی چیل مع بط کے میدان مین گر پڑی بط ابھی تک زندہ تھی اوسے ذبح کر لیا۔ دونون صاحبزادون کو یہہ تماشا عجیب وغریب معلوم ہوا خصوصاً سعادت علیخان بہادر گھڑی گھڑی فرماتے تھے کہ ایسا تماشا ہم نے دیکھا تو کیا کبھی سنا بھی نہین۔ مین جاکر یہہ سب احوال باباسے بیان کرونگا۔ چنانچہ وہ چیل اور بط ایک سوار کو دیگئی کہ وہ اوسے اون دوسرے طیور سے جنکا شکار

کیا گیا ہے علحدہ لائے جب ہم کیمپ مین پہونچے تو نواب صاحب کہانا تناول فرما کے آرام کر رہے تھے۔ چہوٹے صاحبزادے نے وہ چیل اور وہ لبط نواب صاحب کے خاص آرام کرنے کے خیمہ مین رکھوا دی۔ اور نواب صاحب کے بیدار ہونے ہی تمام کیفیت شکار کی اول سے آخر تک اونکے سامنے بیان کر دی۔

شام کے قریب کیمپ مین ٹنٹ پگینگ کا انتظام کیا گیا نواب سر سالار جنگ بہادر ٹنٹ پگینگ ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف لائے۔ مجہکو دیکھتے ہی تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ ہم نے آپ کی ایک نئی کرامت کا احوال سنا ہے کہ جنگل کے جانور بہی آپکو مدد دیا کرتے ہین مین نے عرض کیا کہ یہہ کرامت مخصوص سرکار ہی کی عنایت کے طفیل سے ہے۔

پہر نیزہ بازی شروع ہوئی۔ مسٹر فریدون جی ناظم بندوبست اور احمد خان صاحب مہتمم کوتوالی ٹنٹ پگینگ مین شریک ہوئے اسکے بعد نواب صاحب نے روضہ تشریف کے تمام مزاروں کی زیارت فرمائی۔ اور پہر رزیڈنٹ صاحب کو اپنے ہمراہ لیکر غار ہائے ایلورہ ملاحظہ کیئے اور چوتھے روز اورنگ آباد کو واپس تشریف لائے راستہ مین دولت آباد کا قلعہ دیکھا قدیم زمانہ مین یہہ قلعہ نہایت مستحکم سمجھا جاتا تھا یہہ ایک پہاڑ پر بنا ہوا ہے جو زمین سے ایک سو چالیس گز بلند ہے اور اوسکے گرد چالیس گز چوڑی اور بتیس گز گہری خندق سنگ خارا کی کھدی ہوئی ہے۔

اسی روز شام کو آغا ناصر شاہ صاحب میرے پاس آئے اور پرائیوٹ طور پر
مجھہ سے کہا کہ نواب صاحب نے جسر وز سے آپ کو پریڈ پر تیسرے رسالہ کنٹنجنٹ
کی کمان کرتے دیکھا ہے اور اوسکے بعد آپکے حالات جنرل رائیٹ صاحب اور
صاحب رزیڈنٹ کی زبانی سنے ہین اوسی روز سے اونہین یہہ خیال پیدا ہوا
ہے کہ آپ کو حضور پر نور کے اسٹاف مین مقرر کرین اگر آپ اسے قبول کرین
تو وہ سرکاری طور پر رزیڈنٹ صاحب سے آپکے لے لینے کے لئے تحریک
کرین گے۔ مین نے یہہ سُنکر نواب صاحب کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا اور
کہا کہ مجھے بدل وجان منظور ہے اس سے زیادہ مجھے اور کیا خوشی ہو سکتی ہے
کہ نواب صاحب مجھکو اس خدمت کے لئے منتخب کرین۔ اور حضرت بندگانعالی
حضور پر نور کی خدمت مبارک مین رہنے کا فخر مجھے حاصل ہو۔

دوسرے روز مین نے جرنیل رائیٹ صاحب اور کرنل ڈوکر صاحب سے
اسکا تذکرہ کیا۔ معلوم ہوا کہ اونہین اس سے پہلے ہی خبر ہو چکی ہے۔ دونون
صاحبون نے کہا اگرچہ آپ کی ترقی سے ہمین بہت بڑی خوشی ہے مگر اسکے
ساتھہ حیدرآباد کنٹنجنٹ سے آپ کی علحدگی کا افسوس بھی ہے۔ جسوقت
نواب سالار جنگ بہادر نے اورنگ آباد سے حیدرآباد کیطرف واپسی کا
عزم کیا روانگی کے وقت مجھہ سے فرمایا کہ حضور پر نور کے اسٹاف مین
آپکے تقرر کی نسبت صاحب رزیڈنٹ بہادر اور جنرل رائیٹ سے سب

ابواب طے ہوچکے ہین حیدرآباد پہونچکر سرکاری طور پر اس امر مین کارروائی کیجائے گی۔

اسکے بعد حیدرآباد کنٹنجنٹ کے تیسرے رسالہ کے ساتھہ مین چھاؤنی مومن آباد کو روانہ ہوا۔ مومن آباد مین آئے ہوئے مجھے دو چار ہی روز گزرے تھے اور ایک روز شام کو مین اپنے بنگلہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ کرنل مجر لڈ صاحب کی ایک چھٹی اس مضمون کی آئی کہ تمام افسران فوج فوراً مس ہوس مین جمع ہوجائین جب مین وہان پہونچا تو کرنل صاحب نے مجھے جنرل راسٹ صاحب کے ملیٹری سکرٹری کی چھٹی دکھلائی جسمین انہون نے تھرڈ لانسر حیدرآباد کنٹنجنٹ کو مبارکباد کے بعد تحریر کیا تھا کہ آپ کی رجمنٹ کو گورنمنٹ ہند نے جنگ افغانستان مین شامل ہونے کے لیے منتخب فرمایا ہے آپ لوگ فوراً بمبئی روانہ ہوجائین۔ اور وہان سے براہ دریا کراچی پہونچکر جیکب آباد۔ سبی قندہار۔ ہوتے ہوئے سر فیڈرک رابرٹسن کی فوج کے ساتھہ کابل مین شامل ہوجائین جسوقت افسران فوج نے یہ خبر سنی تو اونکے فرحت و سرور کی جوش اور اشتیاق جنگ کا احوال کچھہ نہ پوچھو۔ فوراً کونسل آف وار منعقد ہوئی اور یہہ قرار پایا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اس سفر کا تمام سامان فراہم کرکے بمبئی روانہ ہوجانا چاہیئے۔

ہم اس تیاری مین مصروف تھے کہ نواب سر سالار بہادر کی ایک عنایت

آمیز انگریزی چیٹھی میرے نام آئی۔ اوسمین لکھا تہا کہ صاحب رزیڈینٹ بہادر نے
آپ کا تقرر حضور پر نور کے اسٹاف مین منظور کر لیا ہے۔ آپ فوراً حیدرآباد
پہونچکر حضور پر نور کے اسٹاف مین شامل ہونے کا اعزاز حاصل کرین۔ مین نے
اوسکے جواب مین لکھا کہ مین حیدرآباد آنے کے لیے بدل وجان تیار تہا۔
لیکن میری رجمنٹ امروز و فردا مین جنگ افغانستان کو روانہ ہونے والی ہے
لہذا ایک ایسے موقع جنگ پر جسکی سپاہیون کو سالہاے سال سے تمنا
رہتی ہے۔ مین اپنی رجمنٹ کو نہین چہوڑ سکتا اگر مین اس لڑائی سے زندہ
واپس آیا اور اوسوقت تک یہہ جگہ میرے لیے خالی رکہی گئی تو بسر و چشم
مین حاضر ہونگا۔

ہم ابہی افغانستان کو روانہ نہین ہوئے تہے کہ میری اس تحریر کا جواب
بہی میرے پاس آگیا۔ نواب صاحب نے اول تو نہایت محبت آمیز الفاظ
مین مجہے میدان جنگ مین جانے کی مبارکباد دی اور اوسکے بعد یہہ لکہا باوجودیکہ
گورنمنٹ ہند نے حضور پر نور کے اسٹاف مین آپکے شامل ہونے کو
منظور کر لیا تہا۔ مگر آپنے بجاے اس کے جنگ مین جانے کو پسند کیا ہے
آپ کی وقعت جو کچہ میرے دلمین تہی اوس سے دوچند ہو گئی ہے۔ آپکی
واپسی تک آپکے لئے حضور پر نور کے اسٹاف کی جگہ ضرور محفوظ رکہی
جائے گی۔ ہم امید کرتے ہین کہ آپ بصحت وسلامت لڑائی سے واپس

آئینگے۔ اور ہم آپ کو اطمینان دلاتے ہین کہ آپ اوس خدمت پر مامور کئے جائینگے جسکے متعلق ہر ایک امر کا فیصلہ ہوچکا ہے اسی طرح سر رچرڈ میڈ صاحب اور جنرل رائیٹ صاحب اور دیگر احباب نے بہی مجھے اس ارادہ پر مبارک باددی۔

لیکن میر لایق علیخان بہادر۔ و میر سعادت علیخان بہادر صاحبزادگان سالار جنگ بہادر کی رائے اسکے خلاف تہی۔ اونہون نے دوستانہ خطوط مجھے لکھے کہ جب حضور پر نور کے اسٹاف مین آپکا تقرر ہوچکا ہے اور خود رزیڈنٹ صاحب اور جنرل صاحب اجازت دے چکے ہین تو ایسی حالت مین ایسی جلیلہ خدمت اور آسایش و راحت کو چہوڑکر جنگ کو جانا۔ سفر کی تکلیف اوٹہانا خلاف عقل ہے۔

اونکا صاف منشا تہا کہ مین اپنے ارادہ کو فسخ کردون اور جنگ پر جانے سے درگذر کرون۔ اور حیدرآباد پہونچکر اپنی نئی خدمت کا چارج لون اور سب دوستون سے ملون۔ جس جنگ مین ہماری رجمنٹ کو جانے کے لئے حکم دیا گیا تہا اوسکی آگ افغانستان مین ایک زمانہ سے مشتعل ہی اسکے کچھ کچھ حالات مختصر طور پر مین ذیل مین تحریر کرتا ہون۔ کہ امیر دوست محمد خان نے افغانستان مین ۱۹ جون ۱۸۶۳ عیسوی کو بیس سال کی حکومت کے بعد انتقال کیا اونکی وصیت کے مطابق شیر علیخان پسر دوست محمد خان افغانستان کے تخت پر بیٹھے۔ شیر علیخان کے عہد حکومت مین روسیون نے وسط

ایشیا مین اپنی سلطنت اتنی بڑہائی کہ اونکی سرحد افغانستان کے حدود سے آ کر ملگئی جس سے شیر علیخان کو اپنے ملک کی طرف سے بڑا اندیشہ پیدا ہوا۔ اوسوقت شیر علیخان نے چاہا کہ روس کے مقابل سرکار انگریزی سے عہد و پیمان کیا جائے تا کہ روس کی پیشقدمی کے خطرے سے امن ملے مگر گورنمنٹ ہند سے اونکو اس ارادہ مین کامیابی نہوئی۔ ناچار انہون نے روسیون سے دوستی بڑہانی شروع کی اور جبکہ روس کا سفیر روم پر فتح پانے کے بعد کابل آیا تو شیر علیخان نے اوسکی بڑی تعظیم و تواضع کی۔ یہہ شیوہ برٹش گورنمنٹ کو ناگوار گذرا۔ اور امیر کابل کی طرف اپنا ایک مشن بہیجا تا کہ سرکار برطانیہ کے رعب و داب کا سکہ افغانستان مین اچہے طور پر بیٹہے۔ اور فرمانروائی کی سطوت زیادہ تر قایم و پایئدار رہے مگر امیر نے اس سفارت کو پشاور سے آگے بڑہنے کا موقع نہ دیا۔

لارڈ لٹن اوسوقت ہندوستان مین گورنر جنرل تہے اونہون نے شیر علیخان کو لکہا کہ ۲۰ نومبر ۱۸۷۸ء تک ہماری سفارت کو کابل مین آنے کے لئے اجازت دیجائے اور معقول طور پر اس بے اعتدالی کی معافی چاہی جائے ورنہ آپسے دوستانہ تعلقات بالکل قطع کر دئے جائینگے امیر نے اس تحریر کا کچہہ جواب ندیا۔ جب مدت معہودہ منقضی ہوگئی تو سرکار نے تین طرف سے افغانستان پر فوج کشی کی شرق مین درہ خیبر سے جنرل

براون بہیجے گئے۔

داوی کرم سے جنرل رابرٹسن۔ اور جنوب مین پشین سے جنرل بڈلیف

جنرل براون کی فوج نے جلال آباد پر۔ اور جنرل رابرٹسن کی فوج نے قلات

غلزی پر۔ اور جنرل بڈلیف کی فوج نے قندہار پر آخر دسمبر اور آغاز جنوری ۱۸۷۹

عیسوی مین قبضہ کر لیا۔

امیر شیر علیخان سرکار انگریزی کے ان سخت حملون کی تاب نلاکر

فوراً تخت افغانستان چہوڑکے روسیون سے مدد لینے کی غرض سے

بلخ کی طرف چلے گئے اور نہایت یاس وحسرت کی حالت مین ۲۱ جنوری

۱۸۷۹ عیسوی کو مقام مزار شریف مین اونہون نے انتقال کیا۔

امیر شیر علیخان کے بڑے دو بیٹے تہے۔ یعقوب خان اور ایوب خان

یعقوب خان سب سے بڑے تہے جس زمانہ مین امیر دوست محمد خان کے

انتقال سے افغانستان کے تخت کا جہگڑا شروع ہوا تو اونہون نے

اپنے باپ کو بڑی کمک دی تہی مگر باپ نے بجائے اسکے کہ مورد عنایت

رکہتے اونکی سوتیلی مان کے بہکانے سے قید کر دیا۔

یعقوب خان مدت دراز تک قید رہے۔ اور گوشہ عزلت مین رہتے

رہتے اونکی ذاتی قابلتیین خاک مین مل گیئین۔ جبکہ وہ تخت افغانستان

پر بیٹہے تو دشمن کے مقابلہ مین اون سے کچہہ بہی نہو سکا بلکہ مجبور ہوکر گندمک

کے مقام پر انگریزی لشکر مین چلے آے اور ۲۶ مئی ۱۸۷۹ء عیسوی کو صلح کرکے عہدنامہ پر دستخط کردیا اور ایک انگریزی سفیر کو بہی کابل مین رہنے کے لیئے اجازت دیدی چنانچہ ۲۴ جولائی ۱۸۷۹ء عیسوی کو سر لوئس کیوکناری مع چہبیس سوارون اور پچاس پیادون کے سفیرانہ حیثیت سے کابل مین داخل ہوگیے اور امیر کی طرف سے بڑی دہوم دہام سے سفارت کا استقبال کیا گیا۔

اس بدنظمی کے زمانہ مین امیر کی فوج کو کچھ دنون سے کہین کہین تنخواہ نہین دیگیی تہی۔ شروع اگسٹ مین جب اونہون نے اپنی تنخواہ کا سخت تقاضا کیا تو امیر کابل اس مجبوری سے کہ خزانہ مین روپیہ نہ تہا اون کی تنخواہ نہ دے سکے تین چار رسالون نے اسپر امیر سے مخالفت اختیار کی اور چونکہ افغان لوگ امیر یعقوب خان کو انگریزی گورنمنٹ کا دست پروردہ عنایت سمجھتے تہے۔ اور اس سرکار کا خیرخواہ اسوجہ سے انگریزی سفیر پر اونہون نے اپنا دلی بخار نکالنا چاہا۔ اور ریزیڈنسی پر حملہ شروع کردیا۔ ستمبر ۱۸۷۹ء عیسوی کے آغاز مین انہون نے اس چہوٹی سی جماعت کو نہایت بیرحمی سے ایک ہی دن مین قتل کرڈالا۔ یعقوب خان نے ہرچند اونکی منتین کین اور قران کے واسطے دیے مگر کسی نے کچھ نہ سنا۔

جسوقت میجر کیوکناری۔ اور اونکے ہمراہی سپاہیون کے قتل کی خبر ہندوستان مین پہونچی تو گورنمنٹ ہند کو نہایت افسوس ہوا۔ اور اسکے

ساتھہ ہی اہل کابل سے انتقام لینے کے لیے مستعدی تمام افواج کی تیاریان کی گیئین۔

جنرل رابرٹس جو ابہی تک فوجی کمیشن کے باعث ہندوستان مین موجود تہے فوج لیکر فوراً کورم کیطرف روانہ ہوے۔

جنرل میں نے درہ شترگردن پر۔ اور جنرل اسٹوارٹ نے قندہار پر قبضہ کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔

گورنمنٹ ہند نے اس موقع پر حیدرآباد کنٹجنٹ کو افغانستان جانے کے لئے حکم دیا۔ چونکہ ہماری رجمنٹ ہر طرح جنگی سامان سے تیار اور جنگ پر جانیکو آمادہ و مستعد تہی لہذا ۱۵ ماہ سپٹمبر ۱۸۷۹ عیسوی کو مین مومن آباد سے اپنی رجمنٹ کے ساتھہ جنگ افغانستان کو روانہ ہوا۔

اوسوقت برٹش افسر رجمنٹ مین کم تہے۔ کرنل فجرلڈ نے مجھے تیسرے اسکواڈرن کی کمان پر مقرر کیا۔ اور فسٹ اسکواڈرن کے ساتھہ خود کرنل فجرلڈ بارسی اسٹیشن سے ریل پر سوار ہوکے بمبی پہونچے ان کے بعد کرنل اسٹوارٹ سکنڈ اسکواڈرن کے ہمراہ۔ اور مین۔ تہرڈ۔ اسکواڈرن کو لیکر ریل پر سوار ہوا دوسرے روز ہم سب مع الخیر بمبئی مین داخل ہوگئے وہان دیکھا کہ تین دخانی جہاز گورنمنٹ کے حکم سے تیار ہین تیسرے اسکواڈرن کے ساتھہ مین بمبئی سے سوار ہوا یہہ میرا پہلا دریائی سفر تہا۔ جہاز کا لنگر اوٹہنا تہا کہ طبیعت پر مالش شروع
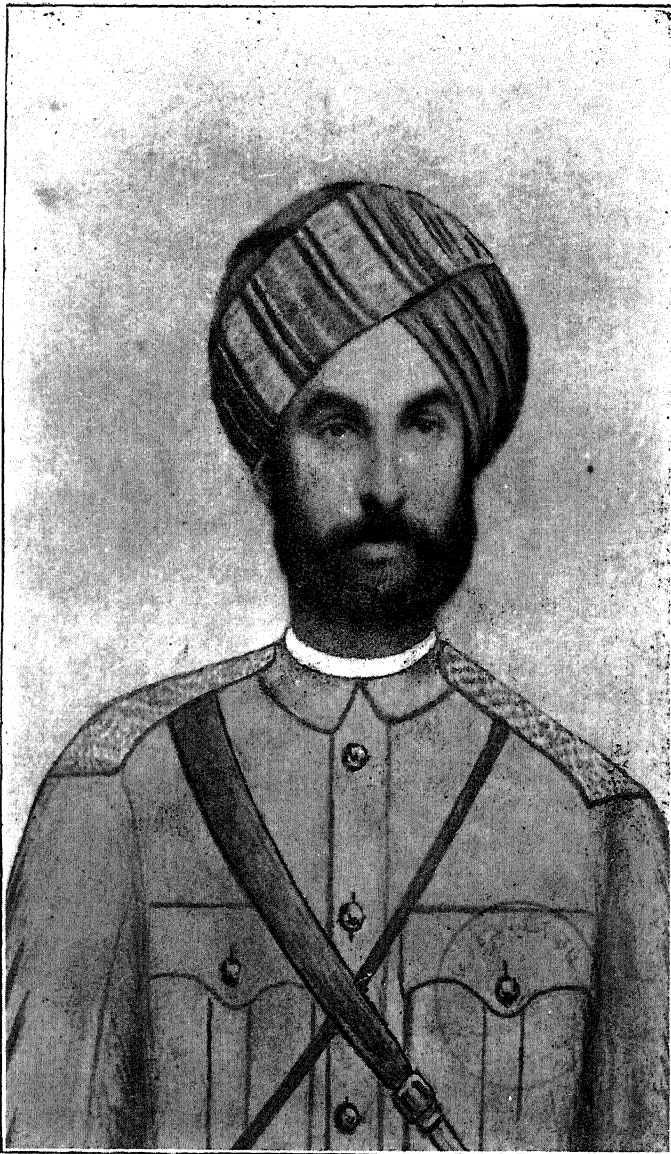
رسالدار مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر الملک کا جنگ افغانستان کو ۱۸۷۹ء عیسوی میں روانہ ہونا

ہوئی - سر مین چکر پیدا ہونے لگا - جہاز جسقدر آگے بڑہتا گیا طبیعت کی بے لطفی
اور سر کا چکر زیادہ ہوتا گیا - انتہی درجہ کی تکلیف رہی - جب تک مین جہاز مین رہا
اس شکایت مین کچہہ کمی نہوئی - آخر خدا خدا کرکے تیسرے روز جہاز کراچی
پہونچا -

یہہ وہ شہر ہے جسے سرکار انگریزی نے ۱۸۳۹ سنہ عیسوی مین فتح کیا ہے
اور دریاے سندہ کے شمالی انتہا پر ایک پہاڑ کے جنوبی دامن مین واقع ہے
یہان دو نوکین خشکی کی سمندر مین چلی گئی ہین - ایک دس میل لانبی چٹان ہے
جسکا نام منورا ہے اور امواج سمندر کے مقابلہ مین بڑی بہاری روک ہے -
دوسری کلفٹن ہے - جہان تبدیل آب وہوا کی غرض سے معزز لوگ جاکر
رہا کرتے ہین - ان دونون کے درمیان اندازاً ساڑہے تین میل کا فاصلہ ہے مگر
اس جگہ جو سمندر ہے وہی خلیج کراچی کہلاتا ہے مگر اسکے منہ کو کچہہ چٹانی چہوٹے
چہوٹے جزیرے جنہین صدمی چٹانین کہتے ہین اور جن کے پیچہے ایک بڑا جزیرہ
قماری ہے سمندر مین آنے والون کی نظرون سے چہپائے ہوئے ہین -
شمال مین راس منورا سے لیاری ندی کے کنارہ تک پانچ میل مین
اور ایسیہی پرانے شہر سے شرفا و غربا اسیقدر فاصلہ تک یہہ بندرگاہ پہیلی ہوئی
ہے لیکن اسقدر رقبہ زمین مین سے بہت ہی تہوڑی جگہ ایسی ہے کہ جہان
بڑے بڑے جہاز آسکین -

راس منورا۔ پر ایک منارہ بنا ہوا ہے جو سطح سمندر سے ۱۲۰ فیٹ بلند ہے۔ یہہ منارہ اہل جہاز کو کراچی آتے وقت سب سے پہلے نظر آتا ہے اور اگر ہوا صاف ہو تو سترہ میل سے دکھائی دیتا ہے اسی مقام پر ایک قلعہ ہے جو ۱۷۹۷ عیسوی مین بنایا گیا ہے۔ سوا اسکے یہان بندرگاہ کی حفاظت اور ملاحون کی سکونت۔ اور کام کرنے کے مکانات۔ اور تار گہر وغیرہ کی بہی عمارتین بنی ہین۔ لائبریری۔ بلیرڈ روم۔ یوروپین اسکول ملاحونکا گرجا بہی بنا ہوا ہے۔

اس کے مقابل دوسری طرف جزیرہ قماری ہین مسافرون اور مال واسباب کے اوترنے کی جگہ ہے جہاز اسی جگہ تک آتے ہین۔ یہان تین گہاٹ ہین جو سڑک کہ نیپیر کے پشتہ پشتہ ہو کر جاتی ہے وہ تین میل چلکر جزیرہ کو کراچی۔ اور ہندوستان سے ملا دیتی ہے۔ سندہ ریلوے بہی قماری تک چلی گئی ہے مگر بجائے نیپیر کے پشتہ کے دوسرے راستہ سے ایک بڑے دلدل کے کنارہ کنارہ چلکر کہاتی ہوئی جاتی ہے۔ یہان اس دلدل کا پانی پشتہ کے نیچے سے ایک عجیب پل بنا کر نکالا ہے جو بارہ سو فیٹ لانبا ہے اور ۱۸۶۵ عیسوی مین (۴۷۵۰۰) پونڈ خرچ سے بنایا گیا ہے۔

اس پل کی شمالی انتہا پر مغربی سمت کو کچھ آگے بڑہ کے ایک پشتہ ہے جسکے بنانے مین (۳۳۴۰۰) پونڈ صرف ہوئے ہین۔

پنجاب۔ افغانستان۔ بلوچستان۔ اور راجپوتانہ کے ایک بڑے حصہ کی بحری تجارت۔ اور مسافرین کی دریائی آمدورفت اسی بندرگاہ سے ہوتی ہے۔

۱۷۲۵ء عیسوی سے پہلے اس شہر کا نام و نشان بہی نہ تہا۔ جام دریاخان جو کیا حاکم سندہ کے زمانہ مین یہان بندرگاہ کا کچہ نشان پڑا۔ اور تجارت شروع ہوئی تہی۔ مسقط سے ایک توپ بہی یہان کے قلعہ مین لائے تہے اور اس جگہ کا نام کراچی رکہا تہا پہر اسے خان قلات نے لے لیا اور ایک مدت تک اوسکے قبضہ مین رہکر یہان تجارت کو ترقی ہوتی رہی اوسکے بعد ۱۷۹۵ء عیسوی مین تالپور کے امیر اسپر قابض ہوگئے۔ اور منورا پر ایک قلعہ بنایا ۱۸۳۸ء عیسوی مین یہان کی آبادی تقریباً چودہ ہزار تہی۔ مکانات خام اور اکثر ایک منزلہ تہے۔

پہر ۱۸۷۲ء عیسوی کی مردم شماری مین یہان کی آبادی کی تعداد ۵۶۷۵۳ ہوگئی جسمین مسلمان ۲۹۱۵۶ باقی ہندو اور کسیقدر عیسائی وغیرہ تہے اگرچہ اس شہر کی آبادی اور تجارت نے انگریزی حکومت کے زمانہ مین بڑی ترقی کی ہے مگر اوسکی تجارت پہلے بہی کچہ کم نہ تہی۔

۱۸۴۳ء عیسوی مین امیر سندہ کے عہد حکومت مین اس شہر کی آمدنی اندازاً تین لک روپیہ ہوتی تہی مگر سابق حکام کی ناقدردانی سے اس مقام کو

زیادہ رونق نہوئی- اگر وہ اس جگہ کی قدر وقیمت جانتے تو وہ اس سے بڑا فائدہ اوٹھا سکتے تھے اب تو یہان کی تجارت کا حال نہ پوچھو- بمبئی کے بعد مغربی ہند مین اسکی برابر بحری تجارت کا مقام کوئی بھی نہین ہے-

جب ہم کرانچی پہونچے چھ اسپیشل ٹرینین تیار تھین جہاز سے اوترتے ہی تمام رجمنٹ یکے بعد دیگرے ٹرینون مین سوار ہوکر جیکب آباد جا اوتری شہر جیکب آباد- کرنل جیکب کا آباد کیا ہوا ہے- یہہ کرنل صاحب بڑے نامی گرامی اور مشہور افسر تھے سرکار انگریزی کی ابتدائی عملداری مین اضلاع کرانچی اور سیبی کے پولیس افسر مقرر ہوئے تھے- ان ایام مین بلوچستان کا ملک بھی ہندوستان کے دوسرے علاقہ جات کی طرح لٹیرون اور ٹھگون کا گھر تھا- جا بجا چور- راہزن اور قزاقون کے مسکن تھے آوارہ گرد قومون نے اسے اپنا ملجا اور ماوا بنا رکھا تھا- بلوچی سردار بھی ایک دوسرے سے جنگ وجدال مین مصروف رہتے تھے-

کرنل جیکب نے تمام علاقہ جات شرقی وشمالی سندھ مین کوتوالی کے تھانجات مقرر کئے- چوری- ڈکیتی- اور ٹھگی کا انتظام کیا اون کے حسن انتظام سے روز بروز یہہ جرایم کم ہوتے گئے- امن وامان بڑھتی گئی- صنعت- حرفت زراعت- اور تجارت کیطرف مخلوق کا میلان زیادہ ہونے لگا-

جہان یہہ شہر جیکب آباد اسوقت آباد ہے وہان پانی نہ تھا- کرانچی سے

سبی تک ایک ایسا ریگستان ہے کہ جسمین کئی منزل تک پانی نہین ملتا تھا۔ گرمی کے موسم مین گرمی ایسی شدت سے ہوتی تھی کہ ہر کہہ و مہ کے منہ سے الامان والحفیظ کی صدا بلند ہوتی تھی۔

جو سولجر کہ قندہار کی طرف سے آئے تہے گرمی کی شدت سے اون کے بدن پر آبلے پڑ گئے تہے۔ بلکہ ریل مین چند آدمی حرارت کی شدت سے مر بھی چکے تہے تمازت آفتاب سے ریل اسقدر گرم ہو جاتی تہی کہ باہر کیطرف سے اوسپر ہاتھ رکھنا دشوار ہوتا تھا۔ جس زمانہ مین ہم جیکب آباد مین پہنچے تو گرمی کا موسم ختم ہو چکا تہا تاہم دکن کی بہ نسبت بدرجہا گرمی زیادہ تہی اسطرح جیسے گرمی کے موسم مین حرارت کی شدت ہوتی ہے ویسی ہی سرما کے موسم مین برودت کی بہی زیادتی ہوتی ہے۔ سبی سے کچھہ آگے بڑہکر کوئٹہ مین تو برف گرا کرتی ہے۔

کرنل جیکب نے جیکب آباد کے مقام مین ایک باولی بنوائی تہی جسمین بمشکل تمام ستر فیٹ عمق پر تہوڑا پانی نکلا تہا۔ یہان اونہون نے کوتوالی کا ایک تہانہ مقرر کیا پہر روز بروز اوسکی آبادی کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ باولی کے اطراف مین اچہے طور پر آبادی ہو گئی۔

مسافرین و مقیمین کی آسایش اور قیام کے لئے متعدد سرائین اور مکانات تیار ہوگئے اور جب وہان صادر و وارد کی کثرت نظر آنے لگی

مقام کی آب وہوا بہی خوشگوار معلوم ہوئی تب انہون نے ایک بڑے وسیع پیمانہ پر شہر کی بنیاد ڈالی۔ اطراف وجوانب کے بلوچ اور باشندونکو وہان مکانات بنانے اور تجارت کی کوٹہیا قایم کرنے کی تحریص وترغیب دلائی چنانچہ سات سال کی کوشش سے یہہ جیکب آباد ایک خوش عمارت اور وسیع اور بارونق شہر ہوگیا۔

اگرچہ بعد کو شہر کے اور گوشون مین بہی متعدد باولیان کہودی گئی تہین اور پانی پینے کے لئے کافی طور پر میسر آسکتا تہا لیکن ریگستانی ملک ہونے کے سبب سے زراعت کے واسطے بالکل پانی نہ تہا۔ اوسکی بڑی ضرورت تہی۔ اس ملک مین بارش بہت کم ہوتی ہے غالباً اس بارش کی سالانہ مقدار ۱۲ انچہ سے ۱۶ انچہ تک ہوگی چونکہ کرنل جیکب صاحب خود انجنیر تہے اسوجہ سے انہون نے اس سرزمین کا لیول لیا اور دریائے سندھ سے جو جیکب آباد سے چودہ میل کے فاصلہ پر بہتا ہے ایک نہر نکالنے کا ارادہ کیا اور یہہ خیال کیا کہ اگر اوس نہر کے ذریعہ پانی لایا جائے گا تو سندھ کا تمام شمالی ملک اوس سے سرسبز وشاداب ہوسکے گا جب یہہ تدبیر ممکن العمل ثابت ہوئی تو انہون نے اپنے ارادہ کی مفصل رپورٹ گورنمنٹ کو بہیجی اور سرکار کی اجازت سے اوس ریگستان مین دریائے سندھ سے ایک بڑی نہر نکالی۔

یہہ نہر شہر جیکب آباد کے قریب سے ہوکر گزرتی ہے جسکی وجہ سے یہہ تمام علاقہ شاداب و گلزار ہوگیا ہے۔ نہر کے کنارہ بہت سے چہوٹے چہوٹے دیہات و قریات آباد ہوگئے ہین۔ جہان کچھ مدت پیشتر ایک قطرہ پانی نہ ملتا تہا۔ اور چارون طرف بجز صحرائے لق ودق اور ریگستان کے سبزی کا پتہ نہ تہا۔ وہان اب جا بجا سبزی و بہار۔ اور ہرے بہرے درخت دل کو لبہاتے نظر آتے ہین۔ زمین کی فطرتی خوبیان صرف پہول و پہل ہی مین نہین بلکہ عام نباتات مین نظر آتی ہین چنانچہ ہمارے فوجی گہوڑون کو جو کڑبی یہان دیجاتی تہی وہ ایسی شیرین ہوتی تہی کہ اوسکی حلاوت سے نیشکر کا مزہ یاد آجاتا تہا۔ گہوڑون کی سبز گہاس کے ساتہہ مزدور لوگ جو خربوزے اور کہیرے لاتے تہے وہ نہایت بامزہ اور شیرین ہوتے تہے۔

جب ہماری فوج جیکب آباد پہونچی تو سر فرڈرک رابرٹ کیطرف سے کرنیل فجرل کے پاس ایک تار آیا کہ تا حکم ثانی یہہ رجمنٹ جیکب آباد مین قیام پذیر رہے۔ اور دریائے سندھ کے کنارہ کنارہ چہوٹی چہوٹی ٹکڑیان سیبی کے نواح مین بہیجی جائین اور جو راستہ یہان سے قندہار کو جاتا ہے اوسکا کامل انتظام رکہا جائے۔ اور اگر بلوچون مین کا کوئی سردار بغاوت اختیار کرکے پاس کار سے مخالف ہونے کے کہین آثار پائے جائین تو اون سرکشون کی فوراً سرکوبی و تادیب کی جائے۔

گورنمنٹ کے اس حکم کی تعمیل کے واسطے کرنل فجرل نے مجھکو حکم دیا
کہ سیبی کی لائن کے طرف ریلوی کے برابر اپنے ترپ کی چھوٹی چھوٹی
ٹکڑیان روانہ کرین چنانچہ چار چار جوانون کی مع ایک ایک دفعدار کے متعدد
ٹکڑیان مختلف مقامات پر مین نے مقرر کین۔ اور مین خود ریل پر سیبی کو گیا
اور وہان کے اسٹاف افسر سے ملکر اونکو سب انتظامی حالت سمجھا دی۔
جیکب آباد سے مقام سیبی سیدہا شمالی طرف مین واقع ہے اور سیبی
سے داور جنوب ومغرب کی جانب اور کویٹہ دربولان کے اوس پار شمال
کی طرف واقع ہے کویٹہ سے شمال کو چلکر چمن کی راہ سے قندہار کو جاتے
ہین۔ اگر یہہ۔ راستہ بند ہوجاتا تو سرکار کی اوس فوج کو جو قندہار گئی تہی۔
یا دیرہ کرم سے آگے بڑہی تہی نہایت وقت پیش آتی اسواسطے اس
راستہ کی حفاظت نہایت ضرور تہی۔
بلوچی سردار گو بظاہر دم نہ مارتے تہے مگر باطن مین سرکار انگریزی سے
بددل تہے۔ اور مخفی طور پر بغاوت پر آمادہ تہے۔ جب کبھی ہماری فوج
کی کوئی چھوٹی ٹکڑی بے موقع ملجاتی تو وہ اوسپر بندوقون کے فیر کرتے
اور فوراً بھاگ جاتے تہے۔ مگر علانیہ طور پر ہرگز سامنے نہ آتے تہے
اسوجہ سے ہماری فوج کو ہر وقت خطر رہتا تہا اور ان چھپے دشمنون سے
اپنی حفاظت کرنی پڑتی اور سخت محنت اوٹھانی ہوتی تہی۔

۱۸۷۹ء سنہ عیسوی مطابق ۱۲۹۶ سنہ ہجری مین کرنل ڈوکر صاحب جو تھرڈ لانسر
حیدرآباد کنٹنجنٹ کے مستقل افسر تھے اور فرلو پر ولایت گئے ہوئے تھے
رجمنٹ مین آکر شامل ہو گئے اور رجمنٹ کی کمان کا اہتمام اونہون نے اپنے
ہاتھہ مین لیا اس موقع پر امیر یعقوب خان کا کچھہ مختصر احوال بیان کیا جاتا ہے
کہ جب لارڈ رابرٹ کو کیو کناری کے قتل کی خبر پہونچی تو اونہون نے فوراً
کابل پر چڑہائی کر دی وہ اپنی فوج کو بڑہاتے ہوئے روزانہ لانبے لانبے
مارچ کرتے ہوئے جا رہے تھے اور یہی چاہتے تھے کہ جسقدر جلد ممکن ہو کابل
پہونچ جائین۔

جنرل رابرٹ سے ہندوستان مین جو بڑے بڑے نمایان کام ظہور مین
آئے ہین۔ اونمین کابل کا مارچ بڑا لایق قدر سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ جنرل
رابرٹ صاحب اسقدر مسافت بعیدہ کو جس تھوڑی مدت مین قطع کر کے
اپنی ماتحت فوج کو جیسی اچھی حالت مین رکھکر کابل پہونچے تھے قطعاً اوسکا
یقین تو کیا کسیکو گمان بھی نہ تھا۔

اس جنگ مین جو کامیابی اونکو ہوئی اسکا بڑا سبب اونکی شتابروی
خیال کی جاتی ہے۔ اور کابل کے سردار اور سپاہ کو بھی ہرگز یہہ گمان
نہ تھا کہ انگریزی فوج اتنی کم مدت مین کابل کو پہونچکر جنگ مین کامیاب
ہو گی۔

۲۸ ستمبر کو جنرل رابرٹ کا کالم خشکی نخود کے مقام پر پہونچکر دامن کوہ مین خیمہ زن ہوا۔ شام کے وقت جنرل صاحب نے سب فوجی افسرون کو جمع کرکے مشورہ کیا۔ اور کہا کہ ہماری فوج اب کابل سے اندازاً ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور دشمن کے حالات جو کچھہ ہمکو معلوم ہوے ہین اون سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیگ محمد خان برادر امیر یعقوب خان مع پانسو افغانون کے کابل سے دس میل کے فاصلہ پر اس لیئے پہاڑون مین پوشیدہ ہے کہ جب ہم آگے بڑہین تو وہ ہماری اڈوانس کالم کو روکے اور قوم غلزی کے چار سردار مع ایکہزار جوانون کے ہمارے بازو کی فوج پر حملہ آور ہون۔ ہرچند یعقوب خان کا احوال معلوم نہین کہ وہ کہان ہین اور کس فکر مین ہین لیکن یہہ امر بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ کابل کے اطراف وجوانب مین سب لوگ جنگ کے لیئے آمادہ ہین ایسی حالت مین ہماری حملہ آوری کا بہتر طریقہ یہہ ہوگا کہ جنرل مکفرسن صاحب جو ریر گارڈ کی کمان پر بیس میل ہماری فوج سے پیچھے ہین اونکو اطلاع دیجائے کہ وہ نزدیک ہو جائین۔ اور میجر وایٹ صاحب ایک کالم کو لیکر بیگ محمد خان برادر امیر یعقوب خان کے مقابلہ کو جائین اور ہمارا کالم بڑے راستہ سے کابل پر چڑہائی کرے۔

جنرل صاحب کی اس راے کے ساتھہ سب فوجی افسرون نے اتفاق کیا قبل اسکے کہ یہہ مجلس شوری برخاست ہو۔ جنرل رابرٹ کو یہہ خبر

پہونچی کہ یعقوب خان امیر کابل مع چند ہمراہیون کے کیمپ سے دو میل کے فاصلہ پر آکے مقیم ہوئے ہین۔ اور کل صبح کو کیمپ مین آنا چاہتے ہین۔ اس خبر کے سنتے ہی جنرل صاحب اور سب حاضرین کو نہایت تعجب ہوا دوسرے روز صبحکو دربار کی تیاری کی گئی لیکن ایسے موقع پر فوجی کیمپ مین دربار کا سازو سامان کہان مہیا ہوسکتا تہا تاہم چند کرسیان رکہی گئین اور سب افسر جمع ہوئے۔

۲۹ ستمبر کو قریب آٹہہ بجے صبحکے امیر یعقوب خان برٹش کیمپ مین داخل ہوئے جنرل رابرٹ کے چیف آف دی اسٹاف نے اونکی پیشوائی کی اور جنرل صاحب کے خیمہ مین اونکو لائے میجر مکوین صاحب جو پشتو زبان بخوبی بولتے تہے مترجم مقرر ہوئے۔ یہہ وہ نامور افسر ہین کہ بعد کو سر جان مکوین کے خطاب سے مخاطب کئے گئے جنگ بلاک مونٹین ۱۸۹۸ء عیسوی مین مین اونکے اسٹاف مین رہ چکا ہون۔

جنرل رابرٹ نے۔ امیر یعقوب خان کو کرسی پر بٹہلایا۔ اور اون کی مزاج پرسی کی امیر یعقوب خان نے اپنے واقعات یون بیان کیے جسکا ترجمہ میجر مکوین نے کیا کہ میری عمر کا تمام حصہ تردد اور تفکر مین گزرا۔ اول تو میرے باپ نے مجہکو ایک مدت تک قندہار مین قید رکہا۔ جب وہان سے مجہکو رہائی ہوئی۔ اور کابل کا تخت نصیب ہوا تو وہان بہی پریشانی و زحمت کا

سامنا رہا - اسکے بعد برٹش گورنمنٹ کے ظل عاطفت مین مین نے پناہ
لی اور یہہ خیال کیا کہ اس گورنمنٹ کے سایہ حکومت مین آرام اور چین سے
بسر کرونگا لیکن میری قوم نے یہہ ارادہ پورا نہونے دیا - برٹش سفیر کو
قتل کر کے برٹش گورنمنٹ کو مجھہ سے برہم کرا دیا ایک طرف کابل کے
افغان دل سے ناراض اور دوسری طرف برٹش گورنمنٹ ناخوش - ایسی
حالت مین جینا اور مرنا برابر ہے - مین افغانستان کا بادشاہ رہنے سے برٹش
کیمپ مین سائیس بنکر رہنا زیادہ پسند کرتا ہون - اس لئے حاضر ہوا ہون کہ
انگریزی گورنمنٹ پر مین ثابت کردون کہ سفیر کے قتل سے مجھکو کچھہ تعلق نتہا
اور آیندہ کابل کے تخت سے مین اپنی علحدگی چاہتا ہون -

جنرل رابرٹ امیر یعقوب خان کی اس تقریر کو سنکر اون کے ساتھہ
لطف و مدارات سے پیش آئے - اور اون سے کہا کہ آپ ہمارے
کیمپ مین رہین آپکی ہر طرح سے خبر گیری کیجائے گی - لیکن جب تک براے
نام آپ اپنے آپ کو امیر کابل سمجھین کہ برٹش گورنمنٹ کی طرف سے
افغانستان کی حکومت پر کوئی امیر مستقل طور سے مقرر کیا جائے -

چنانچہ امیر یعقوب خان جنرل رابرٹ کے کیمپ مین مقیم ہوے -
۲۷ ستمبر کو جنرل رابرٹ نے کابل پر چڑہائی کی -
میجر وائٹ صاحب نے بیگ محمد خان کی فوج پر حملہ کیا اور اوسکو پسپا کر دیا

میجر وایٹ صاحب کے نام سے شاید بعض حضرات واقف نہ ہونگے کہ یہہ کس شان کے افسر ہین اوسان سے کون کون سے کارہاے نمایان ظہور مین آے ہین اس لئے اس موقع پر اون کے جلیلہ عہدہ اور فوجی ترقی کی فی الجملہ تصریح کی جاتی ہے۔ میجر وایٹ۔ لارڈ رابرٹ کے بعد ہندوستان کے کمانڈر انچیف مقرر ہوے اور جنگ سمت افریقہ مین۔ لیڈی اسمتھ مین ایک مدت تک محصور رہے اس کے بعد اونہون نے (فیلڈ مارشل) کے اعلی عہدہ پر ترقی پائی۔

غرضکہ اوس موقع پر جنرل مکفرس کا کالم بہی آکر رابرٹ صاحب کی فوج کے ساتہہ شامل ہوگیا۔ میجر وایٹ۔ جنرل مکفرس۔ اور جنرل رابرٹ کے کالم تین طرف سے نہایت مستعدی اور عجلت سے بڑہے انگریزی فوج کی نقل وحرکت ایسی جوان مردی و دلیری سے ہوئی کہ دشمن کے قدم جم نہ سکے۔ اور وہ دو نشان اور بیس توپین چہوڑ کر نہایت اضطراب کے ساتہہ میدان جنگ سے بہاگ گئے۔ افغانون کو اپنی اس شکست پر بہت بڑا تعجب ہوا۔ اونکا یہہ خیال تہا کہ سردی کی شدت کے سبب انگریزی فوج کابل پر حملہ نکر سکے گی۔ لیکن جبوقت افغانون نے برٹش آرمی کی جرارت اور بہادری کو دیکہا اوسوقت اونکے وہ سب خیالات باطل ہوگئے۔

اس شکست کے بعد افغان ابہی اچہی طرح جمع نہ ہونے پاے تہے کہ

۷ اکٹوبر کو جنرل رابرٹسن کابل سے دو میل پر خیمہ زن ہوئے یہان خبر آئی کہ دشمن بالاحصار کے پیچھے مقیم ہے فوراً یہہ تجویز ہوئی کہ انپر جلد حملہ کیا جائے اُنکے پناہ لینے کی راہ بند کردیجائے لیکن دشمن پر کچھہ ایسا خوف غالب ہوا کہ ۸ ہر اکٹوبر کو بارہ توپین بالاحصار کے عقب مین اور اٹھہتر توپین شیرپور مین چھوڑکر خود بخود پراگندہ ہوگیے۔

۱۳ ہر اکٹوبر کو جنرل رابرٹسن کی فوج کابل مین بلامزاحمت داخل ہوگئی امیر ناسازی مزاج کے حیلہ سے فوج کے ہمراہ شہر مین داخل نہ ہوئے۔ بالا حصار مین سامان جنگ اور خزانہ تو بہت کچھہ ملا۔ لیکن ریزیڈنسی کی جگہہ مین چند جلی ہوئی دیوارین کھڑی نظر آرہی تہین۔ جنرل رابرٹ نے کابل مین پہونچنے کے بعد ایک اشتہار جاری کیا کہ کل حکام اور سرداران ملک اپنے اپنے منصبی کار مین مشغول ہوجائین تاوقتیکہ سرکار انگریزی کابل کی حکمرانی کا کوئی دوسرا انتظام نکرے کاروبار سلطنت افغانستان انگریزی گورنمنٹ کے قبضہ اقتدار مین رہیگا اس اشتہار سے امیر یعقوب خان کا افغانستان کی حکومت سے علحدہ ہونا سب کو معلوم ہوگیا۔

بعد چند روز کے سپہ سالار سیف الدین اور کوتوال کابل اور اون بعض افغانون کو پہانسی دینے کا حکم دیا گیا جو کیوگناری صاحب کے قتل مین شریک تہے اودہر کابل مین یہہ نظم ونسق ہورہا تہا۔ اودہر ہرات مین بڑی بدعملی ہورہی تہی۔

غزنین مین ایوب خان یعقوب خان کا حقیقی بہائی۔ اور ہرات مین مشک عالم سرکار انگریزی کے خلاف مین تہے اور جنگ کے لیے لوگون کو ترغیب وتحریص دلاتے رہتے۔

اور ہماری فوج جیکب آباد۔ اور سیبی کے گرد ونواح کا انتظام کررہی تہی۔ اور شب وروز اسی انتظار مین تہی کہ کب ہمین قندہار جانے کے واسطے حکم آتا ہے جب سپہ سالاران فوج انگلشیہ کو کابل کے یہہ فتوحات نصیب ہوگئے تو اونکا یہہ ارادہ ہوا کہ ہرات کی طرف سپاہ کو بڑہایا جائے اور جنرل رابرٹ نے ہمکو بہی ایک تار بہیجا کہ تہرڈ لالنسر زحیدر آباد کنٹنجنٹ جیکب آباد سے روانہ ہوکر قندہار مین سرکاری فوج کے ساتہہ شامل ہوجائے۔ اس تار کے پہونچتے ہی ہم لوگ تیار ہوگئے اور فسٹ اسکواڈرن کے ساتہہ کرنل ڈوکر اور کرنل فجرلنڈ اول اسپشل ٹرین مین سوار ہوکر روانہ ہوئے اور دوسری اسپشل ٹرین بہی تیار تہی کہ فوج روانہ ہو۔ مگر وہان گورنمنٹ کی رائے بدل گئی جنوبی افغانستان مین لڑائی کا جو ارادہ تہا اوسے بے ضرورت خیال کرکے فسخ کرنا پڑا۔

جنرل رابرٹسن نے تار کے ذریعہ ہمین حکم بہیجا کہ آپ لوگ سیبی کی طرف اپنی ریلوے لاین کی حفاظت رکہین۔ آگے بڑہنے کی کوئی ضرورت نہین ہے لہذا جو سپاہی اور گہوڑے ریل مین سوار ہوگئے تہے وہ اوتار لیے گئے اور جو جاچکے تہے وہ بہی واپس آگئے۔

بعد کو ہمین یہہ حکم ملا کہ ہم اپنی فوج کی وہ ٹکڑیان جو چارون طرف جیکب آباد
اور سیبی کے علاقجات مین پہیلی ہوئی ہین فراہم کر لین۔

جنرل رابرٹ جب کابل مین سب انتظام کر چکے تب انہون نے فوج کو ہندوستان
جانے کے لیئے حکم دیا۔ اور کابل سے قندہار کو فوجین روانہ ہونی شروع
ہوئین۔ چونکہ ہماری رجمنٹ سیبی کی جانب مقیم تہی اس لیئے ہمکو یہہ حکم ہوا کہ
لارڈ رابرٹ کا کالم پہونچنے سے قبل ہم جیکب آباد سے روانہ ہو جائین بمجرد
اس حکم کے پہونچنے کے ہماری رجمنٹ چار اسپشل ٹرینو مین جیکب آباد
سے کرانچی کو روانہ ہوئی جسوقت ہم کرانچی مین داخل ہوئے تو ہماری رجمنٹ
تین جہازون مین یکے بعد دیگرے کرانچی سے بمبئی کو روانہ ہوئی۔ چوتہے روز
ہم بمبئی مین داخل ہو گئے۔ اور کلابہ کے قریب میدان مین ہمارا اسکواڈرن
خیمہ لگا کر مقیم ہوا۔ اوسوقت ہمین یہہ خیال تہا کہ ہماری رجمنٹ بمبئی سے ریل
مین روانہ کی جائے گی۔ مگر جنرل رابرٹ صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ
کمانڈر انچیف نے حکم دیا ہے کہ رسالہ بمبئی سے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا اپنے
مستقر کو جائے اس حکم کے منشا کے موافق کرنل ڈو کرنے یہہ تجویز کی کہ بمبئی
مین پہونچتے ہی اسکواڈرن فوراً مومن آباد کو روانہ ہو جائے۔

غرض فسٹ اسکواڈرن کو کرنل ڈو کر لیکر روانہ ہوئے اور سکنڈ کے ساتہہ
کرنل فیجرلڈ گئے اور تہرڈ کے ساتہہ کرنل استوارٹ کو جانا چاہیئے تہا۔ لیکن وہ مزاج

کی علالت کی وجہ سے بمبئی مین رہ گئے اور تہرڈ اسکواڈرن کی کمان میرے تفویض ہوئی۔ مین بمبئی سے تہرڈ اسکواڈرن کے دوسو جوانون کو اپنے ہمراہ لیکر منزل منزل مومن آباد کو روانہ ہوا۔ چونکہ برسات کا موسم ختم ہوچکا تہا۔ اور سرما شروع تہا۔ جنگل چار طرف سے سرسبز وشاداب اور تالاب پانی سے لبالب لہرارہے تہے سیر وتفریح کا ہر جگہ لطف تہا۔ راستہ مین جا بجا لطون کے پرے کے پرے ملتے تہے شکار کہیلتے ہوے بمبئی سے احمد نگر اور پونہ کے راستہ ہوکر روزانہ پندرہ سولہ میل کی مسافت طے کرتے ہوے ایک مہینہ پانچ ۔ زمین ہم اپنے اسکواڈرن کے ساتہہ مومن آباد مین داخل ہوتے جنگ سے جب کوئی شخص صحیح وسالم اپنے گہر پہونچتا ہے اور عزیز و اقارب سے ملتا ہے اوسوقت ہر زمین کو جو خوشی ومسرت ہوتی ہے اسکو وہی خوب جانتا ہے جسکو ایسی خوشی نصیب ہوتی ہے اس موقع کی خوشی بیان نہین ہوسکتی۔

مومن آباد پہونچنے کے ایک ہفتہ بعد مین نے نواب سرسالار جنگ بہادر کو جنگ افغانستان سے اپنی واپسی کی اطلاع دی۔ اور تحریر کیا کہ حیدرآباد آنے کے واسطے مین اب تیار ہون۔

نواب صاحب نے میرے بصحت وسلامت واپس آنے پر اظہار مسرت کر کے تحریر فرمایا کہ جسقدر جلد ہوسکے حیدرآباد پہونچکر آپ کو اپنی خدمت کا چارج لینا مناسب ہے اس حکم کے پہونچتے ہی مین نے حیدرآباد کی روانگی کی تیاری کردی اور ۲۹ ماہ ذی الحجہ ۱۲۹۶ہجری روز یکشنبہ مطابق ۱۴ دسمبر ۱۸۷۹ عیسوی تاریخ

روانگی ٹہرائی روانگی سے ایک روز قبل تمام یوروپین اور نیٹو افسرون نے مس ہوس مین میری دعوت کی۔ اور کرنل فیجرل نے تمام افسرون کی صلاح سے یہہ پریوز کیا کہ کل افسران فوج کی طرف سے ایک نقرئی پیالہ بطور یادگار مجھکو دیا جاے چنانچہ وہ پیالہ حیدرآباد آنے کے چند روز بعد میرے پاس بہجوایا گیا۔

دوسرے دن میرے سب دوست مجھے رخصت کرنے کے لئے دور تک آئے اور مین اون سے رخصت ہوکر حیدرآباد کو روانہ ہوا۔

روانگی کے وقت میری بڑی لڑکی کی عمر سات سال کی تہی اور بڑے فرزند (ولایت علی بیگ کی عمر پانچ سال کی تہی اور تیسرے فرزند احمد علی بیگ کی عمر ایک سال کی ان سب کو مین مومن آباد مین چہوڑآیا اور یہہ انتظام کیا کہ حیدرآباد پہونچنے کے بعد بنگلہ وغیرہ تجویز کر کے اہل و عیال کو طلب کر لیا جاے ۲ محرم ۱۲۹۷ ہجری کو مین حیدرآباد مین داخل ہوا۔ اور اپنے عزیز دوست نواب میر ریاضت علیخان بہادر کے پاس مقیم ہوا۔

دوسرے روز نواب سرسالار جنگ بہادر اور اون کے دونون صاحبزادون کی ملاقات کیواسطے گیا نواب صاحب نہایت اخلاق۔ اور عنایت سے پیش آے دیر تک جنگ افغانستان کا احوال دریافت فرماتے رہے۔

برخاست کیوقت آپنے فرمایا پہلے آپ نواب شمس الامرا بہادر سے ملاقات کر لیجیے۔ ابہی تو عشرہ شریف محرم کا آغاز ہے اسکے بعد حضرت بندگانعالی متعالی کی

خدمت مین آپ کی نذر گزراننے کا بندوبست کیا جائیگا۔

جب محرم کی تعطیلین ختم ہوچکین تو ۳ تاریخ کو سر سالار جنگ بہادر نے راجہ گردہاری پرشاد کے ہمراہ مجھے حضور پر نور کی خدمت مبارک مین نذر گزراننے کے لئے بہیجا۔ مین اول وقت جب حضور پر نور کی خدمت مین نذر گذراننے گیا اسوقت حضور پر نور سلیمانجاہ کے حویلی مین بر آمد تھے۔

نواب مستحکم جنگ بہادر اور بخشی سبحان خان بہی سرکار کی خدمت مین حاضر تھے۔ اسوقت حضور پر نور کی عمر مبارک ۱۳ برس نو مہینے کی تہی۔

نذر پیش کرنے کے بعد اعلیحضرت حضور پر نور نے مجھے بیٹہنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ مین آداب بجالاکر بیٹہ گیا۔ اور چند منٹ کے بعد پہر پیشگاہ خسروی مین آداب عرض کرکے رخصت ہوا اور اپنی فرودگاہ کو واپس آیا۔

دوسرے روز مین سر رچرڈ میڈ صاحب رزیڈنٹ سے ملنے کے لئے گیا صاحب ممدوح نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ اور کہا کہ حیدر آباد کنٹنجنٹ سے آپکو ایکسال کی رخصت دیگئی ہے۔ اس مدت تک آپکا نام رجمنٹ کے ملازمین مین شامل رہے گا۔ بعد ازان آپ کو اختیار ہوگا کہ آپ چاہین اپنی رجمنٹ کو جائین یا سرکار نظام کی خدمت کو قبول کرین۔

اوسی ہفتہ مین کپتان کلارک سے مین نے ملاقات کی اوس زمانہ مین حضور پر نور کی تعلیم کے وہ مہتمم تھے۔ کپتان صاحب نے مجہہ سے کہا کہ نواب سالار جنگ بہادر نے

صفحہ نمبر ۱۲۰

شبیہہ مبارک اعلیٰحضرت حضور پر نور دام سلطنتہٗ
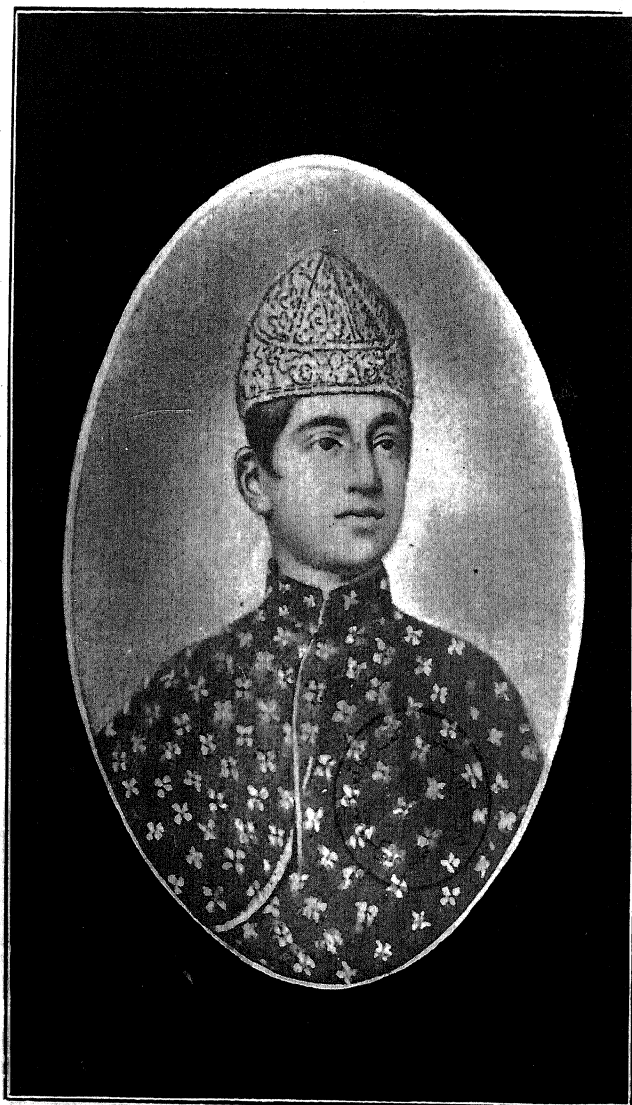
مرزا محمد علیبیگ افسر الملک بہادر کا حضور پر نور کو سلیمان جاہ کی حویلی میں پہلی نذر گذراننا

حضور پر نور کے اسٹاف مین آپ کے تقرر کی نسبت مجھکو لکہا ہے آپ میرے پاس جو محلہ مبارک مین کل کے روز آئے مین آپ کی خدمات اور جو کچھہ ذمہ داریان ہونگی آپ کو اون سے آگاہ کردونگا۔

دوسرے روز مین اور آغا ناصر شاہ صاحب ملکر کلارک صاحب کے پاس گئے انہون نے مجہہ سے جملہ ابواب متعلقہ بیان کئے اور کہا کہ آپ ہر روز صبح کے چھہ بجے ڈیوڑھی مبارک مین حاضر ہوجایا کرین اگر حضور پر نور سوار ہوکر کہین تشریف لیجائین تو آپ ہمراہ رہین۔ اور ہفتہ مین دو بار ڈنر ہوتا ہے مین بہی اوسمین شریک ہوتا ہون آپ بہی شریک ہوا کرین۔

تقریباً ایک سال تک ڈیوڑھی مبارک مین میری یہی خدمت رہی۔ چونکہ مین ہمیشہ سے کام کا خوگر تہا۔ اس زمانہ مین کوئی ایسا شغل نہ تہا کہ جسمین میرا تمام وقت صرف ہوتا۔ مین اس سبب سے نہایت گہبرایا کرتا اور اکثر نواب میر سعادت علیخان بہادر اور نواب میر سرفراز حسین خان فخر الملک بہادر کے پاس نیزہ بازی اور پولو وغیرہ کہیلنے کے لئے چلاجاتا تہا۔ اور کبہی سکندرآباد اور بلارم کے افسرون کے ساتھہ سواری اور شکار مین مصروف رہتا تہا۔

دوسرے سال ۱۲۹۸ھ مین حضور پر نور جو محلہ مبارک سے حویلی قدیم مین تشریف فرما ہوئے۔ اوسوقت نواب سالار جنگ بہادر نے بصلاح کپتان کلارک یہہ تجویز کی کہ حضور پر نور کی سواری کا پوزیشن درست ہونے کے لئے

رائڈنگ اسکول کی تعلیم کا انتظام کیاجائے اور حضور پرنور کے ساتھہ ظفرجنگ بہادر
میر سعادت علیخان بہادر میر جہاندار علیخان بہادر بہی اسمین شریک کئے جائین۔ اور
یہہ کام میرے تفویض کیا۔ کپتان کلارک نے میرے مشورہ سے بارہوین لانسرز کے
ایک رائڈنگ ماسٹر کو بہی میری مدد کے لئے بلالیا۔

ہفتہ مین تین بار رائڈنگ ماسٹر بلارم سے حویلی قدیم مین آتا اور حضور پرنور
ایک گہنٹہ تک رائڈنگ اسکول مین مصروف رہتے تہے تہوڑے ہی دنون
مین حضور پرنور نے اس کام مین نہایت ترقی کی اور سواری مبارک کا پوزیشن
ملیٹری قواعد کے موافق ہوگیا۔

اس اثنا رمین سالار جنگ بہادر کی خدمت مین یہہ تحریک کی گئی کہ حضور پرنور
کو نیزہ بازی اور پولو کی بہی تعلیم دیجائے تو بہتر ہے۔ اونہون نے حضور پرنور کے
پولو کہیلنے کے نسبت تو اپنی بالکل نارضامندی ظاہر کی مگر ٹینٹ پگنگ کیلئے
نہایت خوشی سے اجازت دی مین نے اپنی اس رائے کو کپتان کلارک سے
بیان کیا کہ حضور پرنور کے ساتھہ اس کہیل مین اور بہی چند معزز نوجوان شریک
کئے جائین تو اعلحضرت کی زیادہ دلچسپی کا سبب ہوگا انہون نے میری اس رائے
کو نہایت پسند کیا۔ چنانچہ مسٹر ہبوگاف فرزند میجر گاف۔ میر حافظ علی۔ میر ممتاز علی
حضور پرنور کے ساتھہ نیزہ بازی مین شریک رہنے کے لئے منتخب کئے گئے۔

ہفتہ مین دومرتبہ نیزہ بازی اور دوبار شوٹنگ کی پریکٹس برابر ہوا کرتی تہی

اس باب مین جو چٹھی میجر کلارک نے مجھے تحریر کی تھی اوسکا ترجمہ بجنسہٖ لکھتا ہون۔

حیدرآباد دکن ۲۵ فروری ۱۸۹۱ سنہ عیسوی مطابق ۲۵ ربیع الاول ۱۲۹۸ سنہ ہجری۔

مائی ڈیر مرزا محمد علی بیگ۔ مجھے امید ہے کہ ٹینٹ پگنگ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام پاتی ہوگی۔ میری خواہش ہے کہ جسوقت حضور پر نور ٹینٹ پگنگ کرتے ہون یا بندوق سے نشانہ مارتے ہون تو آپ ہمیشہ اوسوقت موجود رہا کرین مین نے ہدایت کردی ہے کہ اس کے شروع ہونے سے پہلے آپ کو ہمیشہ اطلاع کردیجائے گی چونکہ آیندہ حضور پر نور آپ کی عدم موجودگی مین نہ بندوق سے نشانہ مارین گے اور نہ ٹینٹ پگنگ کی پریکٹس کرین گے لہذا توقع کہ آپ اطلاع ہوتے ہی پالیس مین تشریف لانے کا خیال رکھین۔

آپکا صادق الوداد۔ سی کلارک

حضور پر نور نے ٹینٹ پگنگ کی کثرت حویلی قدیم مین شروع کی اور تھوڑے زمانہ مین حضور پر نور اس کام کو نہایت عمدگی سے انجام دینے لگے۔ ایک روز نیزہ بازی کے وقت حضور پر نور نے مجھ سے استفسار فرمایا کہ ٹینٹ پگنگ کی کثرت کا بانی کون شخص ہے اور یہ کثرت ابتدا مین کسطرح شروع ہوئی ہے اوسوقت مین نے فقط اسقدر عرض کیا مجھکو اتنا ہی علم ہے کہ ملک پنجاب سے اس کام کا آغاز ہوا ہے لیکن یہہ کثرت کب اور کس سے اور کسطرح شروع ہوئی۔

اسکا مجھے برابر علم نہین ہے چنانچہ اس روز سے مجھے اس امر کی تلاش تھی کہ ٹینٹ
پگینگ کا آغاز کیونکر ہوا ہے۔ جسوقت کہ مین مروکی کیامپ آف اکسرسایز مین
لارڈ رابرٹ کے ساتھہ گیا تھا کیمپ کے بعد مین لارڈ رابرٹ سے اجازت لیکر مقام
کالا باغ کو جو دریاے اٹک کے کنارہ واقع ہے اوریال کے شکار کے واسطے گیا۔
ملک یار محمد خان والی کالا باغ کے ایک مصاحب سکہہ سردار گردیال سنگہ نامی
مجہہ سے وہان ملے اثناے گفتگو مین جب ٹینٹ پگینگ کا ذکر آیا تو اونہون نے
مجہہ سے رنجیت سنگہ والی پنجاب کے عہد کی ایک نقل بیان کی جس کے سننے سے
مجھے یہہ باور ہوا کہ ٹینٹ پگینگ کے آغاز کی نسبت جسقدر اقوال مین نے سنے تھے
اون سب سے یہہ قول زیادہ تر قریب القیاس ہے اس لئے اس موقع پر ٹینٹ
پگینگ کے آغاز کی مختصر کیفیت تحریر کرتا ہون۔

راجہ رنجیت سنگہ فرمان رواے پنجاب کو گھوڑے کی سواری نیزہ بازی
اور فوجی کرتبون کا کمال درجہ شوق تہا اس راجہ کے زمانہ مین گھوڑا دوڑا کر زمین
سے رومال اوٹھانا زمین پر ترنج یا لیموں رکھکر چھری یا خنجر یا کٹار سے کاٹنا گھوڑا
دوڑا کر بندوق سے نشانہ لگانا زین خالی کرنا دوڑتے گھوڑے پر سے کود پڑنا
اور پھر اوسپر سوار ہو جانا یہہ سب کرتب رنجیت سنگہ کے لشکر مین ہمیشہ ہوتی
تھین۔ پنجابی سوار بہالے استنے لانبے رکھتے تھے کہ جنکا طول اندازاً بارہ فٹ
تک ہوتا تہا اور بہالہ مین لانبی نوکدار بوڑی بہی لگاتے تھے اکثر اوقات

صفحہ ۱۲۵ ہندوستان میں ٹینٹ پگینگ کی ابتدا
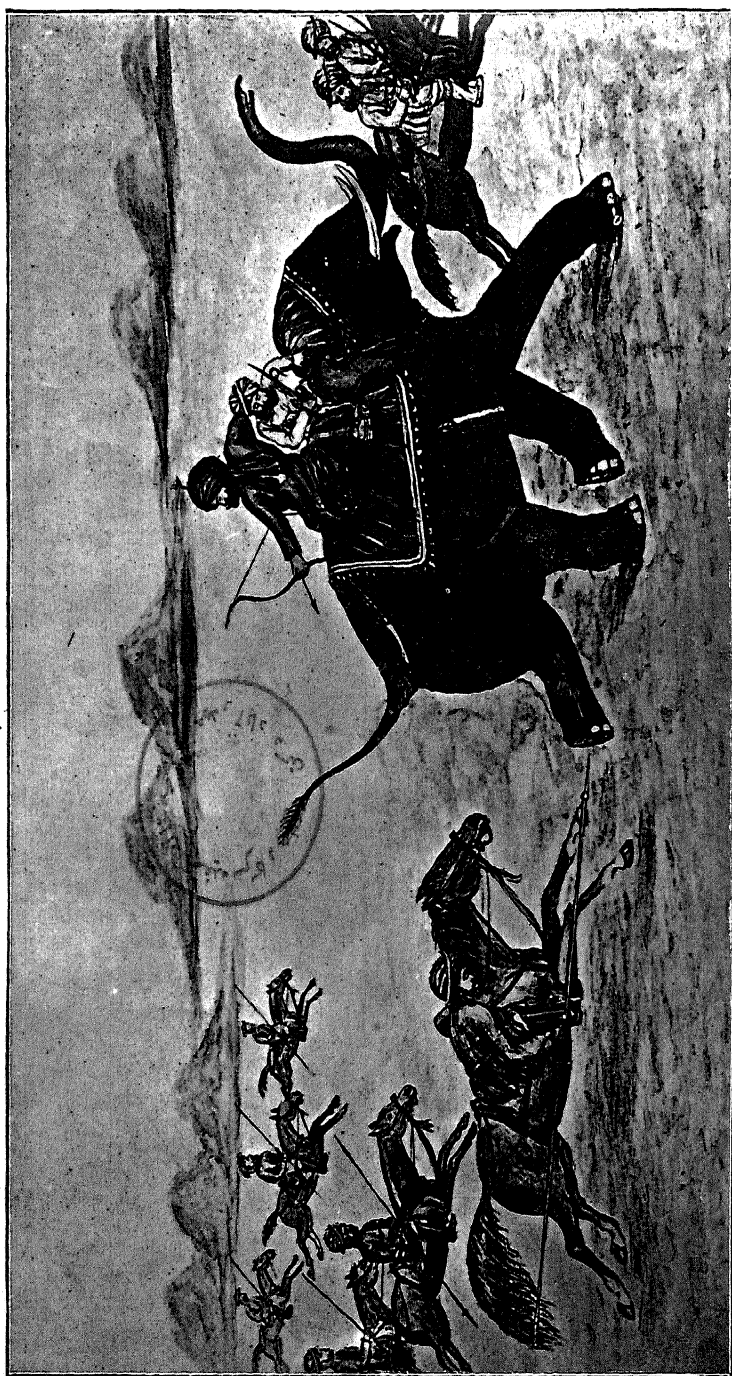
سوار گہوڑے پرسے اوتر کر بہالہ کو بوڑی کی طرف سے زمین مین گاڑ دیتے اور اپنے
گہوڑے کو بہالے سے باندہ دیتے تہے لڑائی مین پنجابی سوارون کے بہالے زیادہ
لمبے ہونے کے سبب سے اکثر ٹوٹ جاتے تہے۔ اس لیئے بہالہ کا پہل ٹوٹ
جانے کے بعد وہ لوگ بوڑی سامنے کرکے دشمنون سے لڑتے تہے ایک جنگ
مین رنجیت سنگہ کو فتح یابی ہوئی اور دشمن کی فوج کو ہزیمت۔ دشمن سردار ہاتہی پر سوار
رنجیت سنگہ کے سامنے سے بہاگا جاتا تہا رنجیت سنگہ نے حکم دیا کہ سردار کو جان
سے نہ مارین اور جسطرح ہوسکے ہاتہی کو روکین۔ ہرچند کوشش کیگئی مگر ہاتہی رک نسکا
رنجیت سنگہ نے سوارون کو حکم دیا کہ بہالون سے ہاتہی کو روکین اوسوقت عمدہ عمدہ
سوارون نے شایستہ گہوڑون پرسے ہاتہی کے دہنے بائین جانب سے بہالے
مارے لیکن اون کے لمبے لمبے بہالے توٹ توٹ کر بانس ہاتہون مین رہ گئے
اور ہاتہی بحال خود اپنی چال چلتا رہا کیسیکے روکے سے نہ رکا۔ رنجیت سنگہ کا ایک
مصاحب جو فن سپاہگری مین مشہور تہا وہ اپنے گہوڑے کو ہاتہی کے پیچہے لیگیا
اور بہالہ کی بوڑی سامنے کرکے گہوڑے پرسے خوب جہکا اور اپنے بہالہ کی
بوڑہی ہاتہی کے پاؤن کے تلوے مین زور سے ماری بوڑی ہاتہی کے تلوے
مین اسقدر سخت بیٹہی کہ بہالہ کا بانس ٹوٹ گیا اور ہاتہی ایک چیخ مار کے اوسی
جگہ کہڑا رہ گیا۔ ہاتہی کے تلوے مین بہالہ مارنے کے لیئے سوار کو ضرور ہوا تہا کہ
اپنے جسم کے حصہ کو اتنا جہکائے اور ہاتہہ کو یہان تک نیچے لیجائے کہ جیسا ہاتہی

صفحہ ۱۳۶ - رنجیت سنگہ کے ایک مصاحب کا ہاتھی کے تلوے مین بوٹی مارنا اور ہاتھی کا چیخ مار کے کھڑا ہو جانا +

اپنا پچھلا پاون اوٹھائے تو اوسوقت بھالہ کی بوڑی ٹھیک اوسکے تلوے مین پورے طور سے بیٹھ جائے۔

رنجیت سنگہ نے اپنے اوس نوجوان مصاحب کو بہت کچھہ انعام دیا۔ اور خلعت سے مشرف کیا اوس روز سے رنجیت سنگہ کی فوج مین یہہ کثرت نہایت بکار آمد سمجھی گئی ابتدا مین مشق کے لئے لکڑی کا ایک گردہ ہاتھی کے پاؤنکے تلوے کے مشابہ بناکر زمین پر رکھتے اور بھالہ کی بوڑی سے اوسپر نشانہ لگاتے تھے آخر اس کثرت نے ملک پنجاب مین روز بروز یہانتک ترقی پائی کہ چند سال مین لکڑی کے گردہ کی شکل بدل گئی اور معمولی گول میخ نرم لکڑی کی زمین مین گاڑکر بھالہ کی بوڑی سے اوسکے اوکھاڑنے کی مشق جاری ہوئی کچھہ زمانہ کے بعد گول میخ کی جگہ چپٹی میخ بنائی گئی۔ جیسے کہ آجکل استعمال کیجاتی ہے بلبے بھالہ کی جڑ کی طرف بھی بہل لگانا اوسی قدیم نمونہ کی تقلید ہے پنجابی سوار حملہ کے وقت آواز دیکر بھالہ کو سر پر گھماتے ہوئے دشمن کا تعاقب کرتے تھے اسی طرح پنجابی اور ملتانی رسالون مین ابتک ٹینٹ پگینگ کرتے وقت بھالہ کو سر پر گھماکے آواز دیتے ہین۔

غرض کہ حضور پرنور نیزہ بازی اور شوٹنگ وغیرہ مین اکثر بنفس نفیس متوجہ رہتے تھے اور ہر جمعہ کے روز سواری مبارک ہرن کے شکارہ کو سرونگر کی طرف رونق افروز ہوتی تھی اور مین ہمیشہ شکار اور سواری کے وقت خدمت

مبارک مین حاضر رہتا تہا حضور پرنور کی نشانہ اندازی کی مشق کے زمانہ مین چہرہ اور گولی سے فیر کرنے کے متعلق جو قواعد مین نے مرتب کئے اور وقت بوقت پیشگاہ حضور پرنور مین گزرانے تہے طوالت کی وجہ سے وہ یہان تحریر نہین کئے جاتے لیکن اون کل قواعد کو مین نے تفصیل سے اپنی کتاب تفنگ بافرہنگ مین لکہدیا ہے۔

اوسی زمانہ مین حضور پرنور کا انگریزی سلح خانہ اور کلب خانہ بہی میرے تفویض ہوا جتنی بندوقین کہ سلح خانہ مین موجود تہین مین نے اون سب کی ایک فہرست مرتب کی اور اون کو علی الترتیب درجہ بدرجہ مناسب موقعون پر رکہا دیا۔

سرکاری کلب خانہ مین اوسوقت جرمن بور ہونڈ بل ٹریر فاکسٹریر گری ہونڈ وغیرہ سب قسمون کے کتے موجود تہے۔حضور پرنور کو کتون کا نہایت شوق تہا عمدہ عمدہ قسم کے ولایتی کتے ہمیشہ اپنے پاس رکہتے اور شکار کے وقت اونہین سواری مبارک کے ہمراہ لیجاتے تہے سرکاری شکارگاہ مین گری ہونڈ کتو نسے لومڑی اور خرگوش کا شکار کیا جاتا تہا اسکے سوا کبہی کبہی تعلیم یافتہ چیتلون سے بہی ہرن کا شکار کہیلا جاتا تہا۔

بصوابدید رائے سر سالار جنگ بہادر تبدیل آب و ہوا کی غرض سی پندرہ روز کے واسطے حضور پرنور سرورنگر تشریف فرما ہوے۔ وہان پر ہواخوری اور

شکار گاہ سرور نگر میں حضور پرنور کے سامنے افسر الملک بہادر کا گھوڑا دوڑا کر ہرن کے بچہ کو زمین سے اوٹھانا۔

سیر و شکار کے لیے سواری مبارک روزانہ مختلف مقامات مین رونق افروز ہوتی تہی حسب معمول ایک روز سواری مبارک شکار کے واسطے بڑن پیٹہ کی طرف گئی۔ نواب وقار الامرا بہادر اور آغا ناصر شاہ اور مولوی مسیح الزمانخان صاحب سواری مبارک کے ہمراہ تہے۔ اتفاقاً ایک ہرن کا بچہ دوڑتا ہوا سامنے آنکلا۔ حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ اسے زندہ پکڑنا چاہیے ہم سب نے اوسکے پیچہے گہوڑے دوڑاے۔

مین اوسوقت سرکاری اصطبل کے ایک عربی کمیت گہوڑے پر سوار تہا۔ وہ گہوڑا بڑا جاندار اور دوڑ مین نہایت تیز تہا۔ جب اوس ہرن کے بچے نے میدان کا رُخ کیا مین اپنے گہوڑے کو تیز کر کے اوس بچہ کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ اور دوڑ کی حالت مین مین نے گہوڑے پر سے جہک کر اوس بچہ کو زمین پر سے ہاتہہ مین اوٹہا لیا۔ گہوڑا دوڑا کے زمین پر سے رومال وغیرہ اوٹہانے کی مجہے عادت تہی اور مین اکثر ایسی مشق کیا کرتا تہا کہ جب کبہی رومال یا چابک وغیرہ زمین پر رکہدیا جاتا تو مین اپنے گہوڑے کو نہایت تیز دوڑاتا اور دست راست کی جانب سے جہک کر سیدہے ہاتہہ سے رومال اوٹہا لیتا تہا۔

یہہ تماشا ملاحظہ فرما کے حضور پر نور اور سب ہمراہیون نے اپنی اپنی سواریونکو روک لیا اور حضور پر نور نے نہایت مسرور ہو کے مجہ سے ارشاد فرمایا کہ اس بچہ کو اسی طرح آپ اپنی گود مین لیے ہوے سرور نگر چلے آوے۔ وہ بچہ ہرن کا ڈیوڑہی مبارک مین حضور پر نور کے پاس ایک مدت تک رہا جب کبہی حضور پر نور اوسکو

دیکھتے تو اوس شکار کی کیفیت کا تذکرہ فرماتے تھے۔

اوسی زمانہ مین کپتان کلارک صاحب رخصت پر ولایت گئے اور میجر ولسن صاحب فسٹ اسسٹنٹ رزیڈنٹ اونکی جگہ کام کرنے کے لئے منصرم مقرر ہوئے تقریباً چھ مہینے تک حضور پرنور سرورنگر مین رونق افزا رہے بعد ازان بلدہ مین تشریف لائے کپتان کلارک کی واپسی تک حضور پرنور کے پروگرام اور نیز میری معمولی خدمت مین کوئی جدید تغیر نہین ہوا۔

مارچ سنہ ۱۸۸۱ عیسوی مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۸ ہجری مین مین نے شیر کے شکار کا ارادہ کیا سالار جنگ بہادر اوّل نے فیل خانہ سرکاری سے ایک ہاتھی علی مدد نامی ساتھ لیجانے کے واسطے مجھکو اجازت فرمائی۔ ہاتھی اور شکار کا سامان مقام رانیچر کو روانہ کیا گیا۔

یہہ مقام بلدہ حیدر آباد سے تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے دوسرے روز مین اور میرے بھائی طفیل علی بیگ خان شکار کو روانہ ہوکر قریب گیارہ بجے کے رانیچر پہونچے اور دو بجے ہانکہ شروع ہوا۔ شیر اپنی جگہ سے پہاڑ کے دامن دامن ہوکے میرے قریب سے گذرا۔ علی مدد ہاتھی نہایت استقلال سے کھڑا رہا مین نے شیر پر بندوق چلائی گولی شیر کے شانہ مین لگی وہ اوسی جگہ گر گیا۔ مین نے شیر کو ہاتھی پر ڈال کے اوسی وقت بلدہ کو روانہ کیا تا کہ شبا شب ہاتھی راہ کی مسافت طے کر کے صبح ہوتے ہی شہر مین پہونچ جائے اور شب کو مین

کیمپ مین رہ گیا دوسرے روز صبح کے چار بجے روانہ ہوکر ۱۰ بجے سالار جنگ بہادر
کی ڈیوڑہی مین پہونچا اور شیر کے شکار کا کل احوال لایق علیخان بہادر اور سعادت علیخان
بہادر سے بیان کیا اونہون نے ہرکارون کو بہیجا کہ شیر ہاتہی پر چڑہ آرہا ہے۔ اوسے جلد
ڈیوڑہی مین لے آئین۔ تہوڑی دیر مین شیر ڈیوڑہی کے قریب پہونچ گیا شہر کے
صدہا تماشائی ہاتہی کے ہمراہ تہے۔ جب شیر ڈیوڑہی مین پہونچا اوس وقت
سالار جنگ بہادر کو بہی اطلاع دی گئی۔ وہ خانہ باغ مین برآمد ہوے۔ اور شیر کو
ملاحظہ فرماکے دیر تک شکار کا احوال مجہہ سے دریافت کرتے رہے اوسکے بعد
فرمایا کہ دوسرے وقت جب آپ شیر مارین تو حضور پر نور کے ملاحظہ مین بہی لانا۔
چاہیے تاکہ حضور پر نور کو بہی شکار کا شوق پیدا ہو اور اپنے صاحبزادون کو
مخاطب کرکے فرمایا کہ تمکو بہی نشانہ اندازی اور شیر کے شکار کی طرف توجہ کرنی
چاہیے چند روز کے بعد سالار جنگ بہادر کے بڑے صاحبزادے میر لایق علیخان
بہادر نے مجہہ سے کہا کہ نواب صاحب نے مجہکو شیر کے شکار کو جانے کیواسطے
اجازت دی ہے اور یہہ فرمایا ہے کہ موسم گرما مین آپ ہمارے لئے شیر کے
شکار کا بندوبست کرین۔ اسکے چند روز بعد سالار جنگ اول نے انتقال کیا۔ اور
میر لایق علی خان بہادر نے شکار کو جانے کا ارادہ فرمایا مین نے یہہ مناسب سمجہا کہ
اول وہ ایک دو تیندوون کا شکار کرین اوسکے شیر کے شکار کو جائین۔ چنانچہ مسعود نگر
کے پہاڑون مین تیندوے کے شکار کا بندوبست کیا گیا اور لایق علیخان بہادر نے

وہان دو تیندوے شکار کیئے۔

جب اعلیٰ حضرت حضور پر نور نے لایق علیخان بہادر کے شکار کا احوال سماعت فرمایا مجھے یہہ ارشاد ہوا کہ جسقدر جلد ممکن ہو شکار کا بندوبست کیا جاے مابدولت ہی سرور نگر کے جنگل مین تیندوے کے شکار کیواسطے رونق بخش ہون گے۔

حسب الحکم اقدس فوراً شکاری روانہ کیئے گئے اور بڑن پیٹہ کے پہاڑون سے وہ تیندوے کی خبر لاے اعلیحضرت حضور پر نور سرور نگر مین رونق افزا ہوے اور سالار جنگ بہادر کے باغ مین نزول اجلال فرمایا جب شکاریون نے یہہ خبر دی کہ تیندوا ایک بکری کو مار کر نصف سے زیادہ کہا گیا اور چہوٹے پہاڑ مین موجود ہے اوسوقت حضور پر نور وہان تشریف فرما ہوے اور علی مددہا ہتی پر سوار ہو کر پہاڑ کے قریب کہڑے رہے شکاری لوگ شور و غل کرتے ہوے پہاڑ پر چڑہے شکاریون کی آواز سنکر تیندوا اپنی جگہ سے نکلا۔ اور سیدہا فیل خاصہ کے سامنے آیا حضور پر نور نے ایک گولی چلائی وہ گولی تیندوے کے شانہ مین لگی وہ اوسی جگہ گر گیا یہہ اول تیندوا تہا کہ حضور پر نور نے شکار فرمایا شام کے قریب سواری مبارک سرور نگر کو واپس ہوئی۔

کلارک صاحب کی واپسی کے بعد حضور پر نور نے اپنی خاص سواری کے گہوڑون کا اصطبل میرے تفویض فرمایا جو اس سے پیشتر نواب قیصر الدولہ بہادر مہتمم اصطبل کے علاقہ مین تہا۔ حضوری اصطبل کے ابواب مین مین نے جو کچھ اصلاح

وانتظام اور ترقی کی ہے وہ مختصر طور سے مین اس موقع پر تحریر کرتا ہون۔

اعلیحضرت قدر قدرت نے اپنے سواری مبارک کے گہوڑون کا اصطبل ماہ ربیع الثانی ۱۲۹۹ ہجری مین میرے تفویض فرمایا اوسوقت سرکاری مختلف چار طویلے تہے جو سواری مبارک کے گہوڑے اون طویلو نمین باندہے جاتے تہے۔

اوّل طویلہ شبلی گنج دوم طویلہ قدیم سوم طویلہ سرا چہارم طویلہ چنچلگوڑہ

سواری مبارک کے کل گہوڑے دوسو پچاسی (۲۸۵) راس تہے۔ جو گہوڑے چنچل گوڑہ کے طویلہ مین رہتے تہے وہ بالکل ضعیف اور بیکار تہے۔ گہوڑون کی روزانہ چندی فی راس پندرہ سولہ سیر تک مقرر تہی اس موقع پر مین ایک گہوڑے کی اوس روزانہ چندی کی تعداد تفصیل سے تحریر کرتا ہون۔

چنے ۶ سیر مونگ چہہ سیر شکر ۱ سیر گہی ۱ سیر اوڑد ۱ سیر غرض کہ اصطبل مین گہوڑون کی روزانہ چندی کم وبیش مرقومہ بالا کے موافق تہی سائیسوںکو فی نفر تین روپیہ ماہوار و یکجائی اور داروغگون کو پندرہ یا بیس ماہوار ملتی تہی اس جزوی ماہوار مین سائیس نہایت مرفہ الحال اور داروغے اصطبل کے امیرانہ طور پر زندگی بسر کرتے تہے اسکی یہی وجہ تہی کہ گہوڑون کو فی راس پانچ چہہ سیر سے زیادہ چندی نہین دیتے تہے اور باقی چندی داروغہ اور سائیس اپنا حق سمجہتے تھے

اس زمانہ مین اصطبل کا ماہانہ خرچ دسہزار پانسو روپیہ اور سالانہ ایک لک چہبیس ہزار روپیہ کا تہا۔

جب اصطبل کی ایسی بدنظمیون کا مین نے معاینہ کیا اور کل حالات سے
مجہے بخوبی آگاہی ہوگئی تب مین نے انتظام اصطبل کے متعلق ایک مفصل رپورٹ
سرسالارجنگ بہادر کے ملاحظہ مین پیش کی جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) اصطبل مین جسقدر گہوڑے بیکار اور ضعیف ہین وہ کل ہراج کر دئے جائین۔

(۲) جسقدر گہوڑے رکہنے کے لایق ہین بجاے اسکے کہ مختلف مقامات مین
رکہے جائین وہ سب ایک ہی طویلہ مین باندہے جائین۔

(۳) گہی شکر مونگ جو پندرہ سولہ سیر روزانہ راتب کے طور پر فی راس مقرر ہے
یہہ اجناس برائے نام گہوڑون کو دیجاتی ہین اور اصل وہ سب دار وغے اور سائیس
کہا جاتے ہین آیندہ سے بالکل موقوف کردیجائین۔

(۴) سائیسون کو جو تین تین روپیہ ماہوار دیجاتی ہے بجائے اوس کے
سات سات روپیہ ماہوار مقرر کیجائے موجودہ داروغون کی تبدیل کردیجائے
اس لیے کہ وہ لوگ تغلب اور تصرف کے عادی ہین اور اون کی جاے دوسر
داروغے مقرر کئے جائین۔

سالارجنگ بہادر نے میری ان تمام درخواستون کو منظور فرمایا تہوڑے
زمانہ مین سرکاری اصطبل کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے عمدہ طور پر ہوگیا
ایک سال کے بعد جب اخراجات سابق وحال کا مقابلہ کیا گیا تو یہہ ثابت ہوا
کہ قیصر الدولہ بہادر کی مہتممی کے زمانہ مین ۱۲۹۱ ہجری مین ایک لاکہہ چہبیس ہزار روپیہ

کیا۔ لانہ رج تہا اور جب سے اصطبل کا کام میرے تفویض ہوا اوسکے بعد سے سالانہ اخراجات مین کل پینتالیس ہزار تین سو چھبیس روپیہ صرف ہوئے ہین۔ اور اٹھی ہزار پانچ سو چوہتر روپیہ کی سالانہ سرکاری بچت ہوئی ہے۔

کپتان کلارک صاحب کی راے سے ان دونون مین مصاحبین کی نشست و برخاست کے واسطے یہہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ ایک روز مین اور مولوی عبدالمجید صاحب اور دوسرے روز مولوی معز الدین صاحب اور مولوی حسن الدینصاحب حضور پرنور کیخدمت مبارک مین حاضر رہتے تھے ہم چارون مصاحبین مامور الخدمت کے نام سے موسوم کیے گئے تھے آغا ناصر شاہ اور میر ریاضت علیخان بہادر جمعہ اور یکشنبہ کے روز صبح کے وقت ڈیوڑہی مبارک مین حاضر ہوکر اعلحضرت حضور پرنور کے ساتہہ سواری مین شریک ہوتے تھے۔

جب حضور پرنور حویلی قدیم مین آرام فرماتے تو بیداری کے وقت تک چار منصبدار اور دو مصاحبین مامور الخدمت کی نشست دو دو گہنٹہ باری باری سے حضور پرنور کے پلنگ مبارک کے پاس رہتی تہی۔ اور سواری کا یہہ دستور تہا کہ حضور پرنور ہر صبح کو مع مصاحبین مامور الخدمت گہوڑون پر سوار ہوکر پرانی حویلی کے احاطہ مین پہرا کرتے تھے اور جمعہ کے روز باہر شکار کہیلنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

۸ فبروری سنہ ۱۸۸۳ عیسوی مطابق ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ ہجری روز پنجشنبہ

جسوقت کہ ڈیوک آف کملنبرگ شاہزادہ جرمن حیدرآباد مین مہمان تہے۔ اور شب مین اونکی دعوت کی تقریب تہی اوسکے دوسرے دن صبح کو نواب سالار جنگ بہادر کے دونون فرزند اور مین شاہزادے کے ساتھہ ہرن کے شکار کے واسطے گئے تہے جب قریب گیارہ بجے کے ہم شکار سے واپس آئے تو یہہ سنا گیا کہ سالار جنگ بہادر کا مزاج ناساز ہے اور اونکو مرض اسہال لاحق ہوا ہی مین دو بجے کے قریب لایق علیخان بہادر کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹرون کی راے مین یہہ ثابت ہوا ہے کہ یہہ مرض معمولی اسہال کا مرض نہین ہے۔ بلکہ خاص ہیضہ کی شکایت ہے غرض اس واقعہ کی اطلاع حضور پر نور کے پیشگاہ عالی مین فوراً کی گئی۔ چونکہ سالار جنگ کا مزاج ساعت بساعت بگڑتا جاتا تہا۔ اعلیحضرت حضور پر نور کو سالار جنگ سے ایک خاص محبت تہی اونکی وقتاً فوقتاً خبر منگانے کے لئے ڈیوڑہی مبارک سے اونکے مکان تک ہرکارے بٹہادے گئے تہے اون کی حالت مین جو تغیرات ہوتے جاتے تہے اوسکی اطلاع ہر آن حضور پر نور کی خدمت مبارک مین پہونچاتے تہے۔ شام ہونے سے قبل ہی ڈاکٹرون نے اونکی زندگی سے مایوسی ظاہر کردی چنانچہ اوسی شام کو ۷ بجے کے وقت سالار جنگ نے انتقال کیا۔ سالار جنگ کے انتقال سے حضور پر نور کو نہایت رنج ہوا۔

چونکہ سالار جنگ بہادر کی سفارش سے میرا تقرر حضور پر نور کی خدمت مبارک مین ہوا تہا اور میرے حال پر اونکی کمال درجہ عنایت تہی اونکی وفات سے مجہکو

ایک خاص طور پر جو صدمہ ہوا وہ بیان سے باہر ہے سالارجنگ کی وفات کیا
ہوئی حیدرآباد سے ایک ایسا شخص اوٹھہ گیا کہ جسکے احسانات تمام ملک والونکو
مدت دراز تک یاد رہینگے سالارجنگ بہادر نے بتیس ۳۲ سال تک دکن کے تین
رئیسون کے مبارک عہد مین وزارت عظمی کا کام انجام دیا۔ اون کے زمانہ وزارت
سے قبل نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد حکومت مین حیدرآباد کی جو حالت تھی
اوسکے بیان کا یہہ موقع نہین ہے وہ حالت ابتک زبان زد خاص و عام ہے
سالارجنگ بہادر کے عہد وزارت مین حیدرآباد کے ہر ایک ملکی و مالی صیغہ نے
جو کچھ ترقی کی ہے اوسکی پوری تفصیل کے لئے ایک جدا کتاب چاہیئے۔ مجھکو
نہایت افسوس ہے کہ سالارجنگ مرحوم سے بے نظیر وزیر کی لایف ابتک
کسی ذی علم لایق کے قلم سے نہین لکھی گئی۔ اگرچہ بہت سے اون لایق اور جلیل القدر
عہدہ دارون کا انتقال ہو چکا ہے جنکو سالارجنگ مرحوم نے ممالک مغربی و شمالی
سے طلب کر کے جلیلہ خدمات سے سرفراز کیا تھا اور اون مین ہر ایک قسم کی قابلیت کا
کامل مادہ تھا تاہم بعض مجمع کمالات حضرات جو اپنی آپ ہی نظیر ہین۔ جیسے
مولوی سید حسین بلگرامی عماد الملک بہادر۔ مولوی مہدی علی محسن الملک بہادر
جو موجود ہین کیا اچھا ہو کہ ان اعیان زمانہ اور مشاہیر روزگار سے کوئی صاحب
سالارجنگ مرحوم کی لایف تحریر کرنے کی طرف توجہ کرین۔ سالارجنگ بہادر
کی سوشل۔ اور پولیٹیکل لایف جو حیدرآباد کی موجودہ ترقی کی جان ہے۔ اگر

نہ لکھی گئی تو بڑے افسوس کی بات ہوگی۔ سالار جنگ بہادر کا انتقال کیوقت چھپن[۵۶] سال کا سن تھا۔ سالار جنگ کی وفات کے بعد ۱۸۸۳ء عیسوی مطابق سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر منصرم مدار المہام مقرر ہوے۔ اور چند روز تک خدمت وزارت کو انجام دیتے رہے چونکہ سالار جنگ بہادر بتیس سال سے مہمات سلطنت کے متکفل تھے اور ملکی انتظامات مین ایک اعلیٰ درجہ کے تجربکار و لایق مانے جاتے تھے۔ ایسے وقت مین کہ اونکا انتقال ہو چکا تھا۔ اور اعلیٰ حضرت حضور پر نور کا سن مبارک اٹھارہ سال کے قریب پہونچ گیا تھا ضرور تھا کہ حضور پر نور عنان حکمرانی و جہان بانی اپنے قبضہ قدرت مین لیکر اپنی رعایا کی دلجوئی۔ اور ملک دکن کا انتظام بنفس نفیس فرمائین۔ اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اخیر صفر سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین ہمارے حضور پر نور دام سلطنتہٗ لارڈ رپن گورنر جنرل وویسرائے ہند کی ملاقات کے واسطے کلکتہ تشریف لیگئے اوسوقت مجھے بھی ہمراہ رکاب اقدس اس سفر مین جانے کا افتخار حاصل ہوا۔

امرائے دولت آصفیہ سے نواب خورشید جاہ۔ مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر اور مصاحبین مین سے مولوی معین الدین صاحب۔ مولوی معز الدین صاحب بخشی سبحان خان صاحب۔ میر ریاضت علیخان بہادر۔ مسٹر ہیوگا فن ہمراہ تھے۔ کلکتہ پہونچکر حضور پر نور اور لارڈ رپن کی پبلک اور پرایوٹ طور پر باہم کئی ملاقاتین ہوئین جنسے حضور پر نور کے اعلیٰ درجہ کے جوہر ذاتی اور قابلیت جبلی کا نقش

صفحہ نمبر ۱۳۹ سر سالار جنگ مختار الملک بہادر اول

ویسرائے بہادر کے دلپر بخوبی بیٹھ گیا جب حضور پرنور ویسرا کی ملاقات سے فارغ ہوگئے تو آپنے کالکتہ کے اکثر مقامات کی سیر فرمائی۔ صبح و شام کبھی گھوڑے پر اور کبھی گاڑی مین سوار ہوکر ہواخوری کو تشریف لیجاتے تھے دس روز تک وہان قیام رہا بعد اسکے سواری مبارک کلکتہ سے حیدرآباد مین ۱۱ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ کو رونق بخش ہوئی۔ کلکتہ سے واپس ہوتے ہی حضور پرنور کی تخت نشینی کی خوشخبری ہم لوگون کے گوش زد ہوئی۔

۷ جنوری ۱۸۸۴ عیسوی مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۰۱ھ ہجری انسٹالیشن کی تاریخ قرار پائی۔ بفضلہ تعالی حضور پرنور کی تخت نشینی کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے منعقد ہوا۔

ہز اکسلنسی لارڈ رپن ویسرا کا کیمپ بولارم مین رزیڈنسی کے قریب ایک وسیع میدان مین قایم کیا گیا۔ ویسرا اور اون کے ہمراہیون کی مہمانداری نہایت اہتمام سے کی گئی۔ خاطرداری و مدارات کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ ہوا۔ وایسرا بہادر دربار کے روز شاہی مکان خلوت مبارک مین تشریف لائے

انسٹالیشن کے روز حضور پرنور نہایت نفیس لباس زیب تن فرمائے ہوئے تھے جسم مبارک پر سیاہ بانات کی شیروانی گلے مین موتیون کا ایک مالا سر مبارک پر دستار دستار پر ایک الماس نگار سرپیچ نہایت زیب سے رہتا تھا۔

اوسی روز اعلیحضرت حضور پرنور نے اپنے خاص مراحم شاہانہ و نوازش خسروانہ سے میر لایق علیخان بہادر فرزند اکبر نواب سالار جنگ مرحوم کو دکن کی خدمت جلیلہ وزارت سے سرفراز فرمایا اور اس جشن مبارک کی تقریب مین جب دربار منعقد ہوا

صفحہ نمبر ۱۴۱ انسٹالیشن کے روز حضور پرنور دستار مبارک پر سرپیچ مرصع
اور گلے مین موتیون کے ہار پہنکر رونق بخش ہوئے
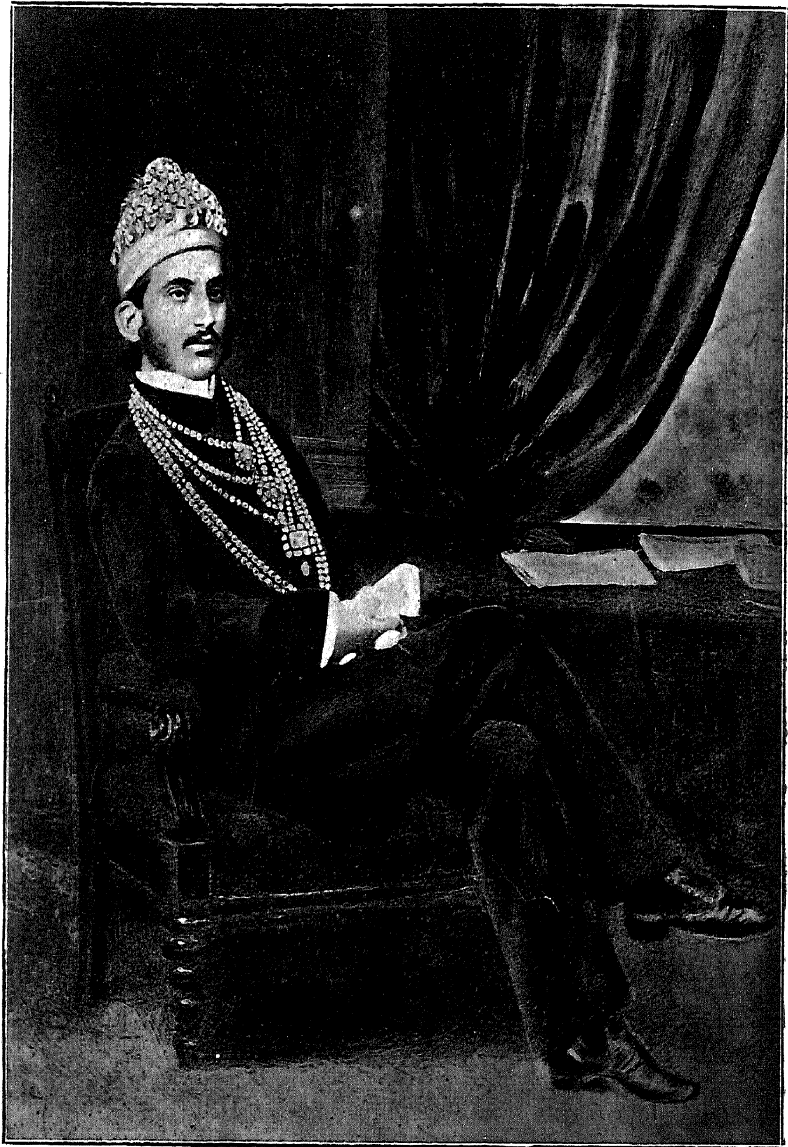
تو مجھکو خطاب خانی وبہادری سے سربلند فرماکر مجھے اور میر ریاضت علیخان بہادر کو اپنی خاص ایڈی کانی کا عہدہ عنایت کیا۔ اور خدمت ایڈی کانگی کی دو ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ علاوہ اڑہائی سو روپیہ تنخواہ مہتممی اصطبل خاصہ کے میرے نام مقرر فرمائی۔ ایک رات اور ایک دن میر ریاضت علیخان بہادر اور ایک رات اور ایک دن مین ڈیوڈہی مبارک مین حاضر رہا کرتے تہے۔

تخت نشینی کے بعد اعلیحضرت قدر قدرت نے یہہ دستور مقرر فرمایا کہ حویلی قدیم مین ہر روز صبح کے وقت کرکٹ کے میدان مین برآمد ہوتے۔ اور اول تہوڑی دیر تک گہوڑے پرسوار ہوکر نیزہ بازی فرماتے پہر پویلین کی مکان مین رونق بخش ہوکر بندوق سے نشانہ اندازی کی مشق کیا کرتے تہے۔ نشانہ اندازی مین میر لایق علیخان بہادر سالار جنگ ثانی میر سعادت علیخان بہادر۔ آغا ناصر شاہ میر جہاندار علی۔ میر حافظ علی انتخاب جنگ میر ریاضت علیخان بہادر مسٹر ہیوگاف ڈیوڑہی مبارک مین حاضر ہوکے روزانہ شریک ہوتے تہے۔

نشانہ اندازی کے بعد اعلیحضرت قدر قدرت چہوٹی حاضری تناول فرماتے تہے جسمین مصاحبین اور وہ معززین جو شوٹینگ اور نیزہ بازی مین موجود رہتے تہے شریک ہوتے تہے۔

نو بجے کے بعد مولوی سید حسین صاحب بلگرامی جنکو حضور پر نور نے اپنی معتمدی کا عہدہ عنایت فرمایا تہا۔ حویلی قدیم مین باسیاب ہوکر امور ریاست کے کاغذات

صفحہ نمبر ۱۴۲ فوٹو نواب میر ریاست علی خان محبوب یار جنگ ناظم الدولہ ناظم الملک بہادر

پیش کرتے تھے۔

امراے دولت و منصبداران خاص علماو مشایخ اور معتمد صرف خاص وغیرہ کی باریابی اور سلام کے اوقات علیحدہ علیحدہ مقرر تھے ہر ایک شخص اپنے وقت پر حاضر ہو کر شرف باریابی حاصل کرتا تھا۔

علاقہ دیوانی کے کاغذات سالارجنگ ثانی بذات خود ہفتہ مین دو بار پیشگاہ خسروی مین حاضر ہو کے پیش کیا کرتے تھے۔ اور مولوی مہدی علیخان صاحب سالارجنگ ثانی کے پاس چیف سکرٹری کا کام انجام دیتے تھے اس زمانہ مین اگرچہ حضور پر نور کی حکمرانی کا آغاز تھا۔ اور عنان سلطنت کو ہاتھہ مین لئے ہوے چند روز گذرے تھے مگر شاہانہ قابلیت اور عقل خداداد سے امور اہم مملکت مین وہ ملکہ حاصل کیا کہ بڑے بڑے دانایان روزگار جنکو سیاست مدنی کا کمال تجربہ تھا وہ انگشت بدندان ہو گئے ہر ایک صیغہ مالی و ملکی اور نظم ونسق رعایا و برایا مین ایسی اعلی درجہ کی قوت عملیہ صرف فرمائی کہ اوس سے بڑھکر مہمات مملکت مین قوت صرف کرنی ممکن نہین۔ یہہ زمانہ عامہ خلایق اور خواص سلطنت آصفیہ کے لئے عجب بے غمی کا زمانہ تھا ہر ایک اپنے دلی مقاصد سے کامیاب اور عیش و مسرت سے بہرہ یاب تھا۔ اتفاقاً اوسی زمانہ مین شہر حیدرآباد مین مرض وبا کی کچھہ شکایت پیدا ہو گئی۔

امراے دولت اور ڈاکٹرون کے نزدیک بیماری کے ایسے وقت مین

حضور پر نور کا بلدہ مین رونق افروز رہنا قرین مصلحت نہ سمجھا گیا اس لیئے اون مخلصان دولت کے مشورہ سے حضور پر نور سرور نگر تشریف لے گیئے یہانکی لطیف آب وہوا اور دلکش فضا مشہور ہے اعلیحضرت یہان اکثر سیر وشکار مین مشغول رہتے اور ریاست کے کاغذات بہی ملاحظہ فرماتے تھے۔

ایک روز ساڑہے گیارہ بجے حضور پر نور نے خاصہ تناول فرمایا۔ اور دیر تک کاغذات امور سلطنت ملاحظہ فرماتے رہے یکایک نصیب اعدا مزاج مبارک مکدر ہو گیا۔

طبیعت پر گرانی کے آثار محسوس ہوتے ہی ڈاکٹر وزیر علیصاحب کی یاد ہوئی جو پیشی خداوندی کے ڈاکٹر تھے وہ فوراً حاضر ہوے اور اونہون نے حضور پر نور کے نوش فرمانے کے لیئے دوا پیش کی مگر مزاج اقدس کا احوال دیکھکر ڈاکٹر وزیر علیصاحب سخت پریشان ہوے اور کہا کہ اس شکایت سے مرض وبا کے علامات پائے جاتے ہین جب مرض مین ترقی ہونے لگی تو ڈاکٹر بومن صاحب ریزیڈنسی سرجن کی یاد ہوئی وہ فوراً حاضر ہوے اور دوسرے یونانی اطبا اور تمام ڈاکٹران سرکاری بہی جمع ہوئے شب کے نو بجے تک مزاج اقدس جادہ اعتدال سے اسقدر منحرف ہوا کہ ڈاکٹر بومن صاحب بہی گہبرا گیئے اور سکندرآباد کے جنرل ڈاکٹر اسمتھ صاحب کو چیٹھی لکھکر طلب کیا مین آغاز علالت مزاج سے حضور پر نور کی خدمت مین مشغول تہا ڈاکٹر بومن کی ہدایت کے موافق

وقت بوقت اعلیٰحضرت کو دوا دیتا تہا وہ گہڑی گہڑی مزاج کی حالت کو دیکہتے اور حالت کی مناسبت سے کبہی تو دوا دیتے اور کبہی سینہ اور بازو سیکنے کو کہتے تہے اعلیٰحضرت حضور پرنور کی تخت نشینی کو تہوڑا ہی زمانہ گذرا تہا کہ یکایک اس خوفناک مرض کا مزاج مبارک پر اثر ہونے سے تمام شہر کا احوال ایسا پریشان ہوگیا جو بیان کے قابل نہین۔ مسلمانون نے مساجد مین نمازین پڑہ پڑہ کے اپنے بادشاہ کی صحت وسلامتی کے واسطے دعاءین مانگین۔ ہندون نے دیولون مین۔ عیسائیون نے اپنے گرجون مین۔ اور عام وخاص نے جا بجا باہم ملکر صحت ذات مبارک کے لئے بارگاہ الٰہی مین التجا کی۔

امرائے دولت۔ اور مصاحبین خدمت بابرکت کے اضطراب پریشانی کا احوال کچہ نہ پوچہو۔ جو کچہ فکر وتشویش اون کے دلون پر گزر رہی تہی اوسکا بیان امکان سے باہر ہے۔ خدا خدا کر کے یہہ مصیبت کی رات بہزار خلق واضطراب آخر ہوئی اور دن نکلا مگر مزاج مین ابہی تک کچہ اصلاح نہ ہوئی۔ آخر ہوا خواہون کی دعاون نے جو صدق دل سے نکلی تہین اپنا اثر کیا۔ اور دریائے رحمت ربانی جوش مین آیا۔ یکایک اصلاح مزاج کے آثار نمودار ہونے لگے جسقدر مزاج مبارک مین بحالی آتی گئی خیر خواہون کی جان مین جان آتی گئی۔

چوتہے روز ڈاکٹر بومن صاحب نے عرض کیا کہ مرض کی طرف سے اب کسیطرح کا خوف نہین ہے اب صرف نقاہت ہے یہہ بہی عنقریب رفع ہوجائے گی۔

غرض بفضلہ تعالیٰ چوتہے روز سے صحت شروع ہوگئی اور ساتوین روز بخوبی چاق وتندرست ہوگئے۔ ڈاکٹر بومن صاحب بات دن تک شب و روز سرکار کی خدمت مین حاضر رہے یہہ ڈاکٹر صاحب نہایت طباع اور حضور پر نور کے مزاج شناس تہے اور تشخیص اُنکی نہایت عمدہ تہی۔

دوسرے ہفتہ مین اعلیحضرت حضور پر نور گاڑہی مین سوار ہوکر بلدہ کو تشریف لائے اوس روز جیسی خوشی سبکو ہوئی اوسکا بیان نہین ہوسکتا۔ اس خوشی کے ساتہہ اعیان دولت وخدام وحواشی ہی مخصوص نہ تہے بلکہ اسمین تمام ساکنان بلدہ حیدرآباد علی العموم شریک تہے۔ جسوقت انہون نے اپنے آقای ولی نعمت کو صحیح وسالم دیکہا تو خوشی سے پہولے نہ سمانے تہے۔

اعلیحضرت حضور پر نور کی سواری مبارک جسوقت کہ سرورنگر مین رونق افروز تہی اوسوقت مجہے بکمال مرحمت شاہانہ وعنایت خسروانہ کپتان قاسم علیخان کی جگہہ گولکنڈہ لانسر کی کمان پر مقرر فرمایا۔

حسب الحکم اقدس غرہ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۰۱ ہجری کو مین نے گولکنڈہ لانسر کا چارج لیا۔ ہرچند کہ اسوقت اس رسالہ کے جوانون کی تعداد کم تہی لیکن تہوڑے ہی مدت مین اسکی تعداد تین سو سوارون تک پہنچ گئی اور یہہ رسالہ باقاعدہ فوج کے موافق ہوگیا۔

گولکنڈہ لانسر کی کمان پر مقرر ہوتے ہی مین نے اسکی اصلاح اور درستی کے

صفحہ نمبر ۱۴۶

افسران گولکنڈہ برگیڈ درسنہ ۱۳۰۵ ہجری
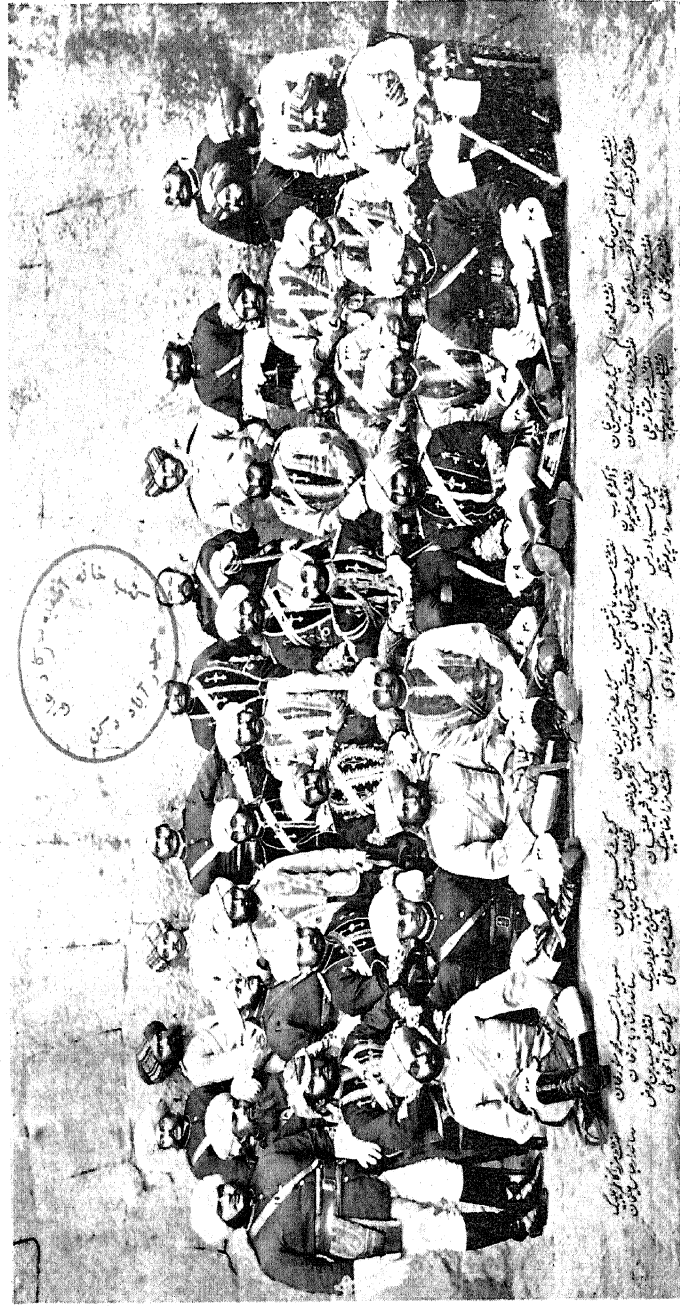
طرف توجہ کی سب سے پہلے اس رسالہ کے واسطے یونی فارم تجویز کیا حیدرآباد کنٹنجنٹ کے نمونہ کے کوٹ اور سر پہ باندھنے کے سرخ شملے اور زرد فرغل باش لودھیانہ سے منگوائیں۔ سابرون بلٹ۔ اور لانگ بوٹ کو سر الن کانپور سے اور اورنگ آباد بھوج راج کے کارخانہ سے بہائے طلب کئے۔

تلواروں کے لئے ولکنسن سورڈ میکر کے پاس ولایت کو آڈر بھیجا غرض ہر ایک مقام سے ہر ایک فوجی چیز عمدہ اور بہتر آگئی۔ اور گولکنڈہ لانسر کا سب فوجی سامان درست اور تیار ہو گیا۔ بمبئی سے عربی گھوڑے خریدے گئے مونٹیڈ ڈرل۔ فٹ ڈرل۔ رٹیڈنگ اسکول۔ سورڈ اور لانسر اگرزسایز کی تعلیم شروع کیگئی۔
اور قلعہ میں رسالہ کے جوانوں کے قیام کیواسطے مکانات اور گھوڑوں کے لئے طویلے بنوائے گئے۔

خداوند عالم کے فضل اور اعلیحضرت حضور پر نور کے اقبال سے گولکنڈہ لانسرز کی انتظامی حالت روز بروز ترقی پذیر ہونے لگی۔

گولکنڈہ لانسر میں پلٹن اور توپ خانہ کا شامل ہونا

سالار جنگ بہادر نے جبوقت دیکھا کہ گولکنڈہ لانسرز کی فوجی حالت روز بروز ترقی پر ہے تو پیشگاہ اعلیحضرت حضور پر نور میں عرض کیا کہ ایک پلٹن اور ایک توپخانہ بڑھا کر اوسے پورا ایک برگیڈ کر دیا جائے اعلیحضرت حضور پر نور

نے سالارجنگ کی بہہ عرضداشت منظور فرمائی حسب الحکم اقدس ۱۶ رجب ۱۳۰۱ھ
کو فرسٹ اور سکنڈ پلٹن فوج بے قاعدہ سرشتۂ گوبند پرشاد سے منتقل کرکے گولکنڈہ
لائنس کے ساتہہ شریک کردی گئی۔ اس پلٹن کے سپاہی بالکل معمولی حالت اور
بے قاعدہ تہے اون کے پاس کسی قسم کا یونی فارم وغیرہ کچھہ نہ تہا مین نے اون کی
اندرلیس کے لئے خاکی یونی فارم اور فلڈ ڈریس کیواسطے خاکی سرج کا یونی فارم نٹرل
انڈیا کی فوج کی طرح تجویز کیا اگرچہ باقاعدہ افواج سرکار عالی کے دوسرے
اقسام کے یونی فارم ہین مگر گولکنڈہ انفنٹری۔ اور گولکنڈہ بیاٹری کا وہی خاکی یونی فارم
ابتک چلا آتا ہے اندازاً آٹہہ مہینے کی مدت مین آخر ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری تک
سپاہیون کا کل فوجی سامان تیار ہوگیا۔

اعلیحضرت حضور پرنور کا شیر کی شکار کیواسطے میلار کیطرف شعبان ۱۳۰۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۸۴ عیسوی مین رونق افزا ہونا۔

میلار یا گمری سے جو الالپور کے اسٹیشن سے ۱۲ میل کی فاصلہ پر واقع ہے شکاری ہمہ شیرونکی خبر لائے
حسب الحکم اقدس سامان شکار اور خیمجات سرکاری اور اسپان سواری سیرم کے
اسٹیشن کو بہیجے گئے اور فیلان خاصہ منزل بمنزل روانہ ہوئے سر الیور سینجن
منصرم رزیڈنٹ حیدرآباد بہی اس شکار مین بندگان حضرت کے مدعو اور ہمراہیون
مین تہے بندگان حضرت کی اسپشل ٹرین ۱۵ شعبان ۱۳۰۱ ہجری مطابق ۱۰ جون ۱۸۸۴ء
روز شنبہ دیارہ دور اسٹیشن کو روانہ ہوئی۔ سر الیور سینجن۔ میجر نیول سکنڈ اسسٹنٹ

رزیڈنٹ - مسٹر وارٹن انجنیر - سالار جنگ ثانی - منیر الملک - میجر افسر جنگ
عماد الملک محبوب یار جنگ - قادر جنگ - نادر جنگ - حکیم الممالک جلال الدولہ
سردار دلیر جنگ - میر ممتاز علیخان - میر حافظ علیخان - ہمراہ رکاب تہے -
لشکرگاہ کے سامنے اچہا وسیع میدان تہا - اوسکے اطراف مین چہوٹے
چہوٹے پہاڑ نہایت خوشنما معلوم ہوتے تہے - پہلا دن ضروری انتظامات
شکار مین گذرا -

دوسرے روز صبح کوگارے کی خبر آئی - دس بجے سواری مبارک مع تمام
ہمراہیان شکار کو روانہ ہوئی - شیر نے ایک نالہ مین گارا کیا تہا شکاریون نے اوسکے
اطراف مین پہر کر دریافت کرلیا کہ شیر باہر نہین گیا - سرالیورسنجن اور مسٹر وارٹن بائین
طرف - سرسالار جنگ اور نادر جنگ دہنی طرف - بندگان حضرت کا فیل خاصہ انکے
درمیان کہڑا کیا گیا ہانکہ پیچہے سے پہاڑ کی طرف بڑہنا شروع ہوا - ہانکہ والون کے
شوروغل اور بائین طرف کی زمین زیادہ ترپڑہنے کی وجہ سے شیر نے نالہ کا راستہ
چہوڑ دیا اور پہاڑ کے دامن دامن ہوکر عماد الملک اور محبوب یار جنگ کی طرف
اندازاً تین سو قدم کے فاصلہ پر جا نکلا - انکا ہاتہی ایک بلندی پر سالار جنگ کے
بائین طرف کہڑا تہا - عماد الملک اور محبوب یار جنگ نے شیر کو دور سے دوڑتا دیکہا مگر
اونکو گولی چلانے کا موقع نہ ملا غرض سرشام سواری مبارک لشکرگاہ کو واپس آئی -
دوسرے روز صبح کوگارے کی خبر آئی بندگان حضرت حضور پر نور مع ہمراہیون کے

ہاتیون پرسوار ہوکر جنگل کی طرف تشریف فرما ہوے۔

سرلیور سخن کا ہاتہی دہنی طرف بندگان حضرت کا فیل خاصہ درمیان سرسالار جنگ بائین طرف اور باقی ہمراہیان سواری مبارک اپنے اپنے مقررہ مقامات پر کہڑے ہوے ہانکہ شروع ہوا۔ شیر نے دوسرے پہاڑ کیطرف جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن اوس پہاڑ کے دامن مین پہلے سے اور ہاتہی کہڑے کردیے گئے تہے شیر نے جب ہاتہی اور آدمیون کو دیکہا تو فوراً پلٹ گیا۔ اور بندگان حضرت کے فیل خاصہ کی طرف چلا اعلیحضرت نے شیر کو دور سے اپنے دہنی جانب جہاڑی مین جاتے ہوے ملاحظہ فرمایا اندازاً اسی گز کے فاصلہ پر شیر پہونچا ہوگا کہ اعلیحضرت نے متواتر دو گولیان چلائین ایک گولی شیر کے دہنے شانہ مین لگی۔ ایک نالہ جو قریب تہا اور اوسکے کنارہ ایک بڑی جہاڑی تہی شیر اوسمین بیٹہہ گیا شکاری لوگ بندوق کے چلتے ہی دوڑے اور جس نالہ مین شیر گیا تہا اوسکے آگے بڑہکر دیکہا تو معلوم ہوا کہ شیر کے پاؤن کا نشان باہر نہین ہے۔

بندگان حضرت کا ہاتہی نالہ کے کنارہ کہڑا کیا گیا شکاریون نے چند ہاتی اور تہوڑے آدمی ہمراہ لیکر نالہ مین ہانکہ شروع کیا اور ہانکہ کے باقی آدمی درختون پر چڑہ گئے۔

شیر زخمی ہوکر نہایت غضبناک ہوجاتا ہے ہاتہی یا آدمی جو اوسکے سامنے آتا ہے وہ اوسپر حملہ کرتا ہے اس لئے شیر کے زخمی ہونے کے بعد آدمیون کے

بچاؤ کے لیئے بہت خبرداری کی جاتی ہے جہان تک ممکن ہوتا ہے ہانکہ والے یا
شکاری یا پیادہ نہین بھجواے جاتے۔

جسوقت شکاریون نے ہاتھیون پر سے آتشبازی چلائی اور شور وغل کرتے
ہوے زخمی شیر کی جگہ پہونچے۔ اتفاقاً ایک گاؤن والا ہاتیون کے نزدیک سے
علیحدہ ہوکر جہاڑی مین چلا گیا۔ شیر نے جست کرکے فوراً اوسکو زخمی کرڈالا چونکہ
شکاری لوگ قریب تھے اونکی پکار سے شیر نے اوسکو جلد چھوڑ دیا اور پھر جہاڑی
مین جابیٹھا۔ شکاریون نے آکر عرض کیا کہ شیر زخمی ہوکر جہاڑی مین بیٹھ گیا ہے
اب وہ کسیطرح اپنی جگہ سے نہ اوٹھیگا اور جو شخص اوسکے نزدیک جاےگا حملہ کرکے
وہ اوسے زخمی کرڈالیگا۔ جہاڑی اسقدر گنجان ہے کہ باہر سے کچھ نظر نہین آتا بہتر
ہوگا کہ ہاتی جہاڑی کے نزدیک لیجائین۔ جسوقت شیر حملہ کرے اوسوقت اوسکا
کام تمام کرین۔

مین نے بندگان حضرت سے عرض کیا کہ اگر زیادہ ہاتھی جہاڑی مین جاینگے
تو شیر پر گولیان چلانے وقت ایک کی گولی سے دوسرے کو ضرور نقصان پہونچیگا
اگر مجھکو ارشاد ہو تو ایک ہاتی پر سوار ہوکے شیر کی طرف جہاڑی مین جاتا ہون
باقی ہاتی نالے کے کنارے ایک صف مین کھڑے رہین۔ سرکار نالے کے آخر
مین جو راستہ شیر کے جانیکا ہے وہان تشریف فرما ہون اگر شیر میرے ہاتی کو
دیکھکر نالے سے جائیگا تو سرکار کی رئفل سے جان بر نہوگا اگر نالے سے دوسرے

کنارہ کی طرف جست کریگا۔ تو سالار جنگ اور دوسرے صاحبون کے سامنے
آے گا۔ اعلحضرت نے یہہ بندوبست بندفرماکے مجھکو اجازت دی۔ مین بندگان
حضرت کی خواصی سے اوترا۔ اور جس ہاتی پر محبوب یار جنگ سوار تہے اونکے
ساتہہ سوار ہولیا اور مین نے فیل خاصہ اور دوسرے ہاتیون کو اپنی اپنی جگہ کہڑا
کرکے اپنا ہاتی شیر کی طرف بڑہایا۔ سرالیور سنجن۔ اور مسٹر وارڈن بہی اپنا ہاتی
میرے ساتہہ لائے جہاڑی کے پیچہے سے سرالیور سنجن صاحبنے اور سامنے سے
مین اور محبوب یار جنگنے اپنے ہاتی بڑہائے۔

جب ہم اوس جہاڑی کے قریب پہونچے تب ایک عرب بندوق ہاتہہ
مین لیے ہوے ہمارے ہاتی کے سامنے آیا۔ اور کہا کہ شیر سامنے بیٹہا ہے مینے
اوس عرب سے چند بار کہا کہ سامنے سے ہٹ جاو لیکن اوس نے نہین سنا جب
شیر میرے ہاتی کو دیکہکر غرانے لگا نواب سالار جنگ اور منیر الملک اور بعض دوسرے
صاحب لوگ جو کہ نالہ کے کنارہ کہڑے تہے اونکی طرف سے چند بندوقون کی آواز
ہوئی دو گولیان ہمارے ہاتی کے نزدیک سے گئین ایک گولی اوس عرب کے
مونڈہے مین لگی اور بائین پسلی سے پار ہوگئی وہ عرب زمین پر گر پڑا شیر نے
جب یہہ گڑبڑ دیکہی تب ہماری ہاتی پر حملہ کیا مین نے اور محبوب یار جنگ نے
گولیان چلائین ایک گولی شیر کے سر مین لگی شیر اوسی جگہ گر گیا۔
جس عرب کے تسکار مین گولی لگی تہی حکیم الممالک نے اوسکے زخم کو دیکہا اور

اوسکے اعضاء رئیسہ مین سے کسی عضو کو نقصان نہین پہونچا تہا حکیم الممالک نے نہایت عمدگی سے اوسکا علاج کیا۔

۲۰ شعبان سنہ ۱۳۰۹ ہجری کی صبح کو گارے کی خبر نہین آئی اس لئے یہہ انتظام کیا گیا کہ آج شام کو چیتل سانبر وغیرہ کا شکار کیا جائے۔

دس بجے بندگان حضرت مع ہمراہیان سواری مبارک ہاتہیون پر سوار ہوکر جنگل کیطرف تشریف فرما ہوئے سب ہاتہی ایک صف مین اور پیادہ شکاری درمیان مین رکہکر چیتل سانبر کے شکار کیطرف متوجہ ہوئے یکایک ایک بنجارہ دوڑتا ہوا مجہکو دور سے نظر آیا جب وہ فیل خاصہ کے نزدیک پہونچا تو اوس نے بیان کیا کہ مین اپنے جانور چرا رہا تہا۔ اونکو چراتے چراتے جب ایک پہاڑ کے قریب پہونچا تو اوسمین سے دو شیر نکلے اور اون دونون نے جانورون پر حملہ کیا اون کے ڈر سے سب جانور پریشان ہوگئے وہ دونون ابہی تک پہاڑ مین موجود ہین۔ اور مین نے ایک بنجارے کو پہاڑ پر بٹہلا دیا ہے کہ وہ اونکو دیکہتا رہے۔

بنجارے سے شیرون کی خبر سنکر سب کو نہایت خوشی ہوئی اور فوراً چند شکاری بنجارے کے ساتہہ بہیجکر پہاڑ کے اطراف مین درختون اور پتہرون پر بٹہلا دئے گئے جو مقام کہ شیر کی گزرگاہ خیال کیا گیا تہا وہان ایک نالہ کے کنارے بندگان حضرت کا فیل خاصہ کہڑا کیا گیا۔ اعلیحضرت کے دہنی طرف محبوب یار جنگ اور عماد الملک ایک ہاتہی پر۔ اون کے بعد سالار جنگ ثانی اور نادر جنگ اونکے بعد سرالیور سنیج

اور مسٹر وارڈن تہی اسطرح جب سب انتظام کرلیا گیا تب پہاڑ کی پیچہے سے ہانکہ شروع ہوا تہوڑی دیر مین دو شیر پہاڑ سے نکلے ایک شیر سالار جنگ کیطرف دوسرا شیر بندگان حضرت کی جانب آیا اعلیحضرت نے اوس شیر کو اندازاً اسی قدم کے فاصلہ سے ملاحظہ فرماکر گولیان چلائین ایک گولی اوسکے پیٹ مین لگی شیر زخمی ہوکر جہاڑی مین بالکل پوشیدہ ہوگیا ابہی تک بندگان حضرت کی نگاہ اوس مقام کی طرف تہی جس جگہ کہ شیر پر پہلی گولی چلائی تہی۔ یہہ شیر نالہ اور جہاڑی سے ہوتا ہوا فیل خاصہ کے قریب پانچ چہہ قدم کے فاصلہ پر آپہونچا۔ اوسوقت یکایک اعلیحضرت کی نظر شیر پر پڑی اس اثنا مین شیر ہاتہی کے پیچہے پہونچ گیا تہا۔ بندگان حضرت نے نہایت چستی اور مستعدی سے پیچہے پلٹ کر دو ضرب رفل سر کئے اول گولی نے خطا کی اور دوسری شیر کے شانہ مین لگی شیر جست کرکے نالہ مین چلا گیا اور نظر سے غائب ہوگیا۔

مجہکو بندگان حضرت کی خواصی مین بیٹہنے کا اعزاز حاصل تہا۔ جسوقت یہہ شیر جہاڑی جہاڑی چلتا ہوا ہاتہی کے قریب پہونچا۔ اوسوقت اول حضور پرنور کی نظر پڑی بندگان حضرت نے ایسے استقلال اور دلیری سے عین وقت پر گولی چلائی کہ اگر ذرہ بہی دیر ہوتی یا گولی شیر کے شانہ پر ٹہیک نہ پڑتی تو بے شبہ وہ ہاتہی پر حملہ کرتا مگر یہہ آخر زخم ایسا کاری لگا تہا کہ شیر تہوڑی دور جاکر ایک درخت کے پنچے گر گیا۔

یہہ دوسرا شیر تہا جسکو بندگان حضرت نے اس جرات و دلیری سے شکار

فرمایا۔ سواری مبارک قریب چار بجے کے لشکر گاہ مین مراجعت فرما ہوئی۔

شکاری شیر کو ہاتی پر ڈالکر بڑے تجمل اور تکلف سے لائے جس ہاتی پر شیر تہا اوسکے عقب مین تمام شکاری ہاتی اور آگے آگے صدہا گاون والے درختون کی ٹہنیان ہاتہون مین لئے ہوئے کچہہ لوگ ہاتہی کے پیچہے۔ ڈہیرے اور کرکری بجاتے شور وغل مچاتے لشکر گاہ مین داخل ہوئے۔

جب شیر کی سواری اس دہوم دہام سے نزدیک پہونچی بندگان حضرت مع صاحب رزیڈنٹ بہادر اور سالارجنگ خیمہ سے برآمد ہوئے۔

یہہ شیر پہلے شیر سے ماپ مین ویڑہ انچہ کم تہا نو فٹ سات انچہ لانبا تین فٹ پانچ انچہ اونچا تہا اسکے دونون کانون کے درمیان نو انچہ کا فاصلہ تہا سر کا دور تین فٹ پنچہ کا دور ایک فٹ ایک انچہ دم تین فٹ لانبی تہی۔

شام کے چہہ بجے بندگان حضرت حضور پر نور دام سلطنتہٗ مع ہمراہیان سواری مبارک الاپور کے اسٹیشن کی طرف رونق افروز ہوئے جس شیر کا آج شکار ہوا تہا اوسکو ریل مین ہمراہ لے چلنے کے واسطے ارشاد ہوا۔ سرکاری اسپشل ٹرین شبکو اسٹیشن سے روانہ ہوکر صبح دم حیدرآباد مین پہونچی۔

بندگان حضرت کے معزز مہمان رزیڈنٹ صاحب بہادر ادائی شکریہ حضرت سے رخصت ہوکر رزیڈنسی کو تشریف لے گئے اور سواری مبارک ڈیوڑہی رونق بخش ہوئی شیر کو اسٹیشن سے شکاری لوگ ہاتہی پر رکہکر ڈیوڑہی مبارک

مین لائے راستہ مین ہاتھی کے ہمراہ تماشائیون کا بے انتہا ہجوم تہا۔

اعلحضرت حضور پرنور کا شیر کے شکار کیواسطے یادگیرپلی کی طرف رونق افزا ہونا شعبان ۱۳۰۱ھ

کچہہ دنون کے بعد اسی مہینے مین شکاری یادگیرپلی سے شیر کی خبر لائے حسب الارشاد اقدس سرکاری سامان اور خیمجات وغیرہ اوسطرف روانہ کیے گئے۔

سواری مبارک مع سالارجنگ ۔ منیرالملک ۔ نادرجنگ ۔ افسرجنگ حکیم الممالک بلدہ سے بلارم کو روانہ ہوئی۔ شب کو اعلحضرت نواب سالارجنگ کے بنگلہ مین استراحت فرماکر علی الصباح یادگیرپلی کی طرف رونق افزا ہوے۔

یہہ مقام بلارم سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر جانب مشرق واقع ہے اعلحضرت نے کیمپ میں تشریف فرما ہوکر چاسے تھوری کے بعد فیل خاصہ طلب فرمایا۔ اور مع ہمراہیون کے شکارگاہ کو تشریف لیگئے سرکاری ہاتھی ایک پہاڑ کے قریب کہڑا کیا گیا۔ اور دوسرے ہاتھی پہاڑ کے اطراف مین مختلف مقامات پر استادہ ہوے پہاڑ کے عقب سے ہانکہ شروع ہوا۔ بندگان حضرت نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ دو شیر ہانکہ والون کے سامنے سے نکلکر مقابل کے پہاڑ مین چلے گئے حضرت نے خیال کیا کہ جب ہانکہ والے کوہ مذکور کے قریب پہونچینگے تب وہ دونون شیر ضرور سامنے آئینگے۔

غرض کہ جب ہانکہ والے اوس پہاڑ کے قریب پہونچے تب اعلیحضرت رائفل دست مبارک مین لئے ہوئے بالکل تیار تھے کہ اب کوئی دم مین شیر نکلتے ہین اور بڑے لطف سے شکار ہوتا ہے لیکن اس انتظار مین زیادہ وقت گذر گیا اور ہانکہ والے خاص اوس پہاڑ کے پتھرون پر چڑھ گئے جسمین کہ شیر گئے تھے اعلیحضرت نے مجھہ سے ارشاد فرمایا کہ شیر ہماری نظرون کے سامنے پہاڑ مین آئے اور ہانکہ والے شور و غل کرتے ہوئے وہان تک پہونچ گئے لیکن شیر ابتک پہاڑ سے نہین نکلے اسکا کیا باعث ہوگا مین نے عرض کیا کہ اس پہاڑ کے اطراف مین سب بندوبست کیا گیا ہے ہر طرف نالون کے کنارے درختون پر آدمی بٹھلادئے گئے ہین میدان مین سوار کھڑے ہین ممکن نہین کہ شیر دوسری طرف نکلجائے شاید اوس پہاڑ مین غار اور گوہین ہون۔ اور شیرون نے اپنے آپکو چھپایا ہو۔ اس لئے کہ جب شیر کا چند بار ہانکہ ہوجاتا ہے تو وہ چوکنا رہتا ہے اور ہانکہ والون کی آواز سنتے ہی پہاڑ کے غار یا گوہی مین چھپ جاتا ہے اور کسی طرح سے باہر نہین نکلتا تھوڑی دیر کے بعد لچھی رام شکاری ہانکہ مین سے دوڑتا ہوا آیا اور اوس نے بیان کیا کہ دونون شیر اوس کے سامنے گوہی مین چلے گئے ہر چند سب شکاریون نے کوشش کی اور گوہی مین آتشبازی بھی چھوڑی لیکن باہر نہین نکلے۔

گاؤن والے شکاری بیان کرتے ہین کہ کرنل والٹن صاحب رسالہ کنٹنجنٹ کے ایک افسر اس جنگل مین کئی بار شکار کو آئے اور یہہ شیر ہمیشہ ہانکے کو سامنے

سے نکلکر پہاڑ مین چھپ گئے آتشبازی وغیرہ چھوڑنے سے بہی باہر نہین نکلے۔
بندگان حضرت نے یہہ واقعات سماعت فرماکر فیل خاصہ اوس پہاڑ کی طرف بڑہانے کے لئے ارشاد فرمایا جب سواری قریب پہونچی اعلیحضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ پہاڑ مین بڑے بڑے پتہرون کے نیچے بہت وسیع درے اور کوہ ہین جنمین درندہ جانور باسانی رہ سکتے ہین اعلیحضرت نے ہاتہی پر سے اوتر کر ایک پتہر پر کہڑے رہنے کا ارادہ فرمایا۔
سر سالار جنگ بہی دوسری طرف سے تشریف لائے نادر جنگ اپنے ہاتہی سے اوتر کر ہانکہ والون سے کیفیت دریافت کرتے ہوے پہاڑ پر چڑہے جسوقت ایک کوہ کے سامنے سے وہ جارہے تہے اونکو ایک شیر نظر آیا اور قریب تہا کہ وہ اونپر حملہ کرے نادر جنگ نے فوراً اوسپر رئفل چلائی گولی شیر کی گردن مین لگی وہ اوسی جگہ گرگیا۔ اور دوسرا شیر ایک درہ مین جا چہپا۔
بندگان حضرت جس پتہر پر تشریف رکہتے تہے اوسکے بائین طرف ایک بڑا پتہر تہا ایک گاؤن والے شکاری نے کہا کہ مجہکو اس پہاڑ اور شیر کے رہنے کے مقامات بخوبی معلوم ہین اگر اس پتہر سے ذرا نیچے اوترین تو جس جگہ شیر بیٹہا ہے ضرور نظر آئے گا لیکن وہ پتہر مثل دیوار کے سیدہا تہا مین نے اپنے ساتہہ کے شکاریون کے سر کے چار ٹپکون کے سرے اپنی کمر مین باندہکر شکاریون کے ہاتہہ مین دئے اور اون سے کہا کہ آہستہ آہستہ مجہکو اس پتہر کے نیچے اوتار دو

غرض شکاریون نے ٹیکون کے سرے مضبوط پکڑ کے مجہکو بسہولت نیچے اوتار دیا
شاید سات یا آٹہہ فٹ مین نیچے پہونچا ہونگا کہ مقابل کے پتہر کے نیچے کی جہاڑی
مین مجہکو شیر نظر آیا۔ لیکن وہ جہاڑی مین اسقدر چہپا ہوا تہا کہ مجہکو اوسکا کچہہ زرد رنگ
اور کچھ سیاہ پٹے معلوم ہوتے تہے مین اوسوقت ایسی حالت مین تہا کہ میری پیٹہہ
پہاڑ کے پتہر سے ملی ہوئی اور دہنے ہاتہہ مین رئفل بائین ہاتہہ سے ٹیکے جو کمر مین
بندہے تہے مضبوط پکڑے ہوئے تہا بمجرد شیر نظر آنے کے مین نے رئفل چلانی
چاہی لیکن بائین ہاتہہ سے ٹیکا چہوڑ نسکا مجبور اً دہنے ہاتہہ کو لا بنا کر کے رئفل کی لبلبی
دبائی۔ شیر اسقدر نزدیک تہا کہ زیادہ شست لگانے کی ضرورت نہ تہی رئفل کی آواز
پر شکاریون نے بہت زور سے مجہکو اوپر کہنچ لیا شیر نے ایک آواز دی اور اپنی
جگہ سے کود کر دوسری جگہ چلا گیا شکاری لوگ جب نیچے گئے تو معلوم ہوا کہ جس جگہ
شیر بیٹہا تہا وہان خون کا نشان ہے اور شیر دوسرے بڑے درہ مین چلا گیا ہے۔
گاؤن کے ایک شکاری نے کہا کہ وہ بڑے پتہرون کے درمیان ایک غار ہے
جسمین آدمی باسانی جاسکتا ہے۔ اگر کوئی صاحب بندوق لیکر اوس غار مین چلین
تو شیر بے شبہ نظر آے گا۔

مین بندگان حضرت سے اجازت لیکر اوس شکاری کے ہمراہ ہولیا۔ جب
پہاڑ کے درہ مین تہوڑی دور تک ہم پہنچے گئے تب آدہے منٹ تک کچھ
تاریکی رہی بعد کو اوپر کے سوراخون مین سے روشنی دکھائی دی۔

گاون کا شکاری میرے آگے اور فاضل بیگ دوسری بندوق لئے ہوئے میرے پیچھے ہم تینون آدمی بہت آہستہ آہستہ چلے گئے پہاڑ کے اندر اسی قدر وسعت تہی۔ کہ کبہی ہم سیدہے اور کبہی جہککر چل سکتے تہے جب ہم ایک ٹہنڈی جگہ پہونچے جہان چار طرف پتہرون کے سوراخون سے سرد ہوا آتی تہی اور زمین پر نرم مٹی مثل باریک ریت کے بچہی تہی شکاری نے اوس جگہ زمین پر شیر کا ساگ دیکہا اور اپنے ہاتہہ سے میرے ہاتہہ کو زور سے دبایا جس سے یہہ اشارا تہا کہ ہم شیر سے اب دور نہین ہین۔

شکاری مجہکو گہڑی گہڑی اشارا کرتا تہا کہ پاون کی آواز نہ ہونے دو اوسکے کہنے سے جوتا تو اول ہی سے اوتار ڈالا تہا پاے تابے بہی جہاڑی اور پتہر و نمین پہٹ گئے ٹوپی بہی کہین گر گئی تہی۔ جسقدر ممکن تہا۔ فیف سیونٹی سیون ریفل کو فل کاک کئے ہوئے ہر گوشہ اور کونہ مین نظر کرتے ہوئے آہستہ آہستہ گوی مین چلے جاتے تہے بہرکیف تہوڑی دیر مین ہم ایک گول پتہر کے پاس پہونچے جسکے نیچے زخمی شیر بیٹہا ہوا تہا گرمی کے سبب سے شیر جو دم لیتا تہا بخوبی اوسکو ہم سن سکتے تہے صرف وہ گول پتہر ہمارے اور اوسکے درمیان واقع تہا اوسوقت گاون کا شکاری میرے پیچہے ہو گیا۔ اور ہم تینون اس آہستگی سے پتہر پر چڑہے کہ خود ہمکو اپنے پاون کی آواز سنائی نہین دیتی تہی۔

جب ہم غار سے نکلکر دوسرے پتہر پر پہونچے اوسوقت شکاری نے

حضور پرنور کے سپاہی افسر الملک بہادر کا پہاڑ کی گوی میں جا کر زخمی شیر کو شکار کرنا

اشارہ سے بتایا کہ شیر سامنے کے پتہر کے پیچہے ہے یکایک جب شیر کی نظر مجہپر اور
میری نظر شیر پر پڑی اوسوقت یہہ شیر مجہسے اندازاً نو فٹ کے فاصلہ پر تہا۔ شیر کا مجہپر
جست کرکے حملہ کرنا۔ اور میرا اوسپر رئیفل چلانا یہہ دونون امر شاید ایک ہی وقت مین واقع
ہوے گولی شیر کے سر مین لگی وہ چار فٹ تک اپنی جگہ سے جست کرکے گر پڑا۔

بندگان حضرت قریب مین ایک چبوترہ پر رونق افروز تہے شیر کو گوی مین سے
نکالکر ملاحظہ اقدس مین لائے۔ یہہ شیر بہت زبردست دس فٹ لانبا اور تین فٹ
دس انچ اونچا اور اوسکے سر کا دور تین فٹ تہا۔

شکاریون نے بیان کیا کہ یہہ شیر بہت سے صاحب لوگون کے سامنے سے نکل جاتا
اور ہمیشہ اکثر اس پہاڑ مین چہپ رہتا تہا۔

تین بجے سواری مبارک یادگیر پلی سے روانہ ہوئی اور قریب چہے بجے کے
الوال مین پہونچی۔

صاحب رزیڈنٹ سر الیور سنجن باغ مین لانٹینس کہیل رہے تہے دو شیر وشکے
شکار کا احوال سنکر بہت خوش ہوئے۔

قریب شام کے بندگان حضرت کی سواری مبارک بلدہ مین رونق افروز ہوئی۔
اگرچہ رسالہ گولکنڈہ ایک مدت سے میرے تفویض ہوچکا تہا لیکن قلعہ گولکنڈہ
بہی قلعدار گولکنڈہ ہی کی نگرانی مین تہا ماہ ذیقعدہ کے اول ہفتہ مین تیسری مارچ کو اعلیحضرت
بندگان عالی نے قلعہ گولکنڈہ کا تمام انتظام بہی میرے سپرد فرمادیا اور سالار جنگ بہادر کو

پہہ ارشاد ہوا کہ قلعدار گولکنڈہ سے سلح خانہ قدیم کے کوٹھیجات بارود خانہ اور ابنار جات کی کنجیان بیگر میرے سپرد کردین قلعہ گولکنڈہ مین نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی کے عہد سے چوبیس کوٹھریان مقفل تہین اور بعض کے دروازے تیغا کئے ہوے تھے اور عام طور سے یہہ مشہور تہا کہ اون مین قدیم شاہی خزانہ بہرا ہے۔

مین نے سالار جنگ بہادر مدار المہام سے درخواست کی کہ کوٹھے کہلنے کے وقت آپ بہی تشریف فرما رہین چنانچہ سالار جنگ بہادر ۱۵ ماہ ذیقعدہ کو تشریف لائے منیر الملک بہادر بہی اون کے ہمراہ تہے مدار المہام بہادر کی موجودگی مین اون کوٹھریون کے دروازے کہولے گئے مشرقی چار کوٹھریون مین تیر اور کمان بہرے ہوے تھے اور چند اور کوٹھریون مین قدیم وضع کی جانمازین اور قالین اور شکستہ آئینے وغیرہ بہی تھے۔

شمال رویہ حجرون مین سے سات حجرون مین قدیم چینی کے برتن تہے اور بعض مین توڑا دار بندوقین اور چہوٹی چہوٹی توپین تہین۔

مغرب رویہ کوٹھریون مین سے ایک مین سونے اور چاندی کے علم تھے۔
ایک کوٹھری مین بڑے بڑے دو صندوق تہے جنمین قدیم سکہ کے روپیے نکلے سدی عنبر مدار المہام صاحب کے خانساماں نے اون روپیون کو اپنے سامنے گنوایا تو انتہر ہزار روپے تہے تیر اور کمان جیسے رکہے تہے اونہین کوٹھریون مین اتبک بدستور موجود ہین اور ویسہی علم بہی اس تحریر کے وقت تک بجنسہ اپنے

مقام پر رکھے ہین لیکن برتنون کی نسبت کرنل مارشل - نے جو حضور پر نور کے معتمد تھے لکھا تہا کہ جو محلہ مبارک مین بہیج دیجائین - اونکی تحریر کے مواقق برتن ڈہوڈہی مبارک مین بہیجدئے گئے تہے اور ... ہزار روپئے جو صندوقون مین تہے وہ حسب الحکم حضور پر نور ۱۳۰۳ ہجری مین خزانہ جیب خاص شاہی مین داخل کردئے گئے -

چونکہ قلعہ گولکنڈہ کے متعلقات کا اس موقع پر ذکر آیا ہے اس لئے قلعہ گولکنڈہ کا بہی کچہہ احوال مختصر طور پر بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے واضح ہو کہ اس قلعہ کے گرد ایک مضبوط سنگین فصیل ہے جسکا محیط اندازا تین میل سے زیادہ ہے اس کے گوشون پر جا بجا بڑے بڑے بلند ۸۷ برج ہین جنپر اسوقت تک بعض بعض جگہ قدیم قطب شاہی توپین رکہی ہین پانچ چہہ توپون کے سوا اور کسی توپ پر کتبہ نہین ہے قلعہ گولکنڈہ کے انتظام کے ساتہہ ساتہہ اعلحضرت حضور پر نور نے توپخانہ قلعہ کا بہی انتظام ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۱۰ ہجری کو میرے تفویض فرمایا - لیکن چونکہ جنسی کا یہ توپخانہ قدیم سے بیلون کا تہا - اور توپین ڈہیلو پانڈر زیادہ وزنی تہین اونمین کسی قسم کی اصلاح کرنا ناممکن تہا مین نے قلعہ کے متعلق جو کچہہ اصلاح کی تو یہی کی کہ قلعہ کے دروازون کا اور اوسکی صفائی وغیرہ کا انتظام کیا اور اوسکے برجون پر جو توپین رکہی ہوتی تہین - اور اونکی خراب وخستہ حالت تہی اونہین درست اور صاف کرایا تاکہ سلامی کے وقت وہ کام آسکین -

چونکہ اس زمانہ مین اعلحضرت حضور پر نور گولکنڈہ مین تشریف رکہتے تہے

صبح کے وقت اکثر ہواخوری کو تشریف لیجاتے اور شام کے وقت گولکنڈہ پولو گرونڈ پر رونق افروز ہوکر چوگان بازی کی مشق فرماتے تھے دن کو تو اکثر پولو ہوتا ہی تھا لیکن اس سال بارش کم ہوئی تھی۔ اگسٹ کا مہینہ تھا اور گرمی زیادہ پڑتی تھی اسوجہ سے ایکمرتبہ اعلحضرت نے حکم دیا کہ الکٹرک لائٹ (بجلی کی روشنی) مین شب کو پولو کھیلا جائے حسب الحکم اقدس پولو گرونڈ پر الکٹرک لائیٹ کا انتظام کیا گیا اور اعلحضرت نے شب مین چوگان بازی فرمائی اور اسی زمانہ مین ذی الحجہ کی پانچوین تاریخ کو حضور پرنور نے گولکنڈہ برگیڈ کی پریڈ ملاحظہ کرکے اظہار خوشنودی فرمایا۔

سنہ ۱۳ھ ہجری مین رجمنٹ میرے تفویض ہوئی تہی اور سنہ ۱۳۰۲ ہجری گولکنڈہ لانسر کے ساتھ جب مجھے لنگر مبارک کی پریڈ مین شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہہ پہلا لنگر تھا جو تہی محرم کی شام کو پانچ بجے سواری مبارک پرانی حویلی سے پنج محلہ مین رونق افروز ہوئی اور پانچوین تاریخ کو حسب قاعدہ تمام افواج باقاعدہ اور بیقاعدہ کا مارچ پاسٹ ہوا۔ چونکہ سالار جنگ ثانی کو رسالہ گولکنڈہ سے بڑی دلچسپی تہی۔ ترتیب افواج متعلقہ مین جسے یہان شلبندی کہتے ہین تمام فوج باقاعدہ جو کرنل نیول کے ماتحت تہی اوس سے گولکنڈہ لانسر کا نمبر اول رکھا گیا لنگر مبارک مین جسوقت یہہ رسالہ مدار المہام بہادر کے روبرو سے گزرا۔ اوسوقت سر چارلس گاف اور دوسرے افسران سکندرآباد نے اونکا یونیفارم اور اونکی سپاہیانہ وضع اور قطع کو دیکھکر نہایت پسند کیا۔

لنگر کے بعد جسوقت مین سالار جنگ اور اون کے بہائی منیر الملک سے ملا تو
انہون نے گولکنڈہ لانسر کی عمدہ سپاہیانہ طور سے مارچ پاسٹ کرنیکی مجھکو مبارکباد دی
اور آخر مین یہہ فرمایا کہ تمام افسران سکندر آباد اور حیدر آباد متفق الکلام تہے کہ حیدر آباد
کے تمام قدیم فوج باقاعدہ مین جو اسوقت سامنے سے گزری اس نے رسالہ گولکنڈہ
کی سپاہیانہ طرز اور وضع اور ہیئت سب سے بہتر اور زیادہ پسندیدہ تہی ۔

سلطان نواز جنگ بہادر کے عربون اور کوتوالی کے
جوانون کی باہم تکرار

دسوین محرم ۱۳۰۲ ہجری کو حسب معمول خوب دہوم دہام سے تعزیے اوٹہے دوپہر
کے بعد جب تعزیے شہر سے باہر جا رہے تہے تو ہرکارے یکایک یہہ خبر لائے کہ
پرانے پل پر سلطان نواز جنگ بہادر کے عربون کی کوتوالی والون سے کچھ تکرار ہوئی
اور آپسمین کشت وخون تک نوبت پہونچی ہے تہوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ عرب
تمام شہر مین بلوہ کر رہے ہین جہان کہین کوتوالی والون کو پاتے ہین جان سے مار ڈالتے
ہین کوتوالی کے کئی سپاہی مارے بہی گئے ہین اور شہر کی تمام دوکانین بند ہوگئی
ہین تمام شہر مین عربون کے سوا کوئی بہی نظر نہین آتا ۔
اس واقعہ کے متعلق سالار جنگ ثانی مدار المہام سرکار عالی کی جو عرضی اعلیحضرت
حضور پرنور کے ملاحظہ مبارک مین پیش ہوئی اوسکا یہہ مضمون تہا کہ آج سلطان نواز جنگ بہادر

کے عربون اور اہالیان کوتوالی مین پرانے پل پر باہم کچھ تکرار ہوئی جسپر سلطان نواز جنگ بہادُر نے اپنے عربون کو حکم دیا کہ کوتوالی والون کو جہان پائین مار ڈالین۔ چنانچہ عرب لوگ تمام شہر کے گلی کوچون مین پھیل گئے ہین اور ابتک پولیس کے سات سپاہیون کو قتل کر چکے ہین۔ جس سے تمام اہالیان کوتوالی فرار ہوگئے۔ اور شہر کے کل تھانجات کوتوالی پر عربون نے قبضہ کرلیا ہے اور کوتوال صاحب کی تلاش مین ہین خانہ زاد نے حسن بن عبداللہ اور راجہ سری نواس راو کو سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس بھیجا تھا کہ وہ اپنے عربون کو اپنے پاس بلاکر ان حرکات سے اونکو منع کرین لیکن وہ کہتے ہین کہ اہالیان کوتوالی میرے آدمیون کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آئے اور اونکو مارا پیٹا جس سے میرے سارے عرب افروختہ ہوگئے اور میرے قابو مین نہین رہے۔ راجہ سری نواس راو وغیرہ کا بیان ہے کہ سلطان نواز جنگ عربون کو بغاوت اور فساد سے منع کرتے ہین مدد نہین دیتے اسی حالت مین اگر حضور پرنور افسر جنگ بہادر کو انتظام کے لئے فوراً حکم دین تو نہایت مناسب ہوگا۔

اس بلوہ کی اطلاع توجو بداروں کے ذریعہ حضور پرنور کو پہلے ہی سے ہوچکی تہی جسوقت مدار المہام صاحب کی یہہ عرضی پہونچی توجو مصاحبین وہان حاضر تھے۔ آپسمین رائے زنی کرنے لگے کہ اگر بواسطہ کرنل نیول صاحب اسکا انتظام کیا جائے گا تو بہت ہی مناسب ہوگا لیکن اعلیحضرت نے میری طرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ مدار المہام صاحب کی درخواست کے موافق تم فوراً اپنے گولکنڈہ برگیڈ

کو لیکر اس بلوہ انتظام کرو۔

مین نے اوسوقت حضور پر نور کی خدمت اقدس مین بصد ادب عرض کیا کہ اسوقت قریب قریب تمام شہر پر عربون کا تسلط ہے کوتوالی کے تمام تہانونپر وہ قبضہ کر چکے اور جوش مین بہرے ہوے ہین اگر ایسی حالت مین فوج شہر کے اندر لائی جاے گی تو کُشت وخون کا سخت اندیشہ ہے بہتر مصلحت وقت تو یہہ ہے۔ کہ بلوہ رفع ہوجاے اور کشت وخون کی نوبت نہ آے اعلیحضرت نے استفسار فرمایا وہ کیسے اور کیونکر مین نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس خود جاتا ہون اور اون سے گفتگو کرکے اون کو اسبات پر مجبور کرتا ہون۔ کہ تمام شہر سے وہ اپنے عربون کو خود اوٹھالین۔ اور ساتہہ ہی اسکے شہر کے چارون دروازون پر گولکنڈہ برگیڈ کے رسالہ اور پلٹن کو تیار کہ جبوقت سلطان نواز جنگ بہادر کے سب عرب اپنی جگہ جمع ہوجائین تو ایک اشارہ مین گولکنڈہ برگیڈ کے سپاہی تمام کوتوالی کے ناکون پر اپنا قبضہ کرلین اور جہان جہان پولیس کے پہرے جات رہتے تہے وہان وہان کی نگرانی مین وہ خود مصروف ہوجائین۔

اعلیحضرت حضور پر نور نے میری اس راے کو پسند فرمایا لیکن بعض مقتا جین کی راے اسکے بہی خلاف ہوئی۔ وہ یہہ کہنے لگے کہ ایسے جوش وغضب کیوقت مین سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس تنہا جانا مقتضاے مصلحت اور اندیشہ سے خالی نہین۔

مین نے اعلیحضرت کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ یہہ امر میری رائے پر چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ اعلیحضرت نے مجھے اجازت دے دی مین فوراً ڈیوڑھی مبارک سے نکلکر گھوڑے پر سوار ہوا۔ کپتان میر ہاشم علی اور کپتان عبداللہ بیگ ڈیوڑھی مبارک کے باہر میرے منتظر تھے یہہ دونون صاحب بھی میرے ساتھہ ہوئے۔ مین نے اپنی روانگی سے پہلے ایک چوبدار کو سلطان نواز جنگ بہادر کے پاس بھیجا تاکہ ادن کو اطلاع کر دے کہ مین حسب الحکم اقدس حضور پرنور کے آپکے پاس آتا ہون۔

راستہ مین جب ہم آگے بڑہے تو ہم نے دیکھا کہ شہر کی تمام دوکانین بند ہین۔ شہر مین ایک عجب سناٹا ہے کہین کہین بالاخانون پر جہروکون اور کہڑکیون مین سے چہپ چہپ کر لوگ جھانکتے ہین مگر باہر نکلنے کی کوئی جرارت نہین کرتا۔ پولیس والون کی لاشین جا بجا پڑی ہین۔ چار مینار تک ہمین سات لاشین ملین۔ چارسو کے حوض کے قریب جب ہم پہونچے تو یہہ دیکھا کہ حوض مین پولیس والون کی پگڑیون اور کوٹون کا انبار لگا ہوا ہے جبوقت عربون نے اہالیان کوتوالی کا تعاقب کیا تھا تو اونہون نے اپنی شناخت نہونے کی غرض سے اپنے کوٹ اور پگڑیان اوتار اتار کے پہینک دئے ہین اور اپنے معمولی لباس مین ہو گئے تہے تاکہ عربون کی مارپیٹ اور کشت و خون سے بچ جائین غرض شہر مین اوسوقت ایک ہو کا عالم تہا۔ البتہ عرب توڑہ دار بندوقین لیے جا بجا ٹہل رہے تہے جب انہون نے راستہ مین آتے ہوئے مجھے دیکھا تو مجھکو پہچان لیا اور کوتوال صاحب کی نسبت برے سے برے الفاظ استعمال کرکے مجھسے

پوچھا کہ وہ کہان ہے عربون مین سے جو کوئی مجھسے راستہ مین ملا وہ نہایت ادب اور تعظیم سے پیش آیا یہانتک کہ مین مکہ مسجد کے
قریب سلطان نواز جنگ بہادر کے مکان مین پہنچ گیا سلطان نواز جنگ بہادر میرے آنیکی خبر سنتے ہی باہر نکل آئے
مینے انسے کہا کہ حضور پر نور نے مجھے آپکے پاس بھیجا ہے کہ مین آپسے اس بلوہ کا سبب دریافت کرون اور آپسے یہ بھی پوچھون کہ
یہ بے اعتدالی جو آپکے عربون سے ہوئی ہے اور جس سے ساری شہر مین عظیم تہلکہ پڑ رہا ہے اسکا ذمہ دار کون ہے سلطان نواز جنگ بہادر
نے مجھسے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ جو اصل کیفیت ہے وہ حضور پر نور کی خدمت مبارک مین عرض کیجائے وہ یہ ہے کہ میرے پوتے ہاتہی پر
سوار ہوکر تعزیون کا تماشہ دیکھنے کو پرانی پل پر گئے تھے کو قوالی والون نے اونکے ہاتہی کو راستے سے ایکطرف نکالدیا جب میرے علاقے
کے عرب ساتھ نہ ہوئے تو اسوقت کو قوالی والون نے انکو لاٹھیون سے مارا اور یہ نوبت پہونچی کہ اوسی گڑبڑ مین میرے پوتونکو بھی لاٹھیان
لگین جب عربون نے دیکھا کہ میرے پوتون سے کو قوالی والے اس قسم کا برتاؤ کرتے ہین تو وہ بھی بگڑ گئے اور جوش مین آگئے اونہون
نے کو قوالی والون سے اونکے ظلم و زیادتی کا بدلہ لینا شروع کر دیا اسوجہ سے معاملہ کو طول ہو گیا یہ ظاہر ہے کہ عرب لوگ وحشی
ہوتے ہین کو قوالی والون کے جبر اور ظلم کی وہ برداشت نکرسکے اور بے اختیار ہوکے وہ اس قسم کی حرکات کے مرتکب ہوئے
اسوقت وہ بالکل میرے اختیار مین نہین ہین مین مجبور ہون سو اسکی بلوہ مین کل عرب میرے ہی نہین بلکہ اور
جمعدارونکے بھی عرب شامل ہوگئے ہین یہ سنکر مینے اونکو جواب دیا کہ اسوقت اگر آپ میرے ساتھ چلین یا اپنے فرزند کو میرے
ہمراہ کردین تو جو عرب کہ تمام شہر کے کوچہ و بازار کو گھیرے ہوئے ہین اور جوش مین بھرے ہین اونکی ہم فہمائش کرینگے
کہ وہ اون جگہون کو چھوڑ کر آپکی حویلی ہی مین آکر جمع ہوجاینگے اور جو عرب کہ آپکے علاقہ کے ہین وہ یہان چلے آینگے
باقی جو آپکے علاقہ کے نہین ہین اونکو ہم خود دیکھ لینگے چونکہ سلطان نواز جنگ بہادر کا مزاج کچھ علیل تھا وہ خود تو میرے
ہمراہ نہ آسکے مگر اپنے فرزند کو میرے ساتھ بھیجدیا اور چند عربونکو ساتھ لیکر میرے ہمراہ آئے اوسوقت سلطان نواز جنگ
بہادر کے فرزند اور مین اور کپتان میر ہاشم علی اور کپتان مرزا عبداللہ بیگ چارون آدمی شہر کے تمام گلی

کو جو نمین گئی اور پہر تین بجے رات آخر ہو گئی سلطان نواز جنگ بہادر کی فرزند اپنی عربون کو عربی زبان مین سمجہاتے
جاتی تہی اور وہ اونکی کہنے سے اونکی مکانکی طرف چلی جاتی تہی اسطرح تین بجے تک شہر کی کل کوچہ و بازار عربون سے خالی ہو گئے
جسوقت سلطان نواز جنگ بہادر کی پاس مین آیا اوس سے قبل ہی مینے لفٹننٹ سید عاشق حسین کو قلعہ کیطرف روانہ کر کے حکم دیا تہا
کہ برانا پل پیر پورہ افضل گنج علی آباد کی چارون دروازون پر رسالہ اور پلٹن کی سو سو جوان لا کر ٹہہرا دین اور اونکو یہ حکم دیدین کہ
وہ اسلحہ سے مستعد اور تیار رہین کہ اشارہ کی ساتہہ ہی ہر ایک دروازہ کی طرف روانہ ہو جائین اور اپنی فوج کی تمام چوکیات پر جوق
جوق ہو کر پہیل جائین اور جہان جہان ناکجات ہین اونپر قبضہ کر کے امن و امان قایم کر دین جبکہ عربون سے شہر کی کوچہ و بازار خالی
ہو گئے تو فوراً ایک ایک سوار چارون دروازونکو روانہ کیا چونکہ افسرونکو پہلے ہی سے ہدایت ہو چکی تہی قلعہ گولکنڈہ کی فوج فوراً
شہر کی اندر داخل ہو گئی اور ایکدم مین اپنی اپنی سمت پر کوتوالی کی ناکونکی پاس ٹکڑیان جمع ہو گئین اور جن جن مقامات پر
کوتوالی کی سوار و پیادی رہتی تہی اون اون مقامات پر سپاہ نے سب اپنا انتظام کر لیا ساڑہے چار بجے صبحکو کل شہر پر فوجی تسلط ہو گیا
اسکی بعد مین فوراً اعلیحضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا اگرچہ چوبدارونکی ذریعہ سے لمحہ لمحہ کی خبر خدمت مبارک
مین پہنچ جاتی تہی مگر مینے خود بہی سب حال حضور پر نور سے عرض کر دیا اسکی بعد مین سالار جنگ بہادر کی پاس گیا اور یہہ
سب کیفیت اونسے بیان کر کے گذارش کی کہ اب شہر مین ہر طرح سے امن و امان قایم ہو چکی ہے اگر صبح ہونے سے قبل اکبر جنگ بہادر
کوتوال اپنی نشست گاہ پر چار مینار مین چلی جائین اور اپنی اپنی متعلقات پر کوتوالی کی پہرہ جات صبحدم قایم کر دین تو کوتوالی
کی پوری پوری وقعت قایم رہیگی اور پبلک کو معلوم ہو جائیگا کہ فوج صرف پولیس کی کمک کو آئی تہی جب کمک کی ضرورت
نرہی تو واپس چلی گئی اور پولیس نے اپنا انتظام خود کر لیا لیکن اس بات کو سنکر حسن بن عبد اللہ نے مدار المہام بہادر سے کہا کہ اگر کوتوال
صاحب اسوقت شہر مین دکہلائی دینگے تو عرب لوگ انکو فوراً جان سے مار ڈالینگے اور تہانجات پر اہلیان کوتوالی کی آنے سے پہر
فساد برپا ہو جائیگا اکبر جنگ بہادر بہی وہان موجود تہے مینے اس معاملہ مین اونکی رای بہی دریافت کی مگر انہون نے بہی

حسن بن عبداللہ صاحب کی رای سے اتفاق کیا اور کہا کہ میرا جانا اسوقت شہر مین سخت مضر ہوگا مجہے اکبر جنگ بہادر کے اس کلام
سے نہایت تعجب ہوا اسلیے کہ میری رای اسکے بالکل خلاف تہی عربونکا اوسوقت ایسا اچہا انتظام ہوچکا تہا کہ اگر اکبر جنگ اپنی نشست گاہ
پر جاتے تو اونکی مجال نہ تہی کہ اکبر جنگ کے ساتہہ کسی قسم کی بداعتدالی و سرکشی کرتے بہرحال اس اثنا مین صبح ہوگئی اور دکاندارون
نے بے کہٹکے اپنی اپنی دوکانین کہولدین - اسوقت تمام شہر مین گولکنڈہ برگیڈ کا انتظام تہا گولکنڈہ انفنٹری کے سات سو
سپاہی پولیس کے تمام تہانونپر متعین تہے اور ایکسو سوار گولکنڈہ لانسرز کے تمام گلی کوچون مین گشت کرتے تہے ہر چند کوتوالی والے
تہی مین اپنے اپنے گہرونمین موجود تہے مگر اونمین سے کوئی شخص بناوٹ لباس پہنکر بازار مین نہین نکلتا تہا اور اسیطرح عرب لوگ
بہی بازار مین بلکہ اپنے قرب وجوار کے کوچہ مین بہی بہت کم نظر آتے تہے تیسرے روز مینے سالار جنگ بہادر سے فوج کی برخاست کرنیکے
لیے عرض کی سالار جنگ بہادر نے کوتوال صاحب سے اس معاملہ مین دریافت کیا اکبر جنگ بہادر کی اوسوقت بہی یہی رائے ہوئی کہ ابہی
فوجی انتظام رہے چنانچہ سات روز تک برابر تمام شہر مین گولکنڈہ برگیڈ ہی کا بندوبست رہا ساتوین روز شام کو سالار جنگ بہادر
نے کوتوال صاحبکو حکم دیا کہ کوتوالی کے آدمی اپنے اپنے تہانون پر جائین اور معمول کے موافق اپنا انتظام کرین فوج برخاست
کردیجائے چنانچہ محرم کی تیرہوین تاریخ کو شام کیوقت گولکنڈہ انفنٹری شہر سے برخاست کیگئی اور کوتوالی کے سپاہی اپنے
اپنے مقررہ مقامات پر حاضر اور متعین ہوگئے لیکن ابہی کوتوال صاحب نے کہا کہ گولکنڈہ لانسرز کے سوار اور دو روز تک گشت کرتے
رہین چنانچہ دو روز اور رہکر بیسوین تاریخ کو شہر سے وہ بہی برخاست کیگئے اور حسب دستور سابق اہالیان کوتوالی کا سب جگہ
عمل و دخل ہوگیا - اسکے بعد قدر قدرت اعلیحضرت نے اس جہگڑے کی تحقیقات کیواسطے ایک کمیشن مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ
سلطان نواز جنگ اور اہالیان کوتوالی کے فساد کی جسمین اسقدر کشت وخون کی نوبت پہونچی تحقیقات کیجائے اور فریقین کے
اظہارات لیکر مجلس اپنی رای سرکار مین پیش کرے چنانچہ حویلی قدیم کے پولیس مین مجلس منعقد ہوئی اہالیان کوتوالی اور
علاوہ اوران سلطان نواز جنگ بہادر کے اظہارات لیے گئے کمیشن نے دریافت اور تحقیقات کے بعد یہ رائے قائم کی کہ اس بلوہ مین

سلطان نواز جنگ اور اونکے ماتحتون کا سراسر قصور ہی لہذا سلطان نواز جنگ بہادر پر ایک لاک روپیہ جرمانہ کیا جاے اور اونکو حکم
دیا جاے کہ آپ بلدہ سے چلے جائین اور تاوقتیکہ سرکار سے حکم ثانی صادر نہو بلدہ مین نہ آئین یہ راے مجلس نے اور لارڈ شیخ اللہ (؟)
نواب مدار المہام بہادر کے پاس بہیجی اور اونہون نے حضور پر نور کی خدمت مین پیش کر کر اوسکی منظوری حاصل کی لیکن
حسن بن عبد اللہ اور راجہ سرینواس راو نے مدار المہام بہادر سے کہا کہ سلطان نواز جنگ بہادر کو یہ خبر کسی ذریعہ سے پہنچ چکی ہی اور
اونہین بخوبی معلوم ہو گیا ہی کہ کمیشن نے اونکی نسبت لاک روپیہ جرمانہ اور شہر بدر کی سزا تجویز کی ہی اونکا ایسا خیال ہی کہ اگر یہ
سچ ہو اور یہ سزا اونکو سنائی جاے تو وہ مع اپنے عیال و اطفال و عزیزوں کے اپنی جان دیدین اور اس توہین کو ہرگز گوارا نکرین
اسی خیال سے سلطان نواز جنگ بہادر نے اپنی ڈیوڑہی مین پوشیدہ پوشیدہ منون سیسہ گلانا اور بندوقون کی گولیان
بنوانا شروع کر دیا ہی اور بارود کی کوٹہی جو اونکے گہر مین مخفی تہی اونہین کہول کہولکر اپنے علاقہ کے عربونکو تقسیم
کر رہے ہین تا کہ جب مجلس کی تجویز اونکو سنائی جاے تو اپنے عربونکو لیکر جان بازی کیلئے تیار رہین سالار جنگ بہادر نے
اس واقعہ کی اطلاع اوسیوقت حضور پر نور کی خدمت مبارک مین کر دی اعلحضرت نے فوراً مجہکو طلب کر کر ارشاد فرمایا کہ
مین سالار جنگ بہادر کی خدمت مین جاؤن اور اس امر مین جو کارروائی مناسب ہو اونکی راے کے موافق اوسپر عمل کرون مین نے
فوراً ارشاد کے موافق ساڑہے دس بجے شب کے سالار جنگ بہادر کے پاس گیا وہان اوسوقت مولوی مہدی علیخان مولوی
مہدی حسن حسن بن عبد اللہ راجہ سرینواس راو اور راجہ گردہاری پرشاد حاضر تہے سالار جنگ بہادر متفکر بیٹہے تہے مجہے دیکہتے ہی
حسن بن عبد اللہ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ انسے آپ تمام کیفیت بیان کیجیے حسن بن عبد اللہ نے تمام احوال جو مدار المہام بہادر نے حضور پر نور
کی خدمت مبارک مین لکہکر بہیجا تہا مین نے مجہ سے کہہ سنایا اوسوقت مینے سالار جنگ بہادر سے عرض کیا کہ آپنے اس امر مین کیا تجویز قرار دی ہے
انہون نے فرمایا کہ حسن بن عبد اللہ کی راے ہی کہ عرب لوگ کمیٹی کی تجویز کو کسنت و خون کے بغیر قبول نکرینگے اور جماعت جو مولوی اللہ (؟)
ہی کہ تمام شہر کے عرب کہین اس بلوہ مین شریک نہو جائین لہذا سرکاری تمام افواج باقاعدہ اور بے قاعدہ بریگیڈ کو

تیار کیا جائے مولوی مہدی حسن نے کہا کہ سرکاری فوج کے سوا حشمت صاحب ریذیڈنٹ بہادر کو لکھکر سکندرآباد کی فوج کو بھی کمک کیلئے تیار کرنے
کی تجویز کیجائے اسکے بعد سالارجنگ بہادر نے میری طرف مخاطب ہوکر اس معاملہ مین میری رائے بھی دریافت کی مینے اونسے کہا کہ اگر عرب
لوگ لڑینگے تو اونکی دفع مین ہمین سخت دقت پیش آئیگی سلطان نواز جنگ کا مکان اپنے موقع کی وقوع کے لحاظ سے اونکے لیے نہایت
امن کی جگہ اور مفید ہوگا اونکے مکان کی شرقی اور جنوبی طرف مین مکہ مسجد ہے اور غربی جانب مین حضور پرنور کے محلات مبارک اور
شمالی سمت مین وسیع شاہراہ واقع ہے جو چار مینار سے چوک کی مسجد کی طرف ہوکر نئے پل کو جاتی ہے اس طرح پر اونکا مکان دو جانب
مین مکہ مسجد اور محلات کے قرب کیوجہ سے محفوظ ہے اگر وہ اپنے بالاخانہ پر اپنے عرب لوگون کو چڑھا دین اور دروازہ بند کر کے گولیان مارنی شروع کرین
تو اوس شاہراہ مین چار مینار تک مشرق کیطرف اور چوک کی مسجد تک مغرب کو اونکی بندوقون کی زد پہونچیگی ایسی حالت مین حملہ آور فوج کو اونکے
مکان پر گولہ باری کیلئے جو سمت باقی رہتی ہے وہ وہی ہے جو چار مینار کے مشرقی طرف ہے جہان ہر سال محرم کا تعزیہ کھڑا کیا جاتا ہے لیکن
اسمین یہ بڑی خرابی ہے کہ یہان سے اگر گولہ اندازی کیجائیگی تو وہ گولے جنکی شست اونچی ہوگی محلات مبارک کے زنانہ مین جا کر گرینگے
اور اندرون محلات مبارک پہونچینگے اور جن گولون کی شست داہنی یا بائین جانب کو ہوگی تو وہ دونون جانب کے باشندون کی جان اور
مال کو ضرر پہونچائیگا ایسی صورت مین اونکے مکان کا محاصرہ کرنیکے لیے ہم توپخانہ کو استعمال نہین کر سکتے اب رہی بندوق اوس سے بھی اونکے
مکان پر فیر کرنا بیفائدہ ہوگا کیونکہ اگر بندوق سے فیر کرینگے تو گولیان صرف اونکی دیوارون پر جا کر لگینگی اور اونکے آدمی اونکے مکان کے اندر محفوظ
رہینگے اور جب وہ ہمپر فیر کرنا چاہینگے تو اپنے مکانات کی کھڑکیون اور روزنون سے فیر کرینگے اور ہماری سپاہ کو جو کھلے میدان مین
ہوگی سخت نقصان پہونچیگا سوا اسکے یہ بھی خیال ہوتا ہے اور سننے مین بھی آیا ہے کہ جب انکا ایسا ارادہ ہوگا تو وہ اپنی کچھ جمعیت
کو لیکر مکہ مسجد پر قبضہ کر لینگے مکہ مسجد کیطرف اونکے مکان مین سے ایک دروازہ بھی ہے مکہ مسجد کے اوپر سے حضور پرنور کا زنانہ تمام
نظر آتا ہے معلوم نہین کہ وہ اپنی آلات حرب کو کہان تک کام مین لائینگے اوسوقت وہ قلب شہر مین اپنے مکان اور مکہ مسجد پر
ہونیکی وجہ سے اپنے زبردست مقام پر ہونگے کہ انکو شہر سے نکالنے مین سرکاری افواج کو بہت بڑی دقت پیش آئیگی سالارجنگ بہادر

نے بہی اس امر کو جو خوف جنگ کے اصول پر مبنی تہی سنکر فرمایا کہ اس سے قبل میرے دل مین اب تک بالکل خطرہ نہین کی تہی واقع مین اونکو سمجھایا کہ مسجد سے ملا ہونا اور حضور پر نور کے حرم مبارک کی قربت ایسی ہی کہ جو سخت اندیشہ کا محل ہے سالار جنگ بہادر نے مہدیعلیخان اور حسن بن عبداللہ وغیرہ تمام حضار مجلس سے تمامک تشکر یہی پہر نواب منیر الملک بہادر جو اوس وقت معین المہام فوج تہی اپنے بہائی سے مخاطب ہوکر کہا کہ بہائی آپ حضور پر نور کی خدمت مین لکہو کہ اس امر کا انتظام علی بیگ کے سپرد فرمایا جاوے اور یہ بہی عرض کردو کہ اونکے خیالات سلطان نواز جنگ کے مکان کے دولتسرای شاہی اور مکہ مسجد سے قریب ہونے کی نسبت بہت صحیح ہین لہذا کل انتظام اس امر کا انہین کی تفویض ہونا مناسب ہے اسمین جو کچہ اونکی مصلحت ہو وہ کرین لیکن جس قسم کی کاروائی کرنا چاہین پہلے اوسکی اطلاع سرکار مین دیدیا کرین چنانچہ مولوی مہدیعلیخان نے ایک عرضداشت کا مسودہ سب کے سامنے فوراً پیش کیا اور مدار المہام بہادر نے حضور پر نور کی خدمت مبارک مین عرضداشت بہجوادی اعلیحضرت حضور پر نور کی پیشگاہ سے دو بجے اوسکے جواب مین فرمان صادر ہوا کہ سلطان نواز جنگ کے فساد کو دفع کرنیکا انتظام بالکل افسر جنگ کی رای پر چہوڑ دیا جاے پہر صبح تک اسی امر کا تذکرہ ہوتا رہا باتین کرتے کرتے صبح ہوگئی چہ بجے وہان سے اوٹہکر مین اپنے مکان کو آیا اور مرزا اسعد اللہ بیگ ہاشم نواز جنگ کپتان سید ادریس عوض بن باللبل افسران فوجی کو مینے طلب کیا اور اونمین سے ہر ایک افسر کو علیحدہ علیحدہ جو ہدایتین مناسب تہین کردین اوس وقت اس انتظام کے متعلق جو کیفیت مینے بطریق رپورٹ لکہی تہی وہ ذیل مین درج کیجاتی ہے

رپورٹ - بخدمت شریف نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی

حسب منشاء سرکار کل شام کو مین ہوا خوری کے طور پر مکہ مسجد کیطرف گیا تہا مکہ مسجد کے سوا چار مینار سلطان نواز جنگ بہادر کے مکان کے اطراف مین بہی سب جگہ پہر کر مینے دیکہا اسکے ساتہہ ہی مینے ایک تقریبی نقشہ مرتب کیا ہے جو ملاحظہ مین پیش کرتا ہون اس نقشہ کو دیکہنے سے ظاہر ہوگا کہ سلطان نواز جنگ بہادر کا مکان جنوبی جانب مین بالکل مکہ مسجد کی دیوار سے ملحق ہے اور اوسکی مغربی سمت کو حرم سرای شاہی کے محلات واقع ہین مشرق کی جانب بازار والونکی دوکانین اور دیگر باشندون کے

مکانات ہین شمال کیجانب شارع عام کی طرف ہی جو چار مینار سی پرانی پل کیطرف چلی گئی ہی اس نقشہ مین چار مینار کو بہان
جہان نشان (الف) اور جو محلہ کہ پاس موتی گلی ہے جہان نشان (ب) بنایا گیا ہی یہی وہ دو مقام ہین جسمین سلطان نواز جنگ بہادر
کی مکان پر مغرب اور مشرق کیطرف سی فوج کا حملہ ممکن ہی جب سلطان نواز جنگ بہادر آمادہ بغاوت ہونگی تو اونکا پہلا کام
یہ ہوگا کہ مکہ مسجد پر قبضہ کرلین اور جب مکہ مسجد سا مستحکم مقام اونکی قبضہ مین آگیا تو شہر کا بہت بڑا حصہ جسمین اعلیحضرت
کی زنانہ مبارک کی محلات بہی داخل ہین اونکی زد مین آجائیگا سلطان نواز جنگ کی پاس اونکی ذاتی سات سو عرب
اسوقت موجود ہین اسکی علاوہ سعید بن عبداللہ سالم بن احمد صالح بن احمد اونکی یہ تین معتبر جاوش ہین یہ سب ہفتہ
گذشتہ سی بلدہ کی عربون اور مولدونکو اسوقت تک نوکر رکہہ رہے ہین اور اونکا خیال ہی کہ پانسو عربونکی قریب وہ اور بہرتی
کرلین اسطرح پر سلطان نواز جنگ کی پاس بارہ سو مسلح عربون کی جمعیت ہوجائیگی جسمین سے نصف تو وہ غالباً مکہ مسجد پر
رکہینگے اور اوسکی چہت پر اونہین چڑہا کر چار مینار کی راستونکو روک لینگی اور شاہ علی بنڈہ تالاب میر جملہ بہتر گٹی کی طرف سے
سرکاری فوج کو آنے نہ دینگی باقی نصف جمعیت شمالی راستہ جو چار مینار سی پرانی پل کیجانب گیا ہی وہ اوسکو بآسانی بند کردینگی۔
ایسی حالت مین بارہ سو عربونکی نشانہ کی سامنی ایسی تنگ راستون سے اونکی مکان تک فوج کی پہنچنے مین بہت کچہہ کشت و خون ہوگا چونکہ
قلب شہر مین اونکا مکان واقع ہی اسلئی توپخانہ سی وہان ہم کچہ کام نہین لیسکتے توپ چلانیسے صرف اونکی مکان ہی کو نقصان
نہ پہونچیگا بلکہ محلات حرم شاہی اور شہر والونکی مکانونکو بہی نقصان عظیم ہوگا اس لئی میری رائے ہی کہ جسوقت تک ہم اپنا فوجی
انتظام نکرین اوسوقت تک اونکو مجلس کی تجویز سنانیکی لئی تاریخ مقرر نکیجائے جو فوجی انتظام ہمکو کرنا ضرور ہوگا وہ مختصر
ہے کہ سب سے اول ہمین مکہ مسجد پر پورا قبضہ کرلینا چاہئے وہان ایکسو جوان اور ایک توپ اوسکی چہت پر چڑہا کر اوسکی اندر اور باہر
جسقدر فوج مناسب ہے کہڑی کردیجائے جو راستہ چار مینار سی سلطان نواز جنگ کے مکان کی دروازہ پر ہوکر پرانی پل کو جاتا ہی اوسکی شمالی
سمت مین علی الاتصال دوکانین بنی ہوئی اونکی عقب مین اہل شہر کی مکانات ہین جنمین ایک منزلہ اور دو منزلہ سب طرح کی عمارتین ہین اور ایسی

اونکی مکان کی شرقی جانب بہی مکانات اور دوکانین ہین ان مکان والون اور دوکاندارونکو مخفی طور پر فہمایش کی کہ ایسا نہیں تو بہت
کیا جاوے کہ اونکو مکانونکی اوپر جگہ دیجاوے ہماری فوج کے آدمی آ کر سیڑہی چڑہین جب بندوبست ہو جاوے تو پانچ سو آدمی پلٹن کے انکی مکانونکی پیچہے رستو
یا جس طرح مناسب ہو فوراً پہنچ جاوین اور ایسی احتیاط سے وہان جاوین کہ کسیکو اسکی ہوا تک نہ پہنچے جسقدر سپاہ ہمارا ہو نہایت حزم و استقلال سے
اور بالکل خفیہ طور پر ہو کہ بجز اون لوگون کے جو اس بندوبست مین ہمارے شریک ہین کسیکی کان تک اسکی صدا نہ پہنچے اور ہمارے جو سپاہی ان
مقامات پر جاوین وہ سب جانگیہ اور معمولی سفید لباس مین بندوقین اپنی رومالون یا چادرون مین سطور سے چہپا ہوئی اپنی موقع معینہ تک
پہنچ جاوین کہ کسیطرح لوگونپر فوجی ہونیکا شبہہ نہ ہو کسی مکان مین سو سپاہی کسی مین پچاس یا اس سے زیادہ غرض مکان کی گنجایش اور
ضرورت کی لحاظ سے ہر جگہ سپاہی بٹہا دیجاوین اور ایسی موقع سے بٹہین کہ اونکی بندوقونکی زد سلطان نواز جنگ کے دروازہ و بالاخانہ
ہو تا کہ بحالت مخالفت اونکی آدمیونکا سر نکالتی ہی کام تمام کر دیا جاوے بجاے اسکی کہ وہ ہمارے اوپر رہتی رکہین اونکی مقابل کے بالاخانونسی سطح ہم او
کر لینگی اگرچہ بندوبست خاطر خواہ کامیابی کیتہا مجلس کی تجویز سلطان نواز جنگ کو سنانی سی ایک رات پہلی ہو جاتا تو ہمکو بہی
امید ہے کہ سرکاری فوج کو پوری کامیابی ہوگی جسوقت سلطان نواز جنگ کو مجلس کی تجویز سنائی جاوے تو اونسی کہدیا جاوے کہ سرکار عالی
ذیشان نے تقدم بالحفظ اپنا فوجی انتظام ایسی طرح سے کر لیا ہے آپکے مکان کے سامنے مکانون اور دوکانون مین پانسو سپاہی شب گذشتہ سے مسلح
موجود اور تیار ہین اور ایسے ہی مکہ مسجد کی چہت کے اوپر بہی ایک توپ لگا دیگئی ہے اور پانسو مسلح سپاہی وہان تیار ہین اگر آپ فسادیہ ہی پر ہاتہ
یا پاون ہلائینگے تو ایک لحظہ مین آپکا مکان توپونسی اڑا دیا جاویگا چونکہ توپ مکہ مسجد کی چہت پر رکہی گئی ہے اسکی زد خاص آپکے
مکان ہی پر ہے اور مقابل کیطرف پلٹن کے سپاہی آپکی آدمیونکو چن چنکر مار ڈالینگے سامنی کی طرف بہی اگر آپکا کوئی آدمی نکلیگا
تو وہ بہی مارا جاویگا نہ بچ سکیگا اس انتظام کو سنتے ہی یقیناً سلطان نواز جنگ کے خیالات ٹہیک ہو جاوینگے اور اونکو تعمیل حکم سرکار
کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوگا یہ سب کام آج شب کو مین کرونگا مکہ مسجد کی اوپر مخفی طور پر توپ چڑہا کی اوسکے بالاخانہ کا دروازہ مین
بند کر دونگا کہ وہان کوئی دوسرا آدمی جا نسکے اور آس پاس کے رہنے والون اور دوکاندارونکے اتفاق سے مخفی طور مین

یہہ بندوبست کرلونگا کہ جسوقت ہمارے آدمی وہان آئین تو وہ فوراً اونہین اپنی یہان جگہ دیدین بلکہ جہانتک ممکن ہوگا اونکی مکانونکی کنجیان
اونسے لیجاینگی اور سب انتظام اچہی شب مین کرلیا جائیگا مسٹر لیوٹ کے سپہی کی تعینی ضرور ہوگا کپتان میاد ویلیس کو دوسرے چار افسرونکے ساتہہ مقرر کیا
کردہ جاکر دروکا مدار دن ہم مکان انکے حوالہ کرین اور جتنی امکان انکے مکانونکی کنجیان ولیلی لیلین اسکی تعینی اس وضع کی ایک چہوٹی
توپ بیکس لیجہ ندر مکان اور اسکی پیتی کہولکر علیحدہ علیحدہ کپڑون مین ملفوف کرا اوسکو کوئی نہ دیکہے اور میر حسن علیصاحب مہتمم مکہ مسجد اور انکے فرزند
میر عابد علیصاحب کو اطلاع دیکر یہ بندوبست کیا کہ وہ شب کے گیارہ بجے مکہ مسجد کے دروازہ پر آکر مجہسے ملین اور مکہ مسجد کا دروازہ توپ کے لیجانیکا
یہ بندوبست کیا کہ توپ کو دس آدمی اور توپ کے ہر ایک پیتی کو ایک ایک آدمی اور اوسکی اسٹانڈ کو تین آدمی کل تیس آدمی توپ کے پرزے
لئے ہوئے شب کو ہمارے ساتہہ تہے مین اور مرزا عبداللہ بیگ اور یہ ساتون سپاہی لباس بدلے ہوئے مکہ مسجد پہنچے جسوقت ہم دروازہ پر
میر حسن علی مع اپنے فرزند میر عابد علی کے موجود تہے انہون نے کہا مسجد مین اسوقت کوئی نہین ہے تمام نمازی نماز سے فارغ ہوکر چلے گئے پہر
انہون نے مسجد پر چڑہنے کیلئے سیڑہیون کا دروازہ کہولدیا مین مرزا عبداللہ بیگ گائیڈ میجر ساتون سپاہی توپ کے ساتون ٹکڑے لیکر
اوپر چڑہے اسوقت میر عابد علیصاحب کے پاس ایک چہوٹی سی لالٹین تہی جسکو وہ اپنے ساتہہ چہپائے ہوئے لائے تہے اوسکی دہندلی روشنی مین
ہمکو سیڑہیان کچہہ کچہہ نظر آتی تہین وہ بہی ہمارے ساتہہ ساتہہ اوپر تک گئے میر حسن علی کو سیڑہیون کے پاس دروازہ پر چہوڑ دیا
کہ اگر کوئی شخص اوپر آنیکا قصد کرے تو اوسکو ایسی طور پر سمجہادین کہ کسی قسم کا شبہ پیدا نہو مکہ مسجد کی چکردار سیڑہیون پر چڑہنے
کا اتفاق ہوا ہے وہ لوگ سمجہہ سکتی ہین کہ اوسوقت شبکی تاریکی مین توپ کے نہایت بہاری پرزونکو لیکر سیڑہیونپر چڑہنا کیسا دشوار
کام تہا یہ سیڑہیان بیک پیچ کے اندر گردش کرتی ہوئی اوپر چلی گئی ہین یہانتک راستہ مین جا بجا روشندان بنے ہوئے ہین جنمین کبوتر رہا کرتے ہین جسوقت
ہم اوپر جارہے تہے تو ہماری آہٹ پاکر کبوتر اڑنے لگے کبوترونکا اسوقت اڑنا ہمارے مقصود کے بالکل خلاف تہا ہم چاہتے تہے کہ کسیکو کانونکان خبر تک
نہو اور جلد فتح یاب ہون ہمارا کام انجام پہنچا سیڑہیون سے ہم نہایت آہستہ آہستہ اندر آئے اور گہنٹہ بہر مین چہت کے اوپر پہنچے اور پہنچکر ہم لوگون نے تہوڑی دیر
آرام لیا پہر ہمنے چارون طرف چہت پر پہرکر تمام تفصیلات پر غور کیا جنوب کی طرف حضور پرنور کے زنانہ محلات پر پوری نظر پڑتی تہی جسکو

جلتی ہوئی چراغ اچھی طرح نظر آتی تھی شمال کیجانب سلطان نواز جنگ بہادر کی مکان کی چھت اور اندر کا صحن وغیرہ اور انکی چراغ جلتی ہوئی دکھائی
دیتی تھی پھر ہم نی توپ کو کپڑے میں سے کھولا اور تمام پرزوں کو ملا کر پہیوں پر چڑھایا اور توپ کا رخ سلطان نواز جنگ کے مکان کی جانب کر کے جب بیٹھے
اوسکی شکست کا خیال کیا تو معلوم ہوا اگر توپ کا ایک گولہ بھی یہان سے چلایا جائیگا تو انکی پلنگ تک تختہ پہنچ سکیگا اور انکی گھر کے
اندر ہی اندر ہم انکی تمام آدمیوں کو چن چن کر مار سکینگے اور ہمین سے ایک بھی ہماری توپ کی زد کی سامنے بچکر نکل سکیگا بلکہ شل کر کے دو گولون سے
اونکا سارا گھر تہ و بالا ہوجائیگا پھر مینے چھ سپاہیوں اور ایک حوالدار کو وہان چھوڑا اور انسے یہ کہدیا کہ دروازہ کو اندر سے بند کر لیں اور ایک
لفظ مخفی پیرول کا انکو بتادیا کہ جو شخص یہان آئے اوس سے وہ پیرول کو پوچھیں اگر بتادے تو اوسکو اندر آنے دیں ورنہ کسی شخص کے لئے دروازہ نہ کھولیں
پھر ہم ڈیڑھ بجے بعد نیچے اوترے دروازہ سے باہر نکلتے ہی سپاہیوں نے اوپر کا دروازہ بند کر لیا جب ہم باہر آئے تو حسن علی صاحب بہت پریشان کھڑے تھے
کہنے لگے کہ کبوترونکی آواز سنکر بیجا سا شبہ گذرا یقین کی تو ہمسائے ابھی بیدار تھے اور مجھسے پوچھتے تھے کیا ہے مینے کہا بلی ٹرہ ملی ہو
یہان کچھ نہیں ہے یہ سنکر وہ لوگ اپنے چلے گئے اور کپتان سیارو نے بھی اپنا کام پورا کر لیا چار مینار اور بڑے پل کے راستے شمالی مکانوں اور سرہ کانوں کے
بالاخانون پر پیچھے کی راستوں سے پلٹن کو دوسو جوانونکو لا کر بٹھا دیا اور انکو ہدایت کر دی کہ جسوقت چار مینار کے پاس سے تین آلٹ جلی اتفاقیہ
چھوڑی جائیں تو اوسوقت جو عرب سلطان نواز جنگ کے دروازہ آتے جاتے دکھیں انپر بندوقین فیر کیجائیں اس کام کیلئے اچھی طرح مستعد رہیں اسکے بعد
ہم لوگ اپنی اپنی قدم اوٹھاتے ہوئے بااحتیاط تمام سالار جنگ بہادر کے پاس پہنچے سالار جنگ بہادر اوسوقت تک بیدار تھے وہ مجھکو فرمانے لگے
کہ مجھکو بہت فکر تھی کہ اگر عربونکو معلوم ہوجائیگا کہ افسر جنگ بہادر خود توپ لیکر تنہا مکہ مسجد پر گئے ہین تو وہ لوگ ضرور مزاحمت کرینگے
پھر خدا جانے کیا پیش آتا ہے۔

غرض کہ مین نے سالار جنگ بہادر سے سب کیفیت بیان کر کے عرض کر دیا کہ اب سب انتظام
ہوگیا ہے آپ صبح ہوتے ہی سلطان نواز جنگ بہادر کو کمیٹی کی تجویز سے اطلاع دیسکتے ہین چونکہ مین اوس روز بہت
تھک گیا تھا اسکے بعد سالار جنگ ہی کی ڈیوڑھی مین سو رہا جسوقت صبح کو اوٹھا تو راجہ گردہاری پرشاد

گہوڑے پرسوار ہوکر فرن ہل کو تشریف لائے۔ اور اس مقام کو ملاحظہ فرماکر بہت پسند فرمایا۔ مین نے اوسوقت عرض کیا کہ اگر ایک روز بندگانعالی غریبخانہ مین تشریف فرما ہوکر طعام خاصہ نوش فرماین تو عین بندہ نوازی ہوگی۔ بندگان حضرت نے میرے اس معروضہ کو بمقتضاے مراحم خسروانہ منظور فرمایا۔ اور ساتوین جمادی الاول ۱۳۰۲ھ ہجری کو حضور پرنور گولکنڈہ فرن ہل مین ڈنر کے لئے رونق افزا ہوئے۔

امراے دولت سے سالار جنگ بہادر۔ نواب نیر الملک بہادر ہمراہ رکاب اقدس تہے اور باجازت حضور پرنور کپتان کلارک صاحب اور مسٹر کرون بہی ڈنر مین مدعو کئے گئے اور مصاحبین وغیرہ کل ملکر چوبیس مہمان میز پر بیٹھے۔ ڈنر کے بعد قدر قدرت اعلیحضرت دیر تک روشنی اور آتشبازی ملاحظہ فرماتے رہے۔ فرن ہل کے سامنے جو بڑا حوض ہے اوسکے اطراف مین روشنی کی گئی تہی اور بالا حصار پر آتشبازی گاڑہی گئی تہی۔ اعلیحضرت قریب گیارہ بجے شب کے فرن ہل سے محلسراے شاہی واقع گولکنڈہ مین مراجعت فرما ہوئے۔

سالار جنگ بہادر مع کپتان کلارک صاحب گاڑہی مین سوار ہوکر چاندنی مین گنبدون کی طرف ڈرایو کو گئے۔ اسکے بعد قریب دس روز کے سواری مبارک گولکنڈہ مین رونق بخش رہی پہر اعلیحضرت بلدہ کیطرف تشریف فرما ہوئے۔

اعلیحضرت حضور پرنور کا شیر کے شکار کیلئے توپران کی طرف ۲۳ جمادی الاول ۱۳۰۲ھ کو رونق افزا ہونا

امرآباد جو کہ صوبہ جنوبی مین واقع ہے وہان کے جنگل او شکار کا احوال سُنکر خواجہ امین الدین۔ فاضل بیگ کو معہ چند شکاریون کے مین سنے روانہ کیا۔ اور شیخ عبدالرحمان۔ مرزا بہادر بیگ توپران کو بہیجے گئے دونون سمتونمین سوارونکی ڈاک بٹہلادی گئی تاکہ وقت بوقت گارے کی خبر پہونچائین۔

توپران کے جنگل سے دو شیرون کی کیفیت معلوم ہوتے ہی شکاریون کو گارے باندہنے کے لئے حکم دیا گیا اور شکاری سامان اور خیمہ جات سرکاری اوس طرف بہیجے گئے۔

حضور پرنور مع نواب وقار الامرا بہادر لارڈ رانڈالف چرچیل جو کہ ولایت سے بتقریب سیر یہان آئے تہے۔ کرنل گیانی کا نواب مختار الملک۔ نیر الملک۔ افسر جنگ۔ نادر جنگ۔ میر ممتاز علیخان۔ محبوب یار جنگ۔ میر حافظ علی خان۔ قادر جنگ۔ سید علیصاحب۔ حکیم الممالک۔ ۲۳ جمادی الاول ۱۳۰۲ہجری مطابق ۱۱ مارچ ۱۸۸۵عیسوی روز چہارشنبہ کو بلدہ سے سوار ہوئے۔ توپران بلدہ سے ۳۷ میل پر واقع ہے مقام میڑچل تک سواری مبارک بگھیون مین رونق افروز ہوئی۔ اور وہان سے توپران تک تانگون مین اور اوس سے آگے چار میل تک

گہوڑون پرسوار ہوکر دس بجے لشکر مین داخل ہوئے۔

اعلیحضرت سے نے چائے نوش فرماکر فیل خاصہ یاد کیا شیر کا جنگل اس مقام سے قریب تہا ۱۲ بجے تک سب انتظام کر لیا گیا ہر ایک شخص اپنے مقام پر استادہ ہوا ہانکہ شروع ہوتے ہی ایک گاؤن والے نے جو سامنے کے درخت پر بیٹہا ہوا تہا آواز دی کہ شیر جاتا ہے حضور پرنور نے اوسپر ایک گولی چلائی اسکے بعد لارڈ راندڈالف چرچیل نے بہی دو ضرب رئفل سر کئے۔ شیر زخمی ہوکر دوسری جگہ چلا گیا۔ تہوڑی دیر تک اوسکی تلاش کی گئی لیکن کچہ سراغ نہ ملا۔

قریب مغرب کے سواری مبارک کیامپ مین واپس آئی۔ دوسرے روز گارا نہین ہوا اس لئے ٹینٹ پگنگ و شیپ کٹینگ وغیرہ کا انتظام کیا گیا۔

حضور پرنور دام سلطنتہٗ مع لارڈ راندڈالف چرچیل سر شام برآمد ہوئے۔

دیر تک نیزہ بازی اور دوسری اسپورٹس ملاحظہ فرماتے رہے لارڈ راندڈالف چرچیل نے واپس جانے کے لئے اجازت چاہی وہ رخصت ہوکر ریذیڈنسی کو گئے کرنل گیالٹی کا بہی سکندرآباد کو روانہ ہوئے۔

دوسرے روز قریب آٹہہ بجے کے جنگل سے گارے کی خبر آئی ہانکہ کا بندوبست ہوا حضور پرنور کا ہاتہی ایک ایسے مقام پر کہڑا کیا گیا جس جگہ دو نالون کی شاخین ملتی تہین ہاتہی ایک درخت کے پیچہے کہڑا کیا گیا تہا کہ جب شیر نالہ سے نکلکر میدان مین آئے تو یکایک اوسکی نظر ہاتہی پر نہ پڑے۔

حضور پر نور کے دہنی طرف سر سالار جنگ نے مع نادر جنگ کے اور بائین طرف نواب وقار الامرا ومحتشم جنگ نے اپنے اپنے ہاتہی کہڑے کئے اطراف کے درختون پر آدمی بٹہلا دیے گئے تا کہ شیر پر بخوبی نظر رکہین۔

اندازاً ڈیڑہ میل سے ہانکہ شروع ہوا۔ اعلیحضرت حضور پر نور نے اوسوقت ملاحظہ فرمایا کہ چند طاؤس آواز دیتے ہوے ایک سبز جہاڑی مین سے اوڑگئے۔

مین نے بندگان حضرت کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ طاؤس ہمیشہ اوسی وقت آواز دیتے ہین جسوقت شیر اونکو نظر آتا ہے یا جبکہ شیر نزدیک ہو اور شیر اوٹہکر جاے تو اوسوقت طاؤس اس قسم کی آواز دیکر اوڑ جاتے ہین۔ جنگل مین شیر کے نزدیک کوئی جانور نہین جاسکتا۔ سب چرند اور پرند اوس سے خوف کرتے ہین بخلاف طاؤس کے کہ وہ جس جہاڑی مین کہ شیر بیٹہا ہو چلا جاتا ہے شیر کے نزدیک پہرتا ہے اور جب شیر سو جاتا ہے تو وہ اوسکے جسم کی گونچڑیان چن چن کر کہاتا ہے اور ہمیشہ شیر کو دیکہکر ایک خاص قسم کی آواز کرتا ہے جسکو تجربہ کار شکاری سنکر سمجہہ سکتے ہین کہ طاؤس نے شیر کو دیکہا۔

غرض جس جہاڑی مین طاؤسون نے آواز دی تہی اوسمین سے شیر اوٹہکر سیدہا سالار جنگ کیطرف آیا مگر اتفاق سے سالار جنگ کسی ضرورت کیوجہ سے اپنے ہاتہی کو میدان مین لیجا کر اوتر گئے تہے اور نادر جنگ ہاتہی کے نزدیک پیادہ کہڑے ہوئے تہے شیر نے جب ہاتہی کو اپنے راستہ مین کہڑا دیکہا تو وہ ہاتہی

پلٹ کر ایک جھاڑی مین بیٹھہ گیا خواجہ امین الدین جن کے تفویض سگان شکاری ہین وہ سب شکاری کتون کو علٰحدہ کھڑا کر کے خود ایک درخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہون نے جب شیر کو آتے ہوئے دیکھا قبل از آنکہ ہانکہ اون کے پاس پہونچے اونہون نے درخت سے اوتر کر شیر پر کتے چھوڑ دئے اور جھاڑی کے پیچھے سے مع چند شکاریون کے شور و غل کرنا شروع کیا تاکہ شیر بندگان حضرت کی طرف جائے شیر نے جب کتون کو دیکھا۔ اور آدمیون کے شور و غل کی آواز سُنی اوسیوقت اپنی جگہہ سے اوٹھکر نالے نالے سیدھا بندگان حضرت کی طرف چلا۔ حضرت نے جس وقت رئفل اوٹھائی مین نے خواص سے ہر چند دیکھا لیکن مجھے سامنے کچھہ نظر نہ آیا۔

یکایک شیر نے جھاڑی مین سے سر نکالا اوسوقت مین نے دیکھا کہ حضرت خاص اوس مقام پر اول سے اپنی رئفل کی شست باندھے ہوئے منتظر تھے۔

اودھر شیر کا نالے کی جھاڑی مین سے سر نکالنا۔ اور ادھر اعلیحضرت کا رئفل چلانا گولی فورففٹی اکسپرس کی برابر گردن مین لگی شیر کا سر اور شانہ جھاڑی کے باہر اور کمر اور پچھلے پاؤن جھاڑی کے اندر رہے اور اوسی جگہ زمین پر گر گیا۔

چند منٹ تک حضرت نے اوسی جگہ پر توقف فرمایا تاکہ ہانکے کے لوگ نزدیک آجائین۔

اوسوقت جنگل مین ہانکے والون کا شور و غل کرتے ہوئے نزدیک آنا۔ اور جو لوگ کے درختون پر بیٹھے تھے اونکا درختون پر سے اوتر اوتر کر مچانیان اوٹھانا

لئے ہوئے شیر کی طرف دوڑنا شکاریون کا فرط خوشی سے آسمان کے طرف بندوقین چلانا۔ اور آواز کرتے ہوئے ایک دوسرے کو مبارکباد دینا۔ اپنی سرون کی پگڑیان اوتار کر ہپ ہپ ہرا کے نعرے مارنا یہہ سب امور ایک عجیب کیفیت دکہا رہے تہے۔

شکاری لوگ شیر کو ہاتہی پر ڈالکر باجا بجاتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے لشکرگاہ مین لائے شب کو اعلیحضرت حضور پرنور نے خیمہ مین استراحت فرمائی دوسرے دن صبح کو وہان سے روانہ ہوکر شام کے قریب بلدہ مین رونق بخش ہوئے

راولپنڈیکا دربار

گذشتہ سال سے اخبارون مین یہہ خبر مشہور ہورہی تہی کہ امیر عبدالرحمانخان والی افغانستان کو لارڈ ڈفرن نے دعوت دی ہے وہ ہندوستان آنے والے ہین چنانچہ راولپنڈی مین اون کے پہونچنے کی تاریخ ۲۷ مارچ ۱۸۸۵ء عیسوی مطابق ۹ جمادی الآخر ۱۳۰۲ہجری قرار پائی۔ اور اسی کے ساتہہ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے رزیڈنٹ صاحب حیدرآباد کو ایک مراسلہ موصول ہوا جسمین لکہا تہا کہ امیر صاحب کابل جب راولپنڈی آئینگے تو لارڈ ڈفرن ویسرائے گورنر جنرل ہند وہان بڑا دربار منعقد کرینگے اور اوسمین پنجاب کے رئیس جو راولپنڈی کے قریب و جوار مین رہتے ہین شریک ہونگے اور جو بڑی بڑی ریاستین دور دور واقع ہین اون کی

طرف سے دربار کی شرکت کے لیے اون کے سفیر اور قایم مقام آئینگے اگر حضور پر نور
کی مرضی مبارک ہو تو حیدر آباد سے بہی ایک ڈپوٹیشن راولپنڈی کو بہیجا جاے اس
ڈپوٹیشن کو راولپنڈی مین امیر صاحب کے پہونچنے سے دو روز قبل پہونچ جانا چاہیے
تاکہ باطمینان دربار مین شریک ہوسکے۔ اعلحضرت نے اوس ڈپوٹیشن مین جانے کے
لئے نواب منیر الملک بہادر فرزند اصغر سر سالار جنگ اوّل۔ اور مجہکو۔ اور میجر گاف صاحب
ملٹری سکرٹری اور مسٹر فریدون جی کو منتخب فرمایا۔ حسب الحکم اقدس ہم لوگ ۲۱ مارچ
۱۸۸۵ء عیسوی مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۰۲ء ہجری کو حیدر آباد سے روانہ ہوئے۔

راستہ مین ایک روز بمبئی مین قیام کر کے بڑودہ پہونچے۔ اوس زمانہ مین ہندوستان
ریلوے کی لاین بمبئی سے بڑودہ ہو کر جاتی تہی۔ مہاراجہ بہادر بڑودہ کی طرف سے ہماری
مہمانی کا انتظام کیا گیا۔ اور اون کے خاص باغ مین ہمارے قیام کے لئے تجویز ہوئی۔
اوس زمانہ مین رانی صاحبہ کا مزاج کچہ ناساز تہا مہاراجہ اور رانی صاحبہ شہر کے باہر ایک باغ
مین قیام پذیر تہے جس روز ہم بڑودہ پہونچے اون سے اوس روز ملاقات نہوئی لیکن قاضی
شہاب الدین صاحب مدار المہام ریاست بڑودہ چار بجے ہماری ملاقات کے لئے
آئے شب کو بڑودہ کے رزیڈنٹ سر جان واٹسن نے رزیڈنسی مین ہمکو ڈنر کی دعوت دی۔

دوسرے روز ہم مہاراجہ صاحب بڑودہ کی ملاقات کو گئے یہہ مہاراجہ نہایت
خلیق ہین اور ریاست کے کامون مین بدل متوجہ رہتے ہین حیدر آباد کی الگزاری کے
متعلق دیر تک باتین کرتے رہے اور اپنے ملک کے ذرایع آبپاشی وغیرہ کا بہی ذکر

نواب منیر الملک بہادر سے کیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ مہاراجہ صاحب کو انتظامی ابواب مین بخوبی معلومات ہے۔

دوسرے روز ہم مہاراجہ صاحب سے رخصت ہوکر بڑودہ سے روانہ ہوئے اور ۲۵ مارچ کو راولپنڈی مین داخل ہوئے۔ اس موقع پر مین راولپنڈی کا مختصر احوال کچھ تحریر کرتا ہون۔

راولپنڈی افغانستان کی سرحد پر واقع ہے۔ یہان سے آٹھ میل پر قلعہ جمرود ہے اور اوسکے آگے قریب آٹھ میل سے خیبر شروع ہوتا ہے راولپنڈی کے پہاڑون کا سلسلہ مری کے پہاڑون سے ملکر دریائے جہلم کے کنارہ کنارہ کشمیر کی سرحد تک منتہی ہوتا ہے افغانستان کی سرحد پر ایک فوجی چھاؤنی رہتی ہے گویا یہہ جگہ افغانستان کا دروازہ سمجھی جاتی ہے۔ راولپنڈی سے جمرود اور جمرود سے گزر کر خیبر کے پہاڑون پر سے گزر کر علی مسجد اور علی مسجد سے سیدہے جلال آباد کو جاتے ہین۔ راولپنڈی مین امیر کے آنے کا اسی راستہ سے انتظام کیا گیا تھا۔

گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ہمارے قیام کے لئے ایک بنگلہ کرایہ لیا گیا تھا ہم اوسی بنگلہ مین فروکش ہوئے۔

بنگال کیمپ ہماری فرودگاہ سے قریب تھا۔ سرچارلس گاف اور سرہیوگاف اوسی کیمپ مین تہے میجر گاف صاحب جو ڈپوٹیشن مین شریک تہے اپنے بہائیون سے ملاقات کرکے خوش ہوئے اون سے ہماری بہی ملاقات ہوئی۔ کرنل مارشل اور دوسرے

چند فوجی افسرون سے بہی جو اوس کیمپ مین شریک تہے ملاقات کا اتفاق ہوا پنجاب کیمپ کے افسرون نے ہمکو اپنے مس ہوس کا آنریری ممبر بنایا ہم اکثر صبح وشام اوس جگہ جاتے اور اپنے احباب سے ملتے تہے۔

۲۷ مارچ ۱۸۸۵ عیسوی کو امیر عبدالرحمان خان والی کابل راولپنڈی مین داخل ہوے امیر صاحب کے لیئے راولپنڈی مین ایک بڑا عالیشان مکان آراستہ کیا گیا تہا اوسمین کشمیری شال کا ایک خیمہ اور شال ہی کا شامیانہ نصب کیا گیا تہا دروازون پر برٹش فوج کے پہرے تہے شام کے چار بجے امیر صاحب مع اپنے ہمراہیون کے اپنی فرودگاہ مین داخل ہوے صبح کو تمام فوج کی پریڈ تجویز کیگئی تہی۔ مقررہ جگہ کثرت بارش کے سبب سے پریڈ کے قابل نہی تہی اسلئے دوسری جگہ تجویز کرنی پڑی۔

دس بجے لارڈ ڈفرن اپنے خیمہ سے پریڈ کے ملاحظہ کے لئے نکلے امیر صاحب کی قیامگاہ راستہ پر تہی اسواسطے یہہ انتظام کیا گیا تہا کہ جسوقت لارڈ ممدوح امیر صاحب کی فرودگاہ پر پہونچین تو امیر صاحب اپنے مکان سے پریڈ کو جانے کے لئے اونکے ساتہہ ہوجاین۔ لیکن لارڈ صاحب جب اون کے قیامگاہ پر پہونچے تو امیر صاحب کو تیار نپایا اسواسطے جناب ممدوح کو پانچ منٹ تک انتظار کرنا پڑا۔ جب باہر نکلے تو اس شان سے نکلے کہ ایک ترکی یابو پر سوار تہے سر پر استراخان کی ٹوپی۔ کمر مین تلوار اور کوٹ پر وہ افغانی تمغے لگے تہے جنہین خود امیر صاحب نے اپنے واسطے ایجاد کیا تہا ساتہہ ستر سپاہی ہمراہ تہے جنمین سے نصف سوار اور نصف پیادہ تہے امیر صاحب کے

خاص گہوڑے کے پیچہے چار پانچ سائیس تہے اونمین ایک قلیان بردار بہی تہا جو
حقہ لئے ساتہہ تہا۔

لارڈ ڈفرن کی سواری کے ساتہہ اونکا باڈی گارڈ اور برٹش رجمنٹ کا ایک
اسکارٹ تہا یہہ فوج پہلے نہایت قاعدہ اور تہذیب سے چل رہی تہی جب امیر صاحب
کے آدمی ایک پیر اگندہ غول کی طرح اندر سے نکلے لارڈ ڈفرن کے اسکارٹ کے
اودہر اودہر ایسے منتشر ہو گئے جیسے کسی میلے یا تماشے مین جاتے ہون۔ لارڈ ڈفرن کی
سواری کا باقاعدہ اسکارٹ اور باڈی گارڈ اون سے درہم برہم ہو گیا غرض امیر صاحب
نے نکلکر پہلے لارڈ ڈفرن سے ہاتہہ ملایا پہر اون کے ساتہہ ساتہہ پریڈ گاہ کو روانہ ہوئے
ساڑہے دس بجے پریڈ گرونڈ پر پہونچے سلامی کی توپین سر ہوئین سر ڈانلڈ اسٹوارٹ
کمانڈر انچیف آف انڈیا نے سلامی ادا کی۔ لارڈ ڈفرن نے جہنڈے کے پاس قیام کیا
اور اونکے دست راست پر امیر صاحب اور دست چپ پر جنرل ہارڈونگ کمانڈر
انچیف بمبئی آرمی سر فریڈرک رابرٹ کمانڈر انچیف مدراس آرمی۔ لفٹنٹ گورنر
پنجاب لفٹنٹ گورنر بنگال اور دوسرے سیول اور ملیٹری افسر کہڑے ہوئے ہماری
حیدر آباد ڈپوٹیشن۔ اور نیپال ڈپوٹیشن دونون کو شاہی نشان کے قریب جگہ دیگئی
جہان سے لارڈ ڈفرن اور امیر صاحب کی گفتگو بخوبی سن سکتے تہے کرنیل ٹالبرٹ صاحب
جو ویسرائے اور امیر صاحب کے درمیان ترجمان تہے دونون کے درمیان پیادہ
کہڑے تہے جو کچھ امیر صاحب کہتے وہ اوسکا ترجمہ لارڈ ڈفرن کو انگریزی مین اور جو

لارڈ ڈفرن فرماتے اوسکا ترجمہ فارسی مین سمجھا دیتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد فوج کا
مارچ پاسٹ شروع ہوا سر ڈانلڈ اسٹوارٹ کمانڈر انچیف انڈین آرمی سب فوج سے
آگے گذرے جو افسر لوگ سب کے بعد دیگرے سلامی دیتے جاتے تھے امیر صاحب خود اونکا
سلام لیتے تھے جب فوج کا مارچ پاسٹ ختم ہوگیا تو لارڈ ڈفرن نے امیر صاحب سے
واپسی کے لئے اشارہ کیا۔ امیر صاحب نے مختصر الفاظ مین برٹش آرمی کی خصوصاً
انگریزی لوپخانہ کی بہت تعریف کی بعد ازان ویسرائے بہادر اور امیر صاحب دونون
جس راستہ سے آئے تھے اوسی راستہ سے اپنے مستقر کو واپس گئے دوسرے روز
شام کے وقت ویسرائے بہادر نے امیر صاحب کے لئے ایک گارڈن پارٹی قرار دی
تیسری روز دربار کی تاریخ تھی لیکن پریڈ کے بعد سے پانی اس کثرت سے برسنا شروع ہوگیا
تھا کہ ہر ایک کام درستی سے کرنا دشوار تھا

پریڈ کے دوسرے روز شام کو ہز رائل ہائینس ڈیوک آف کناٹ بھی آکر کیمپ مین
شامل ہوگئے تھے اونکا کیمپ جس موقع پر تھا اتفاقاً وہ مقام نشیب مین واقع ہوا تھا
تمام کیمپ مین پانی بھر گیا۔ پانی سے سامان کی حفاظت مین کاربردازان لشکر کو بڑی دقت
پیش آئی آخرکار یہہ مناسب سمجھا گیا کہ دربار کی تاریخ کچھہ روز کے لئے بڑہا دیجائے۔

جب مین نے سنا کہ دربار کی تاریخ بڑہا دی گئی ہے تو مجھے یہہ خیال آیا کہ درہ خیبر
کے مقامات شترگردن اور علی مسجد کے دیکھنے کا یہہ اچھا موقع ہے فرصت کو بیکار کھونا
چاہیئے۔ جب مین جنگ افغانستان مین گیا تھا تو قندہار کی جانب کوئٹہ اور سبی کے

اطراف کا علاقہ دیکھہ لیا تھا۔ لیکن خیبر کیطرف جانے کا اتفاق نہین ہوا تھا اس لیے مین اس طرف کو عازم ہوا۔ نواب منیر الملک بہادر اور میجر گاف صاحب سے جب مین نے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور کہا کہ اگر آپکا دل چاہے تو آپ بھی تشریف لے چلین کیونکہ درہ خیبر اور علی مسجد دیکھنے کے لایق مقامات ہین۔ اونہون نے عذر کیا کہ بارش کے موسم مین تکلیف ہوگی اگر موسم اچھا ہوتا تو ہم خود ارادہ کرتے غرض خوب بارش ہو رہی تھی مین عین بارش مین خیبر کی طرف گیا چونکہ گورمنٹ کی جانب سے تنہا جانے کے لیے ممانعت تھی اسواسطے کمشنر صاحب پشاور نے آٹھہ سپاہی اور ایک دفعدار کا اسکارٹ میرے ہمراہ متعین کردیا مین دس بجے کے قریب مقام جمرود مین پہونچا جہان سے درہ کا آغاز اندازاً تین میل کے قریب رہجاتا ہے۔

اس مقام پر خیبر پلٹن کی چھاونی تھی۔ اور اسکے کمانڈنگ افسر امیر دوست محمد خان کے شاہی خاندان سے تھے وہ میرے ساتھہ نہایت خاطرداری سے پیش آئے اور چاء اور قہوہ کی تواضع کی۔ اس کے بعد مین یہان سے بارہ بجے کے قریب درہ خیبر کو روانہ ہوا تین میل چلنے کے بعد درہ کی چڑہائی شروع ہوئی اسکی چڑہائی اسقدر رسیدہی اور بلند ہے کہ تین چار میل اوپر چڑہنے کے بعد نیچے کو دیکھنے سے اکثر لوگون کے سر مین چکر آجاتا ہے اور راستہ بھی ایسا تنگ ہے کہ بعض مقامات پر بجز ایک سوار کے دوسرا آدمی نہین چل سکتا اور راستہ بھی ایک ہے اسکے سوا دوسرا کوئی راستہ نہین۔

دو بجے کے قریب ہمکو شتر گردن اور علی مسجد دکھائی دی۔ علی مسجد پہونچنے کے

قبل ہمکو ایک پہاڑ پر سے گزرنا پڑا جو اونٹ کی گردن کی طرح کچھہ نیچا ہوکر پہر بلند ہوگیا ہے
اس لئے اوسکو شتر گردن کہتے ہین۔

علی مسجد۔ ایک چہوٹی سی مسجد ہے جو پہاڑ کے اوپر بنی ہوئی ہے لیکن وہانکے
لوگون سے کچہہ دریافت نہو سکا کہ اسکی وجہ تسمیہ کیا ہے میری ہمراہی مین ۱۰ انبگال لانسرز
کے ایک وفعدار تہے وہ علی مسجد کی لڑائی مین شریک رہے تہے۔ جن جن مقامات
سے سرکاری فوج نے چڑہائی کی تہی۔ اور جہان جہان لڑائی ہوئی تہی اونہون نے
مجہکو وہ سب مقامات دکہائے جن لوگون کو اس دشوار گزار مقام کے دیکہنے کا اتفاق
ہوا ہے اونہین اس امر کے سننے سے تعجب ہوگا کہ ایسے صعب المرور راستہ مین
انگریزی فوج کا گزر کیسے ہوا اور اسقدر جلد یہہ مقام کیونکر مفتوح ہوگیا اسکی بڑی وجہ
یہہ تہی کہ کابل اور ہندوستان کے درمیان تمام کوہستان مین افغانی نسل کے لوگ
رہتے ہین خصوصاً درہ خیبر کے اندر آفریدی قبایل کے افغان قابض اور دخیل ہین۔
امیر کابل کو ان لوگون پر بڑا بہروسا تہا۔ اور اونہین ہمیشہ سے کامل یقین تہا کہ درہ خیبر
سے کسی شخص کا آنا ممکن نہین اسلیئے کہ درہ خیبر خود بہی دشوار گزار مقام ہے اسکے علاوہ
بیس ہزار آفریدی افغان اس درہ کے قرب وجوار مین رہتے ہین۔ سب درہ ان کے
ہاتہہ مین ہے اگر کوئی فوج ہندوستان سے کابل پر حملہ آور ہوگی تو آفریدی افغان
درہ کو مسدود کرکے اون سے مقابلہ کرینگے انہین خیالات سے اونہون نے اوسکی
وجی مضبوطی کا کچھ انتظام نہین کیا تہا نہ علی مسجد نہ جلال آباد نہ گندمک مین کہین زیادہ

فوج نہین رکہی تہی اور نہ استحکام کیا تہا۔ البتہ علی مسجد مین میر آخور کچہہ تہوڑی سی فوج
کے ساتہہ باطمینان تمام آرام سے بیٹہے تہے اونکو کبہی وہم بہی نہ ہوتا تہا کہ انگریزی فوج
درہ خیبر سے گزر کرے گی چونکہ گورنمنٹ برطانیہ ہر ایک کام کو بڑی خرم اور دانشمندی
سے کرتی ہے کرنل وارٹبین صاحب کمشنر پولیس جو ایک بڑے دانشمند اور مدبر افسر تہے
اونہون نے انگریزی فوج کے کابل پر حملہ کرنے سے قبل ان آفریدیون کو ہموار کرلیا
تہا ان مفلس اور سادہ لوحون کا رجوع کرلینا کچہہ زیادہ مشکل کام نہین۔ تہوڑے سے
تحفہ تحایف اور زر نقد سے یہہ لوگ قابو مین آجاتے ہین آفریدی قبایل کے اغماض
اور چشم پوشی سے برٹش فوج ان دشوار گذار مقامات سے بہت جلد بلا زحمت
گزر گئی۔

جسوقت برٹش آرمی نے خیبر سے گزرنا شروع کیا تو آفریدی افغان پہاڑونکی
چوٹیون پر بیٹہے تماشا دیکہہ رہے تہے جو افسر کہ اس مارچ مین شریک تہے اونکا یہہ بیان
ہے کہ اگر آفریدی لوگ اوپر سے پتہر ہی پہینکنا شروع کردیتے تو فوج کو ایک قدم بہی
آگے بڑہانا مشکل ہوجاتا۔ انگریزی فوج کے درہ خیبر سے گزرنے کی خبر علی مسجد مین
میر آخور کو اوسوقت پہونچی جسوقت انگریزی فوج کا اڈوانس گارڈ جسمین گورکہا پلٹن تہی
درہ خیبر کی مسافت قطع کرکے شترگردن کے پیچہے پہونچ چکا تہا ایسے وقت مین ظاہر ہے کہ
میر آخور سے کیا ہوسکتا ہر چند میر آخور نے اپنی تہوڑی سی فوج لیکر مقابلہ کیا اور
شترگردن پر خوب لڑائی ہوئی۔ لیکن برٹش آرمی نے تین طرف سے حملہ کرکے علی مسجد

پر قبضہ کرلیا افغان وہان سے شکست کہانے کے بعد سخت پریشان ہوکر بہاگ گے
درہ خیبر سے برٹش آرمی کے گزرنے اور علی مسجد پر قبضہ کرنے سے یہہ ثابت ہوگیا کہ
افغانستان کی کنجی انگریزی سرکار کے ہاتہہ مین آگئی اب انگریزی فوج کو کابل پر چڑہائی
اور فتح کرنے مین کچہہ وقت باقی نرہی۔

میرے ساتہہ جو دفعدار تہے اون کی زبانی مجہے وہان کے کل حالات بخوبی
معلوم ہوگئے دو بجے سے شام تک ہم علی مسجد کے سب مقامات دیکھتے رہے۔
اسکے بعد وہان سے واپس ہوکر قریب چہے بجے کے راولپنڈی مین داخل ہوگئے
ہرچند بارش کی وجہ سے دربار کے انتظام مین بڑا خلل آگیا تہا لیکن پہر ہی خیمے اور شامیانے
بڑی شان وشوکت اور اہتمام سے آراستہ کئے گئے اور اونکے درمیان ایک تخت
بچہایا گیا جسپر زربفت کا فرش تہا اور تخت پر تین زرنگار کرسیان رکہی گئین دس بجنے
کے ساتہہ ہی اہل دربار کی آمد شروع ہوگئی۔ حیدرآباد اور نیپال ڈپوٹیشن کو تخت کے
قریب جگہ دیگئی تہی جسوقت سب اہالیان دربار جمع ہوگئے اور امیر عبدالرحمانخان
دربار کے خیمہ کے قریب آپہونچے تہے کہ یکایک نواب ویسرائے بہادر اور ڈیوک
آف کناٹ کی بہی آمد آمد ہوئی۔

امیر صاحب کے پہونچتے ہی فارن سکرٹری۔ ملٹیری سکرٹری اور ویسرائے
بہادر کے دو ایڈیکانگ استقبال کے لئے لب فرش تک آئے اتنے مین ویسرائے
بہادر اور ڈیوک آف کناٹ بہی آگئے اور تخت کے نیچے دونون نے امیر صاحب

مصافحہ کیا پہر تینون صاحب تخت پر چڑہ گئے ویسرائے بہادر درمیان کی کرسی پر اور اونکے دست راست پر امیر صاحب اور دست چپ پر ڈیوک آف کناٹ رونق افروز ہوئے کرنل ٹالبٹ جو ترجمان تہے۔ ویسرائے بہادر اور امیر صاحب کے درمیان کہڑے ہوئے چونکہ حیدر آباد ڈپوٹیشن تخت کے قریب تہا اس لئے جو باتین نواب ویسرائے اور امیر صاحب باہم کرتے تہے ہم اونہین بخوبی سن سکتے تہے طرفین سے اول مزاج پرسی ہوئی۔ پہر آب وہوا اور موسم اور کثرت بارش کی نسبت گفتگو ہوتی رہی اوسکے بعد نواب ویسرائے بہادر نے فارن سکرٹری کی طرف اشارہ کیا اونہون نے ایک کشتی مین ایک تلوار ویسرائے بہادر کے روبرو پیش کی جسکے قبضہ پر جواہر کا کام تہا ویسرائے نے کشتی کے سرپوش کو اوٹہا کر تلوار کو ہاتہہ مین لیا اور ایک مختصر سی اسپیچ دی جسکا ماحصل یہہ تہا کہ گورنمنٹ برطانیہ اور ریاست کابل کے درمیان رابطہ اتحاد اور وداد قایم ہے اور اوس سے دونون ملکون کو ہر طرح کے فوایدحاصل ہین۔ پہر ویسرائے نے وہ تلوار بطور اظہار اتحاد فیمابین امیر صاحب کو تحفتاً دی۔ اوسوقت نواب ویسرائے بہادر۔ امیر صاحب اور کل حاضرین دربار کہڑے ہوگئے امیر صاحب نے تلوار کو اپنے ہاتہہ مین لیکر بآواز بلند فارسی زبان مین یہہ الفاظ کہے (این شمشیر کہ شما از دست خود بمن دادہ اید۔ انشاءاللہ باین شمشیر دشمنان شمارا خواہم کشت) اسکا ترجمہ کرنل ٹالبٹ نے زبان انگریزی مین بلند آواز سے سنایا جسپر تمام حاضرین نے چیرز دی۔ اور تالیان بجائین اسکے بعد دربار برخاست ہوا۔ دوسری

شب کو اسی خیمہ مین امیر صاحب کو ڈنر دیا گیا جسمین قریب سو مہمانون کے مدعو تہے۔

نواب ویسرائے بہادر نے امیر صاحب کا جام صحت نوش کیا۔ امیر صاحب نے فارسی مین مختصر اسپیچ دی۔ اور ویسرائے بہادر کا شکریہ ادا کیا۔ اسکے بعد ویسرائے بہادر اور امیر صاحب کے درمیان تین روز تک پرایوٹ ملاقاتین اور امور سلطنت مین گفتگوئین ہوتی رہین مسٹر ڈیورانڈ فارن سکرٹری مسٹر ڈانلڈ اسٹورٹ کمانڈر ان چیف لارڈ رابرٹ مسٹر میکنزی وائیس پرائیوٹ سکرٹری نے امیر صاحب سے متعدد ملاقاتین کین اور لارڈ ڈفرن کا اس دربار سے جو اصلی مدعا تہا اوسے اونہون نے اپنی بلند خیالیون اور دور اندیشیون کے ساتہہ بخوبی حاصل کرلیا۔ اسکے بعد امیر افغانستان جس راستہ سے کابل سے آئے تہے اوسی راستہ سے تشریف لیگئے۔

امیر صاحب کی واپسی کے بعد ہم لوگون نے بہی حیدرآباد کی طرف مراجعت کی واپسی کے وقت بمبئی مین تین روز قیام کیا غرض ایک مہینہ کی مدت مین اس سفر سے بخیر وخوبی ہم حیدرآباد کو واپس آگئے۔

اعلحضرت حضور پرنور کا رایچوڑ کی طرف شیر کے شکار کے واسطے رجب ۱۳۰۲ھ مین رونق افزا ہونا

آٹہوین رجب ۱۳۰۲ ہجری مطابق ۲۴ اپریل ۱۸۸۵ عیسوی روز جمعہ کو اعلحضرت کی سواری مبارک شیر کے شکار کے واسطے رایچوڑ کی طرف رونق بخش ہوئی۔

یہہ مقام حیدرآباد سے جنوب کی طرف (۳۶) میل کے فاصلہ پر واقع ہے صبح کے پانچ بجے بندگان حضرت گاڑی مین سوار ہوکر روانہ ہوے اور دس بجے قیامگاہ راکچر مین داخل ہوے۔ مختار الملک۔ محبوب یار جنگ۔ افسر جنگ۔ محبوب یاور الدولہ۔ اقبال یار جنگ۔ حکیم الممالک۔ نادر جنگ۔ سواری مبارک کے ہمراہ تہے۔ خواجہ امین الدین قریب لشکرگاہ سے گارے کی خبر لاے لشکرگاہ مین پہونچکر چہوٹی حاضری تناول فرمانے کے بعد اعلیحضرت شکار کو رونق افروز ہوے۔

حضرت کا فیل خاصہ پہاڑ کے قریب کہڑا کیا گیا مختار الملک کا ہاتہی بائین طرف اور محبوب یار جنگ کا ہاتہی دہنی طرف تہا۔ جس پہاڑ مین شیر نے گارا کیا تہا اوسکے دونون طرف سے ہانکہ شروع ہوا۔ جسوقت ہانکہ نصف پہاڑ مین پہونچا ایک گاوٴن والے نے آواز دی کہ دو شیر پہاڑ سے نیچے اوترے ہین لیکن وہ دونون شیر جہاڑیون مین اسطرح چہپ گئے کہ دیر تک اونکا کچہہ پتہ نہ ملا۔ جب ہانکہ بہت ہی قریب آگیا اور لین والون نے بے انتہا شور و غل مچایا۔ اوسوقت ایک شیر جہاڑی مین سے نکلکر دوڑتا ہوا حضور پرنور کے سامنے سے گذرا حضرت نے دو گولیان چلائین اول گولی شیر کے پچہلے پاوٴن مین اور دوسری شانہ مین لگی شیر نے گولی لگتے ہی آواز دی اور گہانس مین بیٹہہ گیا پہر اوٹہکر آہستہ آہستہ مختار الملک کی ہاتہی کی طرف چلا اور تہوڑی دور جاکر زمین پر گر پڑا۔ دوسرا شیر محبوب یار جنگ کیطرف نکلا لیکن گہانس بلند ہونے کی وجہہ سے شاید اونکو نظر نہین آیا۔ جو شیر کہ حضرت نے

شکار فرمایا تھا اوسکو ہاتھی پر ڈالکر لشکر گاہ کو روانہ کیا اور سب شکاریوں کی رای سے نزدیک کے پہاڑ کا جسمین دوسرے شیر کے جانے کا گمان تھا ہانکہ کرنے کی تجویز کی گئی۔

یہہ پہاڑ اندازاً ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر واقع تہا گاؤن کے شکاریون نے بیان کیا کہ ہمیشہ شیر اس پہاڑ سے اوٹھکر اوسمین جایا کرتا ہے سابق مین کرنل غریزضا صاحب نے بہی اس پہاڑ مین ایک شیر شکار کیا تہا۔

پہاڑ مذکور کے اطراف مین درختون پر آدمی بٹہلاے گئے حضرت کا فیل خاصہ ایک جگہ پر کہڑا کیا گیا اور پہاڑ کے دونون طرف سے ہانکہ شروع ہوا قریب دو گہنٹے کے شیر کی تلاش کی گئی شکاریون نے ہر ایک غار مین اور پتہرون کے نیچے تلاش کیا مگر شیر کا کہین پتانہ ملا سر شام سواری مبارک کیمپ مین رونق افروز ہوئی دوسرے دن جب آٹھ سنہ ۱۳۰۲ ہجری روز یکشنبہ کی صبح کو لشکر گاہ سے روانہ ہوکر اعلیحضرت حضور پرنور بلدہ مین تشریف لاے۔

نواب منیر الملک بہادر کا عہدہ کپٹنی سے افواج گولکنڈہ مین شریک ہونا

نواب منیر الملک بہادر نے راولپنڈی کے دربار مین بعض روساے پنجاب اور کشمیر کے نوجوان سردارون کو یونی فارم مین دیکہا تہا اور مجہسے کہا تہا کہ حیدرآباد مین بہی کچہ

فوج کی آنریری کپتانی کے لئے مین بھی حضور پر نور کی خدمت مبارک مین عرض کرونگا
چنانچہ جب وہ یہان آئے تو اپنے بڑے بھائی نواب سالارجنگ بہادر سے اس امر کا
تذکرہ کیا سالارجنگ بہادر نے حضور پر نور کے پیشگاہ مین درخواست گزرانی کہ میرے
بھائی نیر الملک کو فوج گولکنڈہ مین آنریری کپتان ہونے کا اعزاز بخشا جائے سالارجنگ بہادر
کی یہہ درخواست سرکار سے ۱۵ رجب ۱۳۰۲ھ ہجری مطابق یکم مئی ۱۸۸۵ء عیسوی کو
منظور ہوئی۔ نیر الملک بہادر نے چند روز مین فوجی قواعد اور نیزہ بازی وغیرہ مین
بہت کچہ مہارت حاصل کی۔ نیر الملک ہمیشہ فوجی یونیفارم پہنکر قواعد پریڈ مین تشریف
لاتے تہے۔

جمعیت نظام محبوب کا گولکنڈہ برگیڈ مین شریک ہونا

گولکنڈہ برگیڈ کے تقرر کے بعد جب فوجی اصلاح و قوانین اور آئین کی ترقی ایک
خاص درجہ کو پہونچگئی تو سالارجنگ ثانی نے جمعیت نظام محبوب یعنی پلٹن میسرم
کی اصلاح اور فوجی حالت کی درستی کی غرض سے پیشگاہ اقدس حضور پر نور مین ۱۳۰۲ھ
مین ایک عرضداشت اس مضمون کی لکہی کہ اس جمعیت کی نگرانی افسر جنگ کے تفویض
فرمائی جائے سالگرہ مبارک اور دوسرے موقعون پر جیسے گولکنڈہ برگیڈ سلامی اور پریڈ
ادا کرتی ہے آیندہ سے جمعیت نظام محبوب گولکنڈہ برگیڈ کے ساتہہ پریڈ وغیرہ ادا
کیا کرے اعلیٰحضرت حضور پر نور نے سالارجنگ ثانی کے اس عرضداشت کو شرف قبول

صفحہ (۲۰۵)

نواب منیر الملک بہادر آنریری کپتان گولکنڈہ لانسرس

بخشاحسب الحکم اقدس جمعیت نظام محبوب کی نگرانی راقم کے سپرد ہوئی۔ اس
پلٹن کو انگریزی قواعد اور پریڈ کی بالکل مشق نہ تھی اور اسکے افسر عوض بن سعید
جان نثار یار جنگ وغیرہ بھی فوجی قوانین سے محض بیگانہ تھے اسلئے پہلے ان افسرونکو
قواعد پریڈ وغیرہ آئین فوجی کی تعلیم دیگئی اور سپاہ نے بھی فوجی اصول سیکھنے مین کوشش
کی اوس زمانہ سے یہہ جمعیت گولکنڈہ برگیڈ کے ساتھہ قواعد پریڈ مین شریک ہوا
کرتی ہے اس جمعیت کی ابتدائی حالت یون ہے کہ حیدرآباد مین عربون اور اونکے
جمعدارون کا بڑا تسلط اور غلبہ تھا جس سے شہر مین ہمیشہ بدامنی رہتی تھی اوس زمانہ
کے واقعات زبان زد خاص و عام ہین۔

سالار جنگ اول نے حکمت عملی سلطنتی اصول پر عربون کی طاقت کم کرنیکی
غرض سے یہ تجویز کی کہ ایکہزار عربون کی پلٹن کا تقرر کیا اور فی اسم پندرہ روپیہ جوانونکی
تنخواہ مقرر کی اوس زمانہ مین جو عرب جمعدارون کے علاقہ جات مین ملازم تھے اونکو
چھہ سات روپیہ ماہوار سے زیادہ ماہوار نہین ملتی تھی جب یہہ پلٹن مقرر ہوگئی اور
اسکے جوانون کا مشاہرہ بیش قرار دیکھا تو بہت سے عربون نے جمعدارون کی
نوکریان چھوڑ دین اور اس پلٹن مین آکر شریک ہوگئے۔

عوض بن سعید جو اوس زمانہ مین علاقہ افریکن کیولری گارڈ مین لفٹنٹ تھے
یہہ جمعیت اون کے زیر کمان دیگئی اور مقام میسرم اس رجمنٹ کا ہیڈ کوارٹر مقرر
ہوا۔ سالار جنگ اول کے اس حسن انتظام کا یہ عمدہ نتیجہ پیدا ہوا کہ عربون کی باقاعدہ

ایک پلٹن تیار ہو جانے کے باعث بہت سے عرب اور جمعدار جو اکثر موقعون پر گورنمنٹ کی نافرمانی کرنے پر امادہ ہو جاتے تہے اپنے قدیم خیالات فاسدہ سے باز آئے اور سرکاری انتظامات مین جو خلل کا اندیشہ ہوتا تہا اوسکا باب مسدود ہو گیا اسوقت مین اس جمعیت کی حالت بالکل سپاہیانہ اصول پر ہے۔

سالارجنگ بہادر ثانی کا عہدہ میجری سے افواج گولکنڈہ مین شریک ہونا

سالارجنگ ثانی کو افواج گولکنڈہ برگیڈ کی ترقی اور فوجی اصلاح ہمیشہ مدنظر تہی بارہا قواعد اور پریڈ کے موقعون پر وہ تشریف لا کر فوج کا معاینہ فرماتے تہے اور نہایت اظہار مسرت کرتے تہے کچھ زمانہ کے بعد سالارجنگ ثانی کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ مین بہی اس فوج مین کسی خاص عہدہ کو اپنے نامزد کرون اور اسکی قواعد پریڈ مین شریک ہوا کرون اس خیال کو محرم ۱۳۲۳ھ ہجری مین اونہون نے پورا کیا اور ایک عرضداشت پیشگاہ خسروی مین اس مضمون کی پیش کی کہ میری خواہش ہے کہ اعلیحضرت حضور پرنور کے پیشگاہ سے گولکنڈہ برگیڈ مین مجہے آنریری میجری کے عہدہ سے اعزاز بخشا جائے اعلیحضرت حضور پرنور نے سالارجنگ ثانی کی اس درخواست کو شاہانہ عنایت سے منظور فرمایا اور آنریری میجری کا عہدہ گولکنڈہ برگیڈ مین عطا کیا سالارجنگ بہادر اوسی ہفتہ مین میجری کا یونی فارم پہنکر گولکنڈہ برگیڈ کی

پریڈ گرونڈ پر تشریف فرما ہوئے۔

قدر قدرت اعلیٰحضرت حضور پر نور کا نیلگری کی طرف رونق افزا ہونا

سنہ ۱۳۰۳ ہجری کے آغاز موسم گرما مین قدر قدرت اعلیٰحضرت نے مقام نیلگری
مین تشریف لیجانے کا قصد فرمایا۔ نواب سالارجنگ بہادر ثانی کو انتظام سفر اور نیلگری
مین فرودگاہ شاہی کے بندوبست کے لیے حکم اقدس صادر ہوا نواب صاحب معز فوراً
اس سفر کے سازوسامان کی طرف متوجہ ہوئے اور مقام نیلگری مین ہیروڈ اور وڈ اسٹاک
دو بنگلے سرکار کی اقامت کے واسطے کرایہ سے تجویز کیئے قبل اسکے کہ سواری مبارک
نیلگری کو روانہ ہو۔ ریلوے سواریون وغیرہ سامان کا بندوبست اور اسپان خاصہ

اور بگھی گہوڑون اور شاہی ساز و سامان اور کارکنان مختلف کارخانجات
شاہی کی روانگی کا کل انتظام پیشگاہ خسروی سے میرے تفویض ہوا۔
بن مے بااجازت اقدس ایک ہفتہ پہلے کل کارکنان کارخانجات کو نیلگری
کی طرف روانہ کردیا۔

۸ مئی ۱۸۸۵ء عیسوی مطابق ۲۲ رجب ۱۳۰۲ھ ہجری کو اعلحضرت حضور پُرنور
کی سواری مبارک نیلگری کی طرف روانہ ہوئی۔ امراے دولت اور اعیان سلطنت
سے حسب ذیل ہمرکاب اقدس تہے۔

نواب سالارجنگ بہادر۔ نواب منیر الملک بہادر۔ نواب محبوب یار جنگ بہادر
قادر جنگ بہادر۔ مستحکم جنگ بہادر۔ ڈاکٹر مرزا علی صاحب۔ میر ممتاز علی صاحب
افسر جنگ۔ بارہوین مئی کو شام کے وقت سواری مبارک نیلگری مین داخل ہوئی
اعلحضرت مع زنانہ ہیرو ڈ مین قیام فرما ہوے باقی کل مصاحبین وڈ اسٹاک مین
فروکش ہوے مین نے اپنے لئے ہیروڈ کے دروازہ کے سامنے ٹین کا ایک حجرہ
بنوا کے اوسمین قیام کیا۔

حضور پُرنور نیلگری مین اکثر صبح کو گہوڑے پر سوار ہوکر ہواخوری کے لئے
تشریف لیجاتے تہے۔ اور بعض وقت پولو گرونڈ پر نیزہ بازی وغیرہ کی بہی کثرت
فرماتے تہے نیزہ بازی کی کثرت کے وقت لارڈ رابرٹ جو اوس زمانہ مین مدراس
کے کمانڈر انچیف تہے اکثر تشریف لاتے اور حضور پُرنور کے ساتہہ نیزہ بازی

مین شریک ہوتے تہے۔

نیلگری مین فاکس ہاونڈ کا شکار مشہور ہے ولایتی فاکس ہاونڈ ولایت سے منگوا کے وہان رکھتے ہین اور موسم پر اون سے لومڑی کا شکار کہیلتے ہین اگرچہ فاکس ہاونڈ پشاور۔ پونہ۔ مدراس وغیرہ مین بہی منگائے گئے اور وہان اونسے شکار کیا گیا لیکن تمام شکار دوست متفق الکلام ہین کہ نیلگری سے بہتر اونکا شکار کہین نہین ہوتا ہر ہفتہ مین دو روز اس شکار کے لئے مقرر کئے گئے تہے مین بلاناغہ اسمین شریک ہوتا تہا۔

اور میسور کے جنگل مین پہاڑ کے نیچے ہاتہی کا بہی شکار مشہور ہے مین نے ہاتہی کا شکار کبہی نہین کہیلا تہا اس لئے مین نے چاہا کہ اسکا بہی شکار کرون۔ چونکہ ہاتہی کے شکار کے واسطے گورنمنٹ میسور کی خاص اجازت ہونی ضرور تہی۔ کپتان نیول چیمبرلین صاحب ایڈیکانگ لارڈ رابرٹ جو میرے بڑے دوست تہے جب اسکا تذکرہ اون سے آیا تو انہون نے لارڈ رابرٹ سے کہکر میرے لئے میسور گورنمنٹ سے ایک ہاتہی کے شکار کیواسطے اجازت منگا دی اور خود بہی نیول چیمبرلین صاحب نے اس شکار مین جانیکا ارادہ کیا۔

راقم کا میسور کے جنگل مین فیل کو شکار کرنا

چہٹی ماہ جون ۱۸۸۵ء کو مین اور کپتان نیول چیمبرلین۔ اور کپتان چارلس ہوم نیلگری سے بنڈی پور کیطرف روانہ ہوئے اور قریب شام کے وہان جا پہونچے بنڈی پور نیلگری سے ۱۸ کوس پر میسور کی ریاست کی سرحد مین واقع ہے مسافرون کی آسائش کیواسطے

ایک چہوٹا سا مسافر بنگلہ بہی وہان بنا ہوا ہے شب کو ہم نے بنگلہ مین قیام کیا صبح کو شکار کے لیئے تیار ہوے کپٹن نیول چیمبرلین اور کپٹن ہوم نے مجہکو ہاتہی کی تلاش مین جانے کے واسطے کہا اور خود دونون صاحب بائین کے شکار کو روانہ ہوئے۔

جب مین ہاتہی کے شکار کو چلا تو خواجہ امین الدین اور دو شکاری اوسی ملک کے میرے ساتہہ تہے جنگل مین تقریباً دو تین میل چلنے کے بعد ایک شکاری نے جو آگے آگے چل رہا تہا کہا یہان ہاتہیون کے پیرون کے نشان ہین مین نے دیکہا تو ایک نالہ مین دس بیس ہاتہیون کے پاؤن کے آثار پائے جاتے ہین اور اون آثار سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان مین سے ایک ہاتہی علیحدہ ہو گیا ہے اور مشرق کی جانب چلا گیا ہے دونون شکاریون نے کچہہ دیر تک وہان باہم گفتگو کر کے یہہ رائے دی کہ ہاتہیون کے غول کو چہوڑ کر جو ہاتہی اکیلا گیا ہے اوسکی تلاش کی جائے مین نے جب اسکا سبب پوچہا تو اونہون نے بیان کیا کہ تجربہ اس امر کو باور کراتا ہے کہ غول مین سب ہتنیان ہون گی۔ اور یہہ ہاتہی جو علیحدہ ہو گیا ہے۔ یقیناً بڑا اور ونتیلا ہے کیونکہ ونتیلا ہاتہی اکثر سب سے اکیلا رہتا ہے۔

غرض ہم اوس ہاتہی کی تلاش مین چلے اور اوسکے پاؤن کے نشان دیکہتے ہوے ایک میل آگے بڑہ گئے یہان جنگل نہایت گنجان تہا۔ ساگوان وغیرہ کے بلند اور سایہ دار درخت اسقدر گنجان تہے کہ آگے کچہہ نظر نہ آتا تہا اور یہہ تعجب ہوتا تہا کہ اس گنجان جہاڑی مین سے ہاتہی سا قوی الجثہ جانور کیونکر گزرا ہوگا۔

چونکہ ایک روز پہلے وہان شب کو بارش ہو چکی تہی اور زمین نمناک اور تر تہی اس لئے ہاتہی کے پاؤن کے نشان بخوبی معلوم ہوتے تہے گاؤن والا شکاری آہستہ آہستہ آگے آگے اور مین اور خواجہ امین الدین اوسکے پیچھے پیچھے خاموش چلے جاتے تہے ایک جگہ جنگل مین پہونچکر شکاری یکایک کہڑا ہو گیا اور اوس نے مجھکو اشارا کیا کہ ہاتہی کے پانون کے نشانون کی طرف دیکھیے مین نے دیکھکر پوچھا کیا ہے اوسنے کہا ہاتہی بہت نزدیک ہے مین نے پوچھا یہہ کیونکر معلوم ہوا اوس نے کہا ہاتہی نے جس جگہ پاؤن رکھا ہے جو گہانس دب گئی ہے وہ ابہی تک سیدہی نہین ہوئی ہے اگر زیادہ دیر ہو جاتی تو گہانس سیدہی ہوکر کہڑی ہو جاتی اس سے قیاس کر سکتے ہین کہ ہاتہی یہان سے ابہی گذرا ہے پہر شکاری نے مجھے اشارا کیا کہ مین تیار رہون- ہاتہی کے شکار کے لئے اکثر ایہٹہ بور بندوق کام مین لائی جاتی ہے حضور پر نور نے مجھے ایک ایہٹہ بور ریفل ہالینڈ کا بنا ہوا عنایت کیا تہا- وہ اوس وقت میرے ہاتہہ مین تہا اوسکا وزن سولہ پونڈ تہا چونکہ بڑی دیر سے مین اوسکو ہاتہہ مین لئے تہا اوسکے وزن سے میرا ہاتہہ تہک گیا تہا- بہرحال مین نے بندوق تیار رکہکر شکار کے پیچھے آہستہ آہستہ قدم بڑہائے یہان جنگل اسقدر گنجان ہو گیا تہا کہ نہ آگے دکہائی دیتا اور نہ دہنے بائین کچھہ نظر آتا تہا- تہوڑے ہی آگے بڑہے ہون گے کہ سامنے سے درخت کی ٹہنیان ٹوٹنے کی کچھہ آواز آئی- میرا ہمراہی شکاری وہین کہڑا ہو گیا اور جسطرف سے آواز آتی تہی اوس نے اوسطرف خیال کیا پہر زمین کی طرف

جہک کر اوس نے تہوڑی سی گہانس توڑی اور ہوا مین اوڑائی وہ گہانس ہوا سے اودہر
کو اوڑی جدہر سے ٹہنیون کے توٹنے کی آواز آئی تہی شکاری نے آہستہ سے میرے
کان مین کہا کہ ہوا موافق نہین ہے ہاتہی ہماری بو سونگہکر چلا جائے گا اسلئے ضرور
ہے کہ ہم یہہ راستہ چہوڑ دین اور چکر کہا کے ہاتہی کے دوسری طرف سے جائین تاکہ
ہوا ہمارے موافق ہو۔ آخر شکاری پلٹا اور جدہر سے ہم گئے تہے اودہر کو آیا پہر چکر
کہا کے ہم دوسری طرف کو گئے۔ اتنے مین پہر ڈالی کے توٹنے کی آواز سُنائی دی۔
شکاری نے کہا کہ ہاتہی بانس کی ڈالیان توڑ کر کہا رہا ہے۔ گنجان جنگل ہونے کے سبب سے
ہمکو دکہائی نہین دیتا۔ مین نے پوچہا کہ ہاتہی کتنی دور ہوگا اوس نے کہا تقریباً دو تین سو وار
پر ہوگا اوسوقت ہمکو ایک ایسے نالہ سے اوترنا پڑا کہ جسمین ریت اور کسیقدر دلدل بہی تہی
یہان ہم لوگ نہایت آہستہ آہستہ چلتے تہے یہہ موقع بڑا ہی نازک تہا۔ اور ہر میرے ہاتہہ
مین ایہٹہ بور دونسربی رئفل اور ہر راستہ مین دلدل۔ آگے سے شکاری برابر اشارہ پر اشارا
کر رہا ہے کہ کیچڑ مین قدم رکہنے اور اوٹہانے کی آوار نہ ہونے پائے اور یہہ بہی معلوم نہین
کہ ہاتہی کس مقام پر کہڑا ہے ہم صرف اوسکی ڈالیان توڑنے کی آواز پر جا رہے ہین۔
غرض ہم جسقدر زیادہ قریب ہوتے گئے اوسیقدر ڈالیان توٹنے کی آواز زیادہ آتی
گئی تہوڑی دیر کے بعد ہم کروندہ کی بڑی گنجان جہاڑی کے پاس پہونچے وہان شکاری
نے مجہے اشارا کیا کہ آپ ٹہیرئے اور خود اوس خاردار جہاڑی کے اندر جا کر اطراف
کے جنگل کو اوس نے دیکہا پہر مجہے اپنے پیچہے آنے کے لئے اشارا کیا مین اوس جہاڑی

کے اندر جہک کر بمشکل تمام شکاری کی پاس پہونچا اور دیکھا کہ ایک نالہ کے کنارہ بانس کی جہاڑی کے قریب ہاتہی کہڑا ہے اور بانس کی ڈالیان سونڈ سے توڑ توڑ کر کہا رہا ہے میرے اندازہ مین جہان ہاتہی کہڑا تہا میرے اور اوسکے درمیان ساٹہہ قدم کا فاصلہ تہا مین نے چاہا کہ بندوق چلاؤن لیکن شکاری نے منع کیا اور اشارہ سے سامنے کی ایک دوسری جہاڑی بتائی جو ہمارے اور ہاتہی کے درمیان نصف فاصلہ پر تہی اور اوسکے اشارہ سے مجہے معلوم ہوا وہ چاہتا ہے کہ مین اکیلا ہی ہاتہی کی طرف بڑہ جاؤن۔ اور وہ اور خواجہ امین الدین دونون وہین کہڑے رہین۔ اوسکے ایسے اشارہ سے مین دوسری جہاڑی کے آسرے مین آہستہ آہستہ گہٹنون کے بل چلا مین اوسوقت اس خبرداری سے چل رہا تہا کہ میرے چلنے کی آہٹ خود مجہے سُنائی نہین دیتی تہی۔ جب اوس جہاڑی کے آسرے مین جا رہا تہا تو ہاتہی مجہے بالکل دکہائی نہین دیتا تہا اور مین خود بہی اس امر کی کوشش کرتا تہا کہ ہاتہی مجہے دکہائی ندے۔ اگرچہ اوس جہاڑی کے اور میرے درمیان تقریباً بیس بائیس گز کا فاصلہ رہا ہوگا مگر یہ تہوڑی سی مسافت مجہے طے کرنا کئی کوس کی برابر ہوگیا تہا۔

غرض جب مین اوس جہاڑی کے پاس پہونچا تو تہوڑی دیر آرام لیا اور ہاتہی کو جہاڑی کے اندر سے جب دیکہا تو وہ بالکل آڑا کہڑا نظر آیا۔ بانس کی ڈالیان کہانے مین مشغول تہا اوسکے بڑے بڑے دانت باہر نکلے ہوے تہے۔ خوشی سے جہوم رہا تہا اونچے اونچے بانسون کی نرم نرم ٹہنیان سونڈ سے توڑ توڑ کر منہ مین رکہہ لیتا تہا کبہی سونڈ کو منہ مین

ڈالکر پانی نکالتا اور اپنے بدن پر اوڑاتا تہا۔

اوسوقت میرے قیاس مین ہاتہی مجہسے بیس گز کے فاصلہ پر تہا مین نے سوچا کہ ہاتہی کے کس مقام پر شست باندہکر گولی لگائی جاسے اسکے ساتہہ ہی مجہے اپنے دوست کپتان چیمبر لین کی نصیحت یاد آئی انہون نے کہا تہا کہ جب تک گولی ہاتہی کے مغز مین نہ پہونچے ہاتہی کبہی زمین پر نہین گرتا ہاتہی کے مارنے کے لئے ضرور ہے کہ گولی اوسکے دماغ مین پہونچائی جاسے۔ یہہ اسطرح ممکن ہے کہ ہاتہی کے سر مین جہان جہان مضبوط ہڈیان نہین ہین اور دماغ کے اندرونی طبقات مین نالیان ہین وہان گولی ماری جاسے۔ اسکے ساتہہ ہی اونہون نے کاغذ پر ہاتہی کے سر کا نقشہ بنا کر مجہے سمجہا دیا تہا کہ اگر ہاتہی اپنے سامنے بالکل سیدہا کہڑا ہو تو اوسکی آنکہون کے درمیان جو جگہ بلند ہے وہان گولی ماری جاسے اور اگر بالکل آڑا بازو سے کہڑا ہو تو کان کی جڑ سے دو انچہ آگے اور اگر اسطور پر کہڑا ہو کہ شکاری ہاتہی کے پیٹہہ کی جانب ہو تو کان سے دو انچہ نیچے گولی مارنا چاہیے۔ اوسوقت ہاتہی ترچہا کہڑا تہا اس لئے مین نے چاہا کہ اوسکے کان سے دو انچہ نیچے شست باندہکر فیر کرون مگر ہاتہی کی جلد جلد جنبش دیکہکر بندوق فیر کرنے کا مجہے موقع نہ ملا۔

اوسوقت بندوق چلانے مین جو مجہے دیر ہوئی۔ میرے شکاری نے گمان کیا کہ کوئی غلطی واقع ہوگئی ہے جس سے بندوق نہین چل سکی وہ خود آہستہ آہستہ میرے پاس آیا جب گہانس مین آنے سے اوسکی آہٹ مجہے سنائی دی تو مین نے پیچہے پلٹ کر دیکہا تو

میرا شکاری تہا۔ اوس نے مجھے اشارہ کیا کہ بندوق چلاؤ دیر کرنے مین کہین شکار ہاتہہ سے جاتا نرہے مین نے ہاتہی کی طرف نظر کی تو اوسے ایک گونہ سکون ہوگیا تہا مین نے جلد بندوق فیر کی جب سامنے سے بندوق کا دہوان ہٹا تو دکہائی دیا کہ ہاتہی جو سونڈ اوپر کیے کہڑا تہا اوس نے اپنے دونون گہٹنے زمین پر ٹیک دیے ہین۔ اور اوسکے دونون دانت کیچڑ مین گہسکر زمین کے اندر آدہے اوتر گئے ہین۔

اوسوقت یہہ ممکن تہا کہ مین دوسری گولی ہاتہی کے سر مین مارتا لیکن مجھے خیال ہوا کہ جب اوس نے اپنا سر زمین پر رکہدیا ہے تو کوئی دم مین زمین پر خود ہی گر جائے گا میرا شکاری جو بالکل میرے قریب آگیا تہا خوشی سے اوچہلنے کودنے لگا لیکن چند سکنڈ مین ہاتہی زمین پر سے اوٹہکر کہڑا ہوگیا اور سامنے کو آہستہ آہستہ چلا۔ اوسوقت مجھکو سخت تعجب ہوا اور مین نے فوراً رپفل کو بہر کے شکاری سے کہا کہ دوڑکر ہاتہی پر دوسرا فیر کرتا ہون مگر اوس نے منع کیا اور آہستہ سے کہا کہ اگر یہان سے ہلے اور ذرہ قدم آگے بڑہایا تو ہاتہی آپ پر حملہ کرے گا وہ بیخودی کی حالت مین ہے اوس کا اسوقت کا حملہ نہایت خطرناک ہوگا بہتر یہ ہے کہ یہان کہڑے رہئے تہوڑی دور جاکر وہ خود بخود گر جائے گا۔

جب ہاتہی نظرون سے پوشیدہ ہوگیا تب شکاری مجھے وہان لے گیا جہان ہاتہی کہڑا تہا اور کہا کہ جبتک گولی ہاتہی کے دماغ مین نہین پہونچتی ہاتہی اپنا سر زمین پر کبہی نہین ٹیکتا زمین پر اوسکا سر ٹیکنا اس بات کی دلیل ہے کہ گولی ہاتہی کے دماغ

مین پہونچ گئی لیکن وہ اسکے دماغ مین کنارہ کنارہ گئی ہے کچھ ہی قدر آگے جاکر وہ ضرور گرجائیگا
اگر اس ہاتھی کے دماغ مین گولی پورا اثر کرتی تو وہ ابہی یہین گر پڑتا شکاری نے یہہ باتین
ایسے مدلل طور پر بیان کین کہ جن سے مجھے ہاتھی کے شکار ہو جانیکا کامل یقین ہوگیا۔
اسکے بعد شکاری کی صلاح سے ہاتھی کی تلاش مین آگے روانہ ہوئے تہوڑی دور
بڑہے ہون گے کہ ہم نے ہاتہیون کا ایک غول جاتے ہوئے دیکہا اوسوقت مین نے
خواجہ امین الدین سے کہا کہ تم زخمی ہاتھی کے پیچھے جاؤ مین نے شکاری کو ہمراہ لے کر
دوسرے غول کا پیچھا کیا ابہی ہم اون سے سوگز کے قریب پہونچے ہون گے کہ انہون نے
ہمین دیکھہ لیا اور یکایک زور سے چیخ مار کے سب ہاتھی بہاگے ہم نے اونکا تعاقب
کیا تہوڑی ہی دور گئے ہون گے کہ ایک نالہ آگیا اور اونہین اسکے پار جانا پڑا دوسری
طرف کا اوسکا کنارہ بہت اونچا تہا جسپر بڑے بڑے ہاتھی تو دوڑتے ہوئے چڑہ گئے
لیکن دس بارہ بچے جو چہوٹے تہے اوپر جا نہ سکے بڑے بڑے ہاتھی بچون کو
پیچھے دیکہکر فوراً رک گئے اور پلٹ کر اونہون نے اپنے گھٹنے زمین پر ٹیک کے
سونڈین بڑہا دین اور چہوٹے بچون کی سونڈین پکڑ پکڑ کر اونہین کنارہ کے اوپر کہینچ لیا
ہاتہیون نے یہہ کام اس تیزی سے کیا کہ دو منٹ بہی نہ لگے تمام بچے اوپر پہونچ
گئے قوی اور توانا ہاتہیون کا بچون کی سونڈون مین سونڈین ڈالنا اور اونکو اوپر لے
لینا عجیب و غریب تماشا تہا مین جہاڑی کے کنارہ کہڑا ہوا دیکہتا رہا واقعی اور جانورون مین
ہاتھی کو زیادہ ادراک ہے۔

جب یہہ غول چلا گیا تو شکاری نے مجھسے کہا کہ آپ ایک جگہ کہڑے رہین اور
مین جاکر زخمی ہاتہی کی خبر لاتا ہون چنانچہ وہ گیا اور بہت جلد واپس آیا اور کہا کہ ہاتہی
ایک جہاڑی مین گر کر مر گیا۔ خواجہ امین الدین وہان موجود ہین اور دوسرا ایک شکاری
جو مجہے راستہ مین ملگیا تہا مین نے اوسکو بہیجدیا ہے کہ وہ مردہ ہاتہی کے دانت
کاٹ کر لے آئے اوسوقت مین نے چاہا کہ اپنے شکار کیئے ہوئے ہاتہی کو جاکر
مین بہی دیکہون مگر پانی برسنا شروع ہو گیا تہا۔ اور شام کا وقت بہی قریب آگیا
تہا اسلیئے شکاری کے ساتہہ مین اپنی قیام گاہ کو واپس چلا آیا۔

اور ہاتہی کا قد وغیرہ ناپ نسکہا لیکن ہاتہی جوان تہا اور اوسکے دانت بہت
خوش وضع اور پاکیزہ تہے جو ابتک میرے مکان راحت منزل کے ڈرائنگ روم
مین دیوار سے آویزان ہین۔

کپتان چیمبرلین۔ اور کپتان ہوم میرے آنے سے قبل ہی واپس آگئے تھے۔
ہاتہی کے شکار ہونے کی خبر سنکر میرے یہہ دونون دوست بہت خوش ہوئے دوسرے
دن صبح کو ہم تینون ملکر نیلگری کو واپس آئے۔

ہاتہی کے جو دانت مین لایا تہا وہ آتے ہی مین نے حضور پُر نور کے ملاحظہ مین پیش
کیئے۔ اعلیحضرت شکار کا احوال دیر تک دریافت فرماتے رہے مین نے اپنے شکار کا
کل واقعہ اعلیحضرت حضور پُر نور کے پیشگاہ مین عرض کیا دوسرے روز وہ دانت لیکر مین
سر فریڈرک رابرٹ کے پاس گیا جنہون نے گورنمنٹ میسور سے مجہے ہاتہی کے شکار

کی اجازت دلائی تہی اور مین نے اونکا شکریہ ادا کیا سر فریڈرک نے کہا کہ یہ اتفاقی امر ہے کہ آپ کو اول ہی روز ہاتی ملگیا ورنہ کبہی کبہی صاحبان شکار دوست آٹہہ آٹہہ دس دس روز تک شکار کی تلاش مین پہرتے رہتے ہین۔ اور بڑے دانتون والا ہاتہی نہین ملتا۔ اس زمانہ مین مجہسے اور سر فریڈرک رابرٹ سے اکثر ملاقاتین ہوتی تہین بارہا وہ نیزہ بازی اور ٹینٹ پگنگ کے موقعون پر تشریف لاتے اور مجہے اون کے ساتہہ ان کامون مین شریک ہونے کا اتفاق ہوتا تہا اس لئے میری اور اون کی دوستی باہم زیادہ ہوگئی تہی۔ سر فریڈرک رابرٹ نے نیلگری سے رخصت ہوتے وقت مجہے دعوت دی کہ آیندہ ماہ مین بنگلور مین ہم کیامپ آف اکسرسایز کرینگے اس لئے ہم نہایت مسرت کے ساتہہ آپکو دعوت دیتے ہین کہ آپ بہی اس کیمپ اکسرسایز مین آکر ہمارے اسٹاف مین شریک ہون۔ مینے سر فریڈرک رابرٹ کی اس دعوت کو بڑی خوشی کیساتہہ قبول کیا

بنگلور کے کیمپ اکسرسایز مین راقم کا شریک ہونا

نیلگری سے بلدہ حیدرآباد کو مراجعت کرنیکے بعد سر فریڈرک کا ایک ٹیلیگرام مجہے پہنچا جسکے ذریعہ انہون نے مجہے اطلاع دی تہی کہ غرہ ماہ جولائی سے بنگلور مین کیمپ اکسرسایز شروع ہوگا تاریخ مقررہ پر آپ بنگلور پہونچکر ہمارے اسٹاف مین شریک ہوجائین۔

سر فریڈرک کا تار مین نے حضور پر نور کے ملاحظہ مبارک مین پیش کیا۔ اور اعلحضرت سے اجازت حاصل کر کے مین بنگلور کیطرف روانہ ہوا۔

سر فریڈرک رابرٹ کا کیمپ بنگلور سے پانچ میل کے فاصلہ پر تہا دوسرے روز

مین کیمپ مین پہونچا اوسی روز جنرل سر ڈانلڈ اسٹورٹ کمانڈر انچیف ان انڈیا بہی شملہ سے بنگلور مین داخل ہوئے تہے سر شام جنرل رابرٹ مع اسٹاف کے سب فوج کے ملاحظہ کے واسطے گئے۔

پانچوین تاریخ کو صبح سے شام کے دو بجے تک بنگلور کے مشرقی جانب فوج نے جنگ مصنوعی کی پراکٹس کی۔ اور شام کو کل فوج اپنے اپنے مقامات پر آکر کیمپ مین اوتری۔

شب مین سر فریڈرک رابرٹ کے پاس فوجی چند افسرون کی دعوت تہی مین اپنے دوست کپتان نیول چیمبرلین کے بازو سے بیٹہا کہانا کہا رہا تہا کہانا کہاتے وقت کپتان چارلی ہوم ایڈیکانگ نے کہا کہ کمانڈر انچیف نے کہانا کہانے کے بعد اپنا گہوڑا طلب کیا ہے اور اسٹاف کے سب افسرون کو بہی حکم دیا ہے کہ ڈنر کے بعد وہ تیار ہو جائین لیکن یہہ معلوم نہین ہوا کہ کمانڈر انچیف صاحب کہان جائینگے اور فوج کے لئے اونہون نے کیا حکم دیا ہے یہہ خبر سنتے ہی ہم سب لوگ جلد جلد کہانا کہا کر اپنے اپنے خیمون مین گئے اور پوتی فارم پہنکر باہر آئے۔ اس اثنا مین ہماری سواری کے گہوڑے بہی تیار ہو کر آ گئے۔

کپتان نیول چیمبرلین صاحب کمانڈر انچیف صاحب کے خیمہ مین گئے اور فوراً واپس آکر کہا کہ پاؤ گہنٹہ ہوا کمانڈر انچیف صاحب سوار ہو گئے۔ ڈاکٹر ٹیلر صاحب جو اسوقت وہان موجود تہے اونہون نے کہا کہ ملٹری سکرٹری نے مجہسے بیان کیا ہے

کہ شام کے پانچ بجے سر فریڈرک رابرٹ نے حکم دیا تھا کہ سر چارلس کینر کی برگیڈ آفتاب غروب ہوتے ہی اپنے مقام سے روانہ ہوجائے اور شبا شب ۲۴ میل مارچ کر کے روز روشن ہوتے ہی قلعہ نندی درگ پر گولہ باری شروع کرے۔ نندی درگ فوج کے کیامپ سے تقریباً ۲۴ یا ۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع تہا اور کیامپ سے پہاڑ تک راستہ بالکل ناہموار اور خراب تہا۔ اثنائے راہ مین ونہمڑیان (وہان کے کہیت) تالاب جہاڑی جنگل اسقدر تہا کہ وہان سے گزر دشوار ہوتا تہا۔

کمانڈر انچیف صاحب اس موقع پر فوج کا یہ امتحان کرنا چاہتے تہے کہ شب کی تاریکی مین دیکہا جائے کہ دشوار گزار مقامات سے فوج کسطرح گزر کے وقت مقررہ پر وہان پہونچے گی۔ جسوقت ہمکو یہہ خبر معلوم ہوئی اوسوقت سوا کپٹن چیمبرلین۔ اور کپٹن ایلن کٹن اور میرے کیامپ مین کوئی افسر موجود نہ تہا سب جاچکے تہے۔ جب ہم تینون افسر اپنے مستقر سے تہوڑی دور آگے بڑہے تو ہمکو مختلف لالٹینون کی روشنی نظر آئی جسطرف وہ روشنی دکہائی دیتی تہی اوسکے رخ پر ہم بہی آہستہ آہستہ روانہ ہوئے۔ تہوڑی دیر کے بعد ہم نے دیکہا کہ رجمنٹون کے ساتہ جو روشنی تہی وہ ایکدم سب خاموش ہوگئی کپٹن چیمبرلین صاحب نے کہا کہ کمانڈر انچیف صاحب نے پٹ اوٹ دی لیمپ یعنے روشنی خاموش کرنے کا اشارا لیمپ کے ذریعہ دیا جسکے سبب سے سب لالٹین خاموش کردی گئین جسوقت ہمارے سامنے بالکل روشنی نرہی تو ہم لوگون کو ناہموار راستون اور ونہمڑیون مین چلنا سخت دشوار ہوگیا۔ تہوڑی دیر مین ہم

ایک ایسی جگہ پہونچے کہ دونون جانب دہنڈیان تہین اور پانی بہی تہا۔ چونکہ شب کی تاریکی نہایت درجہ تہی فقط ستارون کی روشنی سے اتنا معلوم ہوجاتا تہا کہ یہان پر پانی ہے اور باقی کچہہ نظر نہ آتا تہا غرض اس راستہ مین ہم بدستور چلتے رہے جب ہم اور آگے بڑہے اور راستہ نہایت دشوار گزار آگیا تو ہم لوگ اپنے اپنے گہوڑون پر سے اوتر پڑے اور اونکی باگین ہاتہون مین لئے ہوے پاپیادہ ایک دیوار پر سے جو راہ مین حائل تہی اوترکے آگے کو روانہ ہوئے کپتان آلن کمٹن مجہسے آگے جا رہی تہی گہوڑے کی باگین اونکی کاندہے پر پڑی ہوئی تہین اونکا گہوڑا کسی چیز سے ڈرا اور باگونکو ایسا جہٹکا لگا کہ اوسکی صدمہ سے کپتان لارڈ کمٹن دہنڈی مین گر پڑے اور اونکی کپڑے پانی مین بہیگ گئے چونکہ جاڑون کا موسم تہا اور شب مین سردی زیادہ تہی اس لئے اونکو سردی سے سخت تکلیف پہونچی۔ کپتان کمٹن صاحب کا گہوڑا دہنڈیون مین بہاگتا پہرتا تہا اور اوسکی ٹاپون کی آواز آرہی تہی ہرچند فکر کی گئی کہ اوسکو کسی صورت سے پکڑین لیکن کیچڑ اسقدر تہی کہ دہنڈیون مین گہوڑے کے پکڑنے کے لئے جانا شب کی تاریکی مین ناممکن تہا ناچار کپتان کمٹن صاحب نے گہوڑے کو وہین چہوڑدیا اور ہمارے ساتہہ پاپیادہ روانہ ہوئے غرض شب کے ایک بجے تک اسی طور پر ستارون کو دیکہتے ہوئے ہم جارہے تہے اور کبہی کبہی دیاسلائی کی روشنی سے گہڑی مین وقت کو دیکہہ لیتے تہے ایک بجے کے بعد سکنڈ بریگیڈ کے کہار اور ہسپتال کے میانے ہمکو ملے اس سے ہمکو معلوم ہوا کہ انفنٹری ہمارے سامنے ہے اس پتہ سے جہانتک کہ ممکن تہا ہم نے اپنے قدم تیز کئے وہان پہونچکر ہمکو

یہہ معلوم ہوا کہ تالاب پانی اور دشمنون کا جو سلسلہ تہا وہ اب ختم ہو گیا۔ جب وہان سے کچہہ آگے بڑہے تو ایک بڑی گہانس کے رمنہ مین پہونچے اوسوقت ہم نے چاہا کہ گہانس جلا کے روشنی کرین لیکن مشکل یہہ تہی کہ گہانس گیلی تہی اوس کا جلنا ناممکن تہا۔

کپتان کمٹن صاحب کا لباس جو بہیگ گیا تہا جسقدر اوس سے اونکو تکلیف ہو رہی تہی اوسیقدر ہمکو افسوس تہا لیکن ہم اونکو کسی قسم کی مدد نہین دیسکتے تہے۔ اس لئے کہ میرے اور نیول چیمبرلین کے پاس سوا ایک ایک کوٹ کے جو ہم پہنے ہوئے تہے کوئی دوسرا کپڑا نہ تہا چند میل تک ہم اسی طور پر چلے گئے آخر مین گہانس کی گریون کے پاس پہونچے اون گریون کے اطراف مین دیوار اور نالی تہی جس کی وجہ سے ہمکو اوسطرف سے گزرنے کے لئے کوئی راستہ نملا ہم اپنے گہوڑے ہاتہون مین پکڑے ہوئے اس خیال سے کہڑے رہے کہ رات آخر ہے کوئی دم مین صبح نمودار ہوتی ہے روز روشن ہوتے ہی ہم فوج کی تلاش مین آگے بڑہینگے تہوڑی دیر کے بعد صبح کی روشنی شروع ہوئی کچھ کچھ راستہ دکہائی دینے لگا ابہی آفتاب طلوع نہ ہوا تہا کہ مغرب کی جانب سے توپون کے سر ہونے کی صدائین ہمارے کانون مین آئین توپون کی آواز سے ہم نے یقین کر لیا کہ کمانڈر انچیف صاحب نے جنرل سر چالس گریو کو قلعہ سندی درگ پر گولہ باری کے لئے جو حکم دیا تہا اونہون نے اوسکی برابر تعمیل کی کہ آفتاب نکلنے سے پہلے اونہون نے مقررہ مقام پر پہونچکر قلعہ پر گولہ اندازی شروع

کردی ہم فوراً اپنے اپنے گہوڑون پر سوار ہوکے آگے بڑہے اور جسطرف سے توپون کی آواز آرہی تہی اوسطرف ہم نے رُخ کیا جب ہم کیامپ کے قریب پہونچے تو ہم نے دیکہا کہ سر فریڈرک رابرٹ اور سر ڈانلڈ اسٹورٹ فوج کے پاس کہڑے ہین اور قلعہ کے سامنے سے پلٹن اور اوسکی دہنی طرف سے رسالہ بڑہ رہا ہے جنرل سمن نے کمانڈر انچیف صاحب کے حکم سے قلعہ کی دیوار پر بعض بعض جگہ بارود بچہادی تہی اور اس سے یہہ غرض تہی کہ جسوقت گولہ قلعہ پر لگے تو گولہ سے وہ بارود بہی اوڑجائے گولہ باری ہوتی رہی ایک گولہ نشان پر لگا اور وہ بارود جو قلعہ کی دیوار پر بچہی ہوئی تہی ایکبارگی اوڑ گئی فوج نے نہایت چستی اور مستعدی سے حملہ کرکے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور یہہ جنگ مصنوعی ختم ہوگئی غرض ایک ہفتہ تک اسی طور پر جنگ مصنوعی ہوتی رہی اس جنگ مین مہاراجہ میسور بہی تشریف لائے تہے یہہ جنگ جب بالکل ختم ہوگئی تو مہاراجہ میسور نے ایک فینسی ڈریس بال کی دعوت دی جسمین راقم اور سب افسران فوجی شریک تہے اسکے بعد کیامپ برخاست ہوگیا اور مین کمانڈر انچیف صاحب اور اپنے سب فوجی احباب سے رخصت ہوکر حیدرآباد کی طرف راہی ہوا اور بلدہ مین پہونچنے کے بعد اپنی خدمات اور فوجی انتظامات مین مصروف ہوگیا۔

مرزا عبداللہ بیگ ماہر جنگ بہادر کا گولکنڈہ بریگیڈ مین عہدہ بریگیڈ میجری سے شریک ہونا

چونکہ ۱۳۰۲ہجری مین گولکنڈہ لانسر اور گولکنڈہ انفنٹری کی چہاؤنی قلعہ گولکنڈہ مین بنائی گئی تہی اور دونون رجمنٹون کی قواعد اور پریڈ اور فوجی قوانین مین بہت کچھ

کوشش اور توجہ مبذول کی گئی تہی اور اس فوج مین میری حیثیت ایک برگیڈیر کی تہی اس موقع پر مجہے ایک ایسے تجربہ کار شخص کی ضرورت تہی جو فوجی کامون مین مہارت تمام رکہتا ہو۔ اور برگیڈ میجری کی خدمت کیواسطے ہر طرح سے لایق اور موزون ہو۔ اس لیئے مین نے اپنے دوست مرزا عبد اللہ بیگ کو جو اوسوقت حیدرآباد کنٹنجنٹ کے چہارم رسالہ مین وردی میجر تہے اس خدمت کیواسطے انتخاب کرکے تحریر کیا کہ اگر برگیڈ میجری کی خدمت پر حیدرآباد مین آنا آپ پسند کرتے ہین تو مین بہت خوشی کے ساتہہ آپکو لے سکتا ہون میرا خط پہونچتے ہی مرزا عبد اللہ بیگ اورنگ آباد کی چہاؤنی سے میرے پاس آ گئے۔

مین نے اونہین سالار جنگ بہادر کی خدمت مین پیش کیا اور جناب ممدوح نے اوسی وقت مرزا عبد اللہ بیگ کو گولکنڈہ لانسر مین سکنڈ انکمانڈ مقرر کرکے منصرمانہ عہدہ برگیڈ میجری کا کام اونکے تفویض فرمایا۔ مرزا عبد اللہ بیگ نے تہوڑے ہی دنون مین اپنے حسن خدمت کا نمونہ دکہلا دیا اور سالار جنگ بہادر نے اون کے بیٹے شاہ مرزا بیگ کے نام جنکی عمر اوسوقت سات سال کی تہی سو روپیہ کا منصب مقرر کیا۔

اس موقع پر مین تہوڑا سا احوال مرزا عبد اللہ بیگ صاحب کا تحریر کرتا ہون کہ میرے ساتہہ اون کے قدیمی کیا کیا تعلقات ہین اون کے والد مرزا بہادر بیگ چہارم رسالہ حیدرآباد کنٹنجنٹ مین رسالدار تہے اور اون کے چچا شاہ مرزا بیگ صاحب

بہی اسی رسالہ مین رسالدار میجر تہے۔ شاہ مرزا بیگ رسالدار میجر سے ایام غدر مین جو کچھ نمایان کار ظہور مین آئے تہے اونکو میجر برٹن نے تاریخ حیدرآباد کنٹنجنٹ مین متعدد جگہہ تحریر کیا ہے رسالدار صاحب موصوف کی کوئی اولاد نہ تہی اس لیئے اونہون نے اپنے بہائی کے بیٹے کو فرزندی مین لیا تہا۔ اور اونکی تربیت و تعلیم مین بوجہ احسن کوشش کی تہی۔ میرے والد اور شاہ مرزا بیگ صاحب کے باہم نہایت ربط وضبط تہا اس لیئے میرے اور عبداللہ بیگ صاحب کے درمیان بہی ایام طفولیت سے اتحاد وارتباط ہوگیا تہا۔

سنہ ۱۸۷۰ عیسوی مین جب جنرل رایٹ صاحب نے حیدرآباد کنٹنجنٹ کی فوج مین اصلاح کی تو مرزا عبداللہ بیگ نے جو تہے رسالہ مین اونکو بڑی مدد دی اور فوجی الواب مین اپنی حسن لیاقت اور کارگزاری کو اچہی طرح ثابت کر دکہایا۔ حیدرآباد کنٹنجنٹ کے چہارم رسالہ مین مرزا عبداللہ بیگ کی نیزہ بازی و چوگان بازی اور دوسرے فوجی کرتب نہایت مشہور رہے تہے اونکی لیاقت ہر ایک شخص کے نزدیک فوج مین مسلم تہی جب یہان آئے تو فوجی انتظام مین مجہکو اون سے بڑی مدد ملی۔ مین نے کپٹن عبداللہ بیگ کی مدد سے گولکنڈہ برگیڈ کے لیئے ایک اسٹنڈنگ آرڈر مرتب کرکے سرکار مین منظوری کے لیئے بہیجا۔ جسے سالارجنگ بہادر نے نہایت پسند کیا اور بذریعہ میٹر و سکریٹری اوسکی نسبت شکریہ ادا کیا۔

کپٹن میر ہاشم علیخان سے بہی مجہے فوجی کامون مین بڑی مدد ملی ان کے

والد میر سجاد علیخان بہادر تہے اور ان کے نانا مرزا منور علی بیگ اول رسالہ حیدرآباد کنٹنجنٹ مین رسالہ دار تہے جنکو ایام غدر کی کارگزاری کے صلہ مین آرڈر برٹش آف انڈیا کا تمغہ سرکار سے ملا تہا۔

مرزا ہادی صاحب قلعو کی پلٹن مین بعہدہ لفٹنی شریک ہوے مرزا ہادی صاحب نہایت ہوشیار اور ہونہار افسر تہے چند سال اس رجمنٹ مین کام کرنے کے بعد مین سے اونکو اپنے اسٹاف مین متعین کیا چنانچہ مرزا ہادی رفتہ رفتہ خطاب وزیر جنگ وزیر الدولہ سے مخاطب ہوے اور میرے اسٹاف مین کوارٹر ماسٹر اور بریگیڈ میجر رہکر نظامت نظم جمیعت کے جلیلہ عہدہ پر اونہون نے ترقی پائی اور اسی طرح اور فوجی افسرون نے میرے اسٹاف مین رہکر فوجی معلومات بڑہائی۔ جب اعلی افسر فوجی کامونمین ماہر ہوگئے اوسوقت فوجی حیثیت سے اس بریگیڈ کی نہایت ترقی کی شان پیدا ہوگئی۔

بلدہ کے اون مقامات کا مختصر احوال جہان جہان راقم نے قیام کیا ہے

گولکنڈہ مین جو مین نے ایک بنگلہ تعمیر کیا تہا اوسکا مختصر احوال تو مین پہلے اس سے لکہہ چکا ہون لیکن جن مقامات پر مین نے بلدہ مین قیام کیا اس موقع پر اون مقامات کی بہی کچھ کیفیت لکہتا ہون۔ جسوقت مین سنہ ۱۲۹۷ ہجری مطابق سنہ ۱۸۸۱ عیسوی مین حیدرآباد آیا تو اول چند روز تک ریاضت علیخان بہادر کا مہمان رہا۔ اوسکے بعد سالارجنگ بہادر اول نے اپنی بارہ دری کے مکان مین دو مہینے تک مجھے مہمان رکہا اسکے بعد مین نے توپ کے سانچہ کے قریب ایک

بنگلہ کرایہ سے لیکر قیام کیا۔

۱۳۰۹ہجری میں ایک بنگلہ مین نے چادر گہاٹ مین خرید کیا۔ اور اوسمین پانچ سال تک مین قیام پذیر رہا۔

ایک بار حضور پر نور نے سیف آباد مین قیام فرمانے کا ارادہ کیا اور حسین ساگر کے کنارہ ایک عمدہ موقع انتخاب فرماکے وہان شاہی مکانات تعمیر کرنے کے لئے حکم صادر فرمایا۔ اوسی زمانہ مین اعلیحضرت سیف آباد مین رونق افزا ہوئے چونکہ خود بدولت کا ارادہ سیف آباد مین قیام فرمانے کا تہا اسلئے بنوازش خسروانہ حضور پر نور نے دو بنگلے خرید فرماکے ایک بنگلہ مجہے اور دوسرا بنگلہ محبوب یار جنگ کو عطا فرمایا۔

راقم کے بنگلہ راحت منزل کی تعمیر کی مختصر کیفیت

آغاز ۱۳۰۳ہجری مطابق ۱۸۸۵عیسوی مین یہہ بنگلہ مجہے عنایت ہوا حضور پر نور کے اس عنایتی بنگلہ کا نام مین نے راحت منزل رکہا اور اس بنگلہ مین بلحاظ ضرورت اور اہل وعیال کی آسایش کی غرض سے مین نے بتدریج جدید تعمیر شروع کی چنانچہ ۱۳۲۵ہجری مطابق ۱۹۰۷عیسوی مین راحت منزل کے پورٹیکو کے اوپر کا بنگلہ اور اوسکے جنوبی حصہ کی کل تعمیر پوری ہوگئی راحت منزل کے مغربی جانب جو ایک دوسرا حضوری بنگلہ تہا اور سرکار نے اوسکو کپتان ٹام بیلی سے خرید فرمایا تہا ۱۳۲۰ھ مین اعلیحضرت حضور پر نور نے وہ بنگلہ بہی مجہے مرحمت فرمادیا۔ وہ بنگلہ مین نے

اپنے زنانہ کی سکونت کے لئے تجویز کیا اور اوسکے بازو کے دوسرے دو بنگلے مین نے بنات خود خرید کئے یہہ کل بنگلجات ایک احاطہ مین واقع ہونے کی وجہ سے راحت منزل کا احاطہ نہایت وسیع ہوگیا۔

سامنے کی سڑک پر سے راحت منزل کی طرف دیکہا جائے تو شرقی پورٹیکو مع لائٹس گرونڈ کے اور شمالی پورٹیکو کے سامنے سے محبوب بنگلہ تک کامل نظر پڑتی ہے

راحت منزل کے سامنے مین نے ایک بنگلہ اپنے بڑے فرزند عثمان یار الدولہ کے واسطے بنوایا اور اوسکا نام ولایت منزل رکہا۔

آغاز ماہ ڈسمبر ۱۸۸۴ء عیسوی مین مسٹر کارڈری رزیڈنٹ حیدر آباد نے مجہسے بیان کیا کہ سر ڈانلڈ اسٹوارٹ صاحب کمانڈر انچیف ان انڈیا اپنی خدمت سے علیحدہ ہوئے اور اونکی جائے سر فریڈرک رابرٹ کمانڈر انچیف مقرر ہوئے سر فریڈرک رابرٹ نے ایک بڑے کیامپ اکسرسایز کا انتظام کیا ہے جسمین بیس ہزار فوج جمع ہوگی۔ دس ہزار فوج دہلی مین اور دس ہزار انبالہ مین اور غرہ ماہ جنوری ۱۸۸۵ء عیسوی کو یہہ دونون فوجین اپنے مقامون سے بڑہکر پانی پت کے میدان مین معرکہ آرا ہونگی اور طرفین سے جنگ مصنوعی کے سب اصول کام مین لائے جاینگے رزیڈنٹ صاحب نے مجہسے یہہ بہی کہا کہ سر فریڈرک رابرٹ نے مجہکو لکہا ہے کہ مین حضور پرنور کی خدمت مین اونکی جانب سے یہہ تحریک کرون کہ اگر حضور عالی آپکو اجازت دین تو کمانڈر انچیف اس بڑے کیامپ اکسرسایز مین آپکو اپنے اسٹاف مین رکہین گے

راحت منزل
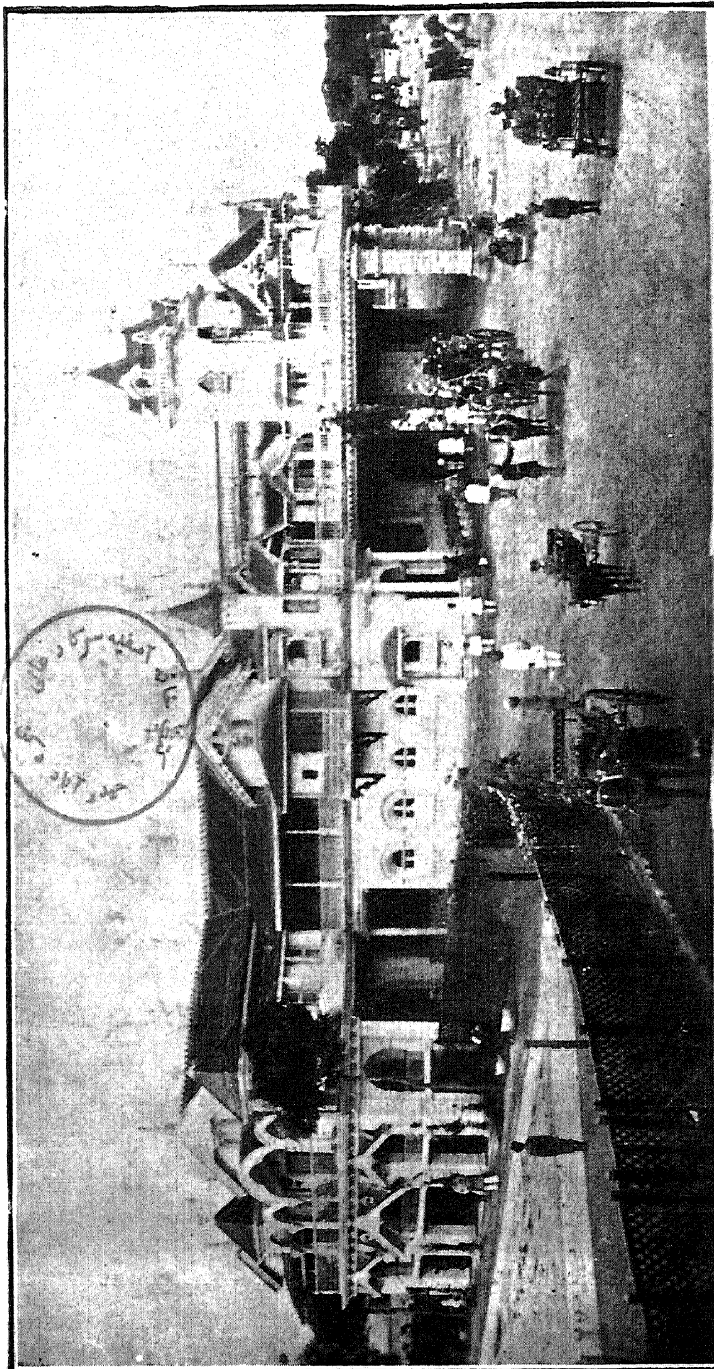
چنانچہ مسٹر کاوری نے حضور پرنور کی خدمت مبارک مین اس امر کی تحریک کی اعلیحضرت حضور پرنور نے کیامپ اکسرسایز مین شریک ہونے کے لئے مجھے اجازت مرحمت فرمائی اوس زمانہ مین اخبارون سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ سر فریڈرک رابرٹ نے یورپ کی دوسری سلطنتون کے بعض افسران فوجی کو بہی اس کیامپ مین شریک ہونیکے لئے دعوت دی ہے چنانچہ جرمن روس اسٹریلیا اور فرانس کی سلطنتون سے دو دو افسر آکر اس کیامپ مین شریک ہون گے۔

دہلی اور انبالہ کا کیامپ اکسر سایز

صفر ۱۳۰۳ہ ہجری مطابق ڈسمبر ۱۸۸۵ء عیسوی کو مین حیدرآباد سے دہلی کی طرف روانہ ہوکر کیامپ مین داخل ہوا۔

یورپ کی مختلف سلطنتون کے افسرون کے واسطے ایک کیامپ علیحدہ مقرر کیا گیا اور اوسکا اہتمام اور انتظام کرنل ملبر کے تفویض ہوا۔

یکم جنوری ۱۸۸۶ء عیسوی مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۰۳ہ ہجری کو یورپ کی سلطنتون کے کل مدعوا افسر دہلی مین پہونچ گئے اور لارڈ رابرٹ نے اپنے کیمپ مین اون کو دعوت دی۔

دوسرے روز شمالی فوج نے دہلی سے اور جنوبی فوج نے انبالہ سے کوچ کیا لارڈ رابرٹ مع اپنے اسٹاف کے دہلی سے فوج کے ساتھہ روانہ ہوے اوس وقت

اون کے اسٹاف مین میرے سوا افسران ذیل بہی شامل تہے۔

کرنل یالکر وملیٹری سکرٹری کرنل پیرٹی مین کواٹر ماسٹر کپتان نیول چیمبرلین ایڈیکانگ کپتان چارلس ہوم ایڈیکانگ مہاراجہ کوچ بہار اسٹاف افسر سر ٹامس بیکر اسسٹنٹ اجیٹن جنرل۔

چونکہ دہلی سے انبالہ تک تقریباً ساٹھ میل کا فاصلہ ہے پانچ روز تک دونون فوجین ہر ایک طرف سے مقابلہ کے لئے آگے بڑہتی گیئن۔ لارڈ رابرٹ مع اسٹاف کے شمالی فوج کے ساتہہ کوچ کرنے اور جب فوجین اپنی فرودگاہ پر اوتر جاتین تو اوسوقت مختلف برگیڈ کے کیمپ وغیرہ کو دیکہنے کے بعد اپنے کیمپ مین اوترتے تہے۔ فوج کے روزانہ قطع مسافت کا یہہ طریقہ تہا کہ دونون فوجین نو بجے اپنی اپنی فرودگاہ سے روانہ ہوجاتین اور تین بجے تک برابر قطع راہ کرتی تہین وقت معینہ پر جو فوج جہان پہونچ جاتی وہین اوتر جاتی تہی اسطور پر کوچ کرنے سے یہہ خیال تہا کہ دونون فوجون کی اڈوانس پارٹی کا مقابلہ چہٹے روز ہوجائے گا چنانچہ ایسا ہی واقعہ ہوا۔ چہٹی تاریخ کو دونون فوجین ایک دوسرے کے قریب پہونچ گیئن۔ لیکن مقابلہ کا موقع نہین ہوا۔ ساتوین روز لارڈ رابرٹ اول وقت اپنے اسٹاف کے ساتہہ سوار ہوکر گہوڑے دوڑاتے ہوئے پانچ چہہ میل پر نکل گئے پہر پانی پت کے میدان مین ایک بلند پہاڑی پر کہڑے ہوکے دونون فوجون کو دوربین سے دیکہتے رہے۔

گیارہ بجے کے قریب شمالی فوج کا ایک رسالہ دور سے آتا ہوا دکہائی دیا لارڈ رابرٹ

نے سر تہامس بیکر سے کہا کہ ایک خط لکھکر سر ہیو گاف شمالی افواج کے جنرل سے دریافت کرو کہ آپ کتنے بجے پانی پت مین پہونچین گے اور آپکی پلٹن کتنی دور ہے۔

سر تہامس بیکر اسسٹنٹ اجیٹن جنرل نے وہ خط لکھکر مجھے دیا اور مجھسے کہا جسقدر جلد ممکن ہو وہ خط آپ سر ہیو گاف کو پہونچادین اور اسکا جواب اون سے لیکر واپس آجاو مین جنرل صاحب کا خط لیکر مین روانہ ہوا اور آدہے گہنٹے مین شمالی فوج کے جنرل کے پاس مین پہونچ گیا۔ اور کمانڈر انچیف کا خط اونکو دیکر زبانی بہی اون سے دریافت کیا۔ جنرل گاف صاحب نے خط کا جواب لکھکر مجھے دیا اور زبانی بہی کہا کہ ہمارا رسالہ اور توپخانہ پہونچ چکا ہے اور پلٹن کا ہمکو انتظار ہے جو غالباً دو گہنٹے مین پہونچے گی اوسوقت ہم اپنے رسالہ توپخانہ پلٹن مجموعی فوج کے ساتھہ آگے بڑہینگے یہہ جواب ہیو گاف سے لیکر مین بیس منٹ مین واپس آگیا اور لارڈ رابرٹ کیخدمت مین پہونچا دیا۔

اوسوقت لارڈ رابرٹ اور سر تہامس بیکر اوس بلند پہاڑی پر سے میرے جانے اور آنے کو دیکھہ رہے تہے اور اونہین شمالی فوج کی دوری اور ندی نالون اور راستہ کی خراب حالت بخوبی پیش نظر تہی سر تہامس بیکر کہنے لگے کہ بہت تہوڑے افسر ہون گے جو نو دس میل کے فاصلہ پر جاکر اسقدر جلد واپس آسکینگے۔

لارڈ رابرٹ اوسی پہاڑی پر دونون فوجون کو دوربین سے دیکھہ رہے تہے دو بجے کے قریب دونون فوجون کی اڈوانس پارٹیون کے سوار ایک دوسرے کے

قریب پہونچ گئے اور ایک پارٹی نے دوسری پارٹی پر فیر کرنا شروع کردیا سر جارج گریو کی جنوبی فوج کی پلٹن رسالہ توپخانہ نے نہر پر اپنا قبضہ کرلیا چونکہ شمالی فوج کی پلٹن دیر سے پہونچی اس لئے آگے بڑہنے مین وقفہ ہوگیا پہر اتنے مین تین بجگئے جو فوج جہان تہی وہین پر اوتر پڑی۔ اور نہر پہ جنوبی فوج کا قبضہ رہا۔ اور آج کا کام ختم ہوگیا۔

اس جنگ مصنوعی مین آج کا دن بڑے معرکہ کا تہا دونون فوجون کے درمیان اسوقت تقریباً تین میل کا فاصلہ ہوگا۔ لارڈ رابرٹ نے آج کے روز شمالی فوج کے تمام مواقع ملاحظہ کئے اور ہر ایک فوج کے کمانڈنگ سے اون کے حالات پوچہتے رہے چنانچہ اوس روز ہم قریب چہہ بجے شام کے گہوڑونپر سے اوترے۔

پہر کمانڈر انچیف صاحب نے کل امپایر افسرون کو جمع کیا۔ اور دونون طرف کے جنرلون کی رپورٹون کو کواٹر ماسٹر جنرل نے پڑہکر سنایا۔

شمالی فوج کے جنرل کا یہہ دعوے تہا کہ دو بجے کے وقت ہماری اڈوانس پارٹی نے نہر کے پل پر اپنا قبضہ کرلیا تہا۔ اگر وہ پل ڈائنامیٹ سے اوسی وقت اوڑا دیا جاتا تو دومنٹ کا کام تہا جنوبی فوج کے رسالہ اور توپخانہ کو اوسپر اوسوقت عبور کرنا ناممکن ہوجاتا۔ جب تک جنوبی فوج عبور کا کوئی دوسرا انتظام کرتی ہماری فوج کو اتنا وقت ملجاتا کہ ہماری پلٹن جو پیچہے تہی وہان پہونچ جاتی۔ اور دریا پر ہمارا مستحکم قبضہ ہوجاتا اور ہم اپنی کل فوج کے ساتہہ درستی سے حملہ کرسکتے مقابل کی فوج

ہرگز آگے نہ بڑہ سکتی۔

جنوبی فوج کے جنرل کو اپنی فوج کے فتح کا دعوے تہا اون کی یہہ دلیل تہی کہ نہر پر ہم اول پہونچ چکے تہے اور ہم نے اوسپر قبضہ کر لیا تہا۔

لارڈ رابرٹ نے ہر ایک امپایر سے رائے پوچہی آدہے گہنٹے کے مباحثہ کے بعد جنوبی فوج کے حق مین فتح کا فیصلہ ہوا۔ اور حکم دیا گیا کہ نہر پر جنوبی فوج کا قبضہ رہے اور چونکہ شمالی فوج کی پلٹن دیر سے پہونچی آج کے روز اون کی شکست تسلیم کی جائے کل کے دن نئی لڑائی شروع ہوگی شمالی فوج کی اڈوانس پارٹی جو آگے بڑہ آئی تہی اوسے ایک میل پیچہے ہٹ جانیکے لیے حکم دیا گیا۔

آج شب کو جب ہم لوگ کمانڈر انچیف کے ڈیرہ مین ڈنر پر جمع ہوے تو کمانڈر انچیف اپنے ملیٹری سکرٹری اور کواٹر ماسٹر جنرل سے فوجی اصول اور فنون جنگ کے نکات بیان کرتے رہے جن سے لارڈ رابرٹ کی فوجی قابلیت اور بلند خیالی اور تجربہ کاری کا اندازہ ہو سکتا تہا جسقدر افسر تہے بالاتفاق وہ تسلیم کر رہے تہے کہ لارڈ ممدوح اس فن مین اپنی نظیر نہین رکہتے ہین۔

دوسرا دن ساتوین جنوری کا بہی اس جنگ مصنوعی کے لئے بہت ہی بڑا دن تہا۔ اوس روز دہلی۔ اور انبالہ کی بیس بیس ہزار فوجون کا میدان جنگ مین مقابلہ ہونے والا تہا۔ دوسرے سلطنتون کے جو افسر مدعو تہے اور قواعد دیکہنے آئے تہے اونہین اس لڑائی کے دیکہنے کا بڑا اشتیاق تہا کہ اسقدر کثیر التعداد فوج کو

اونکے جنرل میدان جنگ مین کس طور پر لڑکر اپنی فوجی قابلیت دکھلاتے ہین لارڈ رابرٹ صبح کے آٹھ بجے سے پہلے مع اسٹاف کے ایک بلند مقام پر جاکر کھڑے ہوئے تھے۔ فارن افسر بہی اوس روز اوسی جگہ آگئے تھے سب لوگون کی نظرین اپنی اپنی گہڑیون پر تھین کہ کب نو بجتے ہین اور جنگ شروع ہوتی ہے۔ نو بجے کا وقت لڑائی کے آغاز ہونے کا ٹھیک وقت تھا چنانچہ نو بجتے ہی شمالی فوج کا توپخانہ آگے بڑہنا شروع ہوگیا لیکن جنوبی فوج کے جنرل نے اپنی فوج کے دہنے حصہ کو پیشقدمی سے روکا تاکہ اونکا رسالہ اور توپخانہ نہر کے قریب آجائے۔ یہہ دیکھکر شمالی فوج کے چار توپخانون نے ایک بلند مقام پر پوزیشن لیکر جنوبی فوج کی طرف فیر کرنا شروع کیا۔ سر جارج گریوجو ایک بڑے تجربہ کار اور مشہور افسر تھے اونہون نے اپنی کیولری برگیڈ کو حکم دیا کہ نہر کو عبور کرکے توپخانہ پر دہنی جانب سے حملہ کرے چنانچہ جنوبی برگیڈ کے آٹھ رسالے توپخانہ پر حملہ کرنے کے لیئے بڑہے شمالی جنرل نے جنوبی جنرل کا ارادہ معلوم کرتے ہی اپنی فوج کے ایک کیولری برگیڈ کو جسمین تین رسالے تھے حکم دیا کہ اپنے توپخانہ کی کمک کو بڑہے۔

لارڈ رابرٹ اور اون کے تمام اسٹاف نے اپنی اپنی دوربینین اوسطرف اوٹھائین۔ اور فوج کی جنگ دیکھنے مین مصروف ہوئے چوبیس توپین ایک جانب سے رسالون پر فیر کررہی تھین اودہر دوسری طرف سے بہی تقریبا اوتنی ہی توپین اونکا جواب دے رہی تھین دو دستے سوارون کے جن کی تعداد تقریبا سات ہزار کی ہوگی

ایک دوسرے پر حملہ کر رہے تھے جب دونوں جنرلوں نے دیکھا کہ ہمارے رسالے باہم حملہ آوری مین مصروف ہین تو انہون نے اپنے باقی سوارون کو جو چارون طرف پہیلے ہوئے تھے اعانت کے لئے اون کے قریب کیا جنوبی رسالون نے شمالی توپخانون پر نہایت چستی اور مستعدی سے حملہ کیا اور شمالی رسالے اونکی وہنی جانب سے حملہ آور ہوئے جب طرفین مین سو گز کا فاصلہ رہ گیا تو اوسوقت امپایرون کے اشارون سے ہر ایک فوج اپنی اپنی جگہ کہڑی رہ گئی۔

اوسوقت لارڈ رابرٹ نے مجھسے کہا کہ کرنل جرڈ جو امپایر ہین وہ میدان جنگ مین اوس جگہ ہین جس جگہ طرفین کے رسالون نے باہم حملہ کرنے کے بعد هالٹ کیا ہی آپ وہان جاکر اپنے ہمراہ اونکو لے آئے مین اونکے پاس گیا اور لارڈ رابرٹ کا پیام اونکو پہونچایا کرنل جرڈ اوسوقت دوسرے امپایرون سے گفتگو کر رہے تہے اور آپس کی بحث سن رہے تہے ابہی تک یہہ فیصلہ نہین ہوا تہا کہ کونسی فوج فتح مند ہوئی اور کسکو شکست ہوئی کرنل جرڈ نے مجہسے کہا کہ اس جنگ کا فیصلہ کرتی ہی آپکے ساتہہ چلتا ہون۔ آخر دوسرے امپایرون کی رائے سے یہہ فیصلہ ہوا کہ شمالی فوج کے پانچ رسالون نے (جنمین دو ہزار پانسو سوار تہے) جنوبی رسالون پر (جنکی تعداد تقریباً المضاعف تہی) حملہ کیا لیکن شمالی فوج کے چار توپخانے جنوبی فوج کے رسالون پر حملہ آوری کے وقت برابر فیر کرتے رہے اسکے سوا شمالی ایک برگیڈ نے فلانگ اٹاک بہی کیا اسکے باعث جنوبی فوج کے سوار بہت کچہ ضایع ہوے۔ ان

سواروں کے ضایع ہونے کا بڑا سبب یہہ ہوا کہ جنوبی فوج کا توپخانہ اوس وقت استقدر قریب نہ تہا جو اپنے رسالون کی کمک کے لیئے فیر کرتا اور شمالی توپخانہ کو نقصان پہونچاتا اس حملہ مین جنوبی فوج والون کو ناکامیابی ہوئی۔ لہذا آج کے روز جنوبی فوج کے دو ہزار سوار اوٹ آف ایکشن (بیکار) تصور کئے جائین اور جنگ مین شریک نہون جنرل جرڈ اس فیصلہ کے بعد کمانڈر انچیف صاحب کے پاس آئے اور یہہ سب احوال بیان کیا۔ اس اثنا مین پانی پت کی شرقی طرف پلٹنون کی لڑائی شروع ہو گئی دونون طرف کی پلٹنین آتش فشانی مین سرگرم ہوئین اور اس جنگ کے بعد دونون طرف کے رسالون کی جسقدر فوج باقی رہ گئی تہی اوسکا رُخ بہی اسیطرف ہو گیا۔

جنوبی جنرل کی یہہ کوشش تہی کہ نہر کو اپنے قبضہ مین رکہین اور دشمن کی فوج کو پسپا کر دین اور شمالی جنرل یہہ چاہتے تہے کہ جہان تک ہو سکے دشمن کی پلٹن کو نہر سے پیچہے ہٹا دین اور نہر پر خود قبضہ کر لین۔

غرض دونون فوجین جنکی تعداد تیس ہزار تہی قریب ہو گئین اور بندوقون سے فیر کرنا شروع کیا توپخانہ کی ایسی گرج تہی کہ کچہہ سنائی نہ دیتا تہا اور خیال ہوتا تہا کہ اگر دشمنون کی باہم حقیقی جنگ ہوتی تو آج کتنی فوج ضایع ہوتی اور کشتون کی لاشون سے میدان جنگ کا کیا عالم ہوتا۔

یہہ جنگ ہوتے ہوتے تین بج گئے اور آخر مین حسب قاعدہ مقررہ لڑائی ختم کر دی گئی اور سب امپایر لارڈ رابرٹ کے پاس جمع ہوئے اور یہہ فیصلہ ہوا کہ

آیکے دن کی فتح سر ہیو گاف صاحب کی فوج کے نام رہی۔

لارڈ رابرٹ شام کے قریب اپنے خیمہ مین داخل ہوے اور شب کو کل افسران برٹش افواج اور افسران افواج سلاطین یورپ کو انہون نے اپنے پاس ڈنر مین بلایا اوسوقت معلوم ہوا کہ یورپ کی سلطنت کے افسرون کو ہندوستانی افواج کی عمدگی اور شائستگی کا ایسا خیال نہ تہا اس تواعد سے اونہین معلوم ہو گیا کہ ہندوستانی فوجکی حالت بالکل ممالک یورپ کی فوجکی طرح ہے۔ انکی ڈسپلن۔ سلیقہ ساز و سامان انکی چستی و چالاکی یورپین فوجون سے کسیطرح کم نہین آج یہہ جنگ مصنوعی ختم ہو گئی اور سب فوج کو لارڈ رابرٹ نے مارچ پاسٹ لینے کے بعد کوچ کا حکم دیا۔ کل فوجین اپنے اپنے مقامات کو روانہ ہو گئین۔ اور خود لارڈ رابرٹ نے دہلی کی طرف مراجعت کی مین لارڈ رابرٹ کے ساتہہ دہلی آیا۔ اور دہان دو روز قیام کیا اسکے بعد لارڈ رابرٹ اور دوسرے اپنے دوستون سے رخصت ہو کر حیدرآباد کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۲۷ جنوری ۱۸۸۶ عیسوی کو مین حیدرآباد مین پہونچکر اپنے نئے بنگلہ راحت منزل مین مقیم ہوا۔

اعلیحضرت حضور پرنور کا مدراس مین رونق افزا ہونا

ماہ جمادی الاول ۱۳۰۳ ہجری مطابق فروری ۱۸۸۶ عیسوی مین اعلیحضرت حضور پرنور نے مدراس تشریف لیجانے کے واسطے عزم ظاہر فرمایا ان ایام مین لارڈ ڈفرن ویسرائے گورنر جنرل ہند بہی وہان مقیم تہے اس سفر کے ضمن مین اون سے بہی ملاقات کا

اچھا موقع تہا۔ اعلیحضرت کی سواری مبارک ۲۲ جمادی الاول کو مدراس کی جانب روانہ ہوئے اس سفر مین سواری مبارک کے ضروری انتظامات میرے تفویض ہوئے اور ریل گاڑہی اور شاہی فرودگاہ وغیرہ کا بعض انتظام علاقہ دیوانی کے ذریعہ سے ہوا۔

خیر النسا بیگم صاحبہ رئیسہ کرناٹک سے نے جو نواب نظام یار جنگ حسام الملک خانخاناں بہادر کی ہمشیرہ تہین انہون نے اعلیحضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک مین اس مضمون کی ایک عرضداشت گزرانی کہ مدراس مین تشریف آوری کے وقت اگر سرکار میرے مکان اور باغ مین رونق افروزی فرمائینگے تو میری عزت افزائی کا سبب ہوگا اعلیحضرت حضور پر نور نے اونکے اس معروضہ کو شرف قبول بخشا جب سواری مبارک مدراس پہونچی تو مدراس کے اسٹیشن پر خیر النسا بیگم صاحبہ کے داماد فیروز حسین خان بہادر مع اپنے فرزندون کے حاضر ہوئے اور سرکار کی سواری مبارک اون کے باغ مین رونق بخش ہوئی۔

اعلیحضرت حضور پر نور جب تک یہان تشریف فرما رہے ہر روز شام سے پہلے سواری مبارک چوکڑے مین دریا وغیرہ مقامات کی سیر کو بغرض تفریح جاتی تہی اس نواح مین جو جو مقامات قابل دید تہے وہ سب اعلیحضرت نے ملاحظہ فرمائے۔

اعلیحضرت ایک روز گہوڑے پر سوار ہوکر دار المجانین کے ملاحظہ کے لئے بہی تشریف لیگئے۔ اور دیوانون کے رہنے اور علاج و معالجہ کے مکانات دیر تک ملاحظہ فرماتے رہے۔ ڈاکٹر آرمسٹرانگ جو دار المجانین کے مہتمم تہے۔ وہ بہی

اوسوقت حاضر تھے انہون نے عجائبین کے تمام مکانات حضور پرنور کو ملاحظہ کرائے
اس موقع پر لارڈ ڈفرن ویسرائے اور مسٹر گرینڈ ڈف گورنر مدراس سے بھی حضور پرنور کی
چند ملاقاتین ہوئین۔ دس روز تک یہان قیام رہا اسکے بعد موکب ہمایون نہضت
فرماے حیدرآباد ہوا۔

لارڈ ڈفرن بہادر ویسرائے کشور ہند کا حیدرآباد مین تشریف فرما ہونا اور تیندوون کا شکار ملاحظہ کرنا

جس زمانہ مین حضور پرنور مدراس مین رونق افزا تھے اوس زمانہ مین لارڈ ڈفرن
نے حیدرآباد آنے کے واسطے اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا جب گرما کا موسم گزر گیا تو ۲۴
نومبر ۱۸۸۷ عیسوی کو لارڈ ممدوح حیدرآباد تشریف لائے جو جو مراسم مہمانداری و تعظیم اور
تکریم کے سلطنت کی جانب سے مقرر ہین ویسرائے کے تشریف آوری کیوقت
حسب معمول وہ سب ادا ہوے۔ اعلیحضرت حضور پرنور اور ویسرائے بہادر سے باہم
متعدد ملاقاتین ہوئین۔ اسی اثنا مین لارڈ ممدوح نے یہہ خواہش ظاہر کی کہ بہالہ سے
تیندوے کا شکار ہم دیکھنا چاہتے ہین غرض اس شکار کے واسطے گولکنڈہ کا میدان
تجویز کیا گیا اور دو تیندوے جو اون دنون پنجرون مین گرفتار ہوکر آئے تھے وہان
بھیجے گئے۔

اعلیحضرت حضور پرنور اپنے معزز مہمان کو اپنے ہمراہ گاڑی مین لیکر گولکنڈہ

کے میدان مین رونق افزا ہوے اور یہان ہاتہی پر سوار ہو کے ایک ایسے بلند مقام پر تشریف فرما ہوے جہان سے شکار کا تماشا بخوبی ملاحظہ ہو سکتا تہا۔ لارڈ ولیم بیرسفورڈ ویسراے کے ملیٹری سکرٹری۔ کپتن گارڈن ایڈیکانگ۔ اور سکندر آباد کے چند فوجی افسر بہالے لیکر گہوڑون پر سوار ہوے۔ لارڈ ولیم بیرسفورڈ کو مین نے اپنا ایک سبزہ گہوڑا سواری کے لیے دیا جسپر مین نے متعدد بار تینددون کا شکار کیا تہا۔

جب سب افسر شکار کے لیے تیار ہو گئے اور تیندوے کے پنجرہ کا منہ کہولا گیا تیندوا ایکایک پنجرے سے نکلکر قلعہ کے تالاب کی طرف بہاگا سب افسرون نے اوسکے پیچہے گہوڑے ڈالے لارڈ ولیم بیرسفورڈ کا گہوڑا بہت تیز تہا وہ سب سے آگے بڑہ گئے اور تیندوے کے قریب پہونچکر بہالہ مارنا چاہا تیندوہ جو سیدہا بہاگ رہا تہا یکایک پیچہے کو پلٹا۔ اور گہوڑے کے پاؤن مین آگیا۔ لارڈ ولیم بیرسفورڈ اور اونکا گہوڑا اور تیندوا تینون ایک کے اوپر ایک گرے اوسوقت مین اونکی قریب آپہونچا تہا مین نے خیال کیا کہ اگر تیندوے کو ذرہ بہی فرصت ملی تو اوٹہتے ہی وہ لارڈ ولیم پر حملہ کرے گا مین نے فوراً تیندوے کے بہالہ مارا قبل اس کے کہ دوسرا بہالا اوسکے لگے وہ سیدہا ان مکانون کی طرف بہاگا جو وہان سے تہوڑے فاصلہ پر تہے اور اون مکانون کے نزدیک پہونچ گیا اب یہہ اندیشہ ہوا کہ تیندوا ان مکانون مین جا کر عورتون بچون کو ضرور زخمی کرے گا اتفاق سے وہ مکانات غربا

اور مزدوری پیشہ لوگون کے تہے جو اوسوقت اونکو خالی چہوڑکر اپنے معاش کی تلاش مین گئے ہوئے تہے۔ تیندوا ایک خالی مکان مین چلا گیا مین نے لارڈ ولیم بیرسفورڈ کو جلد گہوڑے پر سوار کرایا اور پہر ہم اون مکانون کی طرف گئے جب ہم مکانون کے قریب آپہونچے تو گہوڑون پر سے اوتر کر بہالے ہاتون مین لیئے تیندوے کے پنجون کے نشان دیکہتے ہوئے اوس مکان کے پاس گئے جسمین تیندوا گیا تہا۔ اوس مکان کا دروازہ اتنا چہوٹا تہا کہ ایک آدمی کے سوا ایک وقت مین دوسرا آدمی اندر نہین جاسکتا تہا اور ہر شخص یہی چاہتا تہا کہ مین اول جاؤن لارڈ ولیم بیرسفورڈ اور مین ساتہہ ساتہہ مکان کے اندر گئے باقی لوگ ہمارے پیچہے رہے مین نے دیکہا کہ تیندوا مکان کے دہنے گوشہ مین بیٹہا ہے ہمین دیکہتے ہی وہ اپنی جگہ سے اوٹہا اور ہمپر حملہ آور ہوا۔ لیکن ہم دونون نے وقت واحد مین اس عجلت سے بہالے مارے کہ اوسی جگہ تیندوے کا کام تمام کردیا۔

اسکے بعد دوسرا تیندوا میدان مین چہوڑا گیا لارڈ ولیم بیرسفورڈ نے اوسکے اول بہالہ مارا اور تہوڑی دیر مین اوسکا بہی شکار ہوگیا لارڈ ڈفرن اس شکار سے نہایت محظوظ ہوئے۔ پہر حضور پرنور اور لارڈ ڈفرن ملاحظہ کرنے کے لئے تیندونکی قریب تشریف لائے اوسوقت لارڈ ممدوح نے مجہسے فرمایا کہ آج آپنے میرے ملیٹری سکرٹری کو بچا لیا ورنہ اونکا کام تمام ہوچکا تہا یہہ لارڈ ولیم بیرسفورڈ یورپ کے ایک بڑے معزز خاندان سے تہے انہون نے ہندوستان مین ملیٹری سکرٹری کی

عہدہ پر تین ویسراون کے عہد مین کام کیا تہا۔ گہوڑون کی شرطون کا اونکو بے حد شوق تہا۔ ہمارے اعلیحضرت حضور پرنور سے اور لارڈ ولیم بیرسفورڈ سے بہت دوستی تہی لارڈ ولیم نے ایک یابو اعلیحضرت کے لئے بہیجا تہا اعلیحضرت نے اوسکا نام ولیم رکہا تہا ایک مدت تک وہ یابو خاص سرکار کی سواری مین رہا۔

دوسرے روز لارڈ ڈفرن کے ملاخطہ کے لئے ملک پیٹہ مین اسپورٹس کی گئی جسمین خود حضور پرنور نے نیزہ بازی فرمائی اس اسپورٹس کو دیکہکر ویسرائے نہایت مسرور ہوئے لارڈ ڈفرن نے ہماری نیزہ بازی کے بہالے بہت پسند کئے اور مجہسے فرمایش کی کہ چند بہالے اس قسم کے ہمارے پاس شملہ کو بہیجے جائین چنانچہ مینے چار بہالے لارڈ ممدوح کی خدمت مین بہجوائے۔ اسکے بعد لارڈ ولیم بیرسفورڈ کی زبانی معلوم ہوا کہ خود لارڈ ڈفرن نے شملہ مین اون بہالون سے چند بار ٹنٹ پیگ اینگ کی۔

حیدرآباد ٹینٹ پگنیگ ٹورنمنٹ کی ابتدا

گولکنڈہ لانسر کی کمان پر جس روز سے حضور پرنور نے مجہے سرفراز فرمایا تہا اوس روز سے چوگان بازی نیزہ بازی کی تعلیم کی طرف مین ہمیشہ متوجہ تہا۔ اسلئے گولکنڈہ پولو ٹیم نے اعلی درجہ کی ترقی کی کپٹن مرزا عبد اللہ بیگ۔ لفٹنٹ مرزا ابراہیم بیگ خواجہ امین الدین اور مین ایک جانب ہوکر دوسرے عہدہ دارون سے پولو کہیلتے تہے

اور کبھی سکندرآباد کے افسرون کے ساتھہ ہم چوگان بازی کرتے۔ اور نیزہ بازی مین شریک ہوتے تہے۔

جمادی الاول مین جسوقت حضور پرنور مدراس مین تشریف فرما تہے اوسوقت ٹنیٹ پگنگ مین انعام دینے کے لئے چاندی کا ایک پیالہ حضور پرنور نے پی آر اینڈ کمپنی کی شاپ سے خرید فرمایا تہا۔

چنانچہ جولائی ۱۸۸۶ء عیسوی مین باجازت حضور پرنور حیدرآباد ٹنیٹ پگنگ ٹورنمنٹ مقرر کی گئی جسمین بلارم۔ سکندرآباد اور بنگلور کے فوجی لوگ شریک ہوتے تہے جو پیالہ کہ مدراس مین خرید کیا گیا تہا حضور پرنور نے بطور انعام مرحمت فرمایا۔ اس پیالہ کے متعلق یہہ شرط تہی کہ جو ٹیم تین سال تک متواتر جیتیگی وہ اس پیالہ کی مستحق ہوگی اوس سال سے ٹنیٹ پگنگ ٹورنمنٹ حیدرآباد مین ابتک جاری ہے ہر سال موسم سرما مین ٹورنمنٹ ہوتی ہے۔

اعلیحضرت حضور پرنور کا گولکنڈہ برگیڈ کی کرنلی منظور فرمانا

گولکنڈہ برگیڈ کے بخت نے رفتہ رفتہ ایسی ترقی کی کہ فرمانروائے قلمرو دکن اعلیحضرت حضور پرنور نے بہی ۲۵ صفر ۱۳۰۴ہجری مین بہ نفس نفیس اس فوج کی آنرری کرنلی قبول فرماکے اسکے اعزاز کا خاص درجہ بڑہایا جس سے اس فوج کی عظمت اور وقعت عام وخاص کے دلمین خاص طور پر پیدا ہوگئی امرا اور اعیان سلطنت جوامارت

کی شان وجاہت سے فوج مین شریک ہونیکو موجب ننگ وعار تصور کرتی تہے اونکے دلون مین ایسا ولولہ پیدا ہوا کہ وہ اس فوج مین شریک ہونے کو باعث فخر و مباہات سمجہنے لگے۔

یہہ ظاہر ہے کہ جس فوج کے آنریری کرنل اعلیحضرت حضور پرنور ہون۔ اور آنریری میجر سر سالار جنگ بہادر مدار المہام سلطنت اور آنریری کپٹن اون کے بہائی منیر الملک بہادر ہون تو دیگر امرائے دولت اور اعیان سلطنت کی نگاہون مین اوس فوج کی کیا کچہ وقعت اور اوسکا احترام نہوگا۔

حضور پرنور کے واسطے گولکنڈہ برگیڈ کی خاص یونی فارم تیار کیگئی حضور پرنور اوس یونی فارم کو زیب تن مبارک فرماکے سکندر آباد کی پریڈ ملاحظہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔

شب مین ایک تیندوے کا پنجرہ سے چہوٹ کر محلات شاہی مین چلا جانا اور صبحدم اعلیحضرت کا اوسکو شکار فرمانا

سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین جب گرما کا موسم ختم ہوگیا اور بارش کا موسم شروع ہوا اوس زمانہ مین حضور پرنور کی سواری چو محلہ مبارک مین رونق افزا ہوئی ایک روز شام ایک چوبدار نے آکر مجہے اطلاع دی کہ دوم کنڈہ کے راجہ نے ایک تیندوا گرفتار کرکے پنجرہ مین بہیجا ہے وہ کہان رکہا جائے۔ مینے چوبدار سے کہا کہ پنجرہ ڈیوڑہی

مبارک ہی مین احتیاط سے رکھا دیا جائے کل کے روز مین حضور پرنور کی خدمت
مبارک مین عرض کرونگا جسطرح حکم اقدس ہوگا عمل کیا جائے گا۔ چنانچہ چوبدار نے
تیندوے کا پنجرہ جلوخانہ مین حکیم شفائی خان بہادر کی نشست گاہ کے سامنے رکھا دیا
شب کو مین اپنی نشست گاہ مین روشن بنگلہ کے مقابل سو گیا اوس روز شام سے
بارش شروع ہوئی تمام شب پانی برستا رہا۔ صبح کو ایک چوبدار دوڑتا ہوا میرے
پاس آیا۔ اور اوس نے کہا کہ جو تیندوا پنجرہ مین بند تھا شب کو پنجرہ توڑ کر نکل گیا
اس خبر کے سنتے ہی مجھے سخت پریشانی ہوئی اسلئے کہ ڈیوڑھی مبارک مین چوطرف
آدمی پھرتے رہتے ہین اور محلات مبارک کا یہان سے بہت قرب ہے تیندوا
نہایت موذی درندہ ہے جو کوئی اوسکے سامنے آتا ہے وہ اوسکو زخمی کر ڈالتا ہے
مین اوسیوقت پنجرے کے پاس گیا اور دیکھا کہ پنجرہ کہنہ تھا تیندوے نے اوس کو
توڑ ڈالا اور باہر نکل گیا مینے تیندوے کے پنجون کے نشان زمین پر دیکھے چونکہ
تمام شب بارش ہوتی رہی تھی اس سبب سے اوسکے پنجون کے نشان صاف
طور پر نظر آرہے تھے مین اونہین نشانون پر چلا گیا تیندوا پنجرے سے نکلکر سیدھا
اللہ رکھی بیگم صاحبہ قبلہ کی ڈیوڑھی کے سامنے گیا تھا اور چونکہ وہان کی دیوار زیادہ
بلند نہ تھی دیوار پر سے کود کے محلات مین چلا گیا تھا۔ جب دیوار پر دیکھا گیا تو اوپر
بھی اوسکے ناخنون کے نشان تھے اب مجھے تیندوے کے باہر جانیکی نسبت
کسی طرح پر شک نہ رہا مین اوسیوقت روشن بنگلہ کے سامنے آیا اور ایک چوبدار سے

مین نے کہا کہ حضور پر نور کی خدمت مبارک مین عرض کرو کہ افسر جنگ کچھ ضروری عرض کرنا چاہتے ہین اطلاع ہونے کے ساتھ ہی حضور پر نور برآمد ہوئے اوسوقت مین نے تیندوے کا کل واقعہ پیشگاہ اقدس مین عرض کیا بیان کرکے کہ جس جانب کو تیندوا گیا ہے اوس جانب کے محلات مین فوراً یہہ اطلاع کر دیجاے کہ سب زنانہ اپنے اپنے مقام پر رہے حجرون سے باہر کوئی نہ نکلے اور زنانہ کے حجرون کے دروازون پر چلمنین اور پردے ڈالکر مردانہ کر دیا جاے اور مجہکو اجازت ہو کہ ایک دو آدمیون کو اپنے ساتھ لیکر محل مین جاؤن بندگان حضرت نے اوسیوقت ماما کو حکم دیا کہ اندر مردانہ کا انتظام کرکے حضرت اللہ رکھی بیگم صاحبہ قبلہ کی ڈیوڑہی مین سے مجھے محلات مین لیجائین مینے اوس وقت ممتاز یار جنگ بہادر کی پلٹن کے ایک جوان سے بندوق لیکر اوسمین گولی بہری اور اپنی تلوار لیکر مع خواجہ امین الدین کے محل مین گیا اور محل مین جاتے وقت ایک آدمی کو حویلی قدیم کی طرف روانہ کیا کہ سرکاری چند بندوقین اور بہالی وہان سے جلد لے آئے۔

مین اور خواجہ امین الدین آہستہ آہستہ زنانی ڈیوڑہی مین گئے اور جس دیوار پر سے تیندوا اندر پہاندا تہا اوسکے نیچے تیندوے کے پنجون کے نشان دیکھے جس جس جگہ تیندوے کے پنجون کے نشان ہم پاتے اونہین نشانون پر آگے بڑہتے جاتے تہے قیاس سے معلوم ہوا کہ تقریباً دو بجے شب کے پنجرہ توڑ کر زنانی ڈیوڑہی مین وہ گیا تہا اول حضرت اللہ رکھی بیگم صاحبہ قبلہ کے تشریف فرما رہنے کی جگہ مین پہونچا

وہان پر ملازم وغیرہ سوتے پائے وہان سے نکلکر باورچی خانہ کے پاس گیا باورچی خانہ کی طرف پنجون کی جو نشانیان تہین اون سے ثابت ہوا کہ دوسرے محل کی جانب گیا ہے اس محل کے سامنے وہ کہڑا ہوا اور وہان بہی آدمیون کو سوتا پایا وہان سے ایک چہوٹی گلی مین ہو کر دوسری بڑی دیوار تک آیا اور پہر وہان سے پلٹ کر جسطرف کہ بیت الخلا تہا اوسطرف گیا اوسکی جابجا گردش اور پنجون کے نشانون سے ظاہر ہوتا تہا کہ شب کو محل مین زنانہ کو سوتا پاکر تیندوا چوطرف خوب پہرا جب پہر وہ گیا اور پہر آدمیونکی بو پائی جب اوسنے بیت الخلا کی طرف سنسان مقام پایا وہان ایک سفالی کوٹہری مین بیٹہ گیا۔

خواجہ امین الدین نے بیت الخلا کے سامنے تیندوے کے پنجون کے نشان مجہے بتلائے جب مینے اوسکے پنجون کے نشان دروازے کے اندر جانے کے دیکہے مینے امین الدین سے کہا کہ نہایت آہستگی سے دروازہ کے پٹ بند کر دو امین الدین نے دروازہ بند کر دیا مین خود وہان کہڑا رہا اور ایک ماما کی زبانی یہہ سب کیفیت اعلحضرت حضور پرنور کی خدمت مبارک مین عرض کی حضور پرنور اوسی وقت وہان رونق افزا ہوئے مینے عرض کیا کہ تیندوا اوس کوٹہری کے اندر موجود ہے جبتک رات تہی وہ چور کی مثل سب جگہ پہرا اب روز روشن ہو گیا ہے باہر نکلکر وہ ضرور کسی پر حملہ کریگا چونکہ زنانہ کا موقع ہے بچے بڑے مامائین اصیلین وغیرہ لوگ چوطرف بہرے ہوی ہین اور اب سرکار کی تشریف آوری کے سبب سے اور زیادہ مجمع ہو گیا ہی اور جس حجرہ مین

تیندوا ہے اوسکا دروازہ اسدرجہ کہنہ ہے کہ اوسمین سوراخ بہی ہے اگر ایک پنجہ بہی ماریگا تو دروازہ توٹ جائے گا اور وہ زنانہ کے لوگون کو زخمی کرڈالے گا اسلئے تیندوا جہان بیٹہا ہے اوسکو وہان چہیڑنا چاہیئے حجرہ کے اوپر سے اتنے سفال ہٹادیے جاین کہ حجرہ کے اندر روشنی جاسکے اور اوپر سے اوسکے گولی ماری جائے۔

اعلیٰحضرت حضور پرنور نے میری اس رائے کو پسند فرماکر خود بنفس نفیس حجرہ کے اوپر چڑہنیکا ارادہ فرمایا چونکہ اس اثنا مین سرکاری سلح خانہ سے بندوقین اچکی تہین حضور پرنور نے فورًا نفٹی رائفل دست مبارک مین لیکر حجرہ کے اوپر عزم فرمایا۔ خواجہ امین الدین حضور پرنور کی خدمت مین حجرہ کے اوپر حاضر تہے شب کی بارش کے سبب سے سفال بہیگ کر نرم ہوگئے تہے جب اونپر پاؤن پڑتا توٹ جاتے تہے اور توٹنے کی آواز آتی تہی مجہکو لمحہ بہ لمحہ یہ خوف ہوتا تہا کہ سفال کے توٹنے کی آواز سے اگر تیندوا دروازہ توڑکر باہر نکل گیا تو ضرور کسی نہ کسی کو زخمی کرے گا اسواسطے بمزید احتیاط دروازہ کے پاس بہی بندوقی دیگر آدمی کہڑے کردیے گئے امین الدین نے اوپر پہونچکر سفال ہٹادیے چونکہ سفال کے نیچے کی لکڑیان نہایت کہنہ اور بوسیدہ تہین امین الدین کے وزن سے لکڑیان توٹ گئین اور قریب تہا کہ وہ اوپر سے کوٹہری کے اندر جہان تیندوا بیٹہا تہا گرجاتے مگر وہ جلد سنبہل گئے۔

غرض سفال کے نکالنے اور لکڑیون کے توٹنے سے اسقدر جگہ کہل گئی کہ تیندوا کوٹے مین بیٹہا ہوا صاف طور پر نظر آنے لگا اوسوقت حضور پرنور نے

تیندوے پر ایک گولی چلائی وہ گولی کھاکے اپنی جگہ سے جست کرکے دوسرے کونے
مین گرا حضور پر نور نے احتیاطاً دوسری بار بہی فیر کیا۔ پھر جو لوگ پہنچے تہے دروازہ
کھولکر کوٹھری کے اندر گئے اور تیندوے کو کھینچکر کوٹھری سے باہر لے آئے۔

یہہ خبر تمام محلات مین پہیل گئی تہی کہ تیندوا شب کو شاہی زنانہ مین آگیا ہے۔
اسلیئے محل مین سب جگہ گڑبڑ تہی اور سب کو پریشانی تہی کبہی ایسا اتفاق نہین ہوا تہا
کہ تیندوا سا موذی درندہ غضب اور غصہ مین شیر کے بعد شمار کیا جاتا ہے محلات مین
آیا ہوتا اور وہ بہی شب مین ایسے وقت کہ کل زنانہ وغیرہ استراحت مین تہا اگر محلات
شاہی مین سے اوسوقت کوئی بیدار ہوتا یا مامائین اور اصیلین چلتی پہرتی ہوتین اور
تیندوا اوسوقت محلات مین پہونچتا خدا جانے کیا کچہ ضرر پہونچاتا اور شاہی
محلات کی پریشانی کا کیا عالم ہوتا مگر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اوسکے شر سے محلات مین
عام وخاص کل کو محفوظ رکہا اور وہ ایسی جگہ جاکر بیٹہ گیا جہان اوسوقت آدمی کا گزر
نہ ہوا یہہ شب جو بخیر وسلامتی کل محلات شاہی پر گذری اور قبل صبح ہونے کے
تیندوے کے دفع کے جملہ اسباب مہیا ہوگئے یہہ ہمارے ولی نعمت اعلیحضرت
حضور پر نور کے اقبال کے آثار عظمی مین سے ہے اگر اس موقع پر کچہ بہی تاخیر ہوتی
تو تیندوا حجرہ سے نکل کے زنانہ کے لوگون پر لامحالا حملہ آور ہوتا۔ اعلیحضرت حضور
پر نور کے دست مبارک سے تیندوے کا مارا جانا سب کی بڑی خوشی کا
سبب ہوا۔

شکارگاہ پاکہال کا انتظام بحکم اقدس اعلیٰحضرت حضور پرنور

ہمارے اعلیٰحضرت حضور پرنور کے جہان اور برگزیدہ صفات ہین اونمین سے ایک صفت یہہ بہی ہے کہ شیر کے شکار کو غایت درجہ دوست رکہتے ہین اور جب شکار کا موسم آتا ہے بنفس نفیس شکار کو تشریف لیجاتے ہین۔

شیر کے شکار کی دلچسپی کی وجہ سے عین شدت گرما مین جنگل اور پہاڑون مین سواری مبارک رونق افزا ہوتی ہے اور بڑی دلیری اور شجاعت سے شیرون کا شکار فرماتے ہین۔

جب مین نے دیکہا کہ حضور پرنور کو شیر کے شکار کے ساتہہ طبعی طور پر توجہ ہے اور ہر سال سواری مبارک مختلف اضلاع ممالک محروسہ مین بغرض شکار رونق افزا ہوتی ہے مینے یہہ راے قایم کی کہ جسطرح ہرنون کے شکار کے واسطے سرورنگر کا جنگل محفوظ کیا گیا ہے اور خاص خاص اوقات مین وہان ہرنون کا شکار اعلیٰحضرت حضور پرنور فرماتے ہین اوسی طرح شیر کے شکار کے واسطے بہی ایک بڑا جنگل محفوظ کیا جاے جسمین حسب دلخواہ شکار ہوسکے۔

ممالک محروسہ سرکار عالی کے اضلاع مین مختلف مقامات شکار مینے دیکہے تہے اور جہان جہان مجہکو شیر کے شکار کا اتفاق ہوا تہا اون کل مقامون کے مقابلہ مین میرے خیال مین پاکہال کا جنگل زیادہ مناسب معلوم ہوا اسلیئے مین نے

ایک بار اعلیحضرت حضور پرنور کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ اگر پاکہال کا جنگل سرکاری شکارگاہ کے طور پر محفوظ کیا جائے تو بہت مناسب ہے اسلئے کہ اس جنگل مین انواع واقسام کے وحش وطیور کے سوا شیرون کے شکار کا عمدہ موقع ہے۔ اعلیحضرت حضور پرنور نے میری اس رائے کو منظور فرمایا اس کے ساتھہ ہی مینے ایک تفصیلی نقشہ اس جنگل اور تالاب پاکہال کے متعلق ملاحظہ اقدس مین پیش کیا جسکے ملاحظہ سے اعلیحضرت حضور پرنور نے شاہی شکارگاہ کے واسطے اس جنگل کو پسند فرمایا اور مدارالمہام صاحب کے نام حکم اقدس صادر کیا کہ دیوانی علاقہ سے دوسو جوان پیادہ اور بیس سوار پاکہال کے جنگل کے بندوبست اور انتظام کے واسطے مقرر کئے جائین اور یہہ جنگل خاص سرکاری شکارگاہ کے واسطے محفوظ رکہا جائے اور آیندہ سے کوئی شخص اس جنگل مین شکار نہ کہیلے۔

غرض سنہ ۱۳۰۴ہجری سے شکارگاہ پاکہال کا انتظام میرے تفویض ہے پیادے اور سوار ہمیشہ اوسکی حفاظت مین مصروف رہتے ہین۔

کبہی کبہی گرما کے موسم مین سواری مبارک شکارگاہ پاکہال مین رونق افزا ہوتی ہے اور حضور پرنور شیر شکار فرماتے ہین اور جب برسات کا موسم شروع ہوتا ہے تو سواری مبارک بلدہ مین مراجعت فرما ہوتی ہے۔

اس شکارگاہ کی بڑی خوبی اور خوش فضائی اوس تالاب سے ہے جو قدیم زمانے مین ایک وسیع پیمانہ پر تعمیر کیا گیا ہے تالاب کی ابتدائی تاریخ صحیح طور پر تاریخون سے

معلوم نہین ہوتی لیکن بعض کتب تاریخی سے اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ قلعہ ورنگل اور
یہہ تالاب ایک ہی زمانہ مین راجہ پرتاب رودرا نے اپنے عہد حکومت مین بنوائی
ہین اور یہہ تالاب ضلع ورنگل مین واقع ہے۔

یہہ تالاب دکن کے کل تالابون سے بڑا ہے اور اسکا پانی کبھی خشک نہین ہوتا
جب برسات کا موسم آتا ہے اور بارش کی کثرت ہوتی ہے تو اس تالاب کا دور مربع
۲۴ میل تک پہونچ جاتا ہے اسکے درمیان ایک پہاڑ واقع ہے اسکے اطراف
مین پانی چار طرف ہونیسے عجیب خوش منظر معلوم ہوتا ہے اس تالاب سے بڑے
بڑے دو نالے نکالے گئے ہین جو ہمیشہ جاری رہتے ہین زیر تالاب جہان تک زمین
ہے وہ نہایت شاداب اور مرطوب ہے اور بہ نسبت اور زمینون کے اسمین قوت
نشو ونما زیادہ ہے اس زمین مین جتنے درخت ہین کمال درجہ سر سبز و شاداب ہین اور
انواع واقسام کے پہول پیدا ہوتے ہین جنسے آثار قدرت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ فرن
کے درخت جو قابل قدر ہین اور باغون مین اونکی پرورش نہایت حفاظت سے کیجاتی ہے
یہان نالون کے اطراف مین کوسون تک اون کے تختے نظر آتے ہین۔ تالاب کے
بند کے نیچے نہایت گنجان جہاڑی ہے جسمین شیر تیندوا ریچہہ چیتل وغیرہ حیوانات
رہا کرتے ہین۔

بانس کی جہاڑی کثرت سے ہے اس جہاڑی مین سرخ رنگ گلہریان اکثر
دکہائی دیتی ہین یہہ گلہریان چہوٹی لومڑی کی برابر ہوتی ہین اور بانس کے بلند

درختون پر ایک درخت سے دوسرے درخت پر کودتی نظر آتی ہین۔ پرند جانور بہی اس جنگل مین عجیب وغریب رنگ کے دکہائی دیتے ہین۔ ایک قسم کی چہوٹی چہوٹی سفید رنگ کی چڑیان جو کنجشک کے موافق ہوتی ہین اونکی دُمین تقریباً ایک فٹ بلکہ کچہہ زیادہ ہی لانبی ہوتی ہین اور ہر ایک کی دم مین فقط تین یا چار باریک خمدار پر رہتے ہین۔ ان چڑیون کے سوا یہان کی فاختہ بہت بڑی ہوتی ہے اور اوسکا رنگ سبزی مائل ہوتا ہے۔

شکارگاہ پاکہال کی سرحد خپتل پلی کے اسٹیشن سے شروع ہوتی ہے۔

طفیل علی بیگ خان بہادر نادر جنگ کا مختصر احوال

نادر جنگ بہادر کے والد مرزا عباس علی بیگ میرے ماموں تہے نادر جنگ کی تربیت وتعلیم ابتدائی میرے والد ماجد کی خاص نگرانی سے ہوئی۔ جب نادر جنگ سن رشد کو پہونچے تیسرے رسالہ حیدرآباد کنٹنجنٹ مین وہ شریک ہوسے چونکہ نادر جنگ مین ہر قسم کی قابلیت تہی تہوڑی ہی مدت مین انہون نے فوجی آئین اور فن سپاہ گری مین خاص درجہ امتیاز پیدا کیا چونکہ اون کو فطرتاً سیر وشکار کا ذوق تہا اس لیئے انہون نے شکاری اصول مین زیادہ شہرت حاصل کی۔ حیدرآباد کنٹنجنٹ کے جنرل اونکی مستعدی وہوشیاری اور حسن کارگذاری سے ہمیشہ خوشنود رہے۔
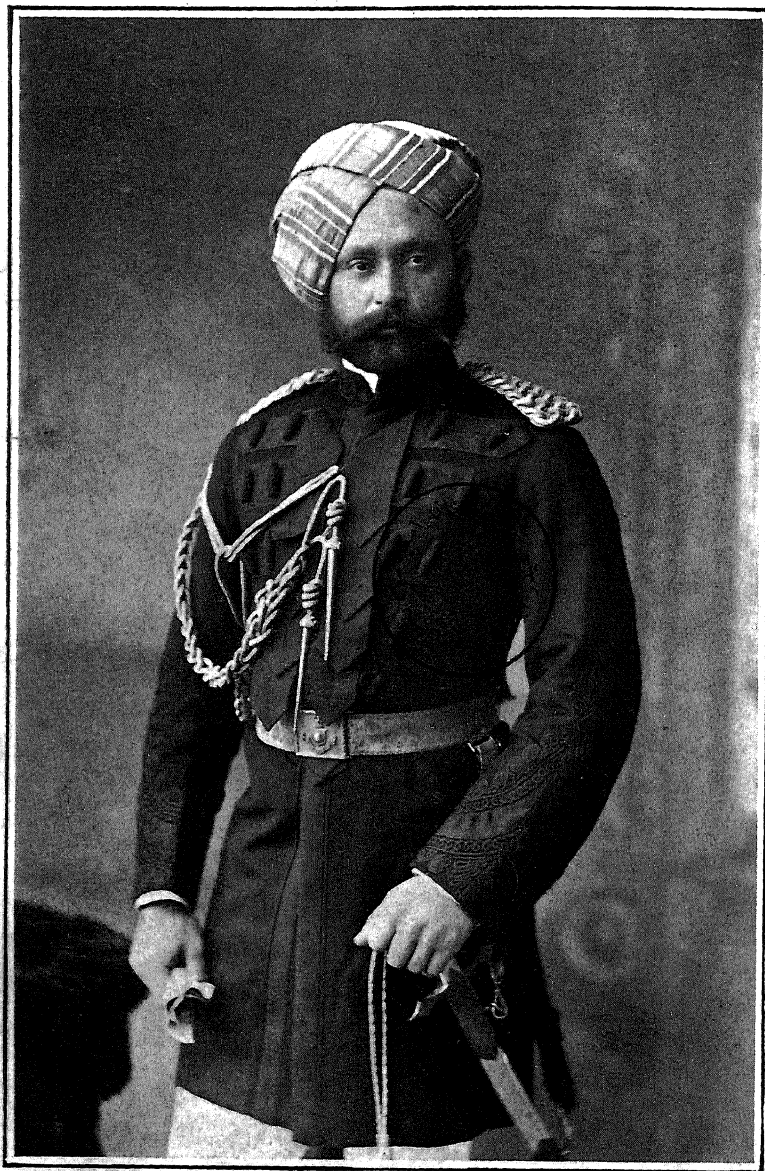
طفیل علی بیگ خان نادر جنگ بہادر

جنگ افغانستان مین جب اونکو شریک ہونے کا اتفاق ہوا تو اون سے اوس موقع پر سرکاری خدمتین بعنوان شایستہ ظہور مین آئین جس سے اون کو فوج مین خاص طور پر اعزاز حاصل ہوا۔

حیدرآباد آنے کے بعد جب سالار جنگ بہادر اول سے نادر جنگ بہادر کا تذکرہ آیا تو سالار جنگ بہادر اونکا سپاہیانہ احوال سنکر نہایت مسرور ہوے اور براہ قدردانی و عنایت اون کے نام ڈیڑہ سو روپیہ ماہوار منصب اعزازی طور پر تجویز کر کے حیدرآباد کنٹنجنٹ سے اونکو طلب فرمالیا حسب الحکم سالار جنگ اول نادر جنگ بہادر حیدرآباد کنٹنجنٹ کا تعلق ترک کر کے بلدہ مین آگئے۔

جس روز مین نادر جنگ بہادر کو سالار جنگ بہادر کی نذر کے واسطے اپنے ہمراہ لے گیا سالار جنگ اونکی وجاہت کو دیکھکر نہایت درجہ خوش ہوے اور نذر کے بعد مجہہ سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ آپ کے بہائی کا رنگ اسقدر سرخ و سفید ہے جس سے یہہ معلوم نہین ہوتا کہ اس ملک کی پیدایش ہین خاص ولایتی معلوم ہوتے ہین۔
نادر جنگ بہادر کنٹنجنٹ سے حیدرآباد آنے کے بعد ہمیشہ سیر و شکار مین مشغول رہا کرتے تہے گرما کے موسم مین شیر کے شکار کو اور سرما کے موسم مین بط اور اسنیپ کے شکار کو جایا کرتے تہے اور اپنا تمام زمانہ شکار ہی مین صرف کیا کرتے تہے۔

سالار جنگ اول کے انتقال کے بعد نواب لایق علیخان سالار جنگ ثانی سنہ ۱۳۰۱ھ مین جسوقت مدار المہام دکن ہوے تو انہون نے نادر جنگ بہادر کو اپنی ایڈیکانی مین مقرر کرنے کے واسطے انتخاب کیا اور اوسکی منظوری پیشگاہ اعلیحضرت حضور پرنور

چاہی حضور پر نور نے بنوازش خسروانہ سالار جنگ ثانی کی خدمت اے ڈی کانگی کی منظوری سے نادر جنگ بہادر کو اعزاز بخشا اور چند روز کے بعد خطاب خانی و بہادری و نادر جنگ سے مخاطب فرمایا۔

گولکنڈہ بریگیڈ میرے تفویض ہونے کے ایک سال بعد اعلیحضرت حضور پر نور نے نادر جنگ کو آنریری کپٹینی کی رینک سے گولکنڈہ لانسر مین سرفراز فرمایا نادر جنگ نے سالار جنگ ثانی کی خدمت اے ڈی کانگی کو دو سال تک نہایت شایستگی اور حسن لیاقت سے انجام دیا جب سالار جنگ ثانی خدمت مدار المہامی دکن سے ۲۴ رجب ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۸۸۷ عیسوی کو مستعفی ہوے تو اعلیحضرت حضور پر نور نے نادر جنگ بہادر کو اکبر جنگ بہادر کوتوال بلدہ کی مددگاری کی خدمت عنایت فرمائی تین سال تک نادر جنگ بہادر کوتوال صاحب کے مددگار رہے اسکے بعد اعلیحضرت حضور پر نور نے نادر جنگ بہادر کو بنوازش شاہانہ خاص اپنی اے ڈی کانگی کی خدمت سے معزز کیا نادر جنگ ہمیشہ مورد نظر عنایات خسروانہ رہے۔

نادر جنگ بہادر کو بندوق کے کام اور نشانہ اندازی مین خاص طور پر مناسبت تھی اور اس فن مین بڑے مشاق اور نہایت ممتاز تھے جبوقت حضور پر نور نشانہ اندازی فرماتے تو نادر جنگ بہادر نشانہ اندازی مین ہمیشہ شریک رہا کرتے تھے۔

جس زمانہ مین عزیز الدولہ مہتمم کارخانجات شاہی علاقہ صرفخاص کا انتقال ہوا تو اعلیحضرت حضور پر نور نے فیلخانہ اور کل کارخانجات صرفخاص کی مہتممی کی خدمت

جنرل مکوین مع اسٹاف بلاک مونٹین اکسپیڈیشن ۱۸۸۸ء

کپتان برن کرنیل بوٹ کرنیل آمنی میجر اِلس کپتان ہیبن میجر جنرل مکوین کرنیل کبابی کا میجر انفرجنگ
کپتان وسٹرن ڈاکٹر تھارن ٹن کپتان ابٹ مسٹر ابکار کپتان گوڈامس کپتان ایلڈنگ میجر اصنیٹ
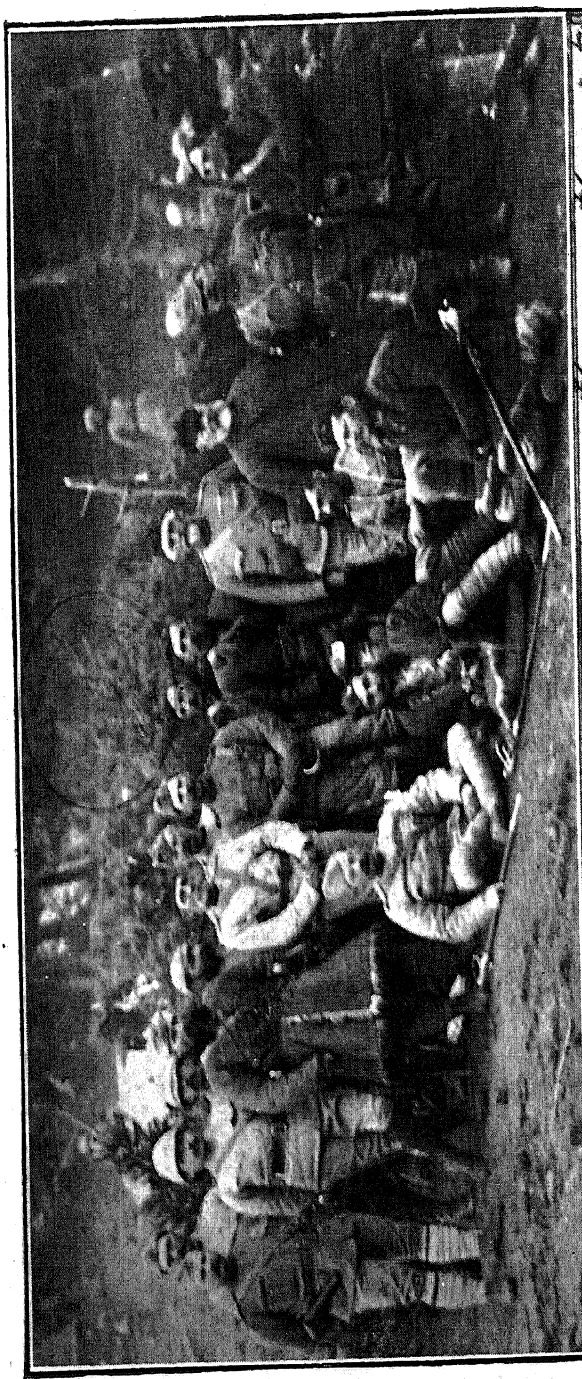
نادر جنگ بہادر کو سرفراز فرمائی۔

سلا ۱۳ ہجری مین نادر جنگ بہادر لگڑا رم کے جنگل کو ارنے بہنیسون کے شکار کو گیئے اوس سفر مین ایک قسم کا صحرائی بخار اونکو لاحق ہوا وہ اس مرض مین مبتلا ہو کے بلدۂ حیدرآباد کو واپس آئے اور اٹھارہ مہینے تک نریش رہے۔ ہرچند انواع واقسام کے علاج کیئے گیئے مگر کچہہ فائدہ نہوا۔ آخر ۱۹ رجب ۱۳۱۲ ہجری کو نادر جنگ بہادر نے جہان فانی سے عالم جاویدانی کی طرف رحلت کی۔

نادر جنگ مرحوم کی اولاد مین فقط ایک ہی لڑکی تہی جو میرے دوسرے فرزند احمد علی بیگ خان کے ساتہہ منسوب ہوئی حضور پرنور نے نادر جنگ کے داماد میرے فرزند احمد علی بیگ خان کو بہی نادر جنگ کا خطاب مرحمت فرمایا۔

راقم کا جنگ کوہ سیاہ مین شریک ہونا

۸ اکٹوبر ۱۸۸۹ عیسوی کو شام کے وقت ڈیوڑہی مبارک سے جب مین سیف آباد مین اپنے مکان راحت منزل کو آیا قریب سات بجے شب کے سرفراز نامہ اقدس واعلی ولینعمت فریدون حشمت بہرام شوکت بندگان حضرت حضور پرنور دام سلطنتہ نے عز ورود فرمایا مین نے فوراً عنایت نامہ کو چوبدار کے ہاتہہ سے لیا سر اور آنکہون پر رکہا اور کہولکر پڑہا شملہ سے افغانستان کو جو سفارت جانے والی تہی حضرت نے مجہے اوس مین شریک ہوکر کابل جانے کے لیے حکم صادر فرمایا تہا چنانچہ نقل اوس

عنایت نامہ کی بجنسہ ذیل مین مرقوم کی جاتی ہے۔

نواب افسر جنگ بہادر

نواب گورنر جنرل صاحب بہادر نے تمہارا جانا مسٹر ریورنڈ صاحب کیساتھ کابل مقرر کئے ہین۔ ہاول صاحب نے میرے کو لکھے تھے یہان سے نواب ویسرائے صاحب بہادر کی مرضی کے موافق تمہارے کو بھجوا سے جاتا دو سوار کے ساتھ ہاول صاحب کو جواب بھجوایا گیا ہے تمہارے اطلاع کے واسطے لکھا گیا ہے تمہارے کو یہان سے ۱۵ اسپٹمبر کو روانہ ہونا ہوگا جو ۸ محرم الحرام ہوگی۔ تم جلد اپنی تیاری روانگی کی کرلینا زیادہ فقط شرحا دستخط مبارک حضور پرنور۔ غرہ محرم الحرام ۱۳۰۶ھ۔

بمجرد ورود حکم خداوندی مینے چار روز مین اس سفر کے ضروری ساز وسامان کا بندوبست کیا سواری کے تین گھوڑے اور تین یابو مع دو اردلیون کے براہ راست پشاور کو روانہ کردے اور ۲۳ ماہ مذکور کو صبح کی ریل پر مین بمبئی کی جانب روانہ ہوا بمبئی مین مجھکو یہ خبر ملی کہ افغانستان مین محمد اسحاق خان برسر بغاوت ہے امیر عبدالرحمان خان والی کابل نے اوسکے اخراج کے لئے فوج بھیجی ہے اسواسطے کابل مشین کی روانگی چندی موقوف رہےگی چونکہ خلاصہ کیفیت اس واقعہ کی معلوم نہین ہوئی تھی اسلئے مینے شملہ کو جانیکا ارادہ کیا۔

۲۹ تاریخ صبح کے وقت مین انبالہ پہنچا وہان سے گھوڑون کی گاڑی مین سوار ہوکر شملہ کی جانب روانہ ہوا اسطرف برسات کثرت سے تھی۔ راستہ اسقدر خراب تھا۔

کہ گھوڑے بالکل چل نہین سکتے تھے بہزار دشواری قریب شام کے کالکا مین پہنچا۔
اور دوسرے دن اول صبح سے روانہ ہوکر گیارہ بجے شملہ مین داخل ہوا کرنل نول
چمبرلین صاحب نے میری سواری کے لیئے ایک یابو دامن کوہ مین روانہ کیا تہا۔ اور
خط مین لکہا تہا کہ آپ سیدہے ہز اکسلنسی سر فریڈرک رابرٹ صاحب کمانڈر انچیف
کے پاس آئی مین یابو پر سوار ہوکر اسنوڈن کو گیا اور وہان سر فریڈرک رابرٹ سے ملا
اور اپنے قدیم دوست کرنل نول چمبرلین صاحب کے بنگلہ مین اوترا دوسرے روز
صبح کو کمانڈر انچیف صاحب ولیسرائے کے پاس کونسل مین گئے وہان سے واپس
تشریف لاکر مجہسے فرمایا کہ فی الحال کابل مشین کے روانہ ہونے مین چندے تامل ہے
سرکاری فوج زیر حکم میجر جنرل مکوین صاحب (بلاک مونٹین) کو روانہ ہو رہی ہے۔
مینے ولیسرائے سے آپکے وہان جانے کے باب مین تحریک کی ہے اور فارن آفس
سے بندگان حضرت حضور پرنور دام سلطنتہ کو تار دیا گیا ہے اور جنرل مکوین صاحب کو
بہی بطور سرکاری ٹیلگراف کے ذریعہ اطلاع دیگئی ہے کہ میجر افسر جنگ بہادر حسب الحکم
سرکار جنگ بلاک مونٹین مین بطور اڈیکان آپکے اسٹاف مین مقرر کیے گئے ہین
کل صبح آپ شملہ سے روانہ ہوجاین اور جسقدر جلد ممکن ہو قبل از آنکہ جنرل مکوین صاحب
بلاک مونٹین پہونچین آپ اونکے اسٹاف مین شریک ہو جائین اور جسوقت کابل مشین
افغانستان کو روانہ ہوگی تقریباً ایک ہفتہ پہلے آپکو اسکی اطلاع دیجائے گی اوسوقت
آپ جنگ بلاک مونٹین سے آکر پشاور یا جمرود مین سفارت کے شریک ہوسکین گے

چونکہ ایسے سفر کا ضروری اسباب میرے ہمراہ نہ تہا اس موقع پر مجھے اپنے دوست کرنیل
لول چمرلین صاحب سے بہت کمک ملی انہون نے مجھے اپنے ہمراہ لیجا کر جو کچھ سامان
کہ اوس مقام کے لئے کارآمد تہا فراہم کر دیا جنگ بلاک مونٹین مین ہر افسر کو چوالیس پونڈ
اسباب لیجانے کی اجازت تہی ، دو افسرون مین ایک خچر باربرداری کو ملتا تہا۔ لہذا جسقدر
اسباب کہ میرے ہمراہ تہا وہ سب مینے کرنیل چمرلین صاحب کے پاس چہوڑ دیا۔ فقط دو
موٹے بلانکٹ دو واٹرپروف کی چادرین دو یونی فارم کے خاکی کوٹ دو برجیس ایک
بوٹ ایک پٹی دو کرتے فلالین کے اپنے ہمراہ لے لئے دوسرے روز گیارہ بجے تانگہ
مین سوار ہوکر انبالہ کو روانہ ہوا وہان سے صبح کی ریل مین بیٹھکر ۱۵ اکٹوبر روز جمعہ شب کے
دو بجے حسن ابدال پہنچا وہان سے ساڑے چار بجے تانگہ مین ایبٹ آباد کی طرف روانہ ہوا دو
بجے ایبٹ آباد پہونچا۔ امین الدین مع بابو کے یہان حاضر تہے کرنیل ملائی صاحب نے پیشتر
سے آگے جانیکا میرے لئے سب بندوبست کر رکہا تہا یہان سے رات کو سات بجے
تانگہ مین سوار ہوکر ایک بجے خاکی مین داخل ہوا جنرل کموین صاحب مقام سیری مین تہے
بہادر مع نے میرے ساتھ ایک اسکاٹ بہجوانے کے لئے پندرہوین بنگال کیولری کے
افسر کو پہلے سے تحریر کر دیا تہا رجمنٹ مذکور کا اسکارٹ لیکر مین آگہی پہنچا وہان جنرل
کموین صاحب کا خط ملا کہ آپ تنہا پہاڑ پر میرے پاس آنے کے لئے ہرگز ارادہ نہ کرین
بلکہ ایک روز آپ آگہی مین ٹہرین اور جب کانوائی (یعنے فوج کی سربراہی کا سامان)
وہان سے روانہ ہو تب اوسکے ہمراہ آئین میجر کیلی صاحب نے بیان کیا کہ ایک روز

پیشتر چند سرکاری آدمی پہاڑ سے نیچے آرہے تہے ایک شخص اونمین سے علیحدہ ہوکر ذرا پیچہے رہگیا مدہ خیل نے اوسکو مارڈالا اور اسی طرح پہلے اسکے کتنے ہی لوگ مارے گئے اسلیے جنرل صاحب نے سخت حکم دیا ہے کہ کانوائی کی ہمراہی کے سوا کوئی شخص تنہا آمد و رفت نہ کرے کرنیل پارٹ صاحب کمانڈنگ سگن سکہ پلٹن جو کہ دامن کوہ مین مقیم تہے مجہسے ملے اور مجہکو انہون نے ڈنر کی دعوت دی اور کہا کہ شبکو اسی جگہ رہکر صبح کو کانوائی کے ہمراہ جنرل صاحب کے پاس آپ روانہ ہون تو بہتر ہوگا چنانچہ مین شب کو وہین رہا اور علی الصباح سگن سکہ پلٹن کے ایک افسر اور ڈاکٹر گرین صاحب کے ہمراہ جو کہ ایک کم عمر بڑے خوش مزاج آدمی تہے اور شبکو ڈنر مین اُن سے ملاقات ہوئی تہی اور اونہون نے میرے ساتہہ بطور ہواخوری کے پہاڑ پر جانے کے واسطے وعدہ کیا تہا روانہ ہوا۔ ہمارے ساتہہ ڈیڑہ سو خچر اسباب ٹرانسپورٹ کے اور سو جوان کا اسکارٹ تہا گیارہ بجے سے پیشتر ہم جنرل مکوین صاحب کے پاس پہنچے۔

قبل اسکے کہ بلاک مونٹین اکسپڈیشن ۱۸۸۸ عیسوی کا کچہ احوال لکہا جاوے ضرور ہے کہ تہوڑی سی کیفیت اوس ملک کی اور وہان کے باشندون کا احوال اور انگریزی سرکار کی فوج کشی کا باعث بطور اختصار تحریر کیا جاوے بلاک مونٹین (یعنی کوہ سیاہ) انڈس ندی کے جانب جنوب اور کاشمیر کے پہاڑون کے جانب مغرب و جنوب واقع ہے اس پہاڑ کی چوٹی تک مشرق کی طرف سرکار انگریزی کا علاقہ ہے وہ بہی اسطرح پر ہے کہ یہہ زمین زمیندارون اور ملک لوگون کے ماتحت ہے وہ لوگ

سرکار انگریزی کو کچھ خراج نہین دیتے لیکن سرکار انگریزی سے فی الجملہ تعلق رکھتے ہین
پہاڑ کے نیچے جانب مشرق سب انگریزی علاقہ ہے پہاڑ کی چوٹی سے مغرب کیطرف
سب وحشی افغانون کا علاقہ ہے اوسکو یاغستان کہتے ہین یہ قوم کسی حاکم کے تابع حکم
نہین ہے نہ یہان کوئی بادشاہ ہے نہ وزیر اور نہ حاکم۔ یہان تک کہ باپ کا حکم کمسن
بیٹا نہین مانتا ہر شخص اپنے کو بجائے خود بادشاہ اور حاکم وقت سمجھتا ہے۔ جہالت
اسدرجہ بڑہی ہوئی ہے کہ جب بکریون کے دو گلون کو دو شخص پانی پلانے کو لے
ایک چشمہ پر لیجاتے ہین تب ایک کہتا ہے کہ میرا گلہ اوّل پانی پیگا اور دوسرا کہتا ہے
نہین مین اوّل پانی پلاونگا ایسی تکرار پر اکثر مارے جاتے ہین باتین کرتے کرتے ایک
دوسرے کو چہری سے مارڈالتا ہے اور تیسرا دیکھتا رہتا ہے بلکہ جب کبھی دو آدمی ملکر ایک
گاؤن سے باہر جائین اور ایک اونمین کا مارا جاوے تب دوسرا گاؤن کو واپس آکر اپنے
ساتھی کے مرنے کی اوسکے لواحقون کو خبر تک نہین پہونچاتا اور نہ اوسکے مرنے کا کچھ
افسوس ظاہر کرتا ہے کبھی اگر دو تین روز کے بعد بر سبیل تذکرہ اوس مقتول کا ذکر آجاے
یا اوسکے عزیز استفسار کرین تو وہ معمولی طور سے کہدیتا ہے کہ فلان شخص نے
اوسکو مارڈالا الغرض کہ آدمی کی جان کی یہان کچھ قدر نہین یہہ پہاڑ نو ہزار فٹ سطح
دریا سے بلند ہین سرما مین دس دس اور بارہ بارہ فٹ برف اونپر جمی رہتی ہے برسات
اور برسات کے آخر مین بہی یہان برف برستی ہے پہاڑ ایسے صعب المرور ہین کہ یابو
یا گھوڑے کا اونپر چلنا بالکل دشوار ہے پیادہ آدمی بمشکل چل سکتا ہے یہان کے

باشندے جنگلی جانوروں کے موافق پہاڑوں مین پہرتے رہتے ہین غیر ملک کا آدمی انوپر
چڑہنے کا ارادہ نہین کرتا۔ راستہ کبہی آجتنک اسطرف بنایا نہین گیا۔ چہوٹے چہوٹے گاؤن
پہاڑون کے نیچے بعض بعض مقامات پر آباد ہین۔ ان گاؤن کے مکانات عجیب قسم
سے بنائے گئے ہین مکانون کی چہت ایک چہوٹی سے پہاڑی کی ہمواری مین رہتی ہے
اور کہین پہاڑ کہود کر اور کہین دیوارین اوٹہا کر اسطرح گہر بناتے ہین کہ اوپر سے بالکل پہاڑ اور
میدان سا معلوم ہوتا ہے اور جب نیچے آکر دیکہین تو دروازے اور مکانات نظر آتے ہین
عورتین یہان کی بہت مضبوط اور دلیر ہین۔ لڑائی کے وقت اکثر مردون کے کپڑے
پہنکر لڑنے کو موجود ہوتی ہین اگر کسی خاندان کا کوئی آدمی مارا جائے اور اوسکے گہرانے
مین کوئی مرد بدلہ لینے والا نہو تو اوس خاندان کی عورت اپنے شوہر یا بہائی یا بیٹے کا ضرور
بدلہ لیتی ہے جس نے اوسکے عزیز کو مارا ہے وہ اوسے ضرور مارتی ہے اس قوم کے
فرقون کو خیل کہتے ہین اور زیادہ تر مرقومہ ذیل کے لوگ ان پہاڑون مین رہا کرتے ہین۔
مدہ خیل۔ اکہنڈ خیل۔ گوجا خیل۔ خان خیل۔ باسی خیل۔ کاسان خیل۔ شاہو خیل۔ بانون خان خیل
خواجہ خیل۔ قلندر خیل۔ نصرت خیل۔ لقمان خیل۔ ڈدہا خیل۔ ذکر خیل۔ مانم خیل۔ کاکا خیل حسن زئی
یہ تمام قومین بلاک مونٹین (یعنے کوہ سیاہ) مین رہتی ہین ان کے خاص مردون اور عورتون کا
شمار برابر معلوم نہین ہوا لیکن تحقیقات سے اسقدر ثابت ہوا کہ آٹہہ ہزار سات سو بیس
جوان جنگ کے قابل مسلح یہان رہتے ہین اور یہ لوگ اسبات پر مغرور ہین کہ ان کے
ملک پر کوئی شخص فوج کشی نہین کرسکتا اور نہ اس ملک کو کوئی فتح کرسکتا ہے ان کے

یہہ خیالات ان وجوہ سے ہین کہ اول تو پہاڑ ایسے دشوار گذار ہین کہ فوج کا آنا ہی ممکن نہین
دوسرے اگر فوج پہاڑ پر بمشکل لائی بہی جائے تو باربرداری اور رسد اور فوج کے
کہانے پینے کا بندوبست یہان کیونکر ہوسکیگا۔
تیسرے جب کوئی غنیم فوج کشی کریگا تو ضرور ہے کہ وہ آہستہ آہستہ پہاڑ کے نیچے
سے اوپر چڑہیگا تب تک یہ لوگ اوپر سے بندوقین چلا کر اوسکا کام تمام کر دینگے اسلئے
کہ یہ لوگ دشمن کو پہاڑون کے اوپر سے بخوبی دیکہہ سکتے ہین اور خود اوسکو دکہلائی نہین
دیتے چوتہے پہاڑ پر سردی کی اتنی شدت ہے کہ نیچے کے رہنے والے لوگ کبہی اوس
سردی اور برف کے متحمل نہین ہوسکتے غرض کوہ سیاہ کے باشندے ایسے ایسے خیالات
مین مبتلا تہے اور کبہی اون کے حاشیہ خیال مین بہی یہ بات نہ تہی کہ ہمارے ملک پر کوئی
چڑہائی کرکے کامیاب ہوگا۔ چنانچہ ۱۸۶۸ء عیسوی مین سرکار انگریزی کی کچہ فوج اس قوم
کی سرکوبی کے لئے زیر حکم جنرل ویلڈ بہیجی گئی تہی۔ فوج کو پہاڑ کے اوپر پہونچنے مین
بہت دشواری پیش آئی اور ان وحشی افغانون نے جسقدر ممکن ہوا انگریزی فوج کو
تکلیف دینے مین دریغ نہین کیا اکثر افغان بہی مارے گئے اور سرکاری فوج کے بہی
کچہ لوگ ضایع ہوئے۔ تقریباً دس بارہ روز تک فوج پہاڑ پر رہی اور بعد کو اوسے
واپس آنا پڑا۔ اس فوج کشی کے بعد اس وحشی قوم کے دلمین وہ قدیم خبط اور مضبوط ہوگیا کہ
ہمارا ملک ایسا دشوار گذار اور قلب مقام ہے کہ اسپر کسی کا قبضہ نہین ہوسکتا۔ چند سال
سے اس قوم نے سرکار انگریزی کی عملداری مین جو گانون کہ سرحد پر واقع ہین اونپر ڈاکہ زنی

اور ادہنین چوری سروع کردی تہی اور جب موقع ملتا سرکاری رعایا کو تکلیف پہونچاتے تہے ہرچند فہمایش کے طور پر اونکو سمجہایا گیا کچہ فائدہ مرتب نہوا آخر نوبت یہانتک پہنچی کہ گذشتہ ماہ مئی ۱۸۹۷ء عیسوی مین کرنیل پاٹی صاحب اور میجر آرم سٹرانگ مع پچاس آدمیون کے بلاک مونٹین کی سرحد پر گئے اس قوم نے دونون صاحبون کو مع اونکے ہمراہیون کے جان سے مارڈالا اس موقع پر سرکار انگریزی کو ضرور ہوا کہ اچہے طور سے انکی سرکوبی کیجاوے اور آیندہ کے لئے ایسا معقول انتظام کیا جاسے جو پہر گورنمنٹ اور رعایا کو ان کے ہاتہہ سے تکلیف اور ضرر نہ پہونچے لہذا جنرل مکوین صاحب کو جو ایک بڑے ذی تجربہ اور کمانڈر پنجاب فرانٹیر فورس کے ہین گورنمنٹ آف انڈیا نے اس مہم کے لئے انتخاب کیا۔ صاحب ممدوح اس ملک کے حالات سے بخوبی واقف ہین زبان پشتو خوب جانتے ہین اور اصل ان سے بہتر اس مہم کے انجام دینے کے واسطے دوسرا آدمی ممکن نہ تہا تمام پولٹیکل معاملات کو گورنمنٹ نے انکی رائے پر منحصر رکہا۔ ماہ ستمبر مین جنرل مکوین صاحب نے شملہ جاکر نواب گورنر جنرل بہادر وایسرائے کشور ہند سے اس جنگ کے متعلق سب امور طے کر لئے۔ بارہ انفنٹری رجمنٹین جنکے نمبر وغیرہ خلاصتاً ذیل مین درج کئے جاوینگے اس مہم کے سر کرنے کے لئے نامزد کئے گئے اور جنرل مکوین صاحب نے اس تمام فوج کے چار حصہ کئے۔

فوج نمبر ون کالم

زیر کمان کرنیل سم صاحب پانچوین گورکہا پلٹن کے تیسری سکہ پلٹن یگم گورکہا پلٹن

نارتھمبرلنڈ فیوزلیر۔

فوج نمبر ٹو کالم

زیر کمان کرنیل او گریڈی ہیلی صاحب۔ سفکٹ رجمنٹ برٹش انفنٹری چوبیسوین پانیر۔ چالیسوین بنگال انفنٹری۔

فوج نمبر تھری کالم

زیر کمان کرنیل سنڈرلنڈ صاحب۔ سکس رجمنٹ برٹش انفنٹری۔ چالیسوین سکہ پلٹن چوبیسوین پنجاب انفنٹری۔ دوسو جوان خیبری پلٹن۔

فوج نمبر فور کالم

زیر کمان کرنیل کروک شانک صاحب۔ رائل آئرش برٹش انفنٹری۔ انتیسوین پنجابی پلٹن۔ چوتھی پنجابی پلٹن ہیڈ کوارٹر وینگ۔

جنرل جیپر یٹ برگیڈ یعنے نمبر ون اور نمبر ٹو کالم پر۔ اور جنرل کالبریت لفٹ برگیڈ یعنے نمبر تھری اور نمبر فور کالم پر مقرر کیئے گئے۔

یہ سب فوج اس انتظام سے جنرل مکوین صاحب نے روانہ کی کہ تیسرے روز سب کالم وقت مقررہ پر پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے یہ پہاڑ نو ہزار فٹ سطح دریا سے بلند ہے چونکہ باربرداری اوپر لیجانا بہت دشوار تھا لہذا خیمہ وغیرہ سب مقام آگہی پر پہاڑ کے نیچے چھوڑ دیئے گئے۔ ہر جوان کو دو کمل لیجانے کا حکم تہا جب فوج نصف پہاڑ تک پہنچی تب افغانون نے گولیان مارنا شروع کیا خصوصاً ریٹ کالم کی طرف زیادہ دشواری

ہوئی اول روز چہہ آدمی مارے گئے اور چار زخمی ہوئے افغانون کے بہی اکثر لوگ مارے گئے جب سرکاری فوج بڑہتی جاتی ہر چند افغان پسپا ہوتے تہے مگر گولیان چلاتے تہے شبکو تمام رات کیامپ پر فیر کرتے رہے جو کوئی آدمی ذرا بہی کیامپ سے علیحدہ ہوا جان سے مارا گیا۔ نمبر ون اور نمبر ٹو کالم مقام چتیا بٹ پر جو کہ پہاڑ پر واقع ہے پہنچا اور لفٹ کالم (یعنی نمبر فور) زیر حکم جنرل کالبریت صاحب وربند کو پہنچا یہان غنیم سے اچہے طور پر مقابلہ ہوا۔

جنگ وربند

جنرل کالبریت چوتہی اکتوبر کو قریب صبح کے اس مقام پر پہونچے ہیلوگراف سے برابر خبر تہرڈ کالم اور جنرل مکوین صاحب کے پاس بہجوائی جاتی تہی۔ اڈونس گیارڈ دو کمپنی سائل آئرش اور ایک ڈیویژن اسکاٹس رائل ارٹلری سنگار کی طرف بڑہایا گیا۔ اور ایک پارٹی چوتہی پنجاب پلٹن کی سنگار گاؤن کے سیدہی طرف بہیجی گئی۔ دشمن کی فوج سب اس گاؤن مین بہری ہوئی تہی اور چونکہ یہ گاؤن بلندی پر واقع تہا اس لئے سرکاری فوج کو وہ لوگ چہپ کر بخوبی دیکہہ سکتے تہے اور آسرے سے گولیان چلا سکتے تہے چوتہی پنجاب انفنٹری کو گاؤن پر حملہ کرنے کا حکم ملا جبتک لوگ حملہ آور ہوئے اوسوقت صوبیدار میجر جیتر سنگ جو کہ ایک مشہور سکھہ سردار تہے اونکی گردن مین گولی لگی چار گہنٹہ تک زندہ رہکر وہ مر گئے سرکاری فوج نہایت بہادری اور

جستی سے گاؤن کی طرف بڑہی دو جوان پانیر کے زخمی ہوئے جب پلٹن قریب گاؤن
کے پہونچی تو افغان پہاڑ کی طرف فرار ہو گئے گاؤن پر پلٹن نے قبضہ کر لیا اس حملہ مین
سات آدمی غنیم کے مارے گئے اور کئی زخمی ہوئے یہ سب افغان جو اکثر مدہ خیل
تھے پہر جمع ہوئے اور انہون نے ایک نالہ کے نشیب اور درختون مین اپنی آپکو
پوشیدہ کر کے بندوقین چلانا شروع کیا۔ جنرل کالبرٹ نے پانیر کے تین کمپنیان زیر
کمان لفٹنٹ ہاک صاحب کے دیکر حکم دیا کہ ندی کی طرف سے پہاڑ اور جہاڑی مین دشمن
کو دیکہتے ہوئے جائین اور جہان کہین غنیم کی فوج جمع ہو اوسپر حملہ آور ہون۔ رائل
آئرش نے بائین طرف سے اڈوانس کیا چونکہ ان کے سامنے راستہ اچہا تہا اس لئے
سنٹر سے وہ بہت آگے بڑہ گئے کپتان بیلی یابو پر سوار ہو کر جنرل کالبرٹ صاحب کے
اسٹاف سے آگے بڑہے ہرچند پہاڑون مین یابو کا چلنا دشوار تہا لیکن جس جگہ کہ یہہ
لڑائی ندی کے قریب ہوئی تہی وہان کہین کہین گہوڑے اور یابو پر سواری ہوسکتی تہی
اونہون نے پلٹن کو چارج کا حکم دیا۔ فوراً پلٹن والون نے بندوقون پر سنگینین چڑہا کر حملہ کیا
جب یہ لوگ تقریباً سو وار پر غنیم کے قریب پہونچے تب سو ڈیڑہ سو افغانون نے اونپر حملہ
کیا رائل آئرش رجمنٹ نے بڑے استقلال کے ساتھہ نہایت چالاکی اور چستی سے
دشمن پر گولیون کی بارش شروع کی جس سے غنیم کا منہ پلٹ گیا۔ اور اکثرون نے اپنے
آپ کو ندی مین گرا دیا۔ چونکہ پانی عمیق تہا بہت سے افغان غرق ہو گئے اوس وقت
بہر اجمال معلوم نہوا کہ غنیم کے کتنے لوگ مارے گئے لیکن دوسرے روز جہاڑی مین ۹ نعشین

اور ندی کے کنارے ۲۶ سر اور انتالیس بتہروں مین اور جہہ ایک پہاڑ پر دکہائی دین ندی مین کتنے ڈوبے اون کا شمار معلوم نہ ہوا حسوقت کہ رائل آئرش نے حملہ کیا اوسوقت (گیاٹلنگ گن) بہی دہنی طرف سے بڑے زور و شور سے چلائی گئی تہی (گیاٹلنگ گن وہ بندوق ہے جسکے کندے کے خزانہ مین ڈیڑہ سو کارتوس ایک دفعہ بہر دیے جاتے ہین اور غنیم کی طرف منہ کرکے ایک چرخ کو زور سے پہرا دیتے ہین اس بندوق سے علی الاتصال گولیان چلتی رہتی ہین) یہ بندوق جب غنیم حملہ کرے اوسکے روکنے کو بہت بکار آمد ہوتی ہے۔ دو گاٹلنگ گن زیر حکم لفٹنٹ کلیو کے آگے بڑہانے کو حکم دیا گیا جب سامنے آنے لفٹنٹ کلیو کے پہاڑ پر سے ایک شخص نے گولی چلائی وہ گولی لفٹنٹ کلیو کے گردن مین لگی اور تہوڑی نیچے کیطرف اوترکے مونڈہے مین رہ گئی۔ لفٹنٹ مذکور اب تک اچہے ہین لیکن گولی جسم مین سے نکال نہین گئی۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان تہا کہ اگر گولی نکالنے کا ارادہ کرینگے تو شاید انکی زندگی نہ ہوگی کپتان راڈفرڈ جو تہی پنجاب انفنٹری کمانڈنگ کے بائین طرف چہاتی مین گولی لگی لیکن اتفاق سے شُش اور جگر محفوظ رہا اور گولی پشت کیطرف سے نکل گئی وہ اب تک اچہے ہین اور امید ہے کہ زندہ رہینگے پلٹنون کے ۶ جوان مارے گئے اور ۹ زخمی ہوئے۔

کپتان بیلی صاحب کا مارا جانا

جبکہ رائل آئرش اور پانیر اڈوانس کررہی تہی کپتان بیلی صاحب یابو پر سوار ہوکر آگے بڑے

اور چارج کا حکم دیا۔ وہ ایک نالہ مین پہنچکر یا بو پر سے اوتر پڑے اور جوانون سے کہا کہ اپنے
آپ کو نالہ اور پتہرون مین چہپا کر فیر کرین مسٹر ہاگ صاحب کمانڈنگ پانیر کے بہی ان کے
شریک ہوگئے تہے انہون نے بیلی صاحب کو آواز دی اور کہا دیکہو آگے نہ بڑہو نالہ
کی طرف سے دشمن حملہ کرتے ہین تب فوراً کپتان بیلی صاحب اپنے یا بو پر سوار ہو کر مع
پلٹن کے جوانون کے آگے بڑہے یکایک ایک گولی بیلی صاحب کے یا بو کو لگی اور یابو
گر گیا۔ اس عرصہ مین دشمن اونپر گرے۔ لفٹننٹ کلبرٹ صاحب جو کہ دور سے یہ حال دیکہہ
رہے تہے وہ بیان کرتے ہین کہ غنیم کے چہہ آدمی کپتان بیلی صاحب کو مارنے مین
شریک تہے اکا خاص خیال یہ تہا کہ انکو جان سے ایکدم نہ مارنا چاہیئے بلکہ جسقدر
ممکن ہو ٹکڑے ٹکڑے کر کے چہوڑ دینا چاہیئے چنانچہ دو وار تلوار کے ان کے سر پر
تقریباً ۲۰ انچ گہرے لگے تہے سیدہے ہاتہہ کی دو اونگلیان اور بایئن ہاتہہ کی چار اونگلیان
صاف کاٹ ڈالی تہین اور کہنی مین سے ایک ہاتہہ بہی کاٹ ڈالا تہا۔ دو جوان رایل
آئرش کے انکی طرف دوڑے اور انکو اوٹہا لائے۔ ڈاکٹر صاحب نے آکر دیکہا۔
بیلی صاحب زندہ تکلیف مین تہے۔ اون کے زخمون سے خون بہت جاری تہا جسقدر
ممکن تہا انکی حفاظت کی گئی۔ زخمی ہونے کے وقت سے تین گہنٹہ تک زندہ رہ کر
قریب پانچ بجے کے بیلی صاحب نے انتقال کیا۔ یہ بڑے خلیق اور لایق مشہور افسر تہے
ان کے انتقال کا سبکو نہایت افسوس ہوا۔ جنرل کالبریتھ صاحب نے دوسرے روز
کپتان بیلی صاحب کے واسطے جنرل آڈر تحریر کیا جو ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

صفحہ نمبر ۲۷۲ بلاک مونٹن اکسپیڈیشن ورسنہ ۱۸۸۸ء
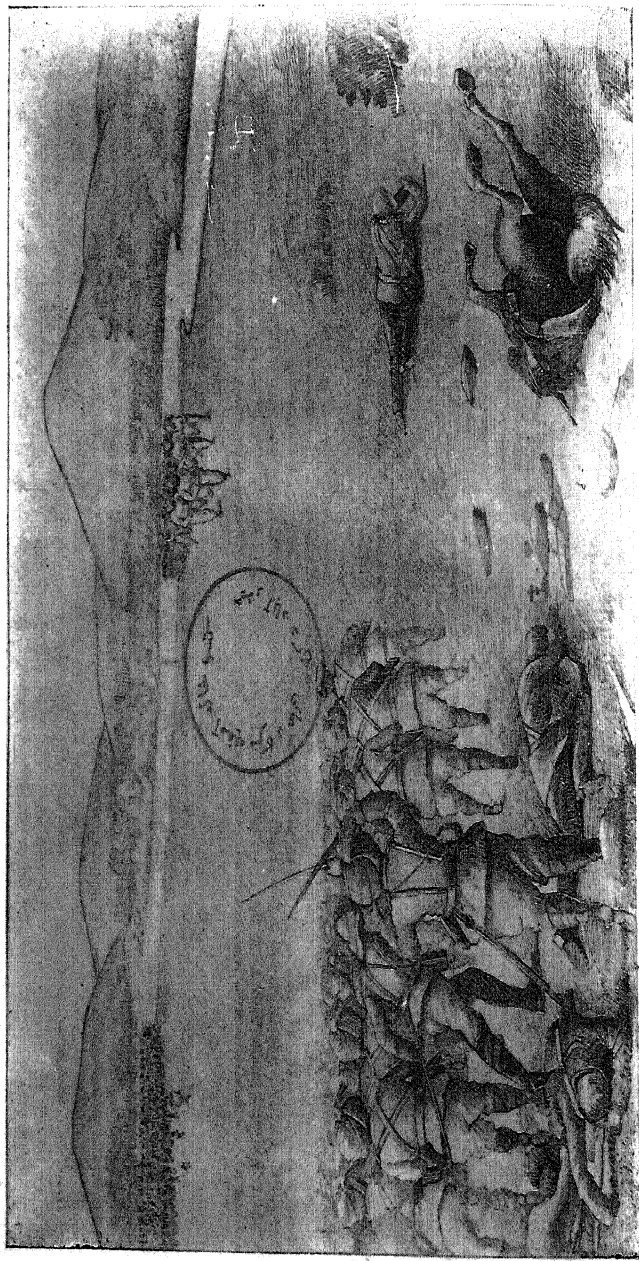
آفریدی افغانون کا سرکار انگریزی کی فوج پر حملہ آور ہونا اور کپتان بیلی کا مارا جانا

کپتن بیلی صاحب کے مارے جانے مین جنرل صاحب نے جو جنرل آڈر تحریر کیا اوس کا ترجمہ

جو افسوس اور رنج مجھکو کپتن بیلی صاحب اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل کے مارے جانے سے ہوا نا ممکن ہے کہ اوسکا اظہار ہو سکے انکا اس بہادری اور دلاوری سے صف جنگ مین مارا جانا انکی بڑی جرات اور دلاوری کی دلیل ہے جس کسی کی کپتن بیلی صاحب سے ملاقات تھی وہ جان و دل سے اونکو چاہتا تھا جو زخم اونکو لڑائی کے وقت لگے ظاہر ہے کہ کس بے خوفی اور دلاوری سے انہون نے دشمن سے مقابلہ کیا اور ایک عمدہ مثال اپنی بہادری کی اپنے پیچھے چھوڑ گئے وہ ایک میرے دلی دوست تھے۔ اور ہمیشہ نیک صلاح دینے والے افسر تھے مجھکو یقین ہے کہ میرے اس رنج اور افسوس مین سب فوج کے بہادر شریک ہونگے۔

کرنیل کروک شانک کا زخمی ہونا

۶- اکتوبر کو کروک شانک صاحب کمانڈنگ لفٹ کالم انتیسوین پلٹن اور دو توپین خچر باٹری کی ہمراہ لیکر (رکانی سانس) یعنے زمین کی حالت اور دشمن کا احوال دریافت کرنے کے واسطے جب مقام کنھر کی طرف بڑہے سامنے کے پہاڑون مین غنیم کی فوج پوشیدہ تھی جسوقت اوسکے نزدیک پہنچے یکبارگی اوپر سے گولیان

چلنا شروع ہوئین قیاس سے معلوم ہوا کہ دشمن کے پاس اسنائڈر اور مارٹنی ہنری بندوقین
ہین اکثر لوگون کو یہ بات سنکر تعجب ہوگا کہ ان وحشی لوگون کے پاس ا ئڈر اور ہنری
مارٹنی بندوقین جو انگریزی فوج کے سوا دوسرون کے پاس نہین ہین کہا ں سے آگئی
ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ لارڈ میو صاحب کے وقت مین امیر شیر علی خان
والی کابل کو کئی ہزار اسنائڈر بندوقین دی گئی تہین اور امیر محمد یعقوب خان نے جبکہ
۱۸۷۸ سنہ عیسوی مین انگریزی فوج سے مقابلہ کیا تہا تو امیر کی تمام فوج کے پاس
علی مسجد پر وہی اسنائڈر بندوقین تہین جسوقت علی مسجد پر لڑائی ہوئی اور افغانون کی فوج
تاب مقابلہ نہ لاکر شکست کہا کر فرار ہو گئی ۔ اطراف و جوانب کے وحشی افغان جو کہ لڑائی کی خبر
سنکر جمع ہوئے تہے انہون نے خود اپنی ہی قوم کے لوگون کو جو فوج سے فرار ہوئے
تہے بندوق اور کارطوس اور شاید ایک سر کے باندہنے کی لنگی اور پرانے میلے
کرتے کی طمع سے مار ڈالا ۔ اور سیکڑون بندوقین اسیطرح لے لین ۔ کارطوس جسقدر
ان لوگون کو ملے ہین حفاظت سے اسی روز کے واسطے رکہتے ہین کہ مقابلہ کے
وقت کام آئین شکار کا اس قوم کو شوق نہین ہے اور نہ کسی قسم کا شکار اس جنگل مین
ہے جو کارطوس صرف مین آئین علاوہ اسکے کابل مین بہی اسنائڈر رئفل اور دوسری
برج لوڈر بندوقون کے کارطوس بنتے ہین یہ لوگ کبہی اوسطرف سے بارود گولی
اور کارطوس لے آتے ہین اسکے سوا سرحد پر مثل پشاور ۔ ایبٹ آباد ۔ نوشہرہ وغیرہ کی
انگریزی چہاونیان ہین یہ لوگ ان چہاونیون سے اکثر انگریزی سپاہیون کی بندوقین

چرا کر لیجاتے ہین ہر سال مین تمام اسٹیشنون سے سو پچاس بندوقین چوری جاتیکی سرکار مین رپورٹ ہوتی ہے اس قوم کے چور لوگ سونے اور چاندی کی چیزونکو چھوڑ کر بندوقو کو چراتے ہین بہر حال اس قوم کے پاس ہنری مارٹنی کم اور اسنائڈر بندوقین بہت ہین توڑے دار اور چقماقی بندوقین بھی اکثر رکھتے ہین بعض وقت جو کوئی افغان مارا گیا تو اوسکے پاس دو بندوقین دیکھنے مین آئین اسنائڈ اور دوسری توڑے دار یا چقماقی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ برج لوڈ کے کارطوس کم ہونے کے خیال سے یہ لوگ منہ سے بھرنے کی دوسری بندوقین اپنے پاس رکھتے ہین۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب کرنیل کروک شانک پر افغانون نے اوپر سے گولیان چلانا شروع کین اوسوقت ایک گولی کرنیل صاحب موصوف کے گھٹنے مین لگی اتفاق سے ہڈی نہین ٹوٹی لیکن چونکہ گھٹنے کا زخم بہت برا ہوتا ہے اونکو اوٹھا کر ہیڈ کوارٹر ہسپتال مین لے گئے کرنیل صاحب کے زخمی ہونے سے وہان کا انتظام بگڑ گیا اور پلٹن کو اوس مقام سے واپس ہونا پڑا۔ کرنیل کروک شانک زخمی ہوکر دو روز تک زندہ رہے اوسکے بعد اونکا انتقال ہوگیا۔

۹ تاریخ کو شام کے وقت یہ خبر آئی کہ کچھ فوج غنیم کی مقام کھنڈ مین جو پہاڑ کے پیچھے تقریباً بارہ میل پر ہیڈ کوارٹر سے واقع ہے جمع ہے جنرل صاحب نے یہ حکم دیا کہ سو جوان خیبری پلٹن کے دو سو ۴۵ سکھ کے تین سو یوروپین رجمنٹ (سافک رجمنٹ) کے سو پانیر کے زیر حکم کرنیل اوگر یڈی ہیل صاحب کے کل صبح کو روانہ ہوجائین۔

اور کہنڈ کا محاصرہ کریں اور اوسکو اپنے قبضہ مین لے آیئن۔ کپٹن وسٹرن صاحب اڈیڈیکانگ جنرل مکوین صاحب سے) ہم نے یہ صلاح کی کہ جنرل صاحب سے اجازت لیکر فرنٹ کالم کے ساتہہ چلنا چاہیئے ہم نے جنرل صاحب سے آگے جانے کے لیئے درخواست کی صاحب ممدوح نے کرنیل گرڈی ہیلی صاحب کے ساتہہ ہمین جانے کے واسطے اجازت دیدی۔ چونکہ مقام کہنڈ کو جانا اور لڑائی کے بعد اوسی روز واپس آنا دشوار تہا لہذا فوج مین یہ حکم دیا گیا کہ ہر شخص تین وقت کا کہانا اور کچہہ اوڑہنے بچھانے کے واسطے اپنے ہمراہ لے لے۔ ہمنے بہی شال دوسرے دن کے کچہہ بسکٹ اور گوشت بریان اپنے (ہاورساک) مین رکہہ لیا۔ اور ایک آدمی جو ہم دونون کا اسباب لیجانے کے لیئے ملا تہا۔ ہم نے اوسکو اپنے اپنے بلانکٹ حوالہ کردے تاکہ شبکو کام آیئن صبح کے سات بجے ہیڈ کوارٹر سے فوج روانہ ہوئی یہ مقام ہماری جگہ سے آٹہہ ہزار فٹ نیچا تہا۔ کامل تین گہنٹہ تک فوج نیچے اوترتی رہی جب کہنڈ دور سے دکہلائی دیا تب کرنیل صاحب نے دوربین سے بخوبی چارون طرف دیکہکر اپنی فوج کے تین حصے کیئے۔ دہنے ہاتہہ کی طرف کرنیل واٹرفیلڈ صاحب کمانڈنگ ۴۵ سکہ پلٹن مع خیبر رایفل اور دو سو جوان سفر رجمنٹ کے اور دو کمپنیان ۴۵ سکہ پلٹن کی بیچ مین دو توپین خچر باٹری کی سو جوان سفر رجمنٹ کے چار کمپنیان ۴۵ سکہ پلٹن کی بایئن طرف سو جوان پانیر کے دو سو جوان ۴۵ سکہ پلٹن کے زیر حکم کپٹن واڈس صاحب کے دیے گئے ان سکو یہ ہدایت کی گئی کہ ریٹ کالم مقام کہنڈ کے دہنی طرف سے سیدہا جائے اور لفٹ کالم بایئن طرف سے

بڑہے اور یہ دونون کالم ایسی رفتار سے جائین کہ برابر ایک وقت مین مقام مذکور
پر پہنچکر دونون طرف سے حملہ آور ہون درمیان کی فوج مع دو توپون کے سیدہی سامنے
کو جائے اور مقام مذکور پر گولہ اندازی کرے جب گاؤن اپنے قبضہ مین آجائے تب
سب گہرون کو آگ لگا دین لیکن عورتون اور بچون کو بالکل نہ چہیڑین قسم زراعت وغیرہ
سے جو چیز ہو اوسکو نہ جلائین جب یہ امور سب نے بخوبی سمجھ لئے تب تینون کالم
اپنے اپنے افسرون کے زیر حکم روانہ ہوئے کرنیل صاحب کے ہمراہ مین سنٹر کالم کے
ساتھ تھا جب ہمارا کالم آخر پہاڑ پر پہنچا تب سب جوانون نے پتہرون اور درختون مین
اپنے آپ کو چہپایا اور توپین گاؤن کیطرف لگا دین گاؤن اوس جگہ سے تقریباً گیارہ سو
دار کے فاصلہ پر تہا۔ گاؤن کے مکانات اور آدمی ہمکو بخوبی نظر آتے تہے۔ کرنیل صاحب
نے حکم دیا کہ سب افسر دوربینون سے دیکہین کہ عورتین اور بچہ گاؤن مین ہین یا نہین
ہمنے بہت دیر تک دیکہا لیکن کوئی عورت اور بچہ گاؤن مین نظر نہ آیا۔ ہمارے ساتہہ
دو تین آدمی اوس جگہ کے تہے اونہون نے بیان کیا کہ جب انگریزی سرکار کی فوج
نے اسطرف چڑہائی کی تب تمام پہاڑی لوگون نے اپنے عورت بچے انڈس ندی
کے پاس روانہ کردئے۔ اور اپنے جانور بہی اون کے ہمراہ بہجوا دئے اور غلہ کی
قسم سے جو شئے اون کے گاؤن مین موجود تہی اوسکو کسی محفوظ جگہ جنگل مین دفن
کردیا اور فقط جوان آدمی جو لڑنے کے قابل تہے وہ گاؤن مین رہ گئے ہین۔ کہنڈ
ایک بڑا گاؤن پہاڑ کی نصف بلندی پر واقع تہا اور بستی کی دو جگہ پر آبادی تہی

ایک گاؤن نیچے اور دوسرا گاؤن تقریباً تین سو وار اوپر درمیان مین ایک بڑا برج تہا۔ جب گاؤن والون نے فوج کو دور سے آتے دیکہا تب اکثر نے گاؤن خالی کردیا اور اطراف کے پہاڑون کی چوٹیون پر چڑہ گئے بعض لوگ برج پر بندوقین لیکر بیٹہہ گئے غرض جب لفٹ کالم آگے بڑہا دونون طرف سے بندوقین چلنے لگین سنگرمین سے بہی توپین سر ہوئین۔ تقریباً ڈیڑہ گہنٹے تک طرفین سے بندوقون وغیرہ کے فیر ہوتے رہے چونکہ افغانون کے پاس منہ سے بہرنے کی بندوقین بعض پہولدار اور بعض توڑیدار تہین۔ اسلئے اتنے فاصلہ پر اون سے زیادہ نقصان متصور نہ تہا اور انگریزی فوج کی ہنری مارٹنی اور اسنائڈر بندوقین ہزار بارہ سووار تک کام دیتی تہین ۔ جب تیرہ آدمی افغانون کے مارے گئے اور چند آدمی زخمی ہوئے تب گاؤن اور پہاڑ کی چوٹی پر جو لوگ کہ تہے وہ سب پہاڑ کی دوسری طرف فرار ہوگئے۔ خیبری پلٹن نے دو طرف سے یا جا بجاتے ہوئے حملہ کیا۔ تہوڑلیسی دیر مین گاؤن پر قبضہ ہوگیا۔ دونون کالم گاؤن مین داخل ہوئے اور چار طرف سے آگ لگانا شروع کردیا ایک گہنٹے مین سارے گہر مشتعل ہوگئے اس گاؤن مین شہد بہت تہا سو لیجرون سے جسقدر کہایا گیا اونہون نے کہایا۔ اور بہت کچھ اپنے ساتہہ لے بہی آئے خیبر پلٹن کے جوان دمبونکا ایک گلہ اور کچھ گائے بہینسین بہی پکڑ لائے قریب تین بجے کے دونون کالم مقام کہنڈ کو تاراج کرکے واپس پہرے اور پانچ بجے سیڑہی گاؤن مین جو کہ ایک روز قبل کہنڈ کے چلایا گیا تہا

پہنچے شب کو فوج نے اس جگہ مقام کیا۔ کپتان وسٹرن صاحب کے ساتہہ ایک آدمی تہا اور گوشت کے ساتہہ آلو پکا کر رکہے تہے۔ ہمنے آگ کے پاس بیٹہہ کر کچہہ گوشت کہایا اور بعد ازان اپنے ریوالور اور بندوقون مین کارطوس بہر کر اپنے بازو سے رکہہ لئے اور بلانکٹ بچہا کر سو رہے۔ چونکہ تمام دن پہاڑون پر چڑہنا اور اوترنا رہا تہا شبکو خوب آرام سے نیند آئی علی الصباح ایک ایک پیالہ چاے کا بے دودہ کے ہمکو ملا ہرچند آٹہہ ہزار فٹ بلند پہاڑ پر چڑہنے کو دل نہین چاہتا تہا لیکن چونکہ کہانے پینے کا سامان ہمارے ساتہہ کچہہ نہ تہا اس لئے ضرور ہوا کہ ہیڈ کواٹر کو ہم واپس آجائین۔

ساڑہے سات بجے سیڑہی سے روانہ ہوے اور ساڑہے گیارہ بجے پہاڑ کی چوٹی پر جس جگہ کہ ہیڈ کواٹر تہا آپہونچے پلٹن کے جوانون کو تو ہمیشہ پیادہ پا چلنے پہرنے کی عادت ہوتی ہے لیکن زیادہ بلندی پر چڑہنے سے وہ بہی بالکل تہک جاتے تہے۔ جنرل صاحب لفٹ کالم کے ملاحظہ کو گئے ہوے تہے شام کو واپس آگئے شام کے سات بجے آگ کے سامنے بیٹہکر ہمنے ڈنر کہایا۔ جنرل مکوین صاحب چونکہ نہایت سپاہیانہ مزاج افسر ہین ان کی خاص یہ راے تہی کہ خود مع اسٹاف کے بالکل مثل فوج کے سپاہیون کے رہین ورنہ ممکن تہا کہ جنرل صاحب اپنے لئے ایک خیمہ ہمراہ رکہتے یا کہانے پینے کے سامان کی درستی اور انتظام کرتے بخلاف اسکے بہادر مغز کا بستر مثل اور سپاہیون کے تہا۔ کہانے وغیرہ کی یہ کیفیت تہی کہ صبح کو

چاے یا کوکو بے دودہ کے ملتی تہی اور جب کبہی بر کفسٹ کیامپ مین کہانیکا اتفاق ہوتا تو ہر اسٹاف افسر اپنی ایک رکابی اور چہری کانٹا ساتہہ لاکر ایک حلقہ مین زمین پر بیٹہہ جاتا اور باورچی قسم اسٹو سے یعنی گوشت گائے اور بکری اور مرغی کا اور آلو ایک جگہ بڑے دیگچے مین پکا ہوا سبکے سامنے لاتا اور ہر شخص اپنی اپنی رکابی مین اوسکو بقدر ضرورت نکالکر کہاتا تہا۔ کبہی کبہی مٹن چاپ بہی دیا جاتا۔ علی ہذا القیاس ڈنر بہی اسی طرح کہاتے تہے شب کے سات بجے ایک جگہ بہت آگ روشن کردی جاتی اور سب لوگ مع جنرل صاحب کے آگ کے نزدیک جاکر زمین پر بیٹہہ جاتے اور جو کہانا اوپر بیان کیا گیا اونکو بہی پکایا جاتا تہا سب لوگ وہی کہایا کرتے تہے شراب جو کہ عام سولجرون کو قسم رم سے ملا کرتی تہی وہی افسرون کو اور جنرل صاحب کو بہی ملتی تہی۔ دراصل یہ ایک بڑا فوجی اصول ہے کہ جب سپاہی جنگ مین سختی کے وقت اپنے بالادست افسرون کی گزران بالکل اپنے موافق دیکہتے ہین تب اونکی ہمت بہت بہت زیادہ ہوجاتی ہے اور کہانے پینے کی کسی قسم کی تکلیف اور سردی و گرمی اور برف و باران کی سختی اونکو کچہہ معلوم نہین ہوتی۔

سترہوین تاریخ کی صبح سے کچہہ تہوڑا سا ابر آسامان پر نظر آیا اور ہوا معمول سے زیادہ سرد معلوم ہونے لگی سامنے کے پہاڑون پر دور دور دہوان سا دکہنے لگا۔ اوسکو دیکہکر ہمارے کیامپ مین جو افغان لوگ تہے اونہون نے کہا کہ یہ برف کی علامت ہے آج برف ضرور گرے گی یہ کیفیت دیکہکر تمام فوج مین گڑبڑ پڑگئی جب خبر لفٹا

نے حکم دیا کہ سب جوان اور افسر اپنے اپنے بستروں پر کچھ سایہ کرلین چنانچہ اکثروں نے
موم جاموں اور کملوں کو اپنے بچھونوں پر پال کے طور پر ایک لکڑی بیچ مین لگاکر
کھڑا کر دیا اور بعض جوانوں اور افسروں نے درختوں کی ڈالیوں اور پتوں سے اپنے
اوپر آسرا کر لیا غرض کہ تمام فوج نے ایسے جلدی اور کوشش سے یہ کام کیا کہ تین بجے
سے شام تک فی الجملہ سب کو اپنی حفاظت سے اطمینان ہو گیا۔ شام کے چار بجے
اطراف کے سب پہاڑوں پر ابر محیط ہو گیا۔ ہوا نہایت سرد ہو گئی جب اس ملک مین
پانی کی آمد ہوتی ہے تو سیاہ ابر اور پانی پڑتا ہوا آدمی کو اپنی طرف آتا ہوا نظر آتا ہے
لیکن برف کے ابر مین سیاہی نہ تھی بلکہ کچھ دھوان سا مائل بہ سفیدی تھا اور کبھی کبھی
دور سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لاکھوں روئی کے گالے آسمان سے ہوا مین اوڑکے
نیچے اوڑتے ہوئے آرہے ہین۔

غرضکہ برف برسنے کے قبل ایک عجیب وغریب کیفیت نظر آئی جو کبھی آگے
دیکھنے مین نہین آئی تھی۔ اول شمالی پہاڑوں پر برف باری شروع ہوئی جو ہوا کہ ادھر سے
سے آتی تھی وہ نہایت سرد تھی جسقدر کمبل اور اون کے کپڑے ممکن ہوا پہنے
پہنکر اوپر سے پوستین پہن لیا لیکن سردی وقت بوقت زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اس
سبب سے بہت خوف معلوم ہوا کہ جب برف پڑنے کے قبل یہ حال ہے تو برف
پڑتے وقت کیا حال ہوگا۔ ایک صاحب جو اس موسم سے واقف تھے انہون
نے کہا کہ یہ سردی جب ہی تک ہے کہ برف گرنی شروع نہین ہوئی۔ جب برف

بڑنی شروع ہوگی تو سردی خود بخود کم ہوجائیگی جو ہوا برف کی طرف سے آتی ہے اوسمین
سردی کا بہت گذر نہ ہوتا ہے۔ غرض کہ ایک آدہے گہنٹہ مین ہمارے پہاڑ پر برف
برسنی شروع ہوئی۔ اور تہوڑی دیر مین سب زمین سفید ہوگئی بچہونے کے اوپر جو
چادرین لگائی گئی تہین اونپر بہت برف جم گئی مینے تہوڑی سی برف اپنے موم جامہ
کی چادر پر سے لیکر دیکہی تو وہ اسقدر سخت نہ تہی جیسی کہ مشین سے جمائی جاتی ہے
بلکہ بہ نسبت اوسکی یہ نرم تہی جیسے کہ (ایس اسکریم) جمائی جاتی ہے جب مین نے اسکی
نرمی کا سبب یہان کے لوگون سے پوچہا تو اونہون نے کہا کہ یہ برف غیر موسمی ہے۔
اور ہوا مین ابہی ایک گونہ گرمی باقی ہے اس سلئے یہ برف نرم گرتی ہے اور جلدی سے
پگل جاتی ہے۔ جب کہ موسم سرما مین ہوا خوب سرد ہوکر برف پڑتی ہے تو برف مین
سختی ہوتی ہے اور مہینون نہین پگلتی۔ بلکہ جس پہاڑ پر ہمارا ہیڈ کوارٹر کیامپ تہا۔ کہتے ہین
کہ موسم سرما مین یہان دس دس اور بارہ بارہ فٹ اونچی برف جمی رہتی ہے۔ اور کسی شخص کا
گذر اسطرف ممکن نہین ہوتا جب ہمارے پہاڑ پر برف باری شروع ہوئی تب یکایک
سردی کم ہوگئی اوسوقت مین نے خوب خیال کیا سب جسم کو تو بہت سردی نہین معلوم
ہوتی تہی لیکن ہاتھ اور پاؤن کی انگلیون اور ناک کو ایک عجیب قسم کی سردی معلوم ہوتی
تہی جسکا بیان نہین ہوسکتا تقریباً چار گہنٹے تک برف پڑتی رہی اسکے بعد کم ہوگئی بعد
برف موقوف ہونے کے سردی نہایت شدت سے ہوگئی مینے خوب گرم کپڑے
اور چار پاتتابے ایک پر ایک پہن لئے اور بڑا پوستین پہنکر ایک رضائی اور دو گرم

بلانکٹ اوڑھ کر سو رہا تب بہی بار بار سردی سے آنکہہ کہل جاتی تہی میری ہمراہی مین ایک خواجہ امین الدین اور ایک آدمی مسمی پیر محمد تہا خواجہ امین الدین کو کثرت محنت اور شدت سردی سے بخار اور دلکی بیماری ہو گئی جس سبب سے اونکو واپس کرنا پڑا۔ دوسرا ایک آدمی جو میرے پاس باقی تہا ہرچند کہ مین نے اوسے بخوبی گرم لباس اور پوستین دیا لیکن برف پڑنے کی رات کی صبحکو جب مین اٹہا اور کافی بنانے کے لیے مین نے اوسے اوٹہایا تو وہ کچھ ایسا بیحس و حرکت پڑا تہا جس سے مین نے خیال کیا کہ وہ راتکو اینٹہکر رہ گیا بہرحال جب بہت ہلایا تو وہ آدمی بمشکل اوٹہا اور دیر تک بیکار رہا۔ جب آگ کے پاس گیا ہاتہہ پاؤن کو خوب سینکا تب اوسمین دم آیا تمام فوج کو اس رات سردی کی شدت سے نہایت تکلیف ہوئی سنتری لوگ جو پہرون پر تہے اون کا نہایت بُرا حال رہا۔

دوسرے روز صبح کو جنرل صاحب ریٹ کالم کے ملاحظہ کو تشریف لے گئے یہ کالم کرنیل سم صاحب کمانڈنگ پنجم گورکہا رجمنٹ کے زیر حکم تہا کرنیل صاحب مغر جرنیل صاحب کو اون مقامات کے بتلانے کے واسطے لیگئے جہان جہان اون کے کالم سے اور غنیم سے مقابلہ ہوا تہا۔ اور اس لڑائی کی خلاصہ کیفیت جنرل صاحب کو اب تک نہین پہنچی تہی اس کالم مین نارتہمبرلینڈ فیوزلر اور پنجم گورکہا پلٹن اور تہرڈ سکہ رجمنٹ شریک تہی یہ فوج جب چیاپٹ پر پہنچی تو وحشی افغانون نے پہاڑون پر سے گولیان چلانا شروع کیا ان کی فوج بہی اوسطرف کو فیر کرتی تہی لیکن درختون اور پہاڑ اور پتہرون کی

آڑمین دشمن کے لوگ بالکل نظر نہین آتے تہے اس لیے فیوزلر یوروپین پلٹن کو کرنیل سم صاحب نے ایک پوشیدہ جاے کہڑا کیا اور تیسری سکہ پلٹن اور گورکہا پلٹن کو بہی حکم دیا کہ اپنے آپ کو پتہرون اور درختون مین چہپاکر فیر کرتے جاوین افغانون کو قیاس سے معلوم ہوا کہ فوج انگریزی اسجگہ نہایت تہوڑی ہے اسلیے اون سب نے اوپر ایک جگہ جمع ہوکر سیدہا ان پلٹنون پر حملہ کیا۔ حملہ کے وقت گورکہا پلٹن اور تہرڈ سکہ پلٹن کی بندوقون سے بہت لوگ مارے گئے لیکن یوروپین پلٹن نے جبتک کہ غنیم کے لوگ بہت قریب نہین آگئے بالکل فیر نہین کیا اور افغانون کو بہی یہ معلوم نہ تہا کہ دوسری پلٹن یہان چہپی کہڑی ہے جب یہ لوگ اون کے نہایت قریب آگئے تو یکایک فیوزلر رجمنٹ نے اس چالاکی سے اپنی ہنری مارٹنی سے فیر کرنا شروع کیا کہ دشمن کی فوج کو سنبہلنے کا موقع نہ ملا یکایک گولیون کی بارش جو اون کے سرون پر ہوگی اوس سے اون کے پاؤن اوکہڑ گئے۔ اکثر اونمین سے مارے گئے اور باقی دوسرے لوگ پہاڑون کی طرف فرار ہوگئے۔

سات آدمی اس کالم مین مارے گئے غنیم کے آدمی قریب ساٹہہ کے مقتول اور بہت سے مجروح ہوے۔ رات کو ریٹ کالم اسی جگہ اوترا۔ جب سب فوج کہانے پکانے مین مشغول ہوئی تو پہر افغانون نے جمع ہوکر اطراف کے پہاڑون پر سے آگ کی روشنی پر گولیان چلانا شروع کیا اور قبل صبح ہونے کے پہر پہاڑون مین چہپ رہے دوسرے روز شب کو بہی یہی واقعہ ہوا۔ اسلیے کرنیل صاحب نے

یہ حکم دیا کہ فوج کے سب لوگ اپنا کہانا پکانا دن مین کر لیا کرین شب کو کوئی آگ روشن نکرے اور چہوٹی چہوٹی ٹکڑیان جوانون کی سامنے کے پہاڑون پر بہیجکر اپنی پکٹ نصب کر دے ان جوانون نے اپنی حفاظت کے واسطے خندقین کہودلین یہ سب انتظام افغان دیکہکر انڈس ندی کے پار چلے گئے - ایک روز شام کیوقت جنرل مکوین صاحب مع اسٹاف کے کیامپ کے نزدیک پہر رہے تہے ایک افغان پتہر کے نیچے چہپا ہوا بیٹہا تہا جبکہ جنرل صاحب آہستہ آہستہ چلتے ہوے اوسکے نزدیک پہنچے تو اوسنے صاحب معزیر بندوق چلائی اتفاق سے گولی نہین لگی وہ افغان بندوق چلاتے ہی فوراً پہاڑ کے غار مین کود پڑا اور اوسکا پہر پتہ نہین ملا - بلاک موئنٹین (یعنی کوہ سیاہ) کے جنوب کیطرف صوادوسیر واقع ہین - جناب مولانا اخوند محمد عبد الغفور صاحب صوادی قدس اللہ سرہٗ جوکہ مثل آفتاب کے مشہور تہے تہوڑا زمانہ ہوا کہ حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور اونکے صاحبزادے اونکے جانشین ہوئے ہین جسوقت انگریزی سرکار نے بلاک موئنٹین پر فوج کشی کی اوسوقت تہوڑے لوگ باشندے پٹنہ کے (جوکہ ان لوگون نے ایام قدیم مین مقام پٹنہ سے آکر یہان بودو باش اختیار کی ہے اور اس ملک مین سب وہابی کہلاتے ہین)

حضرت اخوند صاحب قبلہ کے صاحبزادے کے پاس گئے اور اسطور پر غرض کیا کہ انگریزون کی فوج ہمارے ملک کی طرف آرہی ہے ایسے وقت مین ہم سب مسلمانون کو لازم ہے کہ اونپر جہاد کرین آپ اور دوسری قومین جو

آپ کے مرید ہین وہ سب ملکر جہاد مین ہمارے شریک ہو جائین تو بہتر ہے
صاحبزادے صاحب نے تمام علما کے اتفاق کے ساتھہ یہ بیان فرمایا کہ جہانتک
ہم خیال کرتے ہین بالکل جہاد نہین ہو سکتا۔ اس واسطے کہ یہ ایک معمولی ملکی اور
سرحدی لڑائی ہے۔ اول بنیاد جنگ کی طرف خیال کرنا چاہیے کہ انگریز لوگ یہ
لڑائی کیون کرتے ہین وہ تمہارے مذہبی امور مین دخل نہین دیتے تمکو بجبر اپنے
مذہب مین نہین ملاتے ہماری مسجدون کو مسمار نہین کرتے ہمارے بزرگون کے آثار کو
نہین مٹاتے یہ فوجکشی انہون نے خاص اسواسطے کی ہے کہ تم لوگ جو انکی
سرحد مین جاکر چوری کرتے ہو اور اون کی بعض رعایا کو زبردستی سے تم لوگ پہاڑون
مین لے آئے اور چند مہینے ہوے کہ تم نے بلا قصور اون کے دو معزز سردار اور پچاس
آدمیون کو جان سے مار ڈالا۔ اب وہ لوگ اپنے سردار اور آدمیون کے خون بہا
مین صرف آٹھہ ہزار روپیہ جرمانہ چاہتے ہین اور تم سے یہ اقرار لیتے ہین کہ آیندہ سے
اون کے ملک مین چوری نکرو اور اون کی رعایا کو جو امن و امان سے ہے نہ ستاؤ اور
تمہارے پہاڑون مین وہ لوگ اس لیے راستہ بنانا چاہتے ہین کہ اگر پھر کبھی تم لوگ
خلاف معاہدہ کرو تو اون کی فوج تمہاری تنبیہ کے واسطے بآسانی آسکے۔ ان سب
وجوہات کو دیکھکر ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ تمہاری ہی وحشی قوم کا سراسر قصور ہے اور صاحبان
انگریز جو اپنے دو معزز سرداروں اور پچاس بے قصور مقتولون کا قلیل خونبہا مانگتے
ہین وہ برسر حق ہین اگر تم لوگ ان کے شرایط قبول کرو اور خونبہا دیدو تو وہ لوگ

تم سے لڑتے بہی نہین۔ ابہی واپس ہوجانے پر راضی ہین یہ ایسی لڑائی ہے۔ جس پر
بالکل جہاد کا فتوی نہین ہوسکتا بلکہ سرحدی جہگڑے یا مال یا زمین پر جیسے لڑائی ہو۔
اور جسمین کسی قسم کا مذہبی تعلق نہو تو یہ دیکہا جاتا ہے کہ کونسی قوم راستی پر ہے جو
راستی پر ہو حق بجانب اوسکے کہا جاتا ہے صاحبزادہ صاحب نے جب یہ بیان
فرمایا تب وہ وہابی لوگ واپس چلے آئے۔ اور قوم اکازئی کے تقریباً دوسو آدمیون
نے اون کے شریک ہوکر دربند کی لڑائی مین لفٹ کالم سے مقابلہ کیا۔ کپتان بیلی
انہین لوگون کے ہاتہون سے مارے گئے۔ جب بلاک مونٹین (یعنی کوہ سیاہ)
کے باغی لوگون کو برابر سزا ہوگئی اور جو لوگ برسر مقابلہ آئے یا وہ بہاگ گئے یا
مارے گئے اور ان کے اکثر گاؤن جلا دیے گئے آخر کو اکازئی قوم اگر سرکار کے
ساتہہ رجوع ہوگئی۔ اونیس تاریخ کو جنرل مکوین صاحب نے یہ حکم دیا کہ لفٹ کالم
زیر حکم جنرل گالبریٹ صاحب کے دربند پر ندی کیطرف رہے اور باقی فوج ایک
روز نصف پہاڑ سے اوتر کر مقام کرے۔

اور دوسرے روز بلاک مونٹین کے نیچے موضع تہندمین مقیم ہو جنانچہ ۲۱ بیس
تاریخ کو جنرل صاحب مع اسٹاف و فوج ہمراہی کے قائم گلی سے روانہ ہوکر سات میل پر
موضع مانگا ونا مین مقیم ہوئے کیامپ کی جائے یہان بالکل خراب تہی سب لوگ
نشیب و فراز مین پہاڑ پر اوترے تقریباً چار ہزار فٹ ہم لوگ نیچے اوترے ہونگے اس کیمپ کے
سامنے کے بلند پہاڑ جنپر ہمیشہ برف جمی رہتی ہے غروب آفتاب کیوقت نہایت خوش وضع

معلوم ہوتی تہے آفتاب غروب ہونیکے وقت پیلی پیلی دہوپ اون سفید پہاڑونکی چوٹیونپر عجیب
وغریب طور کی کیفیت دکہلاتی تہی کہ جسکا کچہ بیان نہین ہوسکتا۔ سب لوگ گرم پوستین پہنے
ہوئے اپنے اپنے سامنے آگ جلاکر کافی پیتے ہوے اون پہاڑونکو دیکہکر صانع حقیقی
کی صنعت کا اقرار کرتی تہی کہ دنیا کو ہر پردہ میں نئی آب ہوا اور ہر ایک ملک کی نئی فضا ہے کہین بلندی
ہے کہین پستی کہین میدان کہین ویرانہ اور پہاڑونپر پستی ہے سطح زمین پر ریگستانین شدت گرمی سے آدمیون
کے مسامات سے پسینہ جاری۔ اور بلند پہاڑون کی چوٹیون پر دوسری کیفیت اور رات
دن برف باری ہے سر شام عین غروب آفتاب کے وقت جو شفق آسمان پر نمودار ہوئی
اوسکی سرخی اور آسمان کا نیلگون رنگ عجیب لطف دکہاتا تہا جو بیان سے باہر ہے۔
ان قدرتی آثار کے معاینہ کے بعد ایک عجیب وغریب نیا تماشا دیکہنے مین آیا یعنی
جس شب مین ہم پہاڑون پر تہے وہ شب چودہوین تاریخ کی تہی ماہتاب بڑی صفائی
اور روشنی سے آسمان پر نمودار ہوا۔ برف کے سفید سفید پہاڑ چاندنی کے عکس کے
گرنے سے ایسے معلوم ہوتے تہے جیسے قادر قدیر نے اپنی قدرت سے چاندی کے
پہاڑ ڈہالکر بڑے بڑے جنگلی سرو اور بلند درختون پر رکہہ دئے ہین اطراف مین چہوٹی
چہوٹی ٹیکریون پر متفرق پلٹنین جو اوتری ہوئی تہین سردی کے سبب سے ہر ایک سپاہی
آگ جلاکر اپنے آپکو سینکا رہا تہا ہزارون جگہ آگ کی وہ روشنی ایک نیا لطف دیکہا رہی
تہی جیسے کہ کسی بڑے باغ کے علیحدہ علیحدہ تختون مین ہزارون اور لاکہون چراغ اور
مشعلون کی روشنی کی گئی ہو غرضکہ قریب سات بجے کے چاندنی مین جنرل صاحب

مع اسٹاف کے کہانا کہانے کے لئے مثل معمول کے زمین پر سامنے آگ جلا کر بیٹھہ
گئے۔ کسی نے رکابی اپنے زانو پر رکہ لی۔ کسی نے ایک پتہر سامنے رکہکر اوس سے
میز کا کام لیا اس شب چاندنی مین کہانا کہانے سے بڑا مزہ اور لطف ملا۔ طعام کہانے
کے بعد سب لوگ دیر تک اوہر اودہر کی باتین کرتے رہے اور ساڑھے نو بجے اپنے
اپنے بچہونون پر سونے کے لئے چلے گئے۔ مجہکو اس شب کی چاندنی اور برف کے
پہاڑون کی کیفیت نہایت لطف انگیز معلوم ہوئی اوسوقت تو مین بہی سو گیا۔ لیکن
شب مین جب آنکہ کہلی تو سرہانے سے گہڑیال لیکر چاند کی روشنی مین دیکہا تو اوسوقت
تین بجے تہے بے اختیار دل نے چاہا پہر چاندنی کی بہار دیکہنا چاہیے۔ پوستین پہنے ہوئے
تو سو ہی رہا تہا۔ فلالین کے گلوبند سے کانون کو لپیٹ کر ٹہلنے لگا سب فوج کے
لوگ اپنے اپنے مقامات پر سو رہے تہے سنتری کہین کہین کہڑے ہوئے نظر آتے
تہے چار بجے تک قدرتی آثار کے مشاہدہ سے مین لطف اوٹہاتا رہا

جب لکوئین صاحب نے براری کی جانب فوج کے جانے کے واسطے حکمدیا تو
کپتان چارلی برن صاحب اور راقم خیبری پلٹن کے ساتہ صبح کے چہ بجے روانہ ہوئے
پہاڑون پر چڑہتے اور اوترتے گیارہ بج گئے آخر جس پہاڑ کی چوٹی پر موضع براری واقع
تہا اوسکے دامن مین ہم پہونچے۔ جنرل چینا صاحب نے حکم دیا کہ خیبری پلٹن کے سو جوان
پہاڑ پر جائین اور پچاس جوان دہنی طرف اور پچاس جوان بائین طرف سے پہاڑ پر چڑہین
بیثنے اور چارلی برن صاحب نے سنٹر پارٹی کے ساتہ پہاڑ پر چڑہنا شروع کیا جب ہم

ہراری گاوں کے قریب پہونچے تو اوپر سے افغانوں نے گولیان چلانا شروع کیا خیبری پلٹن کے جوان بہی اونپر فیر کرتے ہوئے آگے بڑہے جب ہم اون کی نزدیک پہونچے تو وہ سب لوگ پسپا ہوگئے اور ایک بلندی پر جا کے گنجان درختوں مین چہپکر فیر کرنے لگے پہاڑ کی دہنی طرف سے جب پچاس جوان خیبری پلٹن کے اونکے قریب پہنچے تو اوس جگہ کو بہی چہوڑ کر سب افغان فرار ہوگئے قریب سو آدمیون کے اس جگہ جمع تہے۔ پانچ چہہ آدمی اونکے زخمی ہوئے اور جو مارے گئے شاید پتہر دن اور درختون مین گرنے کے سبب سے اون کا پتہ نہین ملا ایک بجے اس مقام پر فوج کا قبضہ ہوگیا۔ خیبری لوگون نے سب گاوں کو آگ لگادی۔ فرنٹ پارٹی مین خیبری پلٹن کے ہمراہ فقط ہم دو افسر تہے اور سب فوج مع جنرل صاحب کے ہم سے تقریباً چار میل پر پہاڑ کے پیچہے دامن کوہ مین کہڑی تہی جب خیبری لوگ گاوں کے آگ لگانے مین مشغول ہوئے تو کپتان چارلی برن صاحب اور راقم جو کچہ بسکٹ وغیرہ ہاورسا ک مین موجود تہے کہا کر نیچے اوترنے کو تیار ہوئے کیا مپ سے اس بلند پہاڑ پر ہم لوگ چہہ گہنٹے مین پہنچے تہے۔ اور اب پہر وہی راستہ چہہ گہنٹے کا پہاڑ سے اوترنے کو ہمارے سامنے تہا چونکہ پہاڑ سے اوترنا بہ نسبت چڑہنے کے آسان ہوتا ہے لہذا ساڑہے چار گہنٹے مین ہم دونون افسر مع خیبری پلٹن کے کیا مپ مین آپہونچے قریب نصف پہاڑ کے جب ہم اوترے ہون گے کہ میرا پاؤن ایک کنارہ پر نرم زمین پر پڑا جس سے وہ حصہ اپنی جگہ سے علیحدہ ہوگیا اور میرا پاؤن

اوپر سے پہسل گیا حسن اتفاق سے وہ مقام نیچے زیادہ گہرا نہ تہا اندازاً سات آٹھ فٹ ہوگا اس جگہ گرنے سے میرے بائین پاؤن مین کچھ ضرب آئی جس سے کیامپ کو جانا اور راستہ چلنا مجہے دشوار ہو گیا جن مکانات کو آگ لگائی گئی تہی جب ہم اونکے قریب سے گذرے تو ایک مکان کی دیوار مین دو تین چہوٹے چہوٹے سوراخ تہے اونمین سے شہد کی مکہیان نکل رہی تہین۔

ایک خیبری جوان یہہ دیکھتے ہی دوڑا۔ اور دروازہ توڑکر اندر گیا اور شہد نکالنے مین مشغول ہو گیا مینے وہان کے دو آدمیون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس ملک کے لوگ اپنے گہرون مین شہد کی مکہیان پالتے ہین باہر کی دیوار مین چند سوراخ کر دیتے ہین اور اندر ایک بڑا گہڑا اون سوراخون کے نزدیک رکھدیتے ہین شہد کی مکہیان اوس دیوار کے سوراخون مین سے اندر باہر جاتی آتی ہین۔ اور گہڑون مین اپنے گہر بناکر شہد جمع کرتی ہین یہ لوگ جب دیکھتے ہین کہ شہد خوب جمع ہو گیا تو اوسمین ایک سوراخ کر دیتے ہین جس سے سب شہد گہڑے مین گرجاتا ہے اور اس گہڑے کے نیچے ایک اور سوراخ ہوتا ہے جسکے ذریعہ سے دوسرے برتن مین شہد نکال لیتے ہین اور مکہیان اول کے گہڑے مین بحال خود جمع رہتی ہین اسی طرح اکثر مکانون مین شہد کے کارخانجات ہین اور یہ عجیب بات ہے کہ ایک مکان کی مکہی دوسرے مکان مین نہین جاتی۔ موسم پر یہ شہد بڑے گاؤن مین یہہ لوگ لیجاکر خوب پیسہ پیدا کرتے ہین گویا ان لوگون کی یہ ایک قسم کی تجارت ہے۔

قوم اکازئی کا ایک ملک جسکو اپنے یہان پٹیل کہتے ہین مجھسے بیان کرتا تہا کہ جب انگریزی فوج نے بلاک مونٹین مین گاؤن حلائے گاؤن والون کے اسباب کا کسیطرح زیادہ نقصان نہین ہوا کیونکہ قسم اوڑہنے بچھونے سے جو کچھ تہا وہ تو بال بچون کے ساتہ انہون نے اول ہی سے انڈس ندی کے پار بھجوا دیا تہا اور غلہ وغیرہ زمین مین دفن کر دیا تہا البتہ چوب کی قسم سے مثل چارپائیان چوکیاں جو کچھ رہین وہ جلادی گیئین۔ لیکن شہد کی مکھیون کا ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنا دشوار امر تہا۔ اس سبب سے وہ بحال خود رہین اور اکثر آگ سے جل گیئین۔ اور جسقدر زندہ باقی رہین وہ ایسی منتشر ہوگیئین کہ جنکا سال ہاے سال مین جمع کرنا دشوار ہوگا۔ البتہ یہ ایک نقصان کثیر اون لوگون کا ہوا۔

۲۵ تاریخ وقت ۸ بجے صبح کے سر فرڈرک رابرٹ صاحب کمانڈر ان چیف انڈیا مع اپنے اسٹاف جنرل الیس صاحب اسسٹنٹ اجیٹن جرنیل۔ کرنیل پول کرو صاحب ملیٹری سکرٹری ڈاکٹر ٹیلر صاحب کپتان رالنس اڈیکان کیانپ مین داخل ہوئے جنرل مکوین صاحب مع اسٹاف کے دو میل تک بہادر معزز کی مشایعت کے واسطے گئے۔ اول سر فرڈرک رابرٹ صاحب نے ہر ایک رجمنٹ کے کیانپ مین جاکر فوج کا ملاحظہ کیا بعد ازان برگیفٹ کہا کر فرسٹ کالم کے ملاحظہ کو جو کہ مقام میدان مین مقیم تہا روانہ ہوئے میدان ایک چھوٹا سا گاؤن شمال کی طرف ہمارے کیانپ سے پانچ میل پر واقع تہا جب قریب اس کیانپ کے پہنچے جنرل چینا صاحب

پیشوائی کے لیئے آئے اور کمانڈر ان چیف صاحب کو لے گئے وہان کی کل فوج کا ملاحظ کیا گیا۔ بعد ازان قریب چھہ بجے کے ہیڈ کوارٹر کیامپ کو واپس آئے شبکو کمانڈر ان چیف صاحب مع اپنے ہمراہیون اور افسران فوج کے بغیر ڈیرے اور راوٹی کے میدان مین ایک چادر (واٹر پروف) کی بچھا کر سو رہے۔

اور ۲۶ تاریخ کو صبح کے وقت اوگہی کو روانہ ہوئے اگرچہ لڑائی کا کام اب کچھہ باقی نرہا تہا مگر اسوقت گورنمنٹ کا خاص یہ ارادہ ہوا کہ جب تک سب پولٹیکل معاملات طی نہو جاین تب تک فوج اوسی طرف رکہی جائے اکثر قومون نے جرمانہ لاکر داخل کر دیا۔ اور بعض لوگ رقم داخل کرنے کی غرض سے روپیہ کے جمع کرنے مین کوشش کر رہے تہے جو لوگ کہ نقد رقم ندے سکے اونہون نے رقم کے عوض اپنے جانور مثل بیل بہین بکریان جرمانہ مین داخل کین بعض لوگون نے قیمت مقرر کر کے اپنے ہتیار جرمانہ مین دیدیئے انگریزی سرکار کی با اقبال فوج کا ایسا رعب اون لوگون کے دلون پر غالب ہوا کہ سبکے دلون مین مقابلہ کرنے کا ارادہ نیست و نابود ہو گیا۔ اور اس قوم کو جرات و ہمت و بہادری اور بلند خیالی شاہی فوج کی معلوم ہو گئی کہ یہ فوج ظفر موج ہر جگہ بلندی و پستی پہاڑ اور جنگل مین بے کہٹکے جاسکتی ہے اور ہر قسم کے موسم سرد و گرم و برف و باران کی تکلیف کو برداشت کر سکتی ہے۔

بلاک مونٹین کی لڑائی مین پہاڑی لوگون کو سرکاری مونٹیٹڈ باٹری یعنے خچر و نکا توپخانہ دیکہکر بہت تعجب ہوا اور کیون نہ ہوتا کہ جن پہاڑون مین آدمی مشکل سے

جاسکے وہانپر توپخانہ کا ایسی آسانی سے جانا کیونکر قیاس مین آسکتا ہے جس جس جگہ سرکاری فوج گئی خچرون کا توپخانہ بہی وہان فوج کے ساتہہ ساتہہ رہا سیاپر انڈمینار اور پانیر مع ہتیار راستہ بنانے کے واسطے ہمیشہ ان توپخانون کے ہمراہ رہتی تہی اور ایسی چستی وچالاکی سے بعض مقامات کو جہان کہ خچرونکا چڑہنا دشوار ہوتا درست کردیتی تہی کہ توپخانہ کے خچر بآسانی دوڑتے چلے جاتے تہے دراصل خچرون سے زیادہ کوئی جانور پہاڑون مین چلنے کے لیئے بکار آمد نہین ہے یہ توپین دو اقسام پر ہین بعض توپین دو ٹکڑون مین تقسیم ہوتی ہین ایک ایک ٹکڑا ایک ایک خچر پر لاد دیا جاتا ہے اور فیر کرنے کے وقت دونون ٹکڑے ملا کر پیچ دینے سے ایک جسم ہوجاتے ہین۔

اور بعض توپین فقط ایک حصہ مین مثل معمولی چہوٹی توپون کے ہین۔ ایک خچر اوسکو بخوبی لیجاتا ہے اور دوسرے خچر پر دونون پہیئے اور تیسرے پر درمیان کا وہ حصہ رہتا ہے کہ جسپر توپ رکہی جاتی ہے۔

غفار خان قلعدار تہنڈ آج کے روز کیانپ مین آیا اور جو جرمانہ اوسکے واسطے مقرر کیا گیا تہا اوس نے وہ داخل کیا۔ غرض کہ آیندہ کو جنگ کی کچہہ امید باقی نہین رہی

چہبیس تاریخ ماہ اکتوبر کو مین جنرل مکوین صاحب اور سب افسران اسٹاف سے رخصت ہوکر ہمراہ سر فریڈرک رابرٹ کمانڈر ان چیف صاحب کے وگہی کے طرف روانہ ہوا بہادر مغر کے ہمراہ لیڈی رابرٹ بہی تشریف لائین۔ لیڈی رابرٹ

مع مس لکمون کے اوگہی مین سولجرز ہسپتال (یعنے سپاہیون کا دار الشفار) دیکھنے کو
لئے تشریف لے گیئن جنگ کے وقت جو لوگ زخمی ہوتے تہے اس مقام مین
معالجہ کے واسطے روانہ کئے جاتے تہے اور یہہ ہسپتال خاص کر لیڈی رابرٹ ہی
نے قایم کیا ہے ولایت سے لیڈی نرسس یعنے میم لوگ بیارون کے تیمار داری
کرنے کے واسطے طلب کی گیئ ہین چنانچہ لیڈی نرسس جنگ بلاک مونٹین مین
حاضر تہین تین مقام اوگہی مین اور تین روز کالم کے ساتہ یہ میم لوگ خاص کر یورپین
ہی لوگون کی تیمارداری کرتی ہین۔ جب لیڈی رابرٹ سولجرز ہسپتال مین تشریف
لائین اون زخمی لوگون مین بعض ایسے لوگ تہے کہ جنکے زخمون سے گولیان نکالی
گیئ تہین وہ گولیان اون لوگون نے بہت محبت کے ساتہ لیڈی رابرٹ کو دکھلائین
ایک شخص کی پسلی مین گولی لگ کر پشت کی طرف سے پار ہو گیئ تہی۔ لیڈی رابرٹ
نے اوس شخص سے پوچہا کہ تمہارے گولی کہان لگی ہے۔ اوس نے بڑی حسرت
کے ساتہہ جواب دیا کہ لیڈی صاحب مین افسوس کرتا ہون کہ جس گولی نے مجھے
زخمی کیا مین اوسکو تبلا نہین سکتا کیونکہ وہ گولی میرے سینہ مین سیدہے پہلو کی
طرف لگ کر پار ہو گیئ۔ یہ کلام اوس جوان کا لیڈی رابرٹ صاحب نے سنکر بڑی
دانشمندی سے اوس کی تشفی فرمائی کہ تمکو گولی کے موجود نہونے سے ملول ہونا
نہ چاہیئے اسواسطے کہ تمہارے جسم سے گولی کا پار ہو جانا خاص اس امر کی دلیل ہے
کہ تم عین مقابلہ مین بہت قریب سے زخمی ہوئے اور دشمن تمہارا ایسا نزدیک تہا

جو گولی اوسکی تمہارے جسم سے پا نکل گئی۔ فی الحقیقت یہ امر تمہارے لیئے باعث فخر کا ہے نہ ملول ہونے کا۔

جبکہ کمانڈران چیف صاحب نے مختلف مقامات کی فوج کا ملاحظہ فرماکر اوگہی سے دربند جانے کے لیئے ارادہ فرمایا تب مین بہاور مغرسے رخصت ہوا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ سید ہا خاکی کو پہونچکر سیل تانگہ مین اوسی روز سوار ہوکر ایٹا باد مین پہونچون جب قریب دس بجے کے مین مقام خاکی مین داخل ہوا۔ وہان مسٹر ولش صاحب سے ملاقات ہوئی جو کارخانہ براری کے سپرنٹنڈنٹ تھے اور فوج مین شراب آنکی معرفت بہیجی جاتی تہی) مینے اون سے پوچہا کہ یہ ندی جو سامنے نظر آتی ہی اوسکے اطراف کے کہیت اور سرخ گہانس وغیرہ مین یقین ہے کہ اسنیپ ضرور ہونگے اونہون نے کہا کہ یہان کوئی شکار نہین کرتا البتہ اسنیپ اور ٹیل ادہر بہت ہین۔ اوسوقت تانگہ تیار ہونے مین کچہ دیر تہی۔ مینے بندوق لیکر وہانون کے کہیتون کی طرف جانے کے لیئے ارادہ کیا۔ مسٹر ولش صاحب بہی میرے ہمراہ ہو لیئے ہمکو ندی کے پار جانا تہا یہ ندی شمالی برف کے پہاڑون مین سے بہتی تہی۔ جب ندی مین ہم نے پاون ڈالے پانی کمال درجہ سرد معلوم ہوا مگر اول کچہ کچہ سردی محسوس ہوئی اور اوسکے بعد جب گہٹنون کے اوپر پانی پہنچا تو ہمارے پاون قابو مین نرہے۔ بدشواری ندی سے گذرنے کے بعد تہوڑی دیر مین ہمین اول تین جوڑ اسنیپ کے ملے مسٹر ولش نے کہا آپکو یاد رکہنا چاہیئے کہ سن ۱۸۸۹ عیسوی کا آغاز موسم کا اول اسنیپ

آپنے علاقہ بلاک ماونٹین مین شکار کیا۔ اثنائے گفتگو مین مینے اون سے دریافت کیا کہ یہان کچھ اور شکار بہی ہے اونہون نے کہا کہ سامنے جو پہاڑ نظر آتے ہین اونمین چکور بہت ہین چونکہ مینے چکور کا کبہی شکار نہین کیا تہا اسلئے یہ ارادہ کیا کہ شام تک یہان شکار کہیلنا اور صبح کو آٹپاباد کو جانا چاہیے لیکن یہ مشکل تہی کہ تانگہ کے واسطے دوسرے دن بارہ بجے تک انتظار کرنا پڑتا تہا اس اثنا مین کرنل واٹرفیلڈ صاحب کمشنر پشاور وہان پر آگئے اور یہ حال سنکر کہا کہ منیسرا یہان سے تین میل پر ہے مین وہان مسافر بنگلہ مین آج شبکو رہ کر صبح کو آٹپاباد جاونگا۔ اگر آپ یہان آج شکار کرکے علی الصباح میرے پاس آجائین تو مین اپنی بگہی مین آپ کو لیجاونگا۔ یہ انتظام بالکل میرے حسب دلخواہ تہا اون کا شکریہ کرکے مینے یہ امر قبول کیا۔ ولش صاحب نے کہا کہ چکور کے شکار کا عمدہ بندوبست یہ ہے کہ ایک پالی ہوئی چکور ہمراہ رکہی جاے اور پہاڑون مین جاکر اوسکے پنجرے کو رکہدین جب یہ چکور آواز دے گی تو اوسکے نزدیک کی سب چکورین پکارینگی اوسوقت صاف طور پر معلوم ہوجاے گا کہ چکورین فلان فلان جاے پر ہین اسطور پر آسانی سے شکار ممکن ہے غرض کہ ہمنے گاون سے ایک شکاری کو جسکے پاس پالی ہوئی چکور تہی بلوایا۔ اور دس بارہ گاون والے ہمراہ لیکر پہاڑ کی طرف گئے اوس گاون کے شکاری نے اول ہمکو دور بٹہلادیا اور آپ پہاڑ مین گیا۔ اور اوس پالی ہوئی چکور کو بلوایا اوس کی بولی پر جنگلی چکورین جہان جہان تہین آواز دینے لگین۔ تب اوس نے معلوم کرلیا کہ کس کس مقامات پر یہ جانور ہین

پہر اوس شکاری نے مجھے اور ولش صاحب کو ایک چھوٹی پہاڑی پر کہڑا کیا اور خود
چند آدمی لیکر ہماری طرف آیا اور چکورونکو ہماری طرف اوڑایا۔ چار چکور مین نے شکار
کئے سر شام ہم اپنے مقام کو واپس آئے ولش صاحب نے ایک راوٹی میرے لئے
لگا دی شب کو میں نے اونکے ساتھ میز کرسی پر کہانا کہایا۔ یہ اول دفعہ تھی جو بعد ایک مہینے
کے کرسی پر بیٹھکر مجھکو کہانا کہانے کا اتفاق ہوا۔ اور میز پر سفید چادر دیکھی گئی اور چاء
مین دودہ بہی یہان میسر آیا۔ غرض کہ دوسرے روز صبح کے پانچ بجے مین خاکی سے
روانہ ہوکر قریب آٹھ بجے کے منیسرا کو پہنچا کرنیل واٹر فیلڈ صاحب میرے منتظر ہی تھے
وہان سے ہم دونون روانہ ہوئے اور گیارہ بجے ایبٹ آباد مین پہنچے مس ہوس مین برک
فسٹ کہانے کے بعد مین مس مکوین سے ملنے کے واسطے گیا کپتان ہیلی۔ اور کرنیل
کروک شانک کے مارے جانیکا وہ بہت افسوس کرتی رہین یہ دونون صاحب
ان کے بہت بڑے دوست تھے۔ ایبٹ آباد سے تیسرے دن مین انبالہ مین پہونچا
یہان پر مجھے دو روز تک مقام کرنا پڑا۔ کیونکہ میرا سامان جو شملہ مین تھا اوس کے
پہنچنے مین دیر ہوگئی انبالہ سے روانہ ہوکر ۲ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۶ھ مطابق ۷ نومبر
سنہ ۱۸۸۸ عیسوی کو بخیر و عافیت حیدرآباد مین داخل ہوگیا۔

اعلیحضرت حضور پرنور کا قاضی پلی ضلع میدک کیطرف شیر کے شکار کیلئے رونق افزا ہونا

ماہ رجب سنہ ۱۳۰۶ ہجری مطابق مارچ سنہ ۱۸۸۹ عیسوی کو بندگانعالی نے قاضی پلی کی طرف شیر کے شکار کے لئے ارادہ فرمایا میجر گلگرسٹ صاحب ملٹری سکرٹری صاحب عالیشان نے ایک بار بندگان حضرت سے ذکر کیا تھا کہ جب حضور شیر کے شکار کو تشریف لیجائین تو میری بہت آرزو ہے کہ سرکار کے ہمراہ مین بھی جاؤن چنانچہ بندگانحضرت نے میجر صاحب معز کو اس شکار مین اپنے ہمراہ چلنے کے لئے دعوت دی اور شنبہ کے روز صبح کے وقت سواری مبارک ٹپی مین قاضی پلی کو روانہ ہوئی۔

میجر گلگرسٹ صاحب۔ ظفر جنگ۔ نیر الملک۔ افسر جنگ۔ نادر جنگ۔ حکیم الممالک میر ممتاز علیخان سواری مبارک کے ہمراہ تھے۔

دس بجے حضور پرنور شکرگاہ قاضی پلی مین رونق بخش ہوئے مخیم سرکاری ایک نہایت پرفضا جگہ مین درختون کے درمیان واقع تھی۔

جسوقت حضرت چاے نوش فرما رہے تھے شکاری گارے کی خبر لائے اور عرض کیا کہ ایک بڑے شیر نے شب گذشتہ دو جاموشون کو مارا ہے ایک کو تمام کھا گیا اور دوسرے جاموش کا صرف خون پی لیا اور اوسکو کھینچکر پہاڑ مین لے گیا اور یہ بھی شکاریون نے عرض کیا کہ پہاڑ کے قریب ایک بڑا پتھر ہے اس موقع پر بندگان حضرت کا

ادس پر تشریف رکہنا مناسب ہوگا کیونکہ اگر شیر پہاڑ کے دامن سے آ سے گا تو ہاتھی
کو دور سے دیکھ لے گا غرض کہ تہوڑی دیر مین بندگان حضرت شکاری لباس پہنکر
مع ہمراہیون کے صحرا کی طرف تشریف لے گئے۔

اس مقام پر ایک گاؤن کا قدیم شکاری جنگل کے حالات اور شیر کے مقامات
سے بخوبی واقف تہا اوس نے کہا کہ اگر حضور پر نور پتہر پر تشریف رکہین تو ضرور ہے
کہ دہنی طرف کے جنگل اور جہاڑی کا درستی سے انتظام کیا جائے ورنہ شیر جہاڑی اور گہانس
مین سے چلا جائے گا۔

چنانچہ اعلیحضرت سنگ مذکور پر جو تقریباً بیس فٹ زمین سے بلند ہوگا تشریف
فرما ہوئے اور فیل خاصہ کے مہاوت سے کہا گیا کہ وہ سو وار کے فاصلہ پر سرکار
کے دہنی جانب ہاتہی کہڑا کرے۔ حضور کے اور ہاتہی کے درمیان مین تھوڑا
میدان تہا۔

میجر گلگرسٹ صاحب اعلیحضرت کے دہنی طرف ظفر جنگ۔ منیر الملک
نادر جنگ بائین طرف اپنے اپنے مقررہ مقامات پر کہڑے ہوئے۔

چونکہ اطراف مین بہت بڑے بڑے پہاڑ اور سخت گنجان جہاڑی تہی اس لئے
پہاڑ کے اطراف مین پتہرون پر اور درختون پر آدمی بٹہلا دئے گئے۔ شیر کے داہین
اور بائین جو راستے تہے وہان ہاتہی اور سوار کہڑے کر دئے گئے جب شکاری یہ تمام
انتظام کر چکے اوسوقت پہاڑ کے پیچہے سے ہانکہ شروع ہوا۔ شیر ہانکہ والون کی آواز سنکر

جہاڑی مین سے نکلا۔ اور آہستہ آہستہ بائین طرف کو چلا۔ چونکہ ہر ایک نالے اور دامن کوہ مین آدمی کہڑے تہے۔ شیر اونکو دیکہکر واپس ہوا۔ اور بندگان حضرت جس پہاڑ پر تشریف رکہتے تہے اوسکے دہنی طرف سے اوسنے نکلنا چاہا۔

اعلیحضرت نے جسوقت شیر کو دور سے آتے ہوئے ملاحظہ فرمایا یہ خیال کیا کہ شیر نزدیک سے جائیگا بظاہر شیر کا بالکل ارادہ نہ تہا کہ دہنی طرف کی جہاڑی سے دوسرے پہاڑ کو چلا جائے لیکن ہاتہی اور آدمیون کو دیکہکر اوس طرف جا نہ سکا۔ شیر حضور پر نور سے تقریباً ڈیڑہ سو وار کے فاصلہ پر بہاگتا ہوا نظر آیا۔ حضور پر نور نے اوسوقت شیر پر متواتر گولیان چلائین تین دو ضربی ریفل سرکار کے ہمراہ تہے۔ ایک ریفل خود بدولت کے دست مبارک مین دوسرا ریفل میرے ہاتہہ مین اور تیسرا شکاری کے پاس تہا اعلیحضرت کو جبتک شیر نظر آتا رہا تب تک اس چہتی سے بندوقین چلاتے رہے کہ خالی ریفلون مین کارتوس بہر کر مین مشکل دیسکا۔ چونکہ شیر جہاڑی جہاڑی دوڑتا ہوا جارہا تہا کبہی نظر آتا۔ اور کبہی نظر سے غائب ہوجاتا تہا اس لئے زخمی ہونے یا نہونے کا حال معلوم نہین ہوا۔

سرکاری فیل خاصہ (علی مدد) جس جگہ کہڑا تہا اوس مقام کے نزدیک سے شیر نے گذرنا چاہا جب شیر کی نظر ہاتہی پر پڑی آواز دیکر غصہ سے فیل خاصہ پر حملہ کیا۔ شیر کا دم اوٹہا کر غضبناک حالت مین غراتے ہوئے حملہ آور ہونا۔ اور علی مدد کا کمال استقلال اور دلیری سے مثل کوہ سیاہ کی اپنی جگہ سے نہ ہلنا قابل دید تہا۔

جس وقت شیر علی مدد سے دس گز کے فاصلہ پر پہونچا اور ہاتہی نے اپنی جگہ سے ذرا بہی جنبش نہ کی۔ اوسوقت شیر کہڑا ہو گیا۔ اور آواز دیکر پلٹ گیا۔ حضور پر نور یہ سب واقعات ملاحظہ فرما رہے تہے جس راستہ سے شیر آیا تہا پہر اوسی راستہ سے واپس ہوا دو ضرب بندوقین پہر حضور پر نور نے سر کین پہلے بہی شیر زخمی ہو چکا تہا جس کے صدمہ سے زیادہ بہاگ نہ سکتا تہا آخر گولی شیر کے دل پر لگی جس سے اوس کا کام تمام ہو گیا میجر گلگرسٹ صاحب کو شیر کے مارے جانے کی خبر پہونچتے ہی وہ اپنا ہاتہی حضور پر نور کے قریب لائے۔

حضور پر نور نے اونکو پتہر پر آنے کے واسطے ارشاد فرمایا۔ میجر گلگرسٹ جب سیڑہی پر چڑہنے لگے سیڑہی اوس جگہ سے پہسل گئی۔ اور قریب تہا کہ میجر گلگرسٹ صاحب تقریباً بیس فٹ کی بلندی سے زمین پر گرین۔ لیکن حضور پر نور نے بنفس دست مبارک سے پتہر پر رکہکر جلد ایک ہاتہ سے سیڑہی کو پکڑ لیا اور دوسرے ہاتہ سے میجر صاحب کو مدد دیکر اوپر کہینچ لیا۔ میجر گلگرسٹ صاحب نے حضور پر نور کا دلی شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ اگر اسوقت حضور پر نور اعانت نہ دیتے تو بے شبہ سیڑہی زمین پر گر جاتی اور مجہکو بہت صدمہ پہونچتا جب سب شکاری لوگ جمع ہوئے تو حضور پر نور مع میجر گلگرسٹ صاحب اور ہمراہیون کے پہاڑ سے اوترے اور شیر کو ملاحظہ فرمایا شکاری لوگ شیر کو ہاتہی پر ڈالکر لشکر گاہ مین لائے دوسرے دن صبح کے وقت سواری مبارک بلدہ کی طرف رونق بخش ہوئی۔

اعلحضرت حضور پرنور کا بارِ دیگر قاضی پلی کی طرف شیر کے شکار کیلئے رونق افزا ہونا

قاضی پلی کے شکاریون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ جب پلی کے جنگل مین ایک شیر اکثر دکھائی دیتا ہے اور گاؤن کے جانورون کو مارتا ہے جس سے اسطرف کی رعایا سخت پریشان ہے۔ اعلحضرت نے یہہ خبر سماعت فرماتے ہی سامان کی روانگی کے لیئے حکم صادر فرمایا۔

۲۷ ماہ رجب یوم شنبہ ۱۳۰۶ھ ہجری مطابق ۳۰ مارچ ۱۸۸۹ء عیسوی کو صبح کے وقت حضور پرنور کی سواری مبارک قاضی پلی کی طرف روانہ ہوئی۔

داور الملک۔ اسد یار جنگ۔ سلطان الحکما۔ ..... جنگ۔ ناور جنگ۔ میر ممتاز علیصاحب ہمراہ رکاب اقدس تھے۔ گیارہ بجے حضرت لشکرگاہ مین داخل ہوئے اور چانے نوشی کے بعد شکار کو تشریف لیگئے۔

گاؤن کے بعض شکاری لوگ جو درختون پر بیٹھے تھے اونکو شیر نظر آیا۔ لیکن حضور پرنور کے سامنے نہ آیا۔ قریب شام کے شکار سے واپس ہوئے۔

تین روز تک ہر روز سواری مبارک شکار کے واسطے جنگل مین رونق افزا ہوئی لیکن شیر نہین ملا۔

چوتھے روز صبح کے وقت رامپور سے جو کہ لشکرگاہ سے پانچ کوس کے فاصلہ پر

داقع تہا گارے کی خبر آئی - مجہکو ارشاد ہوا کہ آگے جاکر شکار کا ضروری انتظام کرو۔
بارہ بجے تک سواری مبارک وہان رونق افروز ہوگی مین سب شکاریون
اور ہانکے والون اور ہاتہیون کو ہمراہ لیکر آگے روانہ ہوا جنگل مین پہونچکر شکار کا
بندوبست کیا قریب بارہ بجے کے ایک سوار خبر لایا کہ لشکر گاہ سے تین میل کے
فاصلہ پر شیر نے گارا کیا ہے اور کئی شکاریون نے شیر کو دیکہکر پہاڑ کے اطراف مین
آدمی بٹہلا دئے ہین - حضور پر نور نے ارشاد فرمایا ہے کہ سب ہانکے والے اور ہاتہی
اوس جگہ سے واپس چلے آئین اور جو شیر کہ لشکر گاہ سے قریب ہے اوسکے شکار کا
بندوبست کرین فوراً سب شکاری اور ہانکے والون کو لیکر مین واپس آیا۔ اور دوسرے
مقام کا بندوبست کیا لیکن فاصلہ زیادہ تہا وہان پہونچتے تک شام کے چار بجے
کا وقت ہوگیا حضور پر نور کے لئے ایک املی کے درخت پر مچان باندہا گیا - دہنی
طرف نادر جنگ کا ہاتہی - اور بائین طرف پتہرون پر چند گاون والے بٹہلائے
گئے ساڑہے چار بجے کے قریب حضور پر نور تشریف لائے ہانکہ شروع ہوا -
پہلے چیتلون کا ایک گلہ نظر آیا اور وہ بہاگتا ہوا نکل گیا - جب ہانکہ نصف پہار سے
گذرا - حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر جہاڑی سے نکلکر سیدہا چلا آتا ہے - دامن
کوہ سے اوس درخت تک جسپر کہ حضور پر نور کا مچان تہا دو سو گز کے قریب میدان
تہا اسوجہ سے شیر آتا ہوا صاف نظر آیا شیر جہاڑی سے نکلکر آہستہ آہستہ گردن
نیچے کئے ہوئے چلا آتا تہا - اعلیحضرت نے جسقدر ممکن تہا اوسکو نزدیک آنے دیا۔

جب شیر قریب بیس قدم کے پہونچگیا اوسوقت حضور پر نور نے کمال استقلال سے ایک ضرب فیف ہنڈرڈ اکسپرس سر کی گولی شیر کی گردن مین لگی شیر کا جو آگے قدم تہا آگے رہا اور جو قدم پیچھے تہا اپنی جگہ سے نہ ہلا اوسی مقام پر گر گیا۔

گولی لگنے پر شیر نے آواز دی۔ اور نہ زمین پر گرنے کے بعد جنبش کی۔ یہ شیر تین فٹ ۹۔ انچہ اونچا دس فٹ لانبا تہا۔

دوسرے شیر کی اس جنگل مین خبر نہ تہی لیکن حضور پر نور کو یہ مقام پسند آیا۔ آب وہوا خوشگوار معلوم ہوئی اسلیے اور چند روز اس جائے رونق افروزی کا ارادہ فرمایا حکم ہوا کہ جو مقامات شیر کے شکار کے خیام گاہ شاہی سے قریب ہین اوس طرف شیر کی خبر کے لیے شکاری بہجوائے جائین اور گارے باندہنے کا بندوبست کیا جاسے۔ حسب الحکم اقدس شیرون کی تلاش مین شکاری روانہ ہوسے دو روز کے بعد یلاریڈی پلی سے ایک شیر کی خبر لائے کہ شکو شیر نے وہان ایک جاموش گارا کیا ہے یہ مقام لشکر گاہ سے ۱۶ میل پر واقع تہا۔

حضور پر نور تانگہ مین سوار ہوکر یلاریڈی پلی کو تشریف لے گئے دامن کوہ مین ایک درخت پر حضرت کے لیے مچان باندہا گیا۔ چونکہ پہاڑ بہت بڑا تہا اس لیے ہانکہ دور سے شروع ہوا۔ اور حضرت کو دیر تک انتظار کرنا پڑا۔ ایک بڑا گلہ چیتلون کا اور دو جنگلی بکریان دور سے دکہائی دین۔ بعد کو سامنے کے درختون پر بندرون نے چیخنا شروع کیا۔

مین نے بندگان حضرت سے عرض کیا کہ جب بندر شیر کو دیکھتے ہین تو کسی
طرح پکارتے ہین یقین ہے کہ شیر بندرون کے نزدیک ہوگا شیر کو دیکھکر بندرونکا
آواز دینا بالکل اونکے معمولی آوازسے علحدہ ہوتا ہے جس درخت پہ بندر ہون اگر
اوسکے نیچے سے شیر گذرے تو بندر درخت کی بلند ڈالیون پر چڑہکر ایک ڈالی سے
دوسری ڈالی پر کودتے ہین اور چیختے ہین جس سے شکاری صاف سمجہ سکتا ہے کہ
بندرون نے شیر کو دیکھا ہے۔

مجہسے ایک صاحب بیان کرتے تہے وہ ضلع راہین چاندے کیطرف
شکار کو گئے تہے ایک روز چیتل اور سانبر کے شکار کو علی الصباح وہ روانہ ہوے
اور ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوے دوربین سے ہر طرف دیکھ رہے تہے اونہون نے
دیکھا کہ ایک شیر ندی کے کنارے جھاڑی مین جا رہا ہے۔

اور اوسکے بازو تہوڑے فاصلہ سے ایک بڑا سا بندر کودتا آواز دیتا شیر
کی طرف بار بار دیکھتا چلا آتا ہے اونہون نے خیال کیا کہ اگر وہ کسی طرح بندر کے
قریب پہونچ جائین تو شیر پر گولی چلانے کا عمدہ موقع ملیگا۔ یہ صاحب اپنا ریفل
لیکر دوڑے اور جسطرف بندر آواز دیتا جاتا تہا اوسکے پیچہے پیچہے اوسطرف
چلے بندر گہڑی گہڑی جسطرف دیکھتا تو وہ یہہ سمجہتے کہ شیر اوسطرف ہے جب
کبہی بندر کسی درخت پر چڑہکر ڈالیون پر کودتا تو وہ یہہ سمجہتے کہ شیر کہڑا ہوگیا ہے
وہ خود بہی کہڑے ہوجاتے۔

غرض کہ بندر آواز دیتا ہوا ندی کے کنارے پہونچا اور ایک درخت پر چڑھکے ڈالیون پر کودنے لگا وہ صاحب بہی ندی کے کنارے پر جو تقریباً دس بارہ فٹ اونچا تہا کہڑے ہوکر جسطرف بندر نظر کرتا تہا اوسطرف دیکھنے لگے یکایک اونکی نظر شیر پر پڑی کہ ندی کے دوسرے کنارہ کے طرف جارہا ہے چونکہ ندی مین جہاڑی نہ تہی اسلئے اونکو شیر صاف نظر آتا تہا کبہی ریت مین شیر کہڑا ہوجاتا اور کبہی آہستہ آہستہ چلتا تہا۔

اونہون نے اپنی رئفل کا دیدبان (۱۵۰) وار پر قایم کرکے نہایت استقلال اور دلجمعی سے رئفل چلایا۔ گولی شیر کے دلپر لگی۔ وہ تہوڑی دور ندی مین دوڑ کر پانی مین گرگیا وہ صاحب بہی اپنی جگہ سے شیر کے طرف چلے۔ جب شیر کے پاس پہنچے تو اونہون نے شیر کو مردہ پایا۔

دوسری طرف جو دیکہتے ہین تو اونکا رفیق رہنما وہی بڑا بندر پہر موجود ہے اور ایک درخت پر کودتا کلقاریان مارتا ہوا شیر کے مارے جانے کی خوشی کررہا ہے۔ بڑے جنگلون مین بندر بکثرت ہوتے ہین اور شیر اونکو مارکر کہاتے ہین۔ اس لئے جب کبہی بندر شیر کو دیکہتے ہین تو بہت پکارتے ہین۔ اور اونکی آواز سے یہ مراد ہوتی ہے کہ دوسرے درختون پر جو بندر ہین اونکی آواز سنکر وہ شیر کے آنے سے خبردار ہوجایئن۔ غرض کہ حضور پرنور کو بندرون کی آواز سماعت فرماکر دو منٹ نہ گذرے تہے کہ اوسی درخت کے نیچے سے شیر نکلا۔ حضور پرنور نے متواتر چار گولیان چلایئن

شیر زخمی ہو گیا اور غضبناک ہو کر پتہر درخت اور جو شئے سامنے ملتی اوسکو وہ منہ سی پکڑتا اور چباڈالتا تہا۔ اور کبہی حضرت کو نظر آتا اور کبہی جہاڑی مین نظرون ہی سے نہان ہو جاتا تہا۔

جہاڑی مین شیر جسوقت جنبش کرتا اوسوقت جہاڑی ہلتی نظر آتی تہی حضور پرنور اوسی نشان پر بندوق چلاتے جب شیر کے قریب گولی لگتی شیر آواز دیکر باہر آجاتا اور حضرت کو اچہی طرح رپفل چلانے کا موقع ملتا۔

اعلحضرت کی اول گولی نے شیر کا پچہلا پاؤن توڑ دیا تہا وہ اس لئے اوس صدمہ سے دور نہ جاسکا۔ تہوڑی سی ہی جاسے کے اندر ایک جہاڑی سے دوسری جہاڑی مین جاتا اور غصہ سے آواز دیتا تہا۔

دس منٹ تک یہہ تماشا رہا۔ چونکہ شیر زیادہ زخمی ہو چکا تہا ایک جہاڑی مین جاکر گر گیا۔ یہ شیر نو فیٹ چہے انچہ لانبا اور بتیس انچہ اونچا تہا۔

جٹ پلی کے اطراف کے گاؤن والے اس شیر کی ایذا اور ضرر رسانی سے بہت نالان تہے۔ یہ شیر شب کو گاؤن کے قریب جاکر گاے اور بیلون کو مارتا اور اکثر گلون مین سے جانورونکو اوٹہا کر لیجاتا تہا زراعت پیشہ لوگ اوسکے ڈر سے سرشام اپنے جانورونکو محفوظ جگہ بند کرکے اپنے مکانون کے دروازے اندر سے لگا لیتے تہے اس لئے اس موذی جانور کا مارا جانا اونکی بڑی خوشی کا باعث ہوا۔ خاص کر اون کے رئیس اور بادشاہ نے بذات خود اوسکو شکار فرماکر جس بلا مین وہ

ایک مدت سے مبتلا تہے اوس سے اونکو نجات بخشی۔ لشکر گاہ شاہی قصبہ میدک تین میل کے فاصلہ پر واقع تہا یہ مقام صوبہ دار شمالی کا مستقر ہے یہاں کا قلعہ سابق زمانہ مین بہت مشہور تہا نیچے سے پہاڑ کی چوٹی تک اسکی فصیل کے دو سلسلے واقع ہین اس قلعہ کی بلندی چار سو فیٹ ہے زمانہ حکومت ہنود مین راجگان ورنگل نے اسکی تعمیر کی تہی اب یہ قلعہ جا بجا شکستہ ہے میدک مین ایک بزرگ کا مزار ہے قلعہ کا ملاحظہ فرمانے اور اون بزرگ کی زیارت سے برکت حاصل کرنے کی غرض سے حضور پرنور وہان تشریف لے گئے اور بعد معاینہ قلعہ و زیارت شریف لشکر گاہ مین تشریف لائے دوسرے روز سواری مبارک بلدہ کی طرف رونق افزا ہوئی اور شام کے قریب دولتخانۂ شاہی مین داخل ہوئی۔

سماٹرہ اور قوم بٹک یعنی مردم خوار لوگونکے ملک کا سفر

۱۸ اپریل ۱۸۷۹ عیسوی مطابق ۱۵ رجب ۱۳۰۶ ہجری کو جبکہ حضور پرنور پلانڈینی پلی سے شیر کا شکار فرما کے کیمپ کی طرف مراجعت فرما ہوتے مسٹر پولٹ سرکاری انجینیر حضور پرنور کی گاڑی ہانک رہے تہے اگلے سیٹ پر اعلیحضرت حضور پرنور تشریف فرما تہے اور پچھلے سیٹ پر مین اور داورالسکاک بیٹہے تہے باقی مصاحبین کی گاڑیاں سرکاری گاڑی کے پیچہے آرہی تہین چونکہ آفتاب غروب ہونے کے قریب تہا۔ تہوڑی دیر مین شام ہوگئی شام کی تاریکی سے پہلے آسمان پر کچھ کچھ ابر بہی تہا اسوجہسے

اسوقت تاریکی پڑ گئی راستہ صاف طور پر نظر نہ آتا تھا جس راستہ سے حضور پر نور کی گاڑی
مبارک گذر رہی تہی پہاڑی راستہ ہونے کے سبب سے نہایت درجہ ناہموار
تہا ایسے راستوں مین دن کی روشنی مین گاڑیون کا چلنا دشوار ہوتا ہے جبکہ تاریکی ہو تو
کیا کچھ دشواری نہوگی تاہم مسٹر پولٹ بڑی احتیاط اور خبرداری سے گاڑی چلا رہے
تہے. بہرحال تاریکی کے باعث چہہ کوس کی مسافت رات کے دس بجے طے ہوئی
ہنوز فرودگاہ شاہی دو کوس کے فاصلہ پر تہی کہ اثنائے راہ مین ایک تالاب آگیا جسکی
مینڈہ پر سے سرکاری گاڑی کو گذرنے کا اتفاق ہوا اوسکی دو جانب جہاڑی اور بڑے
بڑے درخت تہے اس لئے اس مقام مین زیادہ اندہیرا تہا راستہ بہت کم دکہائی دیتا تہا
یہان سے گذر کے سرکاری گاڑی تہوڑی دور پہونچی تہی کہ گاڑی کے دہنے پہیے کے
نیچے ایک بڑا پتہر آگیا یکایک پہیہ اوسکے اوپر آجانے سے گاڑی فوراً بائین طرف کو
اولٹ گئی حضور پر نور آگے کی نشستگاہ مین بائین طرف تشریف رکہتے تہے گاڑی
کے بائین طرف جہکتے ہی اعلیحضرت حضور پر نور بسرعت تمام جست فرما کے راستہ کی
ایک جانب آرہے خداوند تعالیٰ کا بڑا افضل شامل احوال تہا کہ کسی قسم کا صدمہ
نہ پہونچا۔

پچہلے سیٹ پر داور الملک میری بائین جانب اور مین اونکی دہنی جانب بیٹہا
تہا گاڑی کے اولٹتے ہی داور الملک اور مین گاڑی پر سے گر گرنے کے صدمہ
سے میری بائین جانب کی پسلیون مین ایسی شدید ضرب آئی کہ میرے سر مین چکر پیدا

ہوکے بیہوشی کی کیفیت مجھپر طاری ہوگئی اور ایک دو منٹ کے بعد مجھکو افاقہ ہوا
جب مین نے آنکھہ کہولکر دیکھا تو حضور پرنور کو اپنے پاس تشریف فرمایا یا حضور پرنور
نے براحم خسروانہ مجھسے دریافت فرمایا کہ تمہین کچھ چوٹ تو نہین آئی مین حضور پرنور
کو دیکھکر فوراً کھڑا ہوگیا اور مین نے خود بدولت کے مزاج مبارک کا احوال دریافت
کیا صحت وسلامتی ذات اقدس سے مجھکو اتنی مسرت ہوئی کہ میرا صدمہ مجھے فراموش
ہوگیا۔ تہوڑی دیر مین دوسرے مصاحبین کی گاڑیان بہی آگئین اور سب نے باہم
ملکر سرکاری گاڑی کو جو اولٹی پڑی تہی سیدہا کیا حضور پرنور پہر اوسی گاڑی مین رونق
افزا ہوکے کیانپ کی طرف روانہ ہوئے کیانپ مین پہونچنے کے بعد ڈاکٹر
حکیم الممالک مرزا علی صاحب نے میری پسلیون کا امتحان کرکے کہا کہ زیادہ صدمہ
پہونچنے کے باعث بائین جانب کی پسلیان توٹ گئی ہین۔ ڈاکٹر صاحب نے بانڈیج
سے پسلیون کو فوراً باندہ دیا۔ اور مجھسے کہا کہ آپ گہوڑے کی سواری اور ڈر پوسے
کامل احتیاط رکہیے۔

ہر چند معالجہ کیا گیا اور احتیاط بہی رکہی گئی لیکن اس شکایت کا سلسلہ چند مدت
تک جاری رہا جس مقام کی پسلیان ٹوٹ گئی تہین وہان کا حصہ جگر سے نہایت قریب
تہا اس لیئے جگر مین بہی کبہی کبہی درد ہوتا تہا۔ آغاز ماہ جولائی ۱۸۹۵ عیسوی مین جبکہ
اس درد کی ترقی ہوگئی اور کسی طرح پر اوسکا ازالہ نہو سکا تو ڈاکٹر لاری صاحب نے
مجھے یہ صلاح دی کہ کم سے کم تین مہینے کے لیئے مین دریا کا سفر کرون تاکہ تبدیل آب وہوا سے

قوت پیدا ہوکے مزاج مین اصلاح ہوسکے اس لیے مین نے پیشگاہ اعلیحضرت حضور پر نور سے تین مہینے کی دریائی سفر کے لیے اجازت چاہی اور ۱۳ ماہ جولائی روز شنبہ کو مع ممتاز یار جنگ ماہر جنگ اور ڈاکٹر کارب کے حیدر آباد سے روانہ ہوکے بمبئی مین داخل ہوا۔ بمبئی مین تین روز قیام کرکے ۱۶ جولائی کو (گنجس) جہاز مین اپنی ہمراہیون کے ساتھہ سوار ہوا۔ اوسی روز دو بجے ہمارے جہاز کا لنگر اوٹھایا گیا۔ تیسرے روز ہم سیلان مین پہونچ گئے اور جہاز پر سے اوترکے ہمنے ہوٹل مین قیام کیا۔ یہان کے باشندے سنگلی اور چینی ہین۔ یہان پہونچنے کے بعد ہمکو یارن ڈیہان کا خط ملا جسکا خلاصہ مضمون یہ تہا کہ اس سفر کے ضمن مین اگر آپ سماترے تشریف لائینگے تو مجہے آپکی ملاقات سے مسرت ہوگی اور اسطرفکی سیر و سیاحت اور شکار سے آپکو زیادہ لطف ملے گا یارن ڈیہان کا خط پہونچتے ہی ہم سماترے کی طرف عازم ہوے اس جہاز پر کپتان ڈنڈم اور میجر لول سے بہی ہماری ملاقاتین ہوئین ان صاحبون نے بہی ہمارے ساتھہ سماترے کے سفر کا ارادہ کیا ہم سب لوگ جہاز پر سوار ہوکے تیسرے روز سماترے مین داخل ہوے اور اپنے دوست یارن کے مہمان ہوے اور اونکے بنگلہ مین ہم نے قیام کیا۔

یہ مقام موسوم بہ دلی سماترا ڈچ گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ اس علاقہ مین بٹویا ایک بڑی بستی ہے جسمین ڈچ سلطنت کا گورنر رہا کرتا ہے اس سرزمین مین چہوٹے چہوٹے چند اضلاع ہین ہر ایک ضلع مین ایک ایک مسلمان حاکم فرمان روا ہے جسکو

سلطان کہتے ہین اور اس ضلع کی کل زمین اوسکے قبضہ تصرف مین ہے۔ لیکن جس جگہ زرخیز زمین نظر آتی ہے تو یورپین لوگ وہان اکثر جا بستے ہین۔

ان نواح مین تمباکو کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے اس لیئے ڈچ لوگ کثرت سے تمباکو کی تجارت کرتے ہین۔ بارن ڈیہان جرمنی تہے اور اونکی میم قوم ڈچ سے تہی جب اوسکے پہلے شوہر کا انتقال ہوگیا تو بارن ڈیہان نے اوس میم کے ساتھ شادی کرلی تہی اوسکی طرف سے بارن ڈیہان کو اتنی زمین ملی تہی کہ جسکی سالانہ آمدنی تقریباً پچاس ہزار روپیہ کی تہی اور اوس زمین مین تمباکو کی کاشت ہوتی تہی۔

شب کو کہانے سے فارغ ہونے کے بعد ہم بارن ڈیہان سے باتین کرتے رہے جب شکار کا تذکرہ آیا تو اونہون نے بیان کیا کہ اس نواح مین مغرب کی جانب بہت شکار ہے مگر اوس مقام پر ایک ایسی وحشی قوم رہتی ہے کہ جسکی وجہ سے وہان جانا پرخطر ہے بلکہ ڈچ گورنمنٹ کیطرف سے وہان جانے کے واسطے ممانعت ہے۔ بارن نے یہہ بہی کہا کہ سفید رنگ کے آدمیون سے وہان کے باشندے نہایت خایف رہتے ہین۔ جب ہمنے پوچہا کہ وہان جانے مین کیا خطر ہے تو بارن ڈیہان نے بیان کیا کہ اوس وحشی قوم کے لوگون کی یہ عادت ہے کہ جب غیر قوم کے آدمیون کو اپنے جنگلون اور پہاڑون مین دیکہتے ہین اور اونمین کوئی آدمی زیادہ لحیم شحیم اور خوب فربہ نظر آتا ہے تو اوسکی گہات مین رہتے ہین اور اسکے اوپر زہرآلود تیر مارتے ہین کہ وہ آدمی فوراً مر جاتا ہے جب اوسکے ہمراہی دفن کرکے چلے جاتے ہین

تو وہ وحشی لوگ اوسکی لاش کو قبر سے نکالکر آپسمین تقسیم کر لیتے ہین اور نہایت ذوق سے اوسکو کہا جاتے ہین آدمی کا گوشت اون کے نزدیک دیگر حیوانات کے گوشت سے بہتر اور زیادہ لذیذ ہے اور اگر ایک دو آدمی جنگل مین اونکو ملجائین تو اونکے مار لینے مین کچہ تامل نہین کرتے وہ قوم موسوم بہ ٹبک (مردم خوار) قوم ہے اور ٹبک کے مغربی کوہستان مقام سماترہ مین مسکن گزین ہے۔ ڈچ گورنمنٹ نے اوس قوم کو بحالت خود چہوڑ رکہا ہے۔ وہ وحشی قوم دوسرے کی سرحد مین نہین جاتی اور نہ خود کسیکو تکلیف دینے کا ارادہ کرتی ہے البتہ اگر کوئی اونکی سرحد مین چلا جاے تو وہ لوگ اوسکو مار کے کہا جاتے ہین یا اونکو کوئی ستاے تو اوسوقت وہ بڑی سختی سے پیش آتے ہین اونکا ملک بالکل غیر آباد اور ایسا کوہستان ہے کہ اوسمین نہ کسی قسم کی پیداوار ہے اور نہ کوئی ذریعہ تجارت اس لئے ڈچ گورنمنٹ ان لوگون سے کچہ سروکار نہین رکہتی اور نہ کسی طور پر اون کی مزاحمت کے لئے متوجہ ہوتی ہے۔

بارن ڈیہان نے کہا کہ میرا ارادہ تہا کہ اگر چند احباب باہم ملکر اوسطرف جانے کا قصد کرین تو مین بہی ضرور ٹبک کے پہاڑون مین بغرض سیر و تفریح اور شکار جاؤن اگر آپ کی مرضی ہے تو مین ایک کشتی کرایہ کر کے ایک ہفتہ کے لئے آپکے ساتہہ اون پہاڑون مین جانے کے لئے آمادہ ہون ہمنے بارن ڈیہان کی زبانی اوس قوم کے حالات جو کچہ سنے تہے اوس سے ہمارے دلمین اوس ملک اور اوس

قوم کے دیکہنے اور اوسکے طرز معاشرت معلوم کرنے کا زیادہ اشتیاق پیدا ہوا اور
اس دریائی سفر کے لئے سیر و تفریح اور شکار ہمکو ایک ذریعہ ہوگیا ہمنے یارن ڈیہان
کے ارادہ کے ساتہہ اتفاق کیا اور نہایت خوشی سے اوس وحشی ملک مین شکار
کو جانے کے لیے ہم تیار ہوئے یارن نے اس سفر کا ضروری انتظام کیا مین میجر لول
کپتان ونڈم مرزا عبد اللہ بیگ۔ ممتاز یار جنگ۔ ڈاکٹر کارب اپنے میزبان یارن
ڈیہان کے ساتہہ کشتیون مین سوار ہوکے دریائی راستہ سے بنک کے پہاڑو
کی طرف عازم ہوئے۔ ہمارے کل ہمراہی کشتی مین ہنستے بولتے خوش وخرم جارہے
مگر ڈاکٹر کارب کی کچہہ عجب حالت تہی کہ وہ نہایت مغموم اور فکرمند معلوم ہوتی تہی
مرزا عبد اللہ بیگ نے جب اون سے فکر کا سبب پوچہا تو اونہون نے نہایت
افسوس کے ساتہہ کہا کہ ہم ایسے ملک مین آئے ہین جہان کے باشندے بالکل
وحشی اور مردم خوار ہین اور آدمیون کو زہر آلود تیرون سے مارتے ہین ایسی حالت
مین وہان جانا کسقدر خطرناک امر ہے چونکہ مین بحیثیت ڈاکٹر نواب افسر جنگ بہادر
کے ساتہہ ہون اس لیئے مین اون سے علٰحدہ بہی نہین ہوسکتا ورنہ مین ضرور
واپس چلا جاتا مین اپنے مکان پر اپنے چہوٹے چہوٹے بچے چہوڑ کر آیا ہون اس
وحشت انگیز سفر مین ہر وقت وہ مجہے یاد آتے ہین مین نہایت متردد ہون کہ مین کیا کرون
ڈاکٹر کارب کی اس حسرت آلود تقریر سے سب لوگ ہنس پڑے۔ یارن ڈیہان
بڑے ظریف مزاج اور خوش طبع تہے اونہون نے ڈاکٹر کارب کی یہ تقریر سنی تو خوش

طبعی سے کہا کہ ڈاکٹر کارب کی فکر اس موقع پر بہت صحیح ہے اور اونکا خیال درست ہے
اس لئے کہ وہ دبلے پتلے آدمی سے مزاحم نہین ہوتے جو آدمی کہ زیادہ فربہ اور
قوی جثہ ہوتا ہے وہ اوسکو دور ہی سے تاک کے زہر آلود تیرون سے شکار کر لیتے ہین
یا کسی نہ کسی حیلہ اور تدبیر سے اوسکو اپنے قابو مین لا کے مثل بکری کے ذبح کر کے
بڑے مزہ سے کہا جاتے ہین یارن ڈوہان نے یہ بہی بیان کیا کہ جسطرح بکری اور
دوسرے جانورون کے بعض اعضا کا گوشت زیادہ لذیذ سمجہا جاتا ہے اوسیطرح
وہ آدمی کے سینہ اور پنڈلیون کے گوشت کو زیادہ لذیذ سمجہتے ہین اور گورے
رنگ والے کے گوشت کو تو وہ نہایت ہی لذیذ جانتے ہین یارن ڈوہان کے
اس بیان سے ڈاکٹر کارب کے دلپر کچھ ایسا اثر ہوا کہ انہون نے کہانا پینا بالکل
چہوڑ دیا اور کسی وقت کشتی سے باہر نہ گئے اور ہمیشہ مغموم رہنے لگے جسقدر ڈاکٹر
کارب زیادہ متفکر ہوتے اوسیقدر سب لوگ اونکو زیادہ چہیڑتے تہے۔

غرض تمام دن ہماری کشتی ندی مین چلتی رہی ندی کے دونون طرف انواع
و اقسام کے موزون اور خوش وضع درخت اوگے ہوئے تہے اور دونون طرف
سبزہ لہلہاتا نہایت خوشنما اور بہلا معلوم ہوتا تہا ندی کے کنارون سے کچھ فاصلہ پر
دور سے ہرن چرتے ہوئے ہمکو نظر آتے تہے صبح کے وقت ندی کے کنارہ
جا بجا بہت سے مگر پانی سے باہر نکل کے ریت پر پڑے ہوئے دہوپ
کہاتے دکہائی دیتے تہے ندی مین کشتی کا رواں ہونا دونون طرف سبزہ زار اور

جنگلی جانوروں کا دور دور سے دکھائی دینا پرند جانوروں کا درختوں پر انواع واقسام کی بولیاں بولنا اور چہچہانا خاص کر آفتاب غروب ہوتے وقت بہت ہی لطف انگیز معلوم ہوتا تہا آفتاب غروب ہوتے وقت ہماری کشتی ٹہرائی گئی اور شب مین ندی کے کنارہ کہڑی رہی۔

دوسرے دن آفتاب طلوع ہونے کے بعد ہم جنگل مین شکار کہیلنے کے لئے گئے جہاڑی اسقدر گنجان تہی کہ آدمی کا گذر دشوار تہا اور کوئی جانور نظر نہ آتا تہا جہاڑی کے علاوہ جا بجا پانی تہا جسکی وجہ سے ہمکو شکار کا بالکل موقع نہ ملا۔ آخر ہم جنگل سے پلٹ کے آئے اور پہر کشتی مین سوار ہوکے آگے کو روانہ ہوئے۔

دوسرے روز مقام ٹان جان کو پہ مین پہونچے یہ ایک چہوٹا سا گاؤن ہے اور ٹیک قوم کی کوہستانی سرحد سے باہر ہے چند سویڈیش لوگ یہان پر تمباکو کی کاشت کرتے ہین ایک سویڈیش جنٹلمین ڈاکٹر پیانے ہمکو اپنا مہمان کیا ہم تین روز تک اون کے مہمان رہے اس جگہ ہمکو ٹیک کی قوم کے اکثر حالات معلوم ہوئے جسکے سننے سے نہایت درجہ تعجب ہوا کہ اس تہذیب کے زمانہ مین جو کوہستان اور جنگلون کی بسنے والی مختلف اقوام مین ہر قسم کی شائستگی اور قابلیت کے آثار کی ترقی ہے اور حیوانی خصائل سے نکلنے اور انسانی صفات مین داخل ہونے کے لئے ہر ادنی اور اعلی کوشش کر رہا ہے یہ عجیب وحشی قوم ہے کہ اپنی نوع ہی کے ساتھ سباع کی خصلت اور عادت رکہتی ہے اور باوجود قرب جوار مہذب ملکون کے وحشیانہ

اطوار سے سکونت پذیر ہے اور اتبک مردم خواری کی عادت نہین چہوڑی اور
آدمیت کی کوئی صفت پیدا نہین کی اور نہ اوسکے لئے کچھ کوشش کرنی ہے اس موقع
پر اونکی تفصیل کیفیت معاشرت کے لکہنے کی چندان ضرورت نہین ہے لیکن عجیب
وغریب اطوار ہونے کی وجہ سے بعض بعض اصول اسکے ذیل مین لکہے جاتے ہین
واضح ہو کہ سماترے کے مغرب اور جنوب کی جانب بالکل جہاڑی اور جنگل ہے اور ندیان
کثرت سے ہین سماترے سے تقریباً پچاس میل کے فاصلہ پر مغرب کی جانب بڑا
لق ودق جنگل ہے جسمین بہت سے چہوٹے چہوٹے پہاڑ اور بڑے بڑے غار ہین
ان پہاڑون کے غارون مین بٹک قوم مسکن گزین ہے۔ کہین کہین چہوٹے چہوٹے
چہپرون کے بہی مکانات ہین جو دور سے نظر آتے ہین یہ قوم کسی حاکم کے تابع فرمان
نہین بالکل آزاد اور وحشیانہ طور پر اپنی زندگی بسر کرتی ہے انکی باہمی شادی کی تقاریب
اور غم کے رسوم بہی بالکل وحشیانہ ہین اس قوم مین جب کوئی معزز شخص مرجاتا ہے
تو سردار قوم یا اپنے عزیز کا گوشت نہین کہاتے اگر قصور کی سزا مین کوئی شخص مارا
جاوے تو عزیز کا گوشت بہی کہانا روا سمجھتے ہین والا اوسکی لاش کے موافق ایک درخت
کو کاٹ کر اوسکے تنہ کو اسطور پر مجوف کرتے ہین کہ اوسکی لاش تنہ درخت کے
جوف مین سما سکے لاش کو اوسمین رکہکر دونون طرفون سے اوسکا منہ بند کر دیتے ہین
اور ایک بلند درخت سے اوسکو لٹکا دیتے ہین اور مردہ کے عزیز واقارب اوس
درخت کے نیچے زراعت کرتے ہین اور اوس مقام مین کوئی نہ کوئی مردہ کا رشتہ دار

رات دن ایک سال تک حاضر رہتا ہے جبوقت زراعت تیار ہوجاتی ہے تو اوسکو کاٹکر آپسمین تقسیم کرلیتے ہین۔

غربا کی لاشون کو یا تو کہا جاتے ہین یا درختون پر باندہ دیتے ہین کسی مردہ کو زمین مین دفن نہین کرتے اسی طرح اس قوم کے شادی کے رسوم بہی زمانہ سے نرالے ہین جوان لڑکی جب تک کہ اوسکی شادی نہین ہوتی بالکل خودمختار رہتی ہے۔ شادی ہونے کے بعد اگر وہ عورت فعل قبیحہ کی مرتکب ہوتی ہے تو اوسکی سزا قتل ہے وہ عورت قوم ٹبک کے راجہ کے سامنے لائی جاتی ہے اوسکو اسقدر نشہ پلاتے ہین کہ وہ بیخود ہوجاتی ہے پہر بالس کے ایک نوکدار آلہ سے اوسکی گردن مین اسطور پر مارتے ہین کہ وہ عورت مرجاتی ہے۔ مرنے کے بعد اوس عورت کا گوشت آپسمین تقسیم کیا جاتا ہے چہاتیان اور پنڈلیان خاص اوس عورت کے خاوند کا حق ہوتا ہے (اون لوگون مین ان دونون اعضا کا گوشت نہایت لذیذ تصور کیا جاتا ہے) اور اوسکی رانین حاکم وقت یعنے راجہ کو دیجاتی ہین باقی گوشت اوسکے عزیز اور دوسرے لوگ باہم تقسیم کرلیتے ہین اس وحشی قوم مین مردم خواری کی یہ بری رسم ابتک جاری ہے۔

ایک گاؤن کے لوگ جب دوسرے گاؤن کے لوگون سے لڑتے ہین تو جو گروہ مغلوب ہوجاتا ہے اوسکو غالب گروہ گرفتار کرکے لے جاتا ہے اور وہ لوگ راجہ کے غلام خیال کئے جاتے ہین گرفتارون مین جو لوگ قسم ذکور سے ہون یا

اناث سے اگر کمزور اور ضعیف ہوتے ہین تو وہ اونکو مار کے کہا لیتے ہین اور جو مرد اور عورتین توانا اور کام کرنے کے لایق ہوتے ہین۔ اون سے وہ کہتی باڑی وغیرہ کا کام لیتے ہین۔

یہ لوگ ضرورت کے موافق مکا اور چاول کی زراعت کر لیتے ہین انکی سکونت تقریبا پانسو میل کے رقبہ زمین مین ہے اتنے رقبہ زمین مین چند راجے حکمران ہین اور ان سب کے حدود علحدہ علحدہ ہین آپسمین اکثر حدود کے مناقشہ پر باہم لڑائی ہوتی ہے اس کے ہتیار لانبی لانبی چہریان اور تیر کمان ہین بانس کی کمانین ہوتی ہین شکار کے وقت اور لڑائی مین وہی تیر کمان استعمال کرتے ہین۔

اس مردم خوار قوم سے اطراف وجوانب کے باشندے ہمیشہ اندیشناک رہتے ہین لیکن یہ لوگ جنگلون اور پہاڑون اور غارون ہی مین سکونت پذیر رہتے ہین اور کسی طرف جانے کا ارادہ نہین کرتے اور قدیم سے انہین مقامات مین اپنی گزران کرتے ہین البتہ کبہی کبہی اوس وحشی قوم کے مرد اور عورتین باہم لڑکے اپنی سرحد سے دوسرے گاؤن مین محنت ومزدوری کی غرض سے نکلجاتے ہین اور اس ذریعہ سے اپنی اوقات بسری کرتے ہین جب ایسے لوگ دوسرے مقامات مین اتفاق زمانہ سے چلے جاتے ہین تو اونکی قوم کے حالات اون کی زبانی بخوبی معلوم ہو جاتے ہین چنانچہ ہمنے اپنے میزبان کی قیامگاہ مین قوم ٹنک کی ایک جوان لڑکی دیکہی جو اونکی خانہ داری کا سب انتظام کرتی تہی اور اوسکا

ایک بہائی بہی وہان موجود تہا اوسکے بہائی کی زبانی معلوم ہوا کہ جب تک اس لڑکی کا دل چاہے گا یہان رہے گی اور جب اپنے ملک کو جانا چاہے گی تو صاحب خانہ سے اجازت لیکر جاے گی اس قوم کا عام دستور یہ ہے کہ جب اونکی لڑکیون کے اولاد پیدا ہوتی ہے تو اون کے مان باپ اپنی اولاد کی اولاد کو لے لیتے ہین اور اپنے قومی رسم و رواج کے موافق اونکی پرورش کرتے ہین طوالت کی وجہ سے اونکے اکثر رسوم لکہنے سے ترک کر دے گئے۔

غرض تین روز تک ہم وہان مقیم رہے جب شکار کے ملنے سے ہمکو بالکل مایوسی ہوگئی تو ہم سماترے کی طرف واپس ہوے اور اپنے دوست یار ن ڈیہان کے مکان پر اوترے اور پہر اون سے بہی رخصت ہو کر جہاز پر سوار ہوے اور سیلون پہونچکر چند روز قیام کیا اور سیلون سے خیر و عافیت کے ساتہہ بلدہ حیدرآباد کیطرف ہمنے اپنے ہمراہیون کے ساتہہ مراجعت کی۔

آلیر اور پروت گیری کی طرف اعلحضرت حضور پرنور کا شیر کے شکار کیلئے رونق افزا ہونا۔

بندگان حضرت حضور پرنور نے غرہ رمضان ۱۳۰۶ہجری مطابق ۲ مئی ۱۸۸۹ء کو تالاب پاکہال کی طرف شیر کے شکار کے لئے عزم فرمایا۔ صوبیدار سمت شرقی اور تعلقدار ضلع ورنگل کو رونق افروزی سواری مبارک سے اطلاع دی گئی۔ مقام

کتہ کنڈہ پر خیمہ جات سرکاری نصب ہوئے۔

بندگان حضرت کی اسپیشل ٹرین صبح کے وقت گہن پورہ اسٹیشن پر پہونچی۔ وہان سے اعلیحضرت بگہی مین سوار ہوکر کتہ کنڈہ کو جو اسٹیشن سے بیس میل کے فاصلہ پر واقع تہا تشریف لے گئے۔

دوسرے روز میورال کنڈٹ گارسے کی خبر آئی پہاڑ کا ہانکہ کیا گیا۔ لیکن شیر نظر نہین آیا شکاریون کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک ہی طرفسے شیر نکلیگا۔ چوتہی ماہ مئی ۱۸۸۹ء کو شیر نے قلعہ کے پہاڑ مین گارا کیا یہ پہاڑ لشکرگاہ شاہی سے بہت قریب تہا مشہور ہے کہ راجہ پرتاب رودر ا نے اس پہاڑ پر پتہرون کی دیوار بنواکے قلعہ کی بنیاد ڈالی تہی مگر قلعہ مین برج وغیرہ کچہ نہین ہین دور سے فصیل کے طور پر صرف دیوار نظر آتی ہے اور اسمین رہنے کے مقامات وغیرہ کا کچہ نشان تک نہین ہے کتہ کنڈہ کے نام سے یہ قلعہ مشہور ہے۔

شیر۔ بور بچہ۔ ریچہہ اور جنگلی جانور اسمین رہا کرتے ہین شام کے قریب اوس پہاڑ مین ہانکہ ہوا۔ لشکرگاہ شاہی نزدیک ہونے کے باعث شیر گارا کرکے نکل گیا۔

دوسرے روز جب اعلیحضرت خیمہ سے برآمد ہوئے ہم لوگون کو معلوم ہوا کہ حضور پرنور کے دہنے پاؤن مین کچہ درد ہے جسکی وجہ سے رفتار کے وقت کچہ لنگ فرماتے ہین حکیم احمد علی صاحب سواری مبارک کے ہمراہ تہے اعلیحضرت نے اونکو یاد فرمایا۔ حکیم صاحب نے دیکہا کہ گہٹنہ کے اوپر ایک پہنسی مثل چہوٹے آبلہ کے نمودار ہوئی تہی

اور اسکے اطراف مین نہایت سرخی ہے۔ حکیم صاحب کو نہایت تشویش ہوئی۔
اس لئے کہ اس پہنسی کی شکل معمولی بثورات سے بالکل علحدہ تہی۔
بندگان حضرت کا مزاج اسقدر متحمل اور مستقل واقع ہوا ہے کہ کسی قسم کی تکلیف
یا درد ہو کبہی اظہار نہین فرماتے حکیم صاحب کے معروضہ پر صرف اسقدر ارشاد ہوا کہ
پہنسی کے مقام پر سوزش بہت ہے حکیم صاحب نے تخفیف ورم اور کمی درد کے
لئے کچہ دوا لگاکر پٹی باندہ دی شام کو جسوقت پٹی کہولی تو حکیم صاحب کو نہایت
پریشانی ہوئی پہنسی کے اطراف مین سرخی بڑہ گئی تہی اور آبلہ کے اطراف مین اور
چہوٹی چہوٹے بثورات پیدا ہو گئے تہے۔
حکیم صاحب کو اپنی رائے قایم کرنے مین تردد تہا کہ یہ کس قسم کی پہنسی ہے۔
چونکہ اوس مقام پر سوزش بہی بہت تہی اس لئے یہ خوف ہوا کہ کہین رشتہ کا آبلہ نہو
بہرحال یہ امر قرار پایا کہ رزیڈنسی سرجن ڈاکٹر لاری صاحب طلب کئے جائین فوراً
ڈاکٹر صاحب مغر کو ٹیلگرام دیا گیا دوسرے روز صبح کو میل ٹرین مین ڈاکٹر لاری صاحب
حاضر ہوے اور اعلیحضرت کے پاؤن کی پہنسی کو دیکہکر کچہ دوا تجویز کی ڈاکٹر صاحب
کی زبانی یہ امر سنکر سبہون کو اطمینان ہوا کہ رشتہ کی شکایت نہین ہے تین روز تک
ڈاکٹر لاری صاحب لشکرگاہ مین رہے ہر صبح وشام اعلیحضرت کے پاؤن کو دیکہتے
اور پٹی بدلتے تہے چوتہے روز فضل الہی سے درد مین تخفیف ہوئی۔ سرخی بہی بہ نسبت
سابق کے کم ہو گئی ڈاکٹر لاری صاحب نے عرض کیا کہ میری لڑکی مس ایڈٹ لاری

کی کل شام کو سالگرہ ہے اگر اجازت ہو تو مین بلدہ کو واپس جاؤن بندگان حضرت
نے خوشی سے اجازت مرحمت فرمائی۔ ڈاکٹر لاری صاحب شب کی میل ٹرین مین
بلدہ کو روانہ ہوئے۔

اعلیحضرت کے پاؤن مین پہلے جو گھٹنے کے قریب ایک پہنسی آبلہ کے طور پر
ہوئی تھی اوس کے اطراف مین صدہا چھوٹی چھوٹی پہنسیان ہو گئین جن کے درد سے
پاؤن کو جنبش دینے اور چلنے پہرنے سے نہایت تکلیف ہوتی تھی غرض کہ اعلیحضرت
نے باوجود اس تکلیف کے اوسی جرارت اور بہادری سے ایک روز بہی کیانپ
مین ارام نہین فرمایا ہمیشہ باہر رونق افروز ہوئے اور شکار کو تشریف لیجاتے رہے
ایک روز کیانپ کے قریب سے گارے کی خبر آئی اعلیحضرت نے درد پا کی اوسی
حالت مین شکار کو تشریف لیجانے کا ارادہ فرمایا۔ پاؤن کے درد سے گہوڑے
پر سوار ہونا دشوار تہا اسلئے ارشاد اقدس ہوا کہ اگر لشکر گاہ مین عہدہ داران ضلع کے
پاس کوئی پالکی ہو تو طلب کیجاوے چنانچہ تعلقدار صاحب کی پالکی منگائی گئی بندگان
حضرت اوس پالکی مین سوار ہو کر شکار کو رونق افروز ہوئے۔

جس درخت پر اعلیحضرت کے لئے مچان باندہا گیا تہا۔ جہان تک ممکن تہا او
قریب پالکی لے گئے بہر حال پالکی سے اوتر کر اعلیحضرت کو درخت تک پیادہ پا
چلنا پڑا جس سے پاؤن کا درد زیادہ ہو گیا اوس درد کی شدت مین زمین سے مچان
تک تقریباً بیس فٹ سیڑہی پر چڑہنا آسان امر نہ تہا چونکہ گھٹنے سے اوپر تک

ڈاکٹر صاحب نے بیانڈج باندہ دیا تھا اس لئے پاؤنکو خم نہین دیا جاتا سیدہا پاؤن
سامنے کو لانبا کر کے حضرت مچان پر بیٹھے۔ بندگان حضرت کی مستقل مزاجی اور
صدمہ درد کی برداشت اور شکار کا دلی شوق اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ پاؤن
مین باوجود استقدر درد ہونے کے جب گارے کی خبر آئی۔ غلبہ شوق شکار سے
اعلیحضرت خیمہ مین تشریف نہ رکھہ سکے اور اوسی درد کی حالت مین جسطرح ممکن ہوا
ہر قسم کی تکلیف گوارا فرما کر شکار کو تشریف لے گئے۔ شکاریون کو بہت امید تھی کہ
شیر جہاڑی مین موجود رہے نکلے گا۔ جنگل بہی اچھا تھا جب ہانکہ نصف پہاڑ سے گذر گیا
اوسوقت بعض گاؤن والے شکاری جو پہاڑ کے بایئن طرف بیٹھے ہوئے تھے
اونہون نے اشارہ کیا کہ شیر ہانکہ والون کی لین کے بایئن طرف سے نکلکر دوسرے
پہاڑ کو جا رہا ہے غرض شیر چلا گیا اور اعلیحضرت کے سامنے نہ آیا قریب شام کے
بندگان حضرت لشکر گاہ مین مراجعت فرما ہوئے پالکی سے پہاڑ تک پیادہ جانے
اور سیڑہی پر چڑہنے سے پاؤن کو زیادہ ہرج پہونچا شبکو اور زیادہ درد رہا۔

۱۲ ماہ مئی کو گارے کی خبر آئی بندگان حضرت درد کے باعث پہر پالکی مین تشریف
لے گئے۔

اعلیحضرت کا مچان پہاڑ کے سامنے ایک تیندوے کے درخت پر باندہا گیا تھا
نادر جنگ حضرت کے وہنی طرف ایک مچان پر بیٹھے ہانکہ شروع ہوا شیر پتھروں مین
سے نکلکر آہستہ آہستہ پہاڑ کے نیچے آ رہا تھا اوسوقت رسالہ کا ایک سوار جس نے

اپنا گھوڑا ایک درخت سے باندہ دیا تھا اور خود درخت پر بیٹھا تھا اوس نے آواز دینا شروع کیا شیر اوس کی آواز سے واپس ہوکر پہاڑ کے پتھر ونمین چلا گیا۔

ہانکنے والے شیر کو نکلتا دیکھکر سب اپنے اپنے مقامات پر کھڑے ہوگئے شکاریون نے جب دیکھا کہ شیر کوہ مین چلا گیا ہے تب آتشبازی کے کویٹ اور بان چلانا اور کوہون مین پہنکنا شروع کیا ایک شکاری آدمی پتہر پر تہا اوسکی نظر شیر پر پڑی اوس نے اور شکاریون کو اوپر بلایا۔ اور ایک کویٹ آتشبازی کا سلگا کر جس مقام پر جہان شیر بیٹھا تہا پہنکا۔ بمجرد کویٹ کے روشن ہوکر آواز دینے کے شیر غراتا ہوا پہاڑ سے نکلا۔ اتفاقاً فاضل بیگ اوسی راستہ مین کھڑے تہے جس راستہ سے شیر غضبناک حالت مین آواز دیتا چلا آتا تہا۔

فاضل بیگ شکار مین بڑے تجربہ کار ہین۔ بہت شیرون کو اونہون نے نزدیک اور دور سے دیکہا تہا اور پہلے میرے ساتھہ شکار مین وہ زخمی ہوچکے تہے جب اونکی نظر شیر پہ پڑی جب انہون نے خیال کیا کہ آج موت کا سامنا ہے اور یہہ شیر اب جیتا نہ چھوڑے گا۔

قدیم شکاریون کو ایسے وقت مین اپنے آپکو بچانے کے بہت ڈہب یاد ہوتے ہین لیکن شیر کے مقابلہ مین فاضل بیگ کو اسقدر فرصت نہ ملی کہ وہ اپنی حفاظت کا کوئی حیلہ سوچتے مگر تب بہی انہون نے موقع کو ہاتھہ سے ندیا اونکے سامنے جو ایک چہوٹی سی نالی تہی اونہون نے اپنے آپکو فوراً اوسمین گرادیا اور اپنے جسم کو نالی مین الیا چہپایا

کہ باہر سے دیکھنے والون کو فقط اونکی پیٹھ نظر آتی تھی۔

فاضل بیگ نے زمین مین چھپنے کے لئے ایسی کوشش کی کہ اگر وہ نالی بڑی یا وہان کوئی سوراخ ہوتا تو وہ مثل خرگوش کے اوسمین گھس جاتے مگر وہ جگہ اتفاق سے اسقدر تنگ تھی کہ نصف جسم اونکا زمین مین پوشیدہ ہوا اور نصف اوپر کو نظر آتا رہا۔

شیر ایک چشم زدن مین فاضل بیگ تک آپہونچا ہر چند کہ منہہ زمین کی طرف ہونے سے وہ خود شیر کو دیکھہ نہین سکتے تھے لیکن شیر کی آواز بخوبی سن سکتے تھے۔

شیر کا غراتے ہوئے آنا اور اوسکے پاؤن کی آواز سنا تھا کہ انہون نے اپنے کو مثل قالب بیجان کے مصنوعی قبر مین ایسا دفن کیا کہ شیر اونکے پاس پہونچکر کھڑا ہو گیا اور دیکھنے لگا کہ ابھی یہان آدمی کھڑا تھا یا ابھی ایک کپڑا زمین پر پڑا ہے شیر آواز دیکر جس نالی مین فاضل بیگ دبے ہوئے تھے اوسپر آ کھڑا ہوا اب فاضل بیگ شیر کے نیچے آگئے اون کے شانون کی دونون طرف شیر کے دونون اگلے پاؤن اور اونکے پاؤن کے پنجون کے پاس شیر کے پچھلے پاون تھے اور شیر کا منہہ اون کے سر کے مقابل تھا۔

جو لوگ کہ درختون اور پتھرون پر قریب مین بیٹھے ہوئے تھے اونکا بیان ہو کہ جب شیر فاضل بیگ کے جسم پر آکر کھڑا ہوا اوسوقت سوا شیر کے فاضل بیگ کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہین آتا تھا جب شیر کو زمین پر کسی قسم کی جنبش معلوم نہ ہوئی تو اوسنے ایک پنجہ اونکے دہنے شانہ مین مارا جس سے فاضل بیگ کا شکاری کوٹ پھٹکر

تین ناخن انداز اً دیڑہ انچہ گہرے مونڈہے مین لگے۔

فاضل بیگ جو ہمیشہ سر پر ایک بڑا خاکی رنگ کا عمامہ باندہتے تہے شیر نے اوسپر منہہ مارا چونکہ فاضل بیگ نے منہ اور سر کو نالی مین خوب چہپایا تہا اس لیئے پچہلا حصہ شیر کے منہہ مین آگیا۔

فقط دو دانتون کا زخم تقریباً ایک انچہہ گہرا اور تین انچہہ لانبا اون کے سر مین لگا۔

شیر نے عمامہ منہہ مین لیکر ایک جست کی اور عمامہ کو چبا تا غصہ کرتا آواز دیتا ہوا دوسرے پہاڑ کے طرف چلا گیا۔

فاضل بیگ نے سر مین دو زخم بڑے استقلال سے کہائے لیکن ہاتہہ یا پاون سر مونہ ہلایا۔ ہر چند کہ شیر چلا گیا لیکن فاضل بیگ اپنی جائے سے نہین ہلے۔

بہادر بیگ شکاری جو نزدیک تہے دوڑ کر آئے اور اونکو زمین سے اوٹہایا جب انہون نے اپنے جسم کو جو تہوڑی دیر تک بالکل بے حس و حرکت رکہا تہا جنبش دینا شروع کیا کہ کونسا عضو جسم کا شیر کے کام آیا ہے تہوڑی دیر مین فاضل بیگ کو یہ ثابت ہوا کہ سر اور شانہ سے خون روان ہے اور سوا عمامہ کے باقی سب اسباب موجود اور اونکے اعضا درست ہین۔

ایک شکاری چہری جو ہمیشہ کمر مین رہتی تہی اور شیر کے حملہ کے وقت اونہون نے نیام سے نکال لی تہی وہ بحال خود دہنے ہاتہہ مین تہی۔

فاضل بیگ نے بہادر بیگ سے اول یہ سوال کیا کہ میرا عمامہ کہان ہے اونہون نے جواب دیا کہ شیر لے گیا۔ تب فاضل بیگ نے کہا کہ میرے کہانے کے پان اور تماکو بہی اوسی مین تہا۔

اونہون نے جواب دیا کہ شیر نے وہ سب کہا لیا ہوگا۔ غرض کہ فاضل بیگ کو اوٹہا کر آہستہ آہستہ جس جگہ کہ اعلیٰحضرت کا مچان تہا اوس طرف لائے چونکہ شیر پہاڑ سے نکل گیا تہا سب ہانکہ والے بہی اوتر آئے۔

ڈاکٹر میر احمد علی نے زخمون کا امتحان کیا سر دست کاربالک اسڈ کے سلوشن سے زخمون کو دہو کر پٹی باندہ دی اور فاضل بیگ کو چارپائی پر ڈالکر شکرگاہ مین روانہ کیا۔

بندگان حضرت بہی یابو پر سوار ہوکر واپس تشریف لائے راہ مین ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مونڈہے پر فقط ناخن کا زخم ہے وہ جلد اچہا ہوجائے گا لیکن سر کا زخم گہرا ہے اگر دماغ تک صدمہ پہونچا ہے تو زخمی کا بچنا دشوار ہوگا شکرگاہ مین پہونچکر ڈاکٹر صاحب نے زخمون کو ٹانکے دیے فاضل بیگ کے زخمی ہونے سے اعلیٰحضرت کو نہایت افسوس ہوا۔ اکثر ہمراہیان سواری مبارک اونکے دیکہنے کے لئے گئے بہت عرصہ سے مین فاضل بیگ کو جانتا ہون گذشتہ بیس سال سے میرا کوئی ایسا شکار نہین ہوا کہ جسمین فاضل بیگ شریک نہون۔ اکثر شکار کا انتظام اونکے سپرد رہا ہے۔

فاضل بیگ کے زخمی ہونے کا یہ دوسرا وقت ہے جرأت اور دلیری ان کا

خاندانی جوہر ہے۔ انکا چہوٹا بہائی حیدر بیگ میرے والد کے ساتہہ شکار مین زخمی ہوا تہا۔ غرض مجہکو فاضل بیگ کے زخمی ہونے اور اون کے سر مین زخم آنے سے نہایت افسوس ہوا مین جب فاضل بیگ کو دیکہنے گیا اوسوقت ڈاکٹر صاحب زخمون کو ٹانکے دیچکے تہے۔

فاضل بیگ ہمیشہ بیان کرتے تہے کہ ملک برار کے کوہ سدبیر دہ مین کسی بزرگ نے ایک درخت کا پتا بتا دیا تہا کہ اگر کوئی شخص اوس درخت کے پتے اپنے پاس رکہیگا تو شیر یا اور کوئی درندہ جانور اوس آدمی کو زخمی نکر سکیگا۔

فاضل بیگ کو ایسے بیان پر اعتقاد تہا اور اوس درخت کے پتے اپنے پاس ہمیشہ رکہا کرتے تہے مین نے فاضل بیگ سے کہا کہ اون پتون نے آجکے روز تمکو شیر سے نہین بچایا اونہون نے جواب دیا کہ وہ پتے آج اپنی پگڑی مین رکہنا مین بہول گیا تہا۔ زخمی ہونے سے ایک ہفتہ بعد فاضل بیگ کے سر کا زخم بہت خراب ہوگیا ڈاکٹر صاحب کو اونکی زندگی سے مایوسی تہی لیکن پہر تہوڑے زمانہ مین زخم درست ہونا شروع ہوگیا اور تقریباً دو مہینے مین وہ بالکل تندرست ہوگئے۔

دسوین رمضان شریف ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۸۸۹ء کو بندگان حضرت نے کتہ کنڈہ سے مقام پروت گیری کیطرف روانگی کا ارادہ فرمایا یہہ مقام تی کنڈہ اسٹیشن سے ۶ میل کے فاصلہ پر ریلوے لین سے جنوب کی جانب واقع ہے۔

۱۳ رمضان ۱۳۰۶ھ کو لشکر گاہ پروت گیری مین بذریعہ ٹیلیگراف کے شہر سے

خبر آئی کہ مہاراجہ نریندر پیشکار صاحب نے ۱۲ رمضان سنہ ۱۳۰۶ھ کو انتقال کیا۔

پرورت گیری کے جنگل مین دو تین ہانکہ ہوئے لیکن کچھ شکار نہ ملا۔ ۲۴ مئی سنہ ۱۸۸۹ء

کو نادر جنگ بہادر نے ایک بورہ بچہ شکار کیا لشکر گاہ سے مشرق کے اطراف چار میل کے

فاصلہ پر ایک پہاڑ پولی گٹہ کے نام سے مشہور ہے اوسمین شیر نے گارا کیا شکاری خبر

لائے کہ شیر پہاڑ پر موجود ہے۔

بندگان حضرت وقت مقررہ پر شکار کو رونق افروز ہوئے پہاڑ کے قریب ایک

درخت پر اعلحضرت کے لیئے ایک مچان باندہا گیا اوسپر اعلحضرت رونق بخش ہوئے

ہانکہ شروع ہونے کے چند منٹ بعد بندگان حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر پہاڑ سے اوتر

کر سیدہا حضرت کی طرف چلا آتا تہا بندگانعالی کمال مسرت سے رئفل کو دست مبارک

مین لیئے ہوئے تیار تہے شیر کبہی گہانس اور جہاڑی مین پنہان ہو جاتا اور کبہی نظر آتا۔

کبہی کہڑا ہو کر ہانکہ والون کی آواز سنتا اور آہستہ آہستہ آگے کو بڑہتا تہا۔

بندگان حضرت کے مچان کے سامنے چند درخت تہے کسی شکاری نے غلطی سے

ایک گاؤن والے آدمی کو اوسپر بٹہا دیا تہا وہ آدمی درخت کے پتون مین اسقدر پوشیدہ

بٹہا تہا کہ حضرت کو مچان پر سے بالکل دکہائی نہین دیتا تہا۔ شیر جب اوس درخت کے

نیچے آیا اوسوقت یکایک اوس آدمی کی نظر شیر پر پڑی شیر کو دیکہکر ڈرا اور بے اختیار

چلانا اور درخت کی ڈالیون پر لکڑی مارنا شروع کیا شیر اوسکی آواز سنکر پہاڑ پر واپس چلا گیا

اگر یہ آدمی سامنے نہوتا تو شیر بندگان حضرت کے بہت قریب سے نکلتا شیر کے پہاڑ

کے طرف جانے سے یہ خیال ہوا کہ وہ ہانکہ والون کے شور وغل سے دوسرے پہاڑ کو چلا جائے گا لیکن وہ پہاڑ کی وہی طرف جس جگہ کہ نادر جنگ کہڑے تھے اون کے ہاتھی سے تقریباً ڈیڑھ سو وار کے فاصلہ سے نکلا۔

نادر جنگ نے دو گولیان چلائین شیر زخمی ہوکر پہاڑ مین چلا گیا۔ شکاری لوگ جب واپس آئے اونکی زبانی معلوم ہوا کہ شیر کی پیٹہہ مین گولی لگی ہے زخم سے خون نکلکر زمین پر گرتا جاتا ہے پہاڑ مین بہت بڑے بڑے غار اور کوئین ہین اگر اسوقت زخمی شیر کی تلاش کی جائے گی تو ضرور کسی آدمی کو نقصان پہونچائے گا۔

چونکہ شیر کو زخم کاری لگا ہے شب کو ضرور مر جائے گا اس لئے اب شیر کا تعاقب نکیا جائے دوسرے روز تلاش کرنا مناسب ہوگا۔ غرض کہ زخمی شیر کی تلاش موقوف کی گئی اعلیحضرت لشکر گاہ مین مراجعت فرما ہوئے۔

دوسرے روز صبحکو مین اور نادر جنگ سب شکاریون کو ہمراہ لیکر زخمی شیر کی جستجو مین گئے شکاری لوگ خون کے نشان سے اوس کوہی تک گئے کہ جسمین شیر گیا تہا لیکن وہ کوہی اتنی لانبی تہی اور تمام پہاڑ کے قلب مین اوسکی شاخین اس کثرت سے گئی تہین کہ شیر کا کہین پتہ نہ ملا ہرچند آتشبازی چلائی گئی اور شکاری کتنے گولیون مین چہوڑے گئے کچھہ مفید نہ ہوا۔

۲۹ ماہ رمضان سنہ ۱۳۰۶ھ مطابق ۳۰ ماہ مئی سنہ ۱۸۸۹ء کو اعلیحضرت حضور پرنور دام ملکہ نے لشکر گاہ پروت گیری سے مقام ہنمکنڈہ مین رونق افروز ہوکر سرکاری مکانات

مین قیام فرمایا۔

غرہ شوال ۱۳۰۶ھ کو دربار کا حکم ہوا صوبہ دار صاحب سمت شرقی کی کچہری دربار کے لئے مقرر ہوگئی۔

اعظم یار جنگ صوبہ دار سمت شرقی اور فرام جی صاحب تعلقدار کے حسن انتظام سے کچہری کا مکان نہایت خوش سلوبی سے آراستہ کیا گیا۔

مکان کے احاطہ مین چارون طرف روشنی ہوگئی آٹھ بجے شب کے اعلیحضرت برآمد ہوے سب حاضرین دربار کی نذرین لین۔

اوس مقام خوش فضا مین چند روز بندگان حضرت نے قیام فرمایا۔ بعد ازان بلدہ کو رونق بخش ہوئے۔

ہز مجسٹی دی کوئین وکٹوریہ کی جانب سے میجری کا عہدہ راقم کے نام منظور ہونا

جس زمانہ مین کرنل مارشل صاحب اعلیحضرت حضور پرنور کے خاص سکرٹری تھے حضور پرنور نے بکرام خسروانہ اون سے ارشاد فرمایا کہ آپ رزیڈنٹ صاحب کو اسطور پر تحریر کرین کہ آپ اپنی وساطت سے گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت مین افسر جنگ بہادر کے لئے عہدہ میجری نامزد ہونے کے واسطے لکھین۔ کرنل مارشل صاحب نے حسب الحکم اقدس رزیڈنٹ صاحب کو تحریر کیا اور رزیڈنٹ صاحب نے والیسرائے بہادر کی خدمت مین

تحریک کی ویسرائے بہادر نے بوساطت انڈیا آفس سکرٹری آف اسٹیٹ ولایت کو لکہا
چار مہینے کے بعد لارڈ رابرٹ کا ایک خط میرے پاس پہنچا جسمین انہون نے مجہے
مبارکباد دی تہی اور لکہا تہا کہ آپ کا نام سکرٹری آف اسٹیٹ نے ہز مجسٹی دی کوئین
کے حضور مین پیش کیا اور پیشگاہ شاہی سے آپکو میجری کا عہدہ عنایت ہوا عنقریب اسکی
باضابطہ اطلاع بذریعہ ویسرائے بہادر کے آپکو ہو جائے گی۔

ماہ مئی ۱۸۸۰ء مین میری میجری کا آوڑر ولایت سے ویسرائے بہادر کے پاس
شملہ پہنچ گیا ویسرائے بہادر نے سرکاری طور پر رزیڈنٹ صاحب کی وساطت سے اعلیحضرت
حضور پرنور کی خدمت مبارک مین اوس منظوری کی اطلاع دی اسکے بعد میری میجری
کا کمیشن مزینہ دستخط ملکۂ معظمہ مسٹر گاڈری رزیڈنٹ حیدرآباد نے میرے پاس بہیجدیا۔

پرنس البرٹ وکٹر کا حیدرآباد مین تشریف فرما ہونا

جس زمانہ مین پرنس البرٹ وکٹر سیاحت کیواسطے ہندوستان مین تشریف فرما ہوے
اور اونہون نے ہند کے دلچسپ مقامون مین جہان جہان سیر و شکار فرمایا اوسی
زمانہ مین حیدرآباد مین بہی اونکی تشریف آوری کی خوشخبری سنی گئی۔

پرنس البرٹ وکٹر کو تخت انگلنڈ سے جو خاص نسبت تہی یعنے وہ ہمارے
شہنشاہ کنگ امپرر اڈورڈ ہفتم کے گرامی فرزند تہے اس لئے اونکی تشریف آوری
کی خبر سنکر ہمارے اعلیحضرت حضور پرنور کو نہایت درجہ مسرت حاصل ہوئی اونکی

مہانداری کا حیدرآباد مین اہتمام کیا گیا تہا۔ سنین ماضیہ مین ویسرایان کشور ہند کی تشریف آوری کے زمانون مین جو کچھ تیاریان ریاست کی جانب سے مہانداری و مدارات مین ہمیشہ سے ہوتی تہین پرنس البرٹ وکٹر کے لئے اون سے بدرجہا زیادہ خاص طور پر انتظام و اہتمام کیا گیا تہا۔

پرنس البرٹ وکٹر کی اسپیشل ٹرین تاریخ ۲۹ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۷ ہجری مطابق ۲۱ جنوری سنہ ۱۸۹۰ عیسوی کو اسٹیشن پر پہونچی۔ حضور پرنور اپنے معزز مہمان کے استقبال کے واسطے اسٹیشن پر تشریف فرما ہوئے اور اسٹیٹ گیاڑی مین اپنے معزز مہمان کو سوار کر کے بشیر باغ مین جو پہلے سے اونکی فرودگاہ کے لئے تجویز کیا گیا تہا اپنے ہمراہ لے گئے بشیر باغ حسین ساگر کے تالاب کے کنارہ واقع ہے۔ یہ باغ نہایت سرسبز و شاداب اور بڑا خوش فضا ہے اسکی عمارت نہایت خوش نما اور دلچسپ ہے جس زمانہ مین بشیر الدولہ آسمانجاہ پرایم منسٹر تہے اونہون نے اپنے رہنے کے واسطے اوس زمانہ مین بشیر باغ کو اعلیٰ درجہ کے فرنیچر اور عمدہ ساز و سامان سے آراستہ کیا تہا غرض پرنس البرٹ وکٹر بشیر باغ مین اوترے۔

حضور پرنور نے پرنس البرٹ وکٹر کی مہانداری اور خاص خاص انتظامات کے لئے مجہکو ان کے اسٹاف مین متقرر فرمایا۔ مین پرنس کے زمانہ قیام تک بشیر باغ ہی مین قیام پذیر ہو کر مہانداری مین مصروف رہا۔

جس روز شکارگاہ سرورنگر مین پرنس تشریف لیگئے اور اونہون نے ہرن کا شکار

کیا اوس روز پرنس کے سامنے سر اڈورڈ براسفرڈ نے مجھسے کہا کہ کیا خوب ہوتا کہ شاہزادہ کے سفر ہندوستان مین آپ اون کے ساتھہ رہتے اور جسطرح شاہزادہ نے ہرنون کا شکار آپکے ساتھہ کیا ہے ویسا ہی شیر اور دوسرے جانورون کا شکار آپ کے ساتھہ کرتے غرض پرنس البرٹ وکٹر جتنے دنون حیدر آباد مین ہمارے حضور پرنور کے مہمان رہے یہان کی سیر و تفریح اور شکار سے نہایت درجہ مسرور رہے - پہر پرنس البرٹ وکٹر حیدر آباد سے رخصت ہو کے مردکی کیامپ مین شریک ہونیکی غرض سے ملک پنجاب کو تشریف لیگئے۔

لارڈ رابرٹ نے مقام مردکی مین جو لاہور سے قریب واقع ہے ایک بڑے کیولری کیامپ آف اکسرسایز کا انتظام کیا تہا اور اوس کیامپ آف اکسرسایز مین شریک ہونے کے لیے پرنس البرٹ وکٹر کو دعوت دی تہی اس لیے پرنس البرٹ وکٹر حیدر آباد سے سیدہے پنجاب ہی کو روانہ ہوتے۔

اوسی زمانہ مین لارڈ رابرٹ کا ایک خط میرے پاس پہونچا جسمین انہون نے مجہے بہی مردکی کیاولری کیامپ مین شریک ہونے کے لیے مدعو کیا تہا۔ مین نے اعلیحضرت حضور پرنور سے اجازت لیکر لاہور کے سفر کا عزم کیا اور بلدہ سے روانہ ہو کر چوتہے روز لاہور مین سر فرڈرک رابرٹ صاحب سے ملا اور اونکے ساتھہ مردکی کیمپ مین قیام پذیر ہوا۔

دوسرے روز پرنس البرٹ وکٹر بہی وہان داخل ہوتے لارڈ رابرٹ استقبال کے واسطے اسٹیشن کو گئے اور پرنس البرٹ وکٹر کو ہمراہ لا کے فوجی کیامپ مین اوتارا اوسی شب مین ڈنر کے وقت پرنس البرٹ وکٹر سے میری ملاقات ہوئی دیر تک حیدر آباد کے

حالات دریافت کرتے رہے اور یہان کے سیر وشکار کی باتین ہوتی رہین۔ تین روز تک پرنس ہر روز جنگ مصنوعی کے لیے جاتے اور کیا ولری کیامپ اکسر سایز مین شریک ہوتے تھے جب اس کیامپ کی جملہ کارروائی ختم ہوگئی اور کیامپ برخاست ہوگیا تو کیامپ کے بعد لارڈ رابرٹ نے راولپنڈی جانے کے لئے ارادہ کیا پرنس البرٹ وکٹر اور لارڈ رابرٹ باہم ملکر راولپنڈی گئے اور دو روز وہان قیام کرکے پھر واپس ہوے۔ اور دہلی آگرہ کی سیر وسیاحت کی غرض سے ریل پر سوار ہوے اس موقع پر حیدر آباد جانیکے لیئے مین نے لارڈ رابرٹ سے رخصتی ملاقات کی مراجعت کے وقت مینے اپنے قدیم دوست کرنل مارشل کے پاس لاہور مین دو روز تک قیام کیا۔ لاہور مین مہاراجہ رام سنگھ اور مہاراجہ سر پرتاب سنگھ کے خطوط مجھے ملے ان دونون رئیسون نے فرط محبت سے اپنے اپنے ملک مین مہمانی کی مجھے دعوت دی تہی۔ سر پرتاب سنگھ نے دعوت کے ساتھ پگ اسٹکنگ کے شکار مین شریک ہونیکی لئے لکھا تھا۔ یہ دونون دعوتین مینے نہایت خوشی سے قبول کین پہلے مین لاہور سے جمون کو روانہ ہوا مہاراجہ رام سنگھ ہز ہائینس دی مہاراجہ کشمیر کے چھوٹے بہائی تھے سرما کے موسم مین مہاراجہ کشمیر کے ساتھ آکر وہ جمون مین قیام پذیر ہوتے تھے۔ اور گرما کے موسم مین کشمیر مین سیر و سیاحت کرتے تھے اسلئے کہ سرما کے موسم مین کشمیر مین کثرت سے برف باری ہوتی ہے سردی کی شدت سے وہان پر کوئی نہین ٹھہر سکتا۔ قبل اسکے کہ مین جمون مین داخل ہون ممتاز یار جنگ بہادر بہی حیدر آباد سے وہان پہونچ گئے تھے وہ بہی میرے ساتھ ہوگئے اور ہم دونون جمون

پہونچے اوس زمانہ مین میرے قدیم دوست کرنل نیول چیمبرلین ریاست کشمیر کے
ملٹری اڈوئیزر تہے جسدن مین جمون مین داخل ہوا اوسدن جمون کی رزیڈنسی
مین اونکے پاس فروکش ہوا۔ اور دوسرے روز مین مہاراجہ رام سنگہ اور مہاراجہ امرسنگہ
کی ملاقات کے واسطے گیا اون دنون مہاراجہ صاحب کشمیر کا مزاج کچہ علیل تہا اسلئے
اون سے ملاقات کا اتفاق نہوا مہاراجہ امرسنگہ نے میرے لئے جمون مین شکار کا انتظام
کیا تہا مین وہان دو روز تک شکار مین رہا۔ ایک تیندوا اور دو چیتل ہمنے شکار کئے
اسکے بعد مین اپنے دوست کرنل نیول چیمبرلین کے ساتہہ ندی کی طرف مچہلی کے
شکار کے لئے گیا جب ہم ندی کے کنارہ پر پہونچے تو ہم نے دیکہا کہ ندی کے دونون
کنارون پر دو پتہر نصیب ہین اون دونون کے درمیان تقریباً تین سو وار کا فاصلہ ہوگا
اور ندی کے دونون کنارون پر متعدد جوان انتظام کے لئے کہڑے ہوئے ہین جب
ہمنے اوس مقام پر مچہلی کے شکار کا ارادہ کیا تو جوانون نے ہمارے نزدیک آکر نہایت
ادب سے بیان کیا کہ اس مقام پر مچہلی کا شکار کہیلنے کے لئے ریاست کی طرف سے
سخت ممانعت ہے جب ہم نے اوسکا سبب پوچہا تو ایک عہدہ دار نے آگے بڑہکر
کہا کہ کشمیر کے مہاراجہ بیکنٹ باشی نے انتقال کے بعد مچہلی کا جنم لیا ہے شاستریون
کا بیان ہے کہ مہاراجہ صاحب ممدوح مچہلی کے قالب مین آگئے ہین اور اونکے قیام
کی جگہ اس ندی مین ان دونون پتہرون کے درمیان ہے اسوجہ سے یہ خوف ہے
کہ اگر کوئی شخص یہان مچہلی کا شکار کہیلے مہاراجہ صاحب نے جو مچہلی کا جنم لیا ہے۔

کہین وہ شکار نہو جایئن اس سبب سے شاستریون کے حسب راے حال مہاراجہ نے اس مقام کی حفاظت کے لئے حکم دیا ہے اور روزمرہ صبح کے وقت مچھلیون کے واسطے ندی مین کہانا ڈالا جاتا ہے اور سخت ممانعت ہے کہ اس مقام پر کوئی شخص مچھلی کا شکار نہ کرنے پائے یہ کیفیت سنکر ہم اوس مقام کو چھوڑکر دوسری جگہ چلے گئے اور شام تک ہم مچھلی کا شکار کرتے رہے۔

غرض چھہ روز تک ہم نے جمون مین قیام کیا۔ اسکے بعد مین اور ممتاز یار جنگ مہاجودہ پور کی طرف روانہ ہوئے۔ مہاراجہ جودہ پور کے بھائی سر پرتاب سنگہ ریلوے اسٹیشن پر ہمارے لینے کے لئے آئے تھے ہم اون کے ساتھ شہر جودہ پور مین داخل ہوئے اور مہاراجہ بہادر کے پیالس مین ہمنے قیام کیا دوسرے روز سر پرتاب سنگہ نے ہمارے واسطے پگ ہٹکینگ کا بندوبست کیا پگ اسٹکنگ کے لئے جودہ پور مشہور مقام ہے اکثر یوروپین اور نیٹو جنٹلمین شکار دوست مہاراجہ پرتاب سنگہ کے پاس آکر بھالے سے خنزیر کا شکار کرتے ہین سر پرتاب سنگہ مع اپنے چند عزیزون کے شکار کو جانے کے لئے تیار ہوئے گھوڑے اول سے شکارگاہ کو بہیجوا دئے گئے تھے قریب چھہ میل کے ہم لوگ گاڑیون مین گئے اور وہان پہونچکر گھوڑون پر سوار ہوئے اور ہانکہ شروع ہوا تھوڑی دیر مین دو بڑے دانت والے سور جھاڑی مین سے نکلکر میدان کی طرف بھاگتے ہوئے نظر آئے ہم سب نے اونکا تعاقب کیا۔ سر پرتاب سنگہ نے ایک سرنگ عربی گھوڑا میری سواری کے واسطے دیا تھا وہ گھوڑا نہایت تیز دوڑتا تھا ایک سور کو بھالے سے مینے شکار کیا دوسرے کو

کپتان پیٹین نے ماریا شام کے قریب ہم لوگ جنگل سے اپنی فرودگاہ کو واپس آئے
دوسرے روز سر پرتاب سنگہ جودہ پور کے قلعہ اور شہر وغیرہ کی سیر کے واسطے اپنے ہمراہ
مجہے لے گئے جو مقامات دیکہنے کے قابل تہے اونکو مینے دیکہا اور تین روز تک مین
مہاراجہ کے پیالس مین مقیم رہا چوتہے روز مہاراجہ پرتاب سنگہ سے رخصت ہوکر حیدرآباد
کی طرف روانہ ہوکر ۲۰ فروری سنہ ۱۸۹۰ عیسوی کو مین بلدہ مین داخل ہوا اور راستیشن
سے سیدہا دیوڑہی مبارک مین آیا اور اعلیحضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک مین
آداب عرض کرکے اپنے مکان کو گیا۔

امراباد کا شکار

اضلاع ممالک محروسہ کے اکثر مقامات مین مجہکو شکار کہیلنے کا موقع ہوا تہا اور ایک
زمانہ سے خیال تہا کہ ایک بار امراباد کے جنگل مین بہی شیر کا شکار کیا جائے یہ مقام بلدہ
سے بیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ۱۰ اپریل سنہ ۱۸۹۰ عیسوی مطابق ۱۹ شعبان
سنہ ۱۳۰۷ ہجری کو مع اپنے بہائی طفیل علی بیگ خان نادر جنگ اور ممتاز یار جنگ بہادر
کے مین امراباد کے جنگل کی طرف شیر کے شکار کے واسطے روانہ ہوا تیسرے روز ہم
امراباد کے پہاڑ کے دامن مین پہونچے اس مقام پر راستہ نہایت ناہموار اور دشوار
گزار تہا گہوڑے گاڑہیون کے جانے کا بالکل موقع نہ تہا اس سبب سے ہمنے اپنا کل
سامان بیگاریون کے سر پر رکہا اور ہم پہاڑ کے اوپر پیادہ پا چڑہے اوس زمانہ مین کسی جگہ

پانی نہ تہا بالکل خشک ہوگیا تہا اس لیئے ہمکو شیر کے شکار مین کامیابی نہوئی مگر یہانکا جنگل کچھ ایسا پر فضا اور آب و ہوا فرحت انگیز معلوم ہوئی کہ ہمنے پہاڑون مین مختلف مقامات پر نہایت خوشی سے سیر کی اور ایک ہفتہ تک ہم یہان ٹہرے رہے۔

امرآباد کے پہاڑون مین راستہ خراب ہونے اور گہانس اور غلہ وغیرہ اشیا کم میسر آنے کے سبب سے یہان پر لوگون کو آنے کا بہت کم اتفاق ہوتا ہے ان پہاڑون کے باشندون کی گزران بالکل وحشیانہ طور پر ہے اور انکی طرز معاشرت بہیلون کی اوضاع پر ہے اور ایسے ہی ان کے خیالات بہی عجیب و غریب ہین اس نواح مین بلند چوٹی کا ایک پہاڑ ہے جسکی نسبت وہان کے لوگون کا یہ خیال ہے کہ ہر شب جمعہ کو اوس پہاڑ پر پریان اوترا کرتی ہین اور رات کے بارہ بجے سے صبح تک گاتی بجاتی رہتی ہین اور اونکے گانے بجانے کی آواز آتی رہتی ہے وہان کے باشندون کا یہ بہی خیال ہے بلکہ اون کو اس امر کا ایک حد تک یقین ہے کہ صبح کے وقت طلوع آفتاب سے اوس وقت تک کہ آفتاب سمت الراس کو پہونچے اگر کوئی شخص اوس پہاڑ پر سے گذرے اور سفید کپڑے پہنے ہو تو اوسکے جسم پر وہ سفید کپڑے سبز نظر آتے ہین۔

اس نواح کی آب و ہوا کی مینے اکثر تعریف سُنی تہی اور ایک موقع پر کرنل نیول مجھسے بیان کرتے تہے کہ سالار جنگ بہادر اولی نے مکرم الدولہ بہادر کو اور مجھے امرآباد کی طرف اس غرض سے بہیجا تہا کہ مین اس مقام کے سطح کی بلندی اور پہاڑون کا ارتفاع اور آب و ہوا کی کیفیت دیکہکر اوسکی مفصل رپورٹ کرون اگر وہان کی بلندی دوسرے ہل اسٹیشن

مثل مہابلیشر اور ماتہران وغیرہ کے پائی جائے تو اوس مقام پر موسم گرما مین قیام کیلیے
سرکاری مکانات تعمیر کرائے جائین لیکن جب مکرم الدولہ بہادر اور مین وہان پہونچے
اور ہمنے اوس مقام کی بلندی کا اندازہ کیا تو اس پہاڑ کی رفعت اس غرض کے پورا ہونیکے
لیئے ناکافی سمجہی گئی جو رپورٹ کرنل نیول نے یہان کے حالات کے متعلق لکہی تہی۔
سالار جنگ نے اوسکے ملاحظہ کے بعد سرکاری مکانات کی تعمیر کی نسبت جو ارادہ کیا تہا
وہ فسخ کردیا۔

اسمین شک نہین کہ یہان کی آب و ہوا نہایت لطف انگیز اور فرحت بخش ہے
اور یہہ مقام نہایت ہی پر فضا ہے اگر سرکاری عہدہ دارون کی توجہ اس مقام کے آباد
کرنے کی طرف مصروف ہو اور یہان کے راستے ہموار اور درست کردیے جائین تو سیر و
شکار کے لیئے یہ مقام بہترین مقامات سے خیال کیا جائے گا۔ ایک ہفتہ کے بعد
ہم پہر بلدہ کو واپس آئے۔

اٹک کا کیامپ اکسرزسائز

۲ ربیع الثانی ۱۳۰۷ھ ہجری مطابق ۱۶ دسمبر ۱۸۸۹ء عیسوی مین سر فریڈرک
رابرٹ نے مقام اٹک مین کیامپ اکسرزسائز کی تجویز کی اور بمقتضائے قدیمانہ
عنایات مجہکو تحریر کیا کہ اگر اس موقع پر اعلیحضرت حضور پرنور آپکو اس کیامپ مین
شریک ہونے کے لیئے اجازت مرحمت فرمائینگے تو ہم بڑی مسرت سے آپکو

اپنے اسٹاف مین شریک کرینگے سر فریڈرک رابرٹ کی اس تحریک کے ساتھہ میری دلی دوست کپٹن چیمبرلین نے ایک خط مجھکو لکھا اور اس کیامپ کی مفصل کیفیت سے اطلاع دی کہ دریاے اٹک جو افغانستان کے پہاڑون سے نکلا ہے اکبر بادشاہ ہند نے اپنے عہد سلطنت مین ایک مستحکم قلعہ اوس دریا کے کنارہ اس خیال سے تعمیر کیا تہا کہ اگر کسی وقت افغانستان کی فوج ہندوستان پر حملہ آور ہو تو اس قلعہ مین جو افواج رکہی جاے وہ اوسکے حملے کے روکنے اور دفع مین نہایت بکار آمد ہوگی لارڈ رابرٹ چاہتے ہین کہ اس سال خاص اوس قلعہ اور اوس مقام مین جنگ مصنوعی کرکے اکبر بادشاہ کے خیال کے موافق حملہ اور مدافعت کا امتحان کیا جاے اسلئے فوج کے دو حصہ کئے جاینگے ایک حصہ وہ ہوگا جو افغانستان کی طرف سے قلعہ کی جانب بڑہیگا اور دوسرا حصہ فوج کا وہ ہوگا جو قلعہ سے اوسکے حملہ کو روکے گا اور اوسکے دفع مین کوشش کریگا اس موقع پر جہانتک ممکن ہو آپ اس کیامپ مین ضرور آئے اور اصول جنگ اور فوج کی نئے طرز کی لڑائی کا معاینہ کیجیے اس کیامپ کے واقعات سنکر اور اس موقع کو غنیمت خیال کرکے پیشگاہ اعلحضرت حضور پرنور سے اجازت حاصل کرکے مین نے اس سفر کا انتظام کیا۔ اور بلدہ حیدرآباد سے روانہ ہوکر بمقام اٹک سر فریڈرک رابرٹ کے کیامپ مین داخل ہوا۔

غرض کہ جتنی فوج اس کیامپ مین جمع ہوئی تہی۔ سر فریڈرک رابرٹ نے اوسکے دو حصے کئے ایک حصہ روسی فوج قرار دیگئی اور وہ افغانستان کی جانب سے بڑہائی

گئی۔اور ایک حصہ فوج ہندوستان کی فوج قرار دیکر قلعہ کی حفاظت اور روسی فوج کے
حملہ کے روکنے کی غرض سے قلعہ مین رکہی گئی اور دریائے اٹک کے کنارہ پر ایک
جدید قلعہ اور بہی بنایا گیا روسی قرار دادہ فوج افغانستان کی طرف سے بڑی دلیری
اور سطوت سے ہند کی جانب بڑہی اور قلعہ پر حملہ آور ہوئی قلعہ کی فوج نے اوسکے
حملون کے روکنے اور پسپا کرنے مین کوشش کی اس موقع پر سر فریڈرک رابرٹ
نے جنگی اصول نہایت دانشمندانہ اور ماہرانہ روش پر استعمال کیے سات دن
تک یہہ مصنوعی جنگ مختلف قواعد سے متواتر ہوتی رہی جب سر فریڈرک
رابرٹ نے اپنے خیالات کے مطابق نتیجہ دیکہہ لیا تو آٹھوین روز کیامپ برخاست
کرنے کے لئے حکم دیا کیامپ برخاست ہونیکے بعد مینے خیال کیا کہ دریائے اٹک
کے کنارہ جو کالا باغ ہے وہان پر اوریال کا شکار نہایت دلچسپی سے ہوتا ہے اور
اکثر افسران شکار دوست کی زبانی اس شکار کے لطف کی کیفیت سن چکا ہون
اوس شکار کے لیئے یہہ عمدہ موقع ہے کہ مین اٹک کے قریب آپہونچا ہون۔ اور
کالا باغ تہوڑے فاصلہ پر ہے لہذا اوریال کے شکار سے بہی لطف اوٹہانا چاہیئے
اسلیئے مین نے سر فریڈرک رابرٹ سے کہا کہ اگر آپ اجازت دین تو مین بمقام کالا باغ
جاکر اوریال کا شکار کرنا چاہتا ہون سر فریڈرک رابرٹ کو جب میرے اس ارادہ سے
اطلاع ہوئی تو بہت خوشی سے مجھکو اجازت دی اور ملک یار محمد خان والی کالا باغ
کو ایک خط اپنی جانب سے لکھکر بہیجا کہ افسر جنگ آپکے علاقہ مین اوریال کا شکار کھیلنا

جا تے ہین جب وہ آپکے پاس پہونچین تو اس شکار مین آپ اونکو ہر قسم کی مدد دین اور انتظام کر دین۔

چونکہ دریائے اٹک کالاباغ کی طرف بہتا ہے اور وہان کی مسافت دریائی رستہ سے بآسانی طے ہو سکتی ہے اسلئے مینے پانچوین ستمبر کو کشتی مین سوار ہو کے کالاباغ کی طرف ارادہ کیا۔ دوسرے روز شام کے وقت وہان داخل ہوا ملک یار محمد خان میرے آنے کے انتظار مین تھے میرے پہونچنے کی خبر سنتے ہی مع اپنے فرزند کے میری ملاقات کے واسطے آئے اور بڑی تواضع اور اکرام سے پیش آئے اور میرے قیام کے لئے ایک ڈیرہ نصب کر دیا اور سواری کے واسطے یابو اور ضروری چیزین سب مہیا کر دین۔

کالاباغ ایک چھوٹا سا موضع ہے خوشحال گڈہ سے تقریبا ساٹھ میل کے فاصلہ پر دریائے اٹک کے کنارہ آباد ہے اوسکے جنوب اور مشرق کی جانب انگریزی سرحد ملی ہوئی ہے جہان سے بیس میل کی مسافت کے بعد یاغستان کے پہاڑون کا سلسلہ شروع ہوتا ہے دوشنبہ روز صبح کے وقت مینے شکار کا ارادہ کیا ملک یار محمد خان نے دو شکاری میرے ساتھ بھیجدیئے جسوقت ہم شکار کو روانہ ہوئے تو سردی شدت سے تھی مگر آفتاب طلوع ہونے کیوقت تک ہم ایک پہاڑ کی چوٹی پر پہونچ گئے۔ اور وہان پر بیٹھکر مینے دوربین سے اطراف وجوانب مین دیکھنا شروع کیا شکاری نے دور سے دیکھکر کہا کہ ایک پہاڑ کے درمیان چند اوریال چر رہے ہین اور یال کی مادہ

حبشہ مین بڑے بکرے کی برابر اور نر چھوٹی نیل گائے کی مساوی ہوتا ہے مادہ کا رنگ
مثل روہی کی مادہ کے ہوتا ہے مگر اسکے بال بڑے ہوتے ہین اور نر کے سینگ
مینڈہے کے سینگون کی طرح خمیدہ اور اوسکی پشت مایل بسپاہی ہوتی ہے اور ایک
فیٹ کی سیاہ ڈاڑہی لانبی خوب گھنی لٹکتی رہتی ہے ان جانورون کو دیکھتے ہی ہمنے
پہاڑ پر سے اوترنا شروع کیا اور قریب دو گھنٹے کے وہ مسافت طے کر کے ہم اونکے
قریب آپہونچے پھر ہمنے دوربین لگا کے دیکھا تو چند اوریال نظر آئے کہ وہ آہستہ
آہستہ چرتے ہوئے پہاڑ پر چڑہ رہے تھے اس موقع پر شکاری نے کہا کہ ہوا کا
رخ دیکھکر انکی طرف بڑہنا چاہیئے اگر خبرداری اور احتیاط سے اسوقت کام
نہ لیا جائے گا اور ہوا موافق نہوگی تو یہہ جانور آدمیون کی بو پا کے فوراً بھاگ
جائینگے۔

غرض ہمنے ہوا کا رخ دیکھکر جہانتک ممکن تہا ہمنے اپنے آپ کو بچایا اور آہستہ
آہستہ اور چھپتے ہوئے ہم دوسرے پہاڑون کے قریب سو وار کے فاصلہ پر
پہونچ گئے اوسوقت وہ شکاری جو ہمارے ساتھ تہا پیچھے ہٹ گیا مین نہایت
احتیاط اور خبرداری سے تنہا پتھرون اور جھاڑی مین اپنے آپ کو چھپائے
ہوئے وہان تک پہونچا کہ مجھہ مین اور اوریالون مین تقریباً دو سو وار کا فاصلہ
رہگیا اور اس سے زیادہ آگے بڑہنا اسلئے ناممکن تہا کہ آگے نہ کوئی پتھر تہا اور نہ
کسی درخت کی آڑ تہی اوسوقت مین ایک نر اوریال کی شست باندہی ہوا کا رخ میری جانب تہا

بندوق فیر کرتے ہی اوسکا تمام دہوان میری نگاہ کے سامنے پہیل گرو دیکہنے سے مانع ہوا اوسکی وجہ سے نگاہ نے برابر کام نہین دیا جب دہوان سامنے سے ہٹا تو یکایک مینے دیکہا کہ ایک نر اوریال اور اوسکے ساتہہ چند مادے میرے سامنے بہاگتے ہوے آرہے ہین اون اوریالون کو دیکہکر مجہے نہایت درجہ افسوس ہوا اور فوراً میرے خیال مین گزرا کہ میری گولی نے خطا کی اور جس اوریال کو مین نے تاکا تہا وہ اوسکی زد سے بچ گیا مگر اس خیال کے ساتہہ ہی مینے اون بہاگتے ہوے اوریالون مین ایک نر کی طرف بندوق اوٹہا کے جلدی سے فیر کیا وہ اوسی جگہ گر پڑا اس اثنا مین میرے ہمراہی شکاری نے آواز دی کہ اول بار جس اوریال پر گولی چلائی گئی تہی وہ بہی شکار ہو گیا ہے جہان پر تہا وہین پڑا ہوا ہے اس خبر کے سننے سے مجہکو نہایت درجہ مسرت ہوئی غرض ایک وقت مین اس عجلت کے ساتہہ ہمنے دو اوریال شکار کیے۔

دوسرے روز شکار کی امید سے ہم تمام دن پہاڑون مین پہرکر تلاش کرتے رہے لیکن کوئی اوریال شکار نہوا اور کسی قسم کا جانور نملا سر شام مین اپنے قیام گاہ کو واپس چلا آیا تیسرے روز کالاباغ سے رخصت ہوکر خوشحال گڈہ مین پہونچا۔ اور دہان سے ریل پر سوار ہوکے بلدہ حیدرآباد کی طرف عازم ہوا اور مین بخیر و عافیت بلدہ مین داخل ہوا۔

اعلیحضرت حضور پرنور کا شیر کے شکار کیلئے مان کوٹہ کیطرف تشریف فرما ہونا

۱۰ ماہ رمضان ۱۳۰۸ھ ہجری مطابق ۲۰ ماہ مئی ۱۸۹۱ء عیسوی روز دوشنبہ کو اعلیحضرت حضور پرنور نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ سواری مبارک شیر کے شکار کے لیئے مان کوٹہ کیطرف رونق بخش ہوگی شکاری سامان اور ہاتھی فوراً اوسطرف روانہ کیئے جائین اور اسپشل ٹرین تیار رہنے کیواسطے حکم دیا جائے حسب الفرمان خداوندی بینے شکار اور روانگی سواری مبارک کا سب انتظام کیا۔

۱۲ رمضان کو سواری مبارک حضور پرنور کی اسپشل ٹرین کے ذریعہ شیر کے شکار کے لیئے مان کوٹہ مین رونق افروز ہوئی دوسرے روز گندراج مڑگو کے پہاڑ سے گارے کی خبر آئی جس پہاڑ مین شیر کے رہنے کی خبر تھی وہ پہاڑ فرودگاہ شاہی سے چار میل کے فاصلہ پر اور ریلوے لائن سے بہت قریب تھا اسلیئے اعلیحضرت لاریس کے ذریعہ شکار کیلئے متوجہ ہوئے ہانکہ شروع ہوا۔ شیر نالے نالے حضور پرنور کے سامنے سے چلا گیا۔ چونکہ گھانس اور جھاڑی کثرت سے تھی اس لیئے حضور پرنور کو شیر دکھائی نہین دیا۔ نادر جنگ جس جگہ پر تھے شیر اونکی بائین طرف سے نکلا اونھون نے اوسپر گولی چلائی شیر کی گردن مین لگی شیر اوسی جگہ پر گر گیا شام کے قریب سواری مبارک فرودگاہ شاہی مین واپس آئی۔

۱۴ رمضان مطابق ۲۴ اپریل کو میستا گڈھ سے خبر آئی کہ شیر نے گارا تو نہین کیا لیکن ایک جنگلی سور کو مار کر کھا گیا اور پہاڑ مین موجود ہے یہ خبر سنتے ہی ہاتھی اور بندوقین فوراً روانہ کی گیئن یہ پہاڑ شاہی کیانپ سے تقریباً آدھے میل کے فاصلہ پر ہوگا۔ پہاڑ مین ایک مقام پر اعلیحضرت کے لئے مچان باندھا گیا حضور پرنور اوسپر رونق افزا ہوئے اور ہانکہ شروع ہونے کے منتظر تھے کہ اتنے مین فاضل بیگ شکاری نے آکر عرض کیا کہ شیر اپنی جگہ سے اوٹھکر دوسری طرف چلا گیا ہے اب اوس راستہ مین نہ آئے گا بہتر ہوگا کہ حضور پرنور ہاتھی پر سوار ہوکر دونون پہاڑون کے درمیان تشریف فرما رہین ہانکہ پہاڑ کے نیچے سے لایا جاویگا۔ جب یہہ کیفیت معلوم ہوئی تو اعلیحضرت حضور پرنور مچان سے اوترکر فیل خاصہ علی مدو نامی پر سوار ہوئے اور پہاڑ کے نیچے ہاتھی کو کھڑا کیا ہانکہ والے شور وغل کرتے ہوئے نصف پہاڑ پر چڑھے ہونگے کہ ایک باگن نے اپنی جگہ سے جست کی اور پتھر پر دکھائی دی حضور پرنور نے اوسپر گولی چلائی گولی باگن کے دل پر لگی اور وہ تھوڑی دور جاکر گر پڑی۔

اعلیحضرت کو باگن گرتی ہوئی نظر نہین آئی اسلئے خیال ہوا کہ شاید زخمی ہوکر ہانکہ والون کے طرف گئی ہوگی۔ جب ہانکہ والے قریب پہونچے تو اونکو باگن مری ہوئی ملی شکاریون نے دوڑ کر حضور پرنور کو باگن کے شکار ہونیکی اطلاع دی باگن کو پہار پر سے نیچے لائے۔ حضور پرنور نے فیل خاصہ سے اوترکر باگن کو

ملاحظہ فرمایا۔ آج گرمی کی نہایت شدت رہی۔ گرمی کے سبب سے اعلیحضرت کا مزاج مبارک دیر تک بدمزہ رہا شام کے قریب سواری مبارک فرودگاہ شاہی مین رونق بخش ہوئی یہہ پہاڑ شاہی کیانپ سے اسقدر قریب تہا کہ ہانکہ والون کا شور وغل اور بندوق کی آواز برابر سنائی دیتی تہی۔

۲۷ اپریل کو گارے کی خبر آئی۔ اعلیحضرت تقریباً چار میل تک ٹانگہ مین اور دو میل پا بو پر سوار ہوکر شکار کے مقام پر رونق افزا ہوئے ہانکہ شروع ہوا شیر پہاڑ سے نکلکر حضور پرنور کی داہنی طرف کو آیا حضور پرنور نے ایک گولی چلائی گولی شیر کے بائین ہاتہہ مین لگی۔ شیر زمین پر گرکر لوٹنے تڑپنے لگا۔ اعلیحضرت نے خیال فرمایا کہ شیر کا کام تمام ہوگیا لیکن تہوڑی دیر کے بعد شیر پہر اوٹھکر تڑپتا پڑا ما پہاڑ کی طرف چلا۔ چونکہ گہانس بلند تہی شیر برابر نظر نہین آتا تہا حضور پرنور نے چند گولیان اور چلائین لیکن کوئی گولی کاری نہین لگی جس پہاڑ پر سے ہانکہ والے آرہے تہے اوسی پہاڑ کے طرف واپس گیا۔ اور پہاڑ کے دامن مین پہونچکر ایک پتہر کے پیچہے بیٹھہ گیا۔ لچہمی رام شکاری نے آواز دی کہ شیر کا ہاتہہ ٹوٹ گیا ہے اور ایک گولی اوسکی پیٹھہ مین بہی لگی ہے اب اوس سے چلا نہین جاتا۔ تہوڑی دیر مین مرجائیگا اس اثنا مین مسٹر شیفر جو ریلوے ڈیپارٹمنٹ مین ملازم ہین۔ یکایک اوس جگہ پہونچے جس جگہ شیر بیٹہا تہا۔ مسٹر شیفر کو بالکل علم نہ تہا کہ شیر اسقدر نزدیک ہے جب وہ شیر کے قریب پہونچے تو شیر نے غرا کر اونپر حملہ کیا

چونکہ شیر بہت زخمی تہا اسلیے جست نکرسکا مسٹر شیفر کا پاؤن پتہر سے پہسلا اور وہ زمین پر گرے قریب تہا کہ شیر مسٹر شیفر کو زخمی کرے اوسوقت انہون نے اپنی ریفل شیر کے منہ مین دیکر فایر کیا شیر اولنگر گر گیا۔ ہرچند شیر بہت زخمی تہا لیکن اگر مسٹر شیفر درستی حواس سے بندوق نہ مارتے تو غالباً شیر رتے مرتے اونکا کام تمام کردیتا دوسرے روز حضور پرنور نے ایک چیتل شکار فرمایا۔ غرہ شوال کو عید کے دن سواری مبارک مان کوڑ سے روانہ ہوکے گیارہ بجے حیدرآباد مین رونق افزا ہوئی۔

حیدرآباد امپریل سروس ٹروپس کی ابتدا

سنہ ۱۳۰۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۹۱ عیسوی مین جبکہ سرحدی معاملہ کا مسئلہ گورنمنٹ آف انڈیا کے پیش نظر تہا اور امپیریل ڈفنس کے متعلق اکثر اخبارون مین بڑے زور وشور سے مضامین چہاپے جاتے تہے اوسوقت مین ہمارے حضور پرنور نے شاہانہ خرم اور پیش اندیشی سے گورنمنٹ آف انڈیا کو بوساطت رزیڈنٹ صاحب تحریر فرمایا کہ جن مقاصد سے سرحدی مسئلہ گورنمنٹ آف انڈیا کے پیش نظر ہے اور جسطرح گورنمنٹ آف انڈیا کی خاص توجہ ملک ہندوستان کی حفاظت اور ڈفنس آف امپایر کی طرف مبذول ہے اوسیطرح بمقتضاے قدیمی ارتباط اور دلی اتحاد ہمکو بہی اس امر کا خیال رہتا ہے اسلیے کہ بقاے دولت انگلشیہ کے ساتہہ دولت آصفیہ اور ہندوستان کی کل دوسری ریاستون کی صلاح وفلاح مسلم امر ہے اس

موقع پر دولت آصفیہ ہی نہین بلکہ تمام ہندوستانی ریاستون کو چاہیئے کہ امپیریل
ڈفنس مین مدد دینے کو اپنے ذمہ لازم سمجھین۔

حضور پرنور نے اپنی اس شاہانہ رائے کے ساتھہ ہی گورنمنٹ آف انڈیا
کے لیئے ساٹھہ لاکھہ روپیہ کا آفر فرما کے اس امر کو گورنمنٹ آف انڈیا کی رائے
پر محول کیا کہ یہہ ساٹھہ لاکھہ روپیہ امپیریل ڈفنس کے ابواب مین جسطور پر مناسب
سمجھے گورنمنٹ آف انڈیا صرف کرے۔

حضور پرنور کا یہہ آفر جسوقت گورنمنٹ آف انڈیا کو پہونچا تو سر ماٹمر ڈیو
رانڈ فارن سکرٹری نے ویسرائے کی طرف سے نہایت مسرت کے ساتھہ
حضور پرنور کا دلی شکریہ ادا کیا اور اسطور پر دوستانہ جواب ہوا کہ حضور پرنور
نے اس آفر سے اپنے اوس دلی اتحاد اور قدیمی ارتباط کو جو دولت انگلشیہ
اور دولت آصفیہ کے باہم ہے تازہ فرمایا ہے گورنمنٹ آف انڈیا اس کی
نہایت درجہ ممنون ہے لیکن نقد روپیہ کے عوض اگر فوجی ایک حصہ کا آفر
فرمایا جائے تو گورنمنٹ آف انڈیا اوسکو نہایت مسرت کے ساتھہ قبول کریگی
اس باب مین گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ نظام کے درمیان ایک مدت
تک سلسلہ راسلت جاری رہا اور ۱۸۹۲ء عیسوی مطابق ۱۳۰۹ھ ہجری مین حضور
پرنور نے اپنی موجودہ فوج مین سے آٹھہ سو جوانون کے دو رسالے امپیریل
سرولیس ٹروپس مین دینے کے لیئے وعدہ فرمایا جسوقت حضور پرنور کے اس

آخر کی خبر ہندوستان مین مشتہر ہوئی تو دوسرے جتنے نامور روسائے ہند تھے انہون نے ہمارے حضور پرنور کی تقلید اختیار کی اور گورنمنٹ آف انڈیا کے منشا کے موافق اپنی اپنی فوجون کے ایک معقول حصہ کو امپیریل ڈفنس کیلئے گورنمنٹ آف انڈیا کے پیش کش کیا تمام ہندوستانی ریاستون مین امپیریل سروس ٹروپس کی ابتدا ہمارے حضور پرنور کی جانب سے ہوئی۔

سر مارٹمر ڈیورانڈ صاحب فارن سکرٹری نے اس امر مین بڑا حصہ دلچسپی کا لیا اور امپیریل سروس ٹروپس ان انڈیا کے لئے چند ضروری قوانین موافق مرقومہ ذیل کے مقرر کئے۔

(۱) یہہ امدادی فوج ریاستون کی موجودہ افواج سے انتخاب کیجائے گی۔

(۲) اس فوج کا جو حصہ منتخب کیا جائے گا وہ امپیریل سروس ٹروپس کے نام سے موسوم ہوگا۔

(۳) امپیریل سروس ٹروپس کو ہمیشہ اپنی اپنی ریاستون سے تعلق رہیگا۔

(۴) امپیریل سروس ٹروپس کے سب افسر دیسی ہونگے۔

(۵) برٹش گورنمنٹ کیطرف سے ہر ایک ریاست مین ایک ایک برٹش افسر امپیریل سروس ٹروپس کی قواعد آموزی اور فوجی تعلیم کے واسطے مقرر کیا جائے گا اور وہ افسر انسپکٹنگ افسر کے نام سے موسوم ہوگا۔

(۶) گورنمنٹ انڈیا کی جانب سے ایک اعلیٰ افسر تمام ہندوستان کی امپیریل

سروس ٹروپس کی نگرانی کے واسطے مقرر ہوگا جو انسپکٹر جنرل امپیریل سروس ٹروپس کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔

(۷) دولت انگلشیہ کو جب کسی موقع پر ضرورت ہوگی تو یہ امدادی فوج برٹش آرمی کے ساتھہ جنگ مین شریک ہوگی۔

(۸) کل بندوقین اور کارتوس سرکار انگریزی کے طرف سے اس فوج کو دئے جائینگے۔ قدر قدرت اعلیحضرت حضور پرنور نے حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کے فارمیشن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ فی الحال آٹھہ سو جوانون کے دو رسالے امپیریل سروس ٹروپس کے لئے مقرر کئے جاتے ہین لیکن آیندہ بحسب موقع انکی تعداد زیادہ کی جائیگی اور اسکے ساتھہ ہی حضور پرنور نے براحم خسروانہ حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی کمان میرے تفویض فرمائی اور ارشاد اقدس یہہ ہوا کہ گولکنڈہ برگیڈ کے افسرون مین سے اس فوج کے لئے کمانڈنگ افسر اور اسکواڈرن افسر انتخاب کئے جائین۔

حسب الحکم اقدس فوج باقاعدہ کے فسٹ سکنڈ تھرڈ لانسرز اور گولکنڈہ لانسرز سے دو دو سو جوان انتخاب کرکے دو رجمنٹ بنائے گئے۔

فسٹ لانسرز کی کمان پر مرزا عبداللہ بیگ سابق برگیڈ میجر اور سکنڈ لانسرز کی کمان پر کپٹن ہاشم علیخان سابق کمانڈنگ گولکنڈہ لانسرز مقرر کئے گئے۔ فسٹ لانسرز کے قیام کے لئے آصف نگر اور سکنڈ لانسرز کے لئے قلعہ گولکنڈہ کے باہر مشرقی طرف چھاونی تیار کیگئی چونکہ سب افسر اور جوان سابق سے فوج مین کارگزار

اور قواعد پریڈ سے واقف تھے امپیریل سروس ٹروپس مین انکا شریک ہونا صرف ایک نام کی تبدیلی ہوئی سب جوانون اور عہدہ دارون نے اپنے نئے کمانڈنگ افسرون کے ماتحتی مین کام شروع کیا ریگولر ٹروپس سے جو جوان امپیریل سروس ٹروپس مین منتقل ہوئے تھے اونمین غیر ملازم سلحدارون کے اکثر گھوڑے تھے اسلیئے سرکار سے یہہ درخواست کی گئی کہ سرکاری خزانہ سے قیمت دیکر وہ کل گھوڑے خرید کر لیئے جائین اور فوج مین سپاہیون کو دے دئے جائین سپاہی لوگ اون گھوڑون کی قیمت اقساط سے ادا کر دینگے۔

سرکار نے میری اس رائے کو منظور فرمایا اور شاہی خزانہ سے رقم ادا کر دی گئی اور ہر ایک سپاہی اپنی اپنی آسامی خرید کر کے گھوڑے کا مالک ہو گیا غرض چند سال مین سرکاری روپیہ بھی ادا ہو گیا۔ اور قریب قریب سب سپاہی خود اسپہ ہو گئے۔

یہہ انتظام حیدرآباد کنٹنجنٹ کے اصول پر مینے سرکاری فوج مین اس لیئے مناسب سمجھا کہ جب گھوڑا خاص سپاہی کا مال ہوتا ہے تو وہ اوسکی حفاظت اور خبرگیری عمدہ طور پر کرتا ہے اور اپنے گھوڑے کو ہمیشہ اچھی حالتین رکھتا ہے۔

گورنمنٹ انڈیا کی تجویز کے مطابق کپتان جون صاحب حیدرآباد اور میسور دونون ریاستون کے امپیریل سروس ٹروپس کی فوجی تعلیم کے لیئے مقرر ہوئے اور تمام ہندوستان کی ریاستون کی انسپکٹر جنرل امپیریل سروس ٹروپس کی خدمت کرنیل ملس صاحب کے تفویض ہوئی۔

کرنل ملس صاحب جسوقت حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کے انسپکشن کے لیئے آئے تو اس فوج کی آراستگی و درستی دیکھکر اسکو نہایت پسند کیا کرنل ملس صاحب کے بعد جنرل سر اسٹوارٹ بٹسن صاحب اس خدمت پر مقرر ہوئے جنرل اسٹوارٹ بٹسن فوجی کامون مین بڑے بیدار مغز اور تجربہ کار افسر تھے دو سال تک اس خدمت پر رہکر وہ سوت افریقہ کی جنگ کو بہیجے گیئے اور جنرل ڈرمنڈ صاحب نے اونکے کام کا منصرمانہ چارج لیا جسوقت سوت افریقہ مین انگریزی سرکار کو تعلیم یافتہ گہوڑونکی ضرورت ہوئی اور گورنمنٹ آف انڈیا نے ہندوستانی ریاستون کے امپیریل سروس ٹروپس سے اڑہائی ہزار گہوڑے جنوبی افریقہ کی جنگ مین بہجوانے کیواسطے اپنا خیال ظاہر کیا تو حسب منشار گورنمنٹ آف انڈیا سب ریاستون کے امپیریل سروس ٹروپس مین سے گہوڑے انتخاب کرکے بہجوائے گیئے حضور پرنور نے حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس سے سو راس اسپ انتخاب کرکے بہجوانے کے لیئے مجہے حکم دیا اور کپتان وگرم صاحب ان گہوڑون کے ساتہہ جانے کے لیئے مقرر ہوئے مینے کپتان وگرم صاحب کے ساتہہ سب گہوڑون کو دیکہکر سو راس اسپ جوان شایستہ اور جو نہایت اچہے تہے انتخاب کیئے۔

۱۵ ماہ جون سنہ ۱۹۰۰ عیسوی کو کپتان وگرم صاحب اون سو راس گہوڑون کو اپنے ساتہہ لیکر سوت افریقہ کو روانہ ہوئے وہ سب گہوڑے ایک مہینے کی مدت مین جنوب افریقہ مین پہونچ گئے اور برٹش کیولری کے جوانون کے جو گہوڑے معرکۂ جنگ مین

مارے گئے تھے یا کثرت کار اور محنت سے بیکار ہو گیے تھے وہ گھوڑے اون جوانونکی سواری مین دےئے گئے اس موقع پر سرکار انگریزی کی فوج کو ہندوستان کے امپیریل سروس ٹروپس کے گھوڑون سے بڑی مدد ملی۔

حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کبھی کبھی سکندرآباد کی فوج کے ساتھ قواعد و پریڈ مین شریک ہوا کرتی ہے اور کنگ امپرر کی سالگرہ کی پریڈ اور نیوایر کی پریڈمین بھی ہمیشہ سکندرآباد کی فوج کے ساتھ قواعد کرتی ہے۔

سکندرآباد کی پریڈ کے موقع پر تین رجمنٹون کی ایک فسٹ برگیڈ زیر کمان سینیر برٹش کمانڈنگ افسر کے رہتی ہے اور حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی دو رسالونکی ایک سکنڈ برگیڈ میرے زیر کمان ہوتی ہے کمانڈر انچیف ان انڈیا اور مدراس کے کمانڈر انچیف اور ہز رایل ہائینس پرنس آف ویلس اور ہز اکسلنسی لارڈ منٹو نے حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کا سکندرآباد کی فوج کے ساتھ انسپکشن کرکے نہایت ہی اپنی خوشنودی خاطر اظہار فرمائی۔

حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کے آغاز کے وقت اعلیحضرت حضور پر نور نے جو ارشاد فرمایا تھا کہ رفتہ رفتہ اس امدادی فوج کی تعداد بڑہائی جاے گی۔ اعلیحضرت حضور پر نور نے اس ارادہ کو ۱۹۰۸ سنہ عیسوی مین پورا فرمایا اور دو دو سو جوان فی رجمنٹ مع عہدہ دارون کے زیادہ فرمادئے اسوقت حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی ہر ایک رجمنٹ مین چھے چھے سو جوانون کی تعداد ہے۔

سابق مین جو فی رجمنٹ تین اسکواڈرن تہے آیندہ سے انگریزی فوج کے مطابق ہر ایک رجمنٹ مین چار اسکواڈرن رہینگے۔

چونکہ حیدر آباد امپیریل سروس ٹروپس کے جوان سرکار نظام کی باقاعدہ فوج مین سے انتخاب کیئے گئے تہے اور سب افسر اس فوج کے گولکنڈہ لانسر سے لے گئے تہے ان سپاہیون کو فنون سپہ گری اور نیزہ بازی وغیرہ مین پہلے سے مشق اور مہارت تہی اور انکی ترقی فوجی کے لیئے سب افسر وقت بوقت ساعی رہے اسلیئے اسوقت اس فوج کی حالت نہایت درجہ قابل اطمینان ہے سالانہ اسالٹ اٹ آرمس مین سب افسرون اور سپاہیون کا فنون سپاہگری مین ہر طرح سے امتحان لیا جاتا ہی۔ اس سالانہ امتحان کے سبب سے ہر ایک افسر اور سپاہی کی یہی دلی کوشش ہوتی ہی کہ وہ اپنے آپ کو سواری اور بہالہ اور تلوار کے استعمال کی مشق فلینسینگ اور ٹنگل اسٹک وغیرہ مین کامل سپاہی بنائے اور ترقی کے مراتب مین ہمیشہ امتیاز پیدا کرے تاکہ آیندہ سال کے امتحان کے وقت اوسکو پورے طور پر کامیابی حاصل ہو۔ سابق مین امپیریل سروس ٹروپس کو ہنری مارٹنی کاربینین دی گئی تہین کچہ مدت کے بعد لی مٹفرڈ کاربینین انگریزی سرکار سے انکو ملین۔

اس فوج کے افسر اور سپاہیون کے لیئے نشانہ اندازی کی نسبت ہمیشہ اپنی دلی توجہ مبذول رکہی اور وقتاً فوقتاً انواع واقسام کے انعامات افسرون اور سپاہیون کے لیئے تجویز کیئے جو افسر یا جوان نشانہ اندازی مین کامیابی حاصل کرتا ہے اوس کا

نام ڈیویژنل آڈر مین شایع کیا جاتا ہے اور سالیانہ ریفل میٹنگ مین اونکو انعامات
دے جاتے ہین اس کوشش کا عمدہ نتیجہ یہہ ہوا کہ کل حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس نے
نشانہ اندازی مین اعلی درجہ کی ترقی کی ہے اور سکرٹری کے انسپکٹنگ رپورٹ مین
اس فوج کی نشانہ اندازی کی نسبت نہایت درجہ تعریف تحریر کی ہے۔

سنہ ۱۹۰۸ عیسوی مین مینے حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی ریفل میٹنگ مین
خاص اعلیحضرت حضور پرنور کیطرف سے ایک بیش قیمت پیالہ مرحمت ہونیکے
لیئے درخواست کی ہے مجھے قوی امید ہے کہ ہمارے قدر قدرت اعلیحضرت
حضور پرنور کے اس شاہانہ انعام کے لیئے کل افسران فوج دلی کوشش کرکے نشانہ
اندازی ریفل مین کامیابی حاصل کرینگے۔

گذشتہ جنگ سوٹ افریقہ اور جنگ روس و جاپان سے یہ امر ثابت ہوچکا ہے
کہ سپاہی کیلئے ریفل بہترین ہتیار ہے۔ اس تجربہ کی بنا پر یورپ کی کل سلطنتون مین بندوق
سے نشانہ اندازی کی مشق سب فوجی فنون پر مقدم رکہی گئی ہے باین خیال میری
دلی کوشش یہہ ہے کہ سرکار نظام کے حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس ریفل سے
نشانہ اندازی مین کل ہندوستان کی فوج سے اول درجہ مین رہے۔

سنہ ۱۳۰۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۹۲ عیسوی مین محبس چنچلگوڑہ کے قیدیون کا بلوہ اور اون کی شکایت کا انسداد

ایک دن صبح کے وقت مین آسمان جاہ بہادر مدار المہام سابق کی ملاقات کے واسطے سرورنگر جارہا تہا جسوقت مین چنچلگوڑہ کے محبس کے پاس پہونچا تو مینے دیکہا کہ محبس کے پاس پولس کے جوانون کا اژدہام ہے۔ اور نہایت شور وغل برپا ہے اور اکبرجنگ بہادر کوتوال اور مسٹر گارڈن مہتمم محبس کوتوالی کے جوانون کی کمک سے محبس کے دروازہ کو بند کررہے ہین اور اندرون محبس سے قیدی لوگ بلوہ کرکے باہر نکلنا چاہتے ہین اور پتہر اینٹیین ماررہے ہین اور اس کوشش پر آمادہ ہین کہ کسی طور سے محبس کے باہر نکلجائین ایک جوق کوتوالی کا بندوقین بہرے ہوے تیار کہڑا ہے اور منتظر ہے کہ کوتوال صاحب کا حکم ہوتے ہی قیدیون پر فایر کرے مین جب محبس کے قریب پہونچا تو قیدیون نے مجہے دیکہکر زارنالی کی اور نہایت الحاح کے ساتہہ آواز دیکر کہا کہ ہم لوگ انصاف چاہتے ہین ہماری فریاد ہمارے ولی نعمت اعلیحضرت حضور پرنور کے پیشگاہ مین آپ پہونچادین۔

گزشتہ ہفتہ مین جب ہم لوگون نے مہتمم محبس کی شکایت کی کہ ہمکو کہانا برابر نہین دیتے تو کوتوال اکبرجنگ بہادر نے ہم لوگون کی شکایت کو مطلق نہ سنا اور کوتوالی کے جوانون نے ہم لوگون پر بندوقین چلائین جن سے چند قیدی مارے گئے اور اب پہر ہمکو بندوقون سے مارنا چاہتے ہین۔

مینے قیدیون کی یہہ گفتگو سنکر فوراً اپنی گاڑہی روک لی اور گاڑہی پر سے اوتر پڑا اور محبس کے دروازہ کے پاس گیا قیدی لوگ جو اندر سے پتہر اور اینٹیین

پہنک رہے تہے اور شور وغل کرکے دروازہ سے باہر نکلجانے کی کوشش کررہے تہے دروازہ کے پاس مجہکو دیکہکر خاموش ہوگئے اور کہنے لگے کہ آپ اندر آیئن اور ہماری فریادسنین مینے جب اندر جانے کا قصد کیا تو اکبر جنگ اور مسٹر گلدڑون نے مجہسے کہا کہ آپ ہرگز اندر نہ جایئن اگر آپ اندر جایئن گے تو قیدی جبتک اپنے حسب دلخواہ سرکار کی جانب سے آپکی زبانی اقرار نہ لے لینگے آپکو نچہوڑینگے ورنہ آپکو ہلاک کرڈالینگے مینے اونکو جواب دیا کہ قیدی لوگ کہہ رہے ہین کہ ہماری فریاد حضور پرنور تک پہونچادی جائے لہذا مین مناسب سمجہتا ہون کہ اونکی فریادسنون اور اونکی طرف سے حضور پرنور کی خدمت مبارک مین عرض کرون اگر قیدی لوگ میری فہمایش سے اسوقت بلوہ موقوف کردین تو کوتوالی کے جوانون کے ہاتہون سے جو بندوقین لئے تیار ہین اونکی جانین بچ جائینگی یہہ کہکر مین محبس کے دروازہ مین گیا سب قیدی میرے اطراف جمع ہوگئے اور کہا کہ پہلے آپ وہ آٹا دیکہین جو ہمین کہانے کو ملتا ہے یہ کہکر سب نے مجہے ہاتہون اور اپنے کاندہون پر اوٹہالیا اور محبس کے اندر اپنے کہانے کی جگہ لے گئے میرے ساتہہ کے دو آدمی تہے وہ دروازہ کے باہر رہ گئے تہے اس واقعہ کے بعد میرے اون دونون ملازمون نے مجہسے بیان کیا کہ اکبر جنگ بہادر اور مسٹر گارڈن نے کہا کہ اب قیدی لوگ محبس کے اندر اپنی خواہش کے موافق شرطین پیش کرینگے اور جبتک وہ شرایط پورے نہو جائینگے وہ افسر جنگ کو باہر نہ آنے دینگے۔

۔ مسٹر گارڈن نے اکبر جنگ سے کہا کہ کوتوالی کے جوانون کو اپنے ہمراہ لے کر

محبس کے عقب سے حملہ کرنا اور قیدیون کے ہاتہون سے افسر جنگ کو چہڑانا چاہیئے اکبر جنگ نے جواب دیا کہ باوجود منع کرنے کے وہ خود اپنے ارادہ سے محبس کے اندر گئے ہین۔ لہذا اونکو اوسکی حالت پر چہوڑ دینا چاہیئے غرض محبس کے باہر تو یہہ باتین ہو رہی تہین اور اندرون محبس قیدی لوگ مجہے جس جگہ اونکا کہانا پکتا تہا وہان لے گئے اور روٹی اور جوا کا آٹا مجہے دکہلایا مینے دیکہا کہ روٹیان بالکل جلی ہوئی تہین اور آٹے مین کرسین آیل کی بو آتی تہی قیدیون نے اپنا احوال رو رو کر مجہہ سے بیان کیا اور کہا کہ جسقدر محنت او مشقت سے کام لین ہم اوسکے لئے حاضر ہین لیکن سرکار سے جو کچہ کہانا مقرر ہے وہ برابر ہمکو ملا کرے مہتمم محبس ہمکو برابر کہانا نہین دیتے سب قیدیونکا یہہ معروضہ اگر حضور پرنور کی خدمت مین پہونچے گا تو اس امر کا ضرور انتظام ہو جائے گا۔

مینے قیدیون سے کہا کہ اگر تم لوگ اسوقت بلوہ اور فساد موتوف کر دوگے اور اپنی اپنی کوٹہریون مین چلے جاوگے تو مین اقرار کرتا ہون کہ تم لوگون کا کل احول حضور پرنور کی خدمت مبارک مین عرض کر کے تم لوگون کے کہانے کا بندوبست معقول طور پر کرا دونگا۔

میری یہ تقریر سنکر قیدی لوگ میرے پاؤن پر گر پڑے اور کہا کہ ہم سب لوگ اپنی اپنی کوٹہریون مین ابہی چلے جاتے ہین چنانچہ چند منٹ مین کل قیدی اپنی اپنی کوٹہریون مین چلے گئے مین نے باہر سے اون کے کل حجرون کے دروازے بند کر دے اور مین محبس کے دروازہ کی طرف آیا تقریباً آدہے گہنٹہ تک مین اندر رہا اکبر جنگ

اور مسٹر گارڈن میرے واپس آنے سے مایوس ہو چکے تھے اس لیے کہ قیدی فساد پر آمادہ تھے
اور قیدیون نے میرے داخل ہوتے کے بعد محبس کے بڑے دروازے کو اندر سے نہایت مضبوط
بند کر لیا تہا اسوجہ سے کوتوالی اور علاقہ محبس کا کوئی جوان اندر جا نسکتا تہا جب مجھکو قیدیون کے
ساتھہ گفتگو مین دیر لگی اور اکبر خنگ اور مسٹر گارڈن کو میری کچھہ خبر معلوم نہوئی تو اکبر جنگ نے
آدمیون کے سامنے اظہار تاسف کر کے کہا اس واقعہ کی خلاصہ کیفیت سرکار مین
عرض کر کے فوجی مدد مانگنی چاہیئے یا جسطرح سرکار سے حکم صادر ہو اوس کے مطابق عمل کرنا
چاہیئے اس اثنا مین محبس کا بڑا دروازہ اندر سے کہولکر مین تنہا باہر آیا۔ اکبر خنگ اور مسٹر
گارڈن نے مجھے دیکھکر نہایت تعجب کیا اور مجھسے پوچھا قیدی بدمعاش کس خیال مین
ہین اور کیا کرتے ہین مینے کہا کہ مینے اون سب کو اونکی کوٹھریون مین بند کر دیا اب
آپ لوگ اندر جاؤ اور اپنا انتظام اطمینان سے کر لو پھر مینے مسٹر گارڈن سے کہا کہ مینے
قیدیون کا آٹا دیکھا وہ نہایت ناکارہ ہے اور اوسمین ایک قسم کی بو آتی ہے آپ اس
آٹے کے عوض مین اونکو دوسرا آٹا منگوا دو اور یہ موجودہ آٹا اونکو ندو یہہ کہکر مین سر آسمانجا
کے پاس گیا اور اون سے ابتدا سے انتہا تک جو کیفیت گذری تہی مینے بیان کی۔
سر آسمانجاہ نے کہا کہ قیدیون کی شکایت سابق مین بہی سماعت مین آئی تہی اور تہوڑا ہی
زمانہ گزرا کہ قیدیون نے بلوہ بہی کیا تہا اور مسٹر گارڈن کی درخواست پر ریگولر پولیس
سے سو جوان بہیجے گئے تھے اوسوقت ریگولر پولیس اور کوتوالی کے جوانون کی بندوقون
سے چند قیدی مارے بہی گئے تہے اور اب پھر یہ بلوہ ہوا اور عین بلوہ کے وقت

آپ وہان پہونچے اور قیدیون نے آپسے محبس کے اندر عرض احوال کیا اور آپ کے کہنے سے سب قیدی بلوہ سے باز آئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل مہتمم محبس کی غفلت اور بد انتظامی ہے لہذا اس امر کی دریافت ایک کمیٹی کے ذریعہ ضرور ہونی چاہیے

سرآسمانجاہ نے مولوی مشتاق حسین صاحب کو حکم دیا کہ ایک کمیٹی چنچلگوڑہ کے قیدیون کی شکایت دریافت کرنے کے لئے عین موقع واردات پر جمع ہو۔ مولوی میر افضل حسین صاحب اوس کمیٹی کے پریزیڈنٹ اور دوسرے تین عہدہ دار اوسکے ممبر مقرر ہون اہالیان کمیٹی قیدیون کا کل احوال دریافت کرکے اپنی راے پیش کرین۔

چنانچہ دوسرے روز محبس چنچلگوڑہ مین ایک کمیٹی منعقد ہوئی ارباب کمیٹی نے اول قیدیون کا بیان تحریر کیا اور اسکے بعد مہتمم محبس کا اظہار لیا اور مجھسے درخواست کی کہ خلاصہ رپورٹ تاریخ واقعہ کی آپ لکھکر بھیجدین مین نے جو واقعات بچشم خود معاینہ کیئے تھے بلا کم و کاست اونکو قلم بند کرکے اہالیان کمیٹی کے پاس بھیجدی اہالیان کمیٹی نے بعد دریافت و تحقیقات کے اپنی رائے قیدیون کے باب مین مدارالمہام صاحب کی خدمت مین پیش کی۔

نقل رپورٹ کمیٹی

چنچلگوڑہ کے محبس مین جو بلوہ ہوا اوسکی سب کیفیت اہالیان کمیٹی نے دریافت کی دراصل مسٹر گارڈن کی غلطی اور بد انتظامی سے قیدیون کی یہ شکایت پیدا ہوئی ہے تھوڑا

زمانہ ہوا کہ اسی قسم کی شکایت قیدیون نے پیش کی تہی تو مسٹر گارڈن مہتمم محبس نے
گسولرٹر ولیس اور کوتوالی کے جوانون سے مددلی اور قیدیون نے جب باہر آنا چاہا
تو اوسوقت اونپر بندوقین چلائی گیئن جنسے چند قیدی مارے گئے اب اس موقع
وہی واقعہ پیش آنے والا تہا اور قریب تہا کوتوالی کے جوانون کی بندوقون سے
لوگ ہلاک ہون کہ اتفاق وقت سے افسر جنگ بہادر کا اوسطرف سے گذر ہوا
یون نے اون سے اپنی شکایت بیان کی اور افسر جنگ بہادر اپنی بہادری اور
یری سے بلا تامل محبس کے اندر چلے گئے اور قیدیون کی شکایت سنکر مدار المہام سرکار عا
خلاصہ کیفیت بیان کی۔ قیدیون کا افسر جنگ بہادر کے کہنے سے بلوہ موقوف کرنا
ر اپنی اپنی کوٹھریون مین بے غدر چلا جانا اونکی فرمان برداری اور حکم شنوی کی بڑی
یل ہے جوانان محبس اور باورچیون وغیرہ کے اظہار سے ثابت ہوتا ہے کہ قیدیون کو
نا برابر نہین ملتا لہذا کمیٹی کی رائے ہے کہ مسٹر گارڈن مہتمم محبس کو سرکار کی طرف سے
فرمائی جائے کہ وہ آیندہ محبس کا انتظام اچہا رکہین اور جو خوراک سرکار سے قیدیونکے
لئے مقرر ہے اوسکے ملنے کا اونکے لئے برابر بندوبست کرین چونکہ مہتمم محبس کی اکثر
روائیان بطور خود ہوا کرتی ہین اسلئے اگر اس محبس کی نگرانی کسی خاص افسر اعلی کے
مہ کر دیجائے تو مناسب ہے فقط

شرح دستخط میر مجلس و ممبران کمیٹی

قیدیونکی شکایت کا جب کمیٹی فیصلہ کرچکی تو اوسوقت نواب سر آسمانجاہ بہادر نے

ایک خط مجھکو تحریر فرمایا جسکی نقل ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

مہربان افسر جنگ بہادر

محبس چنچلگوڑہ کے قیدی جسوقت برسر شورش و فساد تھے اور اون کے عین بلوہ کے وقت قریب تہا کہ کوتوالی کے جوان اونپر بندوقین چلاتے اور وہ ہلاک ہوتے اتفاق سے اوسوقت میری پاس آتے آتے آپکا وہان پہونچنا اور باوجود قیدیونکی امادۂ فساد ہونیکے آپکا تن تنہا بلا کسی اندیشہ کی اونمین چلا جانا اور قیدیون کا اپنے ہاتون پر آپ کو اوٹھا کر محبس کے اندر لیجانا۔ اور مستقل مزاجی اور دانشمندی سے آپ کا اونکو فہمائیش کرنا اور ذاتی سعی و کوشش سے پونے دو سو قیدیون کو اونکی کوٹھریون مین بند کر دینا یہہ کل امور آپکی اعلیٰ درجہ کی بہادری اور دلیری و دانشمندی پر مبنی ہین آپکی اس دانشمندانہ کارروائی سے نہ صرف محبس کے قیدیونکا شر و فساد رفع ہوا بلکہ کوتوالی کے جوانون کے ہاتہون سے جو قیدی بے سبب ہلاک ہونے اونکی جانین آپنے بچائین۔

مجھے نہایت افسوس ہے کہ کوتوال اکبر جنگ کی طرف سے جو رپورٹ پیش ہوئی ہے وہ بالکل خلاف واقعات تہی لیکن کمیٹی کی رپورٹ اور کرنل لڈلو صاحب کی تحریر سے اب حقیقت واقعہ منکشف ہوئی۔ لہذا مین آپکی حسن کارگذاری پر آپکو مبارکباد دیتا ہون اور اس واقعہ کے متعلق جتنے امور کمیٹی نے تحریر کیے ہین اعلیحضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک مین پیش کرتا ہون فقط۔

آسمانجاہ

اعلیحضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کیلئے گنگوارم کی طرف رونق افزا ہونا

۱۸۹۳ء عیسوی کے موسم گرما مین اعلیحضرت حضور پر نور نے شیر کے شکار کے لئے ارادہ فرمایا مجھے حکم اقدس ہوا کہ شکاری لوگ شیرون کی خبر لانے کیواسطے جنگل کو بھیجے جائین شکاریون نے جنگل مین پہونچکر شیرون کی کیفیت سے مجھے اطلاع دی مین نے پیشگاہ اقدس مین عرض کیا کہ شکاریون کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ گنگوارم کے جنگل مین چار شیر موجود ہین حسب الارشاد اقدس فیل خاصہ اور شکار کا سامان گنگوارم کی طرف روانہ کیا گیا اور آٹھوین فروری کو اسپشل ٹرین کی تیاری کیلئے حکم دیا گیا۔

۹ ماہ رجب ۱۳۰۹ء ہجری مطابق ۹ ماہ فروری ۱۸۹۳ء عیسوی روز سہ شنبہ کو اعلیحضرت حضور پر نور کی سواری مبارک گنگوارم کے طرف رونق افزا ہوئی۔ سرکاری اسپشل ٹرین صبح کے دس بجے گنگوارم پہونچی۔

شکاری لوگ گارے کی خبر لائے اعلیحضرت ولیم یابو پر سوار ہو کر واما گنڈم کے طرف تشریف فرما ہوئے فیل خاصہ علی مدد ایک ایسی جگہ کھڑا کیا گیا جہان دو نالے باہم ملتے تھے قریب تین بجے کے ہانکہ شروع ہوا۔ شیر نکلکر اول نادر جنگ کیطرف گیا اونہون نے گولی چلائی شیر زخمی ہو کر بائین طرف کی جہاڑی مین چلا گیا۔ دوسرا شیر حضور پر نور کے سامنے آیا چونکہ جہاڑی بہت گنجان تھی اسلئے شیر قریب آئے تک

نظر نہین آیا۔ شیر نے یکایک فیل خاصہ کو دیکھکر پلٹنا چاہا لیکن اعلیحضرت کی نظر اوسپر
پڑ گیئی حضور پر نور نے فوراً گولی چلائی شیر کے قلب پر لگی شیر نے اپنی جاے سے جست
کی اور چند قدم جا کر گر گیا۔ تیسرا شیر اعلیحضرت کی بائین طرف سے نکل کے چلا گیا گہانس
اور جہاڑی زیادہ ہونے کے سبب سے یہہ شیر سوا چند ہانکہ والون کے اور کسیکو نہین دکہائی
دیا۔ شکار سے کیانپ کو واپس ہونے کے بعد شیر کا ہاتہی کے بالکل قریب آنے کا
احوال اعلیحضرت حضور پر نور دام سلطنتہٗ دیر تک بیان فرماتے رہے اور الماس کی ایک
انگوٹہی اس روز حضور پر نور نے مجہے مرحمت فرمائی اس انگوٹہی کا الماس بہت بڑا اور
چمکدار ہے مین نے اس سرفرازی شاہانہ کا شکریہ ادا کر کے نذر گذرانی۔ شکار سے بلدہ کو واپس
آنے کے بعد پنا لعل جوہری ایک روز میرے پاس آئے تہے اسوقت وہ حضوری عنایتی
انگشتری میرے ہاتہہ مین تہی۔ پنا لعل نے اس انگشتری کو دیکھکر کہا کہ یہ الماس بالکل
بے جرم ہے اسکی مالیت چہہ سات ہزار روپیہ سے زیادہ ہوگی۔

دسوین ماہ رجب روز چہار شنبہ مطابق ۱۰ ماہ فبروری کو سواری مبارک کوہ انت گری
کے طرف رونق افزا ہوئی اس جگہ دو شیرون کی خبر تہی کوہ انت گیری پر جو مشہور دیول ہے
اوس کی مغربی طرف ایک ٹیکری پر فیل خاصہ علی مدد کہڑا کیا گیا اس ٹیکری کے
اطراف مین بہت جہاڑی تہی۔ تہوڑی دیر کے بعد ہانکہ شروع ہوا۔ شکاریون نے
ہانکہ والون کے تین حصہ کیئے اول حصہ کوہ انت گیری کے اوپر سے پہاڑ کے
کنارے تک دوسرا حصہ کوہ کے درمیان سے دامن کوہ تک تیسرا حصہ

پہاڑ کے نیچے کے نالون اور جنگل مین یہہ انتظام اس خوبی سے کیا گیا کہ جسطرف شیر یا ریچھ یا تنیدوا ہو یہہ سب جانور حضور پر نور کے سامنے آئین۔

جبکہ اوپر کے ہانکہ والون نے پہاڑ پر سے آتشبازی پہنکنا شروع کیا ایک شیر جو بڑے پتھرون کے بیچ مین بیٹھا ہوا تہا غراتا ہوا اوٹھا اور فیل خاصہ سے تقریباً سو وار کے فاصلہ پر ڈڈرتا ہوا چلا اعلیٰحضرت نے اوسپر چار گولیان چلائین ایک گولی شیر کے پنجہ مین لگی شیر زمین پر گر کے کہڑا ہوا اور پہر جہاڑی مین جاکر پوشیدہ ہوگیا تقریباً دس منٹ گزرے ہون گے کہ یکایک فیلخاصہ علی مرد نے بے قراری شروع کی کبہی اپنی جگہہ سے جنبش کرتا کبہی اپنی سونڈ زمین پر مارتا غرض کہ ہاتہی کی حرکتون سے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ اوس نے شیر کو دیکہا ہے جسقدر ممکن تہا دہنے بائین طرف دیکہا گیا۔ کثرت جہاڑی کے باعث کوئی جانور نظر نہین آیا تہوڑی دیر کے بعد فیلبان نے دیکہا کہ دو شیر خاص اوسی جگہ جہاڑی مین سے نکلکر نیچے کے طرف جا رہے ہین۔

جس جہاڑی کے عقب مین فیلخاصہ کہڑا تہا اوسکے مقابلہ مین جو لوگ درختون پر بیٹھے تہے اونکی زبانی معلوم ہوا کہ وہ دونون شیر آہستہ آہستہ اوس نالہ مین سے جاکر اوس ٹیکری پر چڑہے جسپر کہ حضور پرنور کا ہاتہی کہڑا تہا اور اوس جہاڑی مین جو کہ فیلخاصہ کے منہہ کے سامنے تہی وہ دونون شیر گئے اور چند منٹ تک کہڑے رہے چونکہ جہاڑی نہایت گنجان تہی اس سبب سے اعلیٰحضرت نے ہاتہی پر سے شیرون کو ملاحظہ نہین فرمایا لیکن ہاتہی نے شیرون کو دیکہہ لیا تہا اسلیئے بے قرار ہوکر اپنی جائے سے جنبش کرتا تہا جبکہ

شیرون نے ہاتہی کی آواز سنی کود کر نالے مین چلے گئے۔

اعلیحضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک ریچہہ سامنے کے پہاڑ سے سیدہا چلا آرہا ہے جب وہ ریچہہ تقریباً ساٹہہ وار کے فاصلہ پر پہونچا حضور پرنور نے ایک گولی سے اوسکا کام تمام کیا اس ریچہہ کو گر کر چار منٹ بہی نہین ہوئے ہونگے کنارے مین سے دو شیر نکلے یہہ وہی دونون شیر تہے جو پہلے فیل خاصہ کے نزدیک آئے تہے اور وہان سے نالہ نالہ ہانکہ کے طرف گئے ہانکہ کا شور وغل سنکر پہر دوسرے طرف کے پہاڑ پر جانے کا اونہون نے ارادہ کیا۔ یہہ دونون شیر جب اوس ریچہہ کے قریب پہونچے جسکو حضور پرنور نے شکار فرمایا تہا یکایک کہڑے ہوگئے علی مددنے جب سے شیرون کو دیکہا تہا خلاف عادت کے اسقدر جنبش کر رہا تہا کہ اوپر سے گولی لگانا دشوار تہا فیلبان نے ہرچند کوشش کی کہ ہاتہی کو استقلال سے کہڑا کرے لیکن ممکن نہوسکا اوسوقت کا تماشا قابل دیکہنے کے تہا کہ شیرون کے دہنے بائین اور پیچہے سے ہانکہ والے شور وغل کرتے ہوئے چلے آرہے تہے سامنے حضور پرنور کا ہاتہی کہڑا تہا اس حالت مین شیر بالکل محصور ہوگئے تہے یہ دونون شیر حضور پرنور کے سامنے تقریباً ساٹہہ یا ستر وار کے فاصلہ پر غصہ کی حالت مین کہڑے ہوئے تہے اور ہانکہ والون کے طرف دیکہنا پہر ہاتہی کی طرف پلٹنا اور دم ہلا کر غصہ کرنا غصہ کی حالت مین شیرونکی موچہون کے بال جو کہڑے ہو جاتے تہے برابر نظر آتے تہے غرض کہ تہوڑی دیر تک یہ عجیب غریب تماشا رہا۔

چونکہ ہاتہی نہایت جنبش کر رہا تہا اعلیحضرت نے گولی چلانے مین ذرا تامل فرمایا جب ہاتہی کا جنبش کرنا موقوف نہوا بمجبوری اعلیحضرت نے اوس شیر پر جو آگے تہا گولی چلائی گولی شیر کے شکم مین لگی دونون شیرون نے فیلخاصہ کی دہانی طرف سے دوسرے پہاڑ پر جانیکا ارادہ کیا۔ پہاڑ پر جہاڑی کم تہی بندوق چلانے کا بڑا عمدہ موقع تہا لیکن علی مدد اول سے آخر تک اسطرح ہلتا رہا جیسے کہ طوفان مین کشتی ہلتی ہو۔ برین ہم جبتک یہہ دونون شیر اعلیحضرت کو نظر آتے رہے حضور پر نور نہایت جلدی اور مستعدی سے اونپر بندوقین فیر کرتے رہے خالی ریفل مین کارتوس رکہکر دینے مین اگر مجہہ سے ذرہ دیر ہوتی تو اعلیحضرت خود ریفل کو بہرتے اور فایر کرتے۔

باوجود ہاتہی کے ہلنے اور شیرون کے زور سے بہاگنے کے اعلیحضرت نے دونون شیرون کو زخمی کیا۔ ایک شیر تو تہوڑی دور جاکر گر گیا اور دوسرا شیر مقابل کے پہاڑ کے غار مین جاکر مر گیا جب ہانکہ والے قریب پہونچے تو بالکل شام ہوگئی تہی تاریکی مین ممکن نہ تہا کہ شیرون کی تالاش کیجاتی ریچہہ کو اوٹہا کر کیامپ مین لائے اعلیحضرت نے بہی فرودگاہ کا قصد فرمایا۔

دوسرے روز علی الصباح مین اوس مقام پر گیا جس جگہ کہ زخمی شیر چہوڑ دئے گئے تہے ایک شیر جہاڑی مین مردہ ملا بعد کو دوسرے شیرون کی تالاش کی گئی دوسرے دونون شیر زخمی ہوکر داما گنڈم کے جنگل مین چلے گئے انمین سے ایک کے پنجہ مین گولی لگی تہی وہ شیر تقریباً ایک مہینے تک زندہ رہا جنگل مین لنگ کرتا پہرتا تہا بعد کو

شکاری اسکو مار کر اوسکا چمڑا ملاحظہ اقدس مین لائے۔

۱۵ ماہ رجب ۱۳۰۹ سنہ ہجری مطابق ۱۵ ماہ فروری ۱۸۹۲ سنہ عیسوی کو سواری مبارک گنگوارم سے بلدہ مین رونق افروز ہوئی۔

اعلیحضرت حضور پر نور کا شیر کے شکار کیواسطے چنتل پلی اور کیسا مندرم اور مان کوٹہ کی طرف تشریف فرما ہونا

اس سال کے آخر موسم مین بارش کم ہونے کے سبب سے گھانس جنگل مین کم پیدا ہوئی اور جنگل جھاڑی بہی جلد خشک ہوگئے اس زمانہ مین اعلیحضرت حضور پر نور نے شیر کے شکار کیواسطے ارادہ فرمایا اور مجھسے ارشاد ہوا کہ ہرچند یہہ سال کمی بارش کے سبب سے شیر کے شکار کے لیئے زیادہ موزون نہین ہے لیکن چند روز کے لئے سواری مبارک شیر کے شکار کے لیئے جائے گی لہذا ضروری انتظام شکار کا فوراً کیا جائے حسب الحکم اقدس مین نے فوراً ہاتہی اور شکار کا سامان روانہ کیا اور ۱۱ رمضان ۱۳۰۹ سنہ ہجری مطابق ۹ ماہ اپریل ۱۸۹۲ سنہ عیسوی روز شنبہ کو چنتل پلی کی طرف سواری مبارک رونق افزا ہوئی اور اس مقام پر پہونچنے کے بعد سرکاری اسپیشل ٹرین اسٹیشن پر ایک محفوظ جگہ کہڑی کی گئی یہان پر اعلیحضرت حضور پر نور چار روز تک سلون خاص مین قیام فرما رہے ریل گاڑی کے ڈبے جو بصرف ایک لاکہہ روپیہ خاص حضور پر نور کے لئے ولایت مین بنوائے گئے ہین وہ قابل دید ہین۔

اعلیحضرت حضور پرنور کے ریلوے کیا ریج جسمین ڈرائنگ روم نہایت آراستہ ہے اور استراحت فرمانے کا کمرہ علیحدہ ہے۔ لباس تبدیل فرماتے اور حمام کرنے کے مقامات کمال خوبی اور عمدگی سے اپنے اپنے محل اور موقع پر بنے ہوئے ہین۔

سرکاری توشک خانہ کی دوسری گاڑہی ہے اور اوس سے ملحق ڈنیگ سلون یعنے میز خانہ کی گاڑہی ہے اوسکے درمیان بڑا میز بچھا ہوا ہے جسپر بارہ صاحب لوگ کہانا کہا سکین باورچیخانہ کی گاڑہی اوس سے ملحق ہے اور دو گاڑہیان ایڈیکانون کے واسطے ہین ان تمام گاڑہیون مین ایک گاڑہی سے دوسری گاڑہی مین آنے جانے کا راستہ بنا ہوا ہے۔ جس سے ٹرین چلتے وقت بلا دقت گاڑہیون مین آمد و رفت ہو سکتی ہے غرض یہہ سب ریلوے کیاریج حضور پرنور کے مثل ایک محل کے ہین جسقدر سکانیت کی ضروری چیزین درکار ہوتی ہین وہ سب ان ڈبون مین موجود ہین۔

چنتل پلی مین پہونچنے کے بعد چند بار ہانکے ہوئے لیکن شیر نہین ملا یہان سے ۱۶ ر رمضان کو حضوری اسپشیل کیسا مندرم کی طرف روانہ ہوئی اعلیحضرت حضور پرنور اس جگہ بہی ٹرین مین تشریف فرما رہے۔

اٹھارہوین اپریل کو گارے کی خبر آئی گیارہ بجے حضور پرنور شکارگاہ مین رونق افزا ہوئے جب ہانکہ نزدیک پہونچا پہاڑ سے دو شیر نکلے ایک شیر حضور پرنور کے مچان کی دہنی طرف سے نکلا جسکو اعلیحضرت حضور پرنور نے اول گولی مین زخمی کیا دوسرا شیر بچکر کسی جانب کو نکل گیا۔ یہہ زخمی شیر پہاڑ مین چلا گیا اوس روز ہر چند تلاش کی گئی۔ لیکن

نہین ملا دوسرے روز پہاڑ کے دامن مین مردہ پایا گیا۔

اس مقام پر آٹھہ روز تک سواری مبارک رونق بخش رہی اور ۲۴ رمضان شریف مطابق ۲۲ اپریل کو اعلیحضرت حضور پر نور ہان کوٹہ مین رونق افزا ہوے۔ ۲۰ رمضان شریف کو شبنہ کے روز میتا کنٹہ سے گارے کی خبر آئی یہہ مقام کیانپ شاہی سے بہت ہی قریب تہا حضور عالی کے واسطے دامن کوہ مین ایک درخت پر مچان باندہا گیا تہا جبکہ ایک باگن اوس درخت کے بہت قریب پہونچ گئی تب حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا۔ باگن کی نظر جسوقت مچان پر پڑی وہ چاہتی تہی کہ جست کر کے دوسری طرف کو نکل جائے لیکن اعلیحضرت حضور پر نور نے ایک ہی گولی مین اوسکا کام تمام کر دیا۔

دوسرے روز مینور کے جنگل سے گارے کی خبر آئی سواری مبارک وہان رونق افزا ہوئی جسوقت ہانکہ کیا گیا شیر نادر جنگ کے سامنے سے نکلا انہون نے گولی چلائی شیر زخمی ہو کے جہاڑی مین بیٹھہ گیا نادر جنگ اپنا ہاتہی اوسکے نزدیک لے گیے شیر نے ہاتہی پر حملہ کیا نادر جنگ نے دوسری گولی چلائی جو اوسکی گردن مین لگی شیر اوسی جگہ گر گیا۔ ہانکہ والون کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک شیر ہانکہ کے وقت اونکے پیچہے سے نکلکے پہاڑ مین چلا گیا ہے اعلیحضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ اوس پہاڑ مین گارے کے لیے جاموش باندہے جاین چنانچہ شب مین شیر نے دو جاموش مارے اعلیحضرت حضور پر نور پہر مینور کے جنگل مین تشریف فرما ہوے ہانکہ شروع ہو کر تہوڑی دیر گذری تہی کہ شیر پہاڑ پر نظر آیا اور نالہ نالہ سیدہا اعلیحضرت حضور پر نور کی طرف آرہا تہا کہ حضور پر نور

سے نے تقریباً ساٹھہ وار کے فاصلے سے گولی چلائی اول ہی گولی مین اوسکا کام تمام ہوگیا۔ ۲۸ ہر اپریل ۱۸۹۲ء عیسوی کو اعلیحضرت نے بلدہ مین مراجعت فرمائی۔

حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کا انسپکشن

سر ہاورڈ ملس انسپکٹر جنرل امپیریل سروس ٹروپس ان انڈیا جمادی الاول ۱۳۱۰ھ ہجری مطابق نومبر ۱۸۹۲ء عیسوی مین حیدرآباد آئے اور حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کا اونہون نے انسپکشن کیا اول روز سر ہاورڈ نے دونون رجمنٹون کے گھوڑون اور جوانون کو دیکھا دوسرے روز قواعد اور ڈرل مین اونہون نے افسرون کا امتحان لیا۔ تیسرے روز سب فوج نے برگیڈ قواعد اور رکانسانس کا کام گولکنڈہ کے میدان مین لیا اور شام کو نیزہ بازی اور دوسرے فوجی کرتب دیکھے سر ہاورڈ ملس نے حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی سپاہیانہ وضع اور فوجی افسرون کی قواعد دانی اور فنون سپاہ گری مثل نیزہ بازی اور ٹنیٹ پیگ اینگ وغیرہ کی نسبت بہت کچھہ تعریف فرمائی اور کہا کہ دوسری نیٹو اسٹیٹ کی امپیریل سروس ٹروپس کو آغاز ہوکر چند سال کی مدت ہو چکی ہے لیکن حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کی فوجی حالت دوسرے ہی سال مین بالکل اونکے مقابل بلکہ نیزہ بازی اور دیگر فنون سپاہگری مین اونسے بہتر اور اعلیٰ درجہ مین ہے۔

فوج کے انسپکشن کے بعد سکنڈ لانسر امپیریل سروس ٹروپس کی لین قلعہ گولکنڈہ کی شرقی جانب تیار کرنے کے لئے سر ہاورڈ نے فیصلہ کر دیا اور لین کی

تیاری کپتان ہاشم نواز جنگ بہادر کے اہتمام سے شروع ہوئی۔

اعلیحضرت حضور پرنور کا شیر کے شکار کیلئے کیسا مندرم اور مانکوٹہ کیطرف تشریف فرما ہونا

امسال بالکل یہہ خیال نہ تہا کہ اعلیحضرت حضور پرنور کی سواری مبارک شیر کے شکار کے واسطے اضلاع مین رونق بخش ہوگی اسلئے کہ گرما کے موسم مین مجھے ارشاد ہوجاتا تہا کہ شیر کے شکار کا انتظام کیا جائے چونکہ امسال پندرہوین مارچ تک کچھ ارشاد نہین ہوا تہا اسلئے شیر کے شکار کے واسطے، اعلیحضرت حضور پرنور کے تشریف لیجانے کی مطلق امید نہ تہی۔

۱۶ مارچ کو اعلیحضرت حضور پرنور نے خاصہ تناول فرمانے کے بعد مجھے ارشاد فرمایا کہ امسال شیرون کی کیا خبرین ہین شکاریون نے کچھ خبر دی ہے یا نہین مین نے عرض کیا کہ سب شکاری حکم خداوندی کے منتظر ہین بجرد صدور حکم اقدس شکار کا انتظام کیا جائے گا اوسوقت ارشاد ہوا کہ فوراً شکار کا بندوبست کیا جائے اور ۲۹ مارچ کو اسپیشل ٹرین تیار رہے بجرد صدور حکم عالی شکار کا سب انتظام کرکے پیشگاہ اقدس مین عرض کیا گیا ارشاد اقدس ہوا کہ سواری مبارک پہلے کیسا مندرم مین رونق بخش ہوگی اور اوس کے بعد مانکوٹہ اور پاکہال کے تالاب کا قصد کیا جائے گا۔

۱۰ ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۲۹ مارچ سنہ ۱۸۹۳ عیسوی کو اعلیحضرت حضور پرنور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۹۰	۹	آنبائے	دریا
"	۱۳	جمعہ لو	جمعہ کو
۴۹۱	۸	انیڈر	آئی لینڈ
۴۹۲	۱۳	وائی	والی
"	۱۴	ریس اسٹیڈ	ریس اسٹانڈ
۵۰۴	۱۵	تہٹنگ سیٹ	ٹہنگ سیٹ
۵۰۸	۱۴	بٹرے	پٹرے
۵۱۰	۱۱	سنارت	سفارت
۵۱۶	۱۴	لیشن	راشن
۵۲۳	۶	ویپلین	ڈسپلین
۵۲۵	۱۱	کیپلین	کیمپ الف
۵۳۲	۷	مشتری	مشنری
۵۳۸	۵	ڈھیلاکرتا	ڈھیلاکرتا
۵۴۲	۱۰	کہتیون	کنٹون
۵۴۳	۲	کیشن اسیس	کیپٹن اسپنس
۵۵۴	۱۷	کیکرحان	کہکیرون
۵۶۳	۸	ورانڈرفی	ڈرائی

زخمی کیا تھا وہ تیندوا ایک جھاڑی مین بیٹھا ہوا ایک شکاری کو دکھائی دیا اوسنے اوسپر گولی چلائی تیندوا اول ہی سے نہایت کاری زخم کھاکے نیم جان تھا جھاڑی مین گرکر مرگیا شکاری لوگ اوس تیندوے کو اعلیحضرت حضور پر نور کے ملاحظہ اقدس مین لاے تھے

غرض آٹھ روز تک کیسا مندرم مین قیام رہا لیکن ایک تیندوے کے سوا اور کچھ شکار نہ ملا۔ ۹ ماہ اپریل کو اعلیحضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ شب کو بمابدولت اسپشل ٹرین مین مان کوٹہ کی طرف رونق افزا ہون گے حسب الحکم اقدس اسپشل ٹرین کا انتظام کیا گیا شام سب ہمراہیان سواری مبارک کو حکم ہوا کہ ہاتھی اور گھوڑے اور اسکارٹ وغیرہ غروب آفتاب کے قبل روانہ ہوکر مان کوٹہ پہونچ جائے۔

سرکاری اسپشل ٹرین تین بجے شب کے روانہ ہوئی کیسا مندرم سے مان کوٹہ کو پہاڑون مین سے گزر کے ریل کی سڑک جاتی ہے اسلیئے دور سے ریل گاڑی نظر نہین آتی سرکاری ہاتھی جنکی تعداد تقریباً چوبیس زنجیر کے ہوگی کیسا مندرم سے روانہ ہوکر ریل کی سڑک پر آہستہ آہستہ جارہے تھے یکایک اسپشل ٹرین ہاتیون کے نزدیک آپہونچی انجن ڈریور نے ہاتیون کو انجن سے اتنا قریب دیکھا کہ اوسکے ہوش اوڑ گیئے چونکہ وہان پر سڑک مین کچھ نشیب بھی تھا ٹرین نہایت تیزی سے جارہی تھی یہہ امر کسی طرح ممکن نہ تھا کہ ٹرین فوراً روک لی جاتی اس حالت مین انجن ڈریور نے زور سے ریل کی سیٹی دی اور ایک چشم زدن مین انجن ہاتھیون کے بیچ مین پہونچ گیا سب ہاتھی انجن کی سیٹی سے دہنی بائین طرف ہوگئے تھے مگر ایک ہاتھی فتح نصیب نامی جسپر کربی بار

کی ہوئی تہی وہ بالکل سڑک کے بیچ مین چل رہا تھا یکایک انجن کا اگلا حصہ برابر ہاتہی کے شانہ مین لگا انجن ڈرایور کا بیان تہا کہ یہ واقعہ دیکھکر قریب تہا کہ خوف سے میری روح قالب سے نکلجائے اسلیئے کہ یہہ ایک خوفناک حالت تہی کہ ساری ریل اولٹ جاتی یا انجن ریلوے لین سے علیحدہ ہوجاتا جس سے پچہلی گاڑیون کو نقصان عظیم پہونچتا۔

سب سے زیادہ نازک یہہ امر تہا کہ یہہ خاص اسپشل کوئی معمولی گاڑی نہ تھی اور اس اسپشل ٹرین مین تقریباً ایک کرڑوڑ بیس لاک آدمیون کا فرمانروا اور حاکم ملک دکن رونق افزا تھا۔

غرض انجن کی ہاتہی سے جب ٹکر ہوئی ہاتہی کے پاؤن زمین سے اتنے اوٹہے کہ قریب دس فٹ کے زمین سے بلند ہوکر ریلوے سڑک کے دہنی طرف علی مدد ہاتہی پر گرا اور اسی جگہ مرگیا اور علی مدد کا دہنی طرف دانت ٹوٹ گیا۔

انجن ڈریور نے جب دیکھا کہ بڑی خوفناک حالت سے نجات ملی تو تہوڑی دور جاکر اسپشل کو اوس نے روک لیا۔ انجن کی ہاتہی سے جسوقت ٹکر ہوئی تہی اوسوقت ہرایک شخص کو یہہ محسوس ہوا تہا کہ ٹرین کو کسی قسم کا صدمہ ضرور پہونچا۔ گاڑی ٹہیرانے کے بعد انجن ڈرایور نے آکر یہہ کل کیفیت بیان کی اور اوسکے بیان کے مطابق اعلیحضرت حضور پرنور کی خدمت مبارک مین سب احوال عرض کیا گیا ایسے نازک موقع پر صدمہ عظیم سے ریل گاڑی کا محفوظ رہنا یہ حضور پرنور کا اقبال تہا۔

صبح کے چہہ بجے سواری مبارک مان کوٹہ پہونچی مان کوٹہ کے جنگل مین بہی مثل

کیسا مندرم کے پانی بہت اور جھاڑی بنرتھی یہان پر بہی شکار کی زیادہ امید معلوم نہوئی اکثر گارون کی خبر آئی اور اعلحضرت حضور پرنور چندبار شکار کو تشریف فرما ہوے لیکن کوئی شیر نظر نہین آیا۔

آٹھوین ماہ اپریل کو رفیع الدین نامی کوتوالی کا ایک جوان خیمہ مبارک کے قریب پہرہ پر کھڑا تھا اوسکو سانپ نے کاٹا کوتوالی کا گارڈ دور ہونے کے سبب سے کوئی جوان نزدیک نہ تھا کہ اوسکی بدلی کرسکتا ہرچند ملازمان سرکاری نے رفیع الدین سے کہا کہ خود چلے جاؤ اور اپنی بدلی کا جوان بہیجدو لیکن اوس نے جانے سے انکار کیا اور کہا کہ مین اپنے پہرہ کی جگہ چہوڑ کر نہین جاتا یہان تک زہر نے اثر کیا کہ رفیع الدین بیہوش ہو کر گر پڑا یہہ خبر اسٹاف سرجن لقمان الدولہ بہادر کو پہونچی اونہون نے آکر جوان مذکور کو دیکہا اور اپنے خیمہ مین اوسکو لے گیے اور نہایت کوشش سے علاج کیا اعلحضرت حضور پرنور نے بکمال رحم دلی و سرفرازی خود رونق افزا ہو کر کوتوالی کے جوان کو ملاحظہ فرمایا سانپ کاٹنے کے بعد جوان نے جو اپنے پہرہ کی جگہ نہین چہوڑی یہہ امر باعث خوشنودی خاطر اقدس ہوا رفیع الدین جوان کا کثرت سم سے برا حال رہا کسی طرح اوسکی زندگی کی امید نہ تہی لیکن اوسکی زندگی باقی تہی لقمان الدولہ کے علاج سے دوسرے روز صحت کی کچھ صورت نظر آئی اور دو تین روز مین وہ بالکل اچہا ہوگیا۔

اعلحضرت حضور پرنور نے رفیع الدین جوان کو اس خدمت کے صلہ مین جو اوسنے سانپ کے کاٹنے سے اپنے پہرہ کی جگہ نچہوڑی جمعداری کے عہدہ سے سرفراز فرماکے پانسو روپیہ

انعام مرحمت کیئے۔

دسوین اپریل کو میسنا کنٹہ سے گارے کی خبر آئی اعلیحضرت حضور پرنور شکار کے لیئے
وہان رونق افزا ہوئے ہانکہ شروع ہوا شیر سامنے کے پہاڑ سے نکلا اور نالہ کی طرف دوڑتا
جاتا ہوا نظر آیا اعلیحضرت نے متواتر چار گولیان چلائین ایک گولی شیر کی کمر مین لگی تہوڑی
دور جاکر وہ شیر گر گیا۔

۱۹ ماہ اپریل ۱۸۹۳ عیسوی مطابق ۲ شوال ۱۳۱۰ ہجری کو سواری مبارک مان کوٹہ سے
بلدہ مین رونق افزا ہوئی۔

بلدہ مین اولے برسنا

۱۳۱۰ ہجری مین حسب معمول عید ذی الحجہ کا دربار ہوا اس دربار مین اعلیحضرت حضور
پرنور نے بمراحم خسروانہ مرزا ولایت علی بیگ مرزا احمد علی بیگ مرزا حامد علی بیگ میرے تین
فرزندون کو خانی اور بہادری کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔

اس سال مین موسم گرما کی نہایت درجہ شدت رہی اکثر اوقات دن کو بارہ بجے آلہ
مقیاس الحرارت ورانڈہ مین ایکسو پانچ اور ایکسو آٹہہ درجہ تک پہونچ جاتا تھا۔

غرہ مارچ کو کچھ ابر آیا اور بارش ہوئی اوس روز میرے پاس چند مہمان افسر سکندرآباد سے
آئے ہوئے تہے مین اونکو چوکڑے کی گاڑی مین اپنے ساتہہ سوار کرکے فوراً ان ہانڈ ڈرایو کرتا
ہوا شام کے پانچ بجے حیدرآباد کلب کو گیا آفتاب غروب ہونے کے بعد بجلی کڑکنا اور

بادل گرجنا شروع ہوا اوسوقت مینے اپنے احباب سے کہا کہ بارش کی آمد قریب معلوم ہوتی ہے اب مکان کو جلد واپس جانا چاہیئے میرے احباب میرے ساتھ چوکڑے مین سوار ہوے اور مین خود فوراً ان ہانڈ ڈرایو کرتا ہوا کلب سے باہر نکلا یکایک بارش شروع ہو گئی اور تند ہوا چلنے لگی جسوقت ہمارا چوکڑہ باغ عامہ کے قریب پہونچا اوسوقت ہوا اس زور سے چلی کہ باغ عامہ کے سامنے کا ایک درخت جڑ سے اوکھڑ کے زمین پر گر پڑا۔ بارش کی شدت اور بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سے یہہ اندیشہ ہوتا تھا کہ گھوڑے قابو سے نکل کے کہین چوکڑے کو دے بہاگین بڑی احتیاط سے چارون گہوڑون کو آہستہ آہستہ ڈرایو کرتا ہوا مین اپنے بنگلہ راحت منزل کے احاطہ کے قریب آپہونچا۔ اسوقت پانی کے ساتھ چہوٹے چھوٹے اولے برسنا شروع ہوے چونکہ ہوا بہت تند تہی وہ چہوٹے چہوٹے اولے ہوا کے طمانچون سے اس زور سے گرے کہ گاڑہی کے گہوڑے بالکل پریشان ہو کر جہکنے لگے۔

چوکڑے مین جو لوگ سوار تہے اونکو بھی اولون کی چوٹ سخت ناگوار معلوم ہوئی چونکہ ہوا شمال سے چلنی شروع ہوئی تہی اور وہ بالکل گہوڑون کے منہ پر لگ رہی تہی اوسکے صدمہ سے گہوڑے راحت منزل کے دروازہ پر یکبارگی کہڑے ہو گئے اور اونہون نے بے قراری شروع کی بنگلہ مین اوسوقت جتنے آدمی موجود تہے اونہون نے جب گہوڑون کی وحشت دیکھی فوراً اپنی اپنی جگہ سے دوڑے اور گہوڑون کے پاس جمع ہو کر اون کے ہارنس نہایت عجلت سے کہولے اور ہم لوگ گاڑی پر سے اوتر کے بنگلہ کی طرف گئے اب اولے زیادہ برسنے لگے اور اونکے پر بارش کی اتنی شدت ہوئی کہ چند منٹ مین راستون

تقریباً دو دو فٹ تک جمع ہو گیئے نوکر لوگ گہوڑون کو طویلہ مین پہونچا کر جب پلٹے تو اونکی پاؤن گہٹنون تک اولون مین اوتر جاتے تہے غرض اسقدر اولون کی بارش ہوئی کہ تہوڑی دیر مین سب راستے بند ہو گیئے شب کی تاریکی مین جسطرف راستون اور بنگلہ کے کمپونڈ پر نظر کی جاتی تو سفید سفید اولون کے فرش کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔

میرے احباب نے اوسوقت مین اپنے صحیح وسالم پہونچنے سے پروردگار عالم کا شکریہ ادا کیا جیسے اولون کی یکایک کثرت سے بارش شروع ہو گئی تہی اگر اوس موقع پر بنگلہ مین پہونچنے سے ہمکو ذرہ دیر بھی ہوتی تو ہمارے چوکڑے کے گہوڑے اولون کے صدمہ سے ممکن نہ تہا کہ اپنی حالت پر قایم رہتے بلکہ بے اختیار جسطرف کو چاہتے گاڑی کو لے بہاگتے۔

غرض کامل ایک گہنٹہ تک اولے برستے رہے اور اولون کے ساتھہ ہوا بہی تند و تیز چلتی رہی جسکے صدمہ سے صدہا تناور درخت جڑ سے اوکہڑ کے گر پڑے آٹھہ بجے کے قریب شب مین اولے برسنا موقوف ہوئے۔

دوسرے روز صبح کے وقت سوار ہو کے مین ڈیوڑہی مبارک کو گیا تو راستون کی دونون طرف رات کے برسے ہوئے اولے جمع تہے اکثر درخت گرے ہوئے پڑے تھے اور جو درخت باقی تہے اونکی شاخون مین پتہ کا نام تک نہ تھا بلکہ اولون کے صدمہ سے سب پتے جہڑ کے اکثر شاخین بہی ٹوٹ گئی تہین اور درختون کی چھال تک نکل گئی تہی۔

ڈیوڑہی مبارک مین پہونچنے کے بعد چوبدارون کی زبانی معلوم ہوا کہ شبکو

ہمیشہ دس بجے ڈیوڑہی مبارک کے جلوخانہ کا دروازہ بند ہوا کرتا تھا اولون کی بارش کے بعد دروازون کے بیچ مین اسقدر اولے جمع ہوگئے تھے کہ دروازہ بند کرنے کے لیئے ہر چند کوشش کی گئی لیکن اولون کی کثرت سے دروازہ بند کرنے مین کامیابی نہین ہوئی جب دروازون کے پاس سے اولون کا ہٹانا چاہا تو یہہ بہی ممکن نہ ہوا اس لیئے کہ آدمیون کے پاون گہٹنون تک اولون مین اوتر جاتے تھے اور اطراف کے اولون کا اسقدر دباؤ پڑتا تھا کہ جس جگہ سے اولے ٹوکرون مین اوٹہائے جاتے اوس جگہ پھر دوسرے اولے آجاتے تھے۔

شہر والون کی زبانی معلوم ہوا کہ اولے برسنا شروع ہوتے وقت جو گاڑیان اور جھٹکے باہر راستون پر تہے اونکے گہوڑے یابو گاڑیون اور جھٹکون کو لیکر اس زور وشور سے بہاگے کہ اکثر گاڑیان اور جھٹکے ٹوٹ کے ضایع ہوگئے۔

شہر مین بہت سے مکانات اور دیوارین اولون کے صدمہ سے گر پڑین اور جو مکانات سفالی تھے اونکے ٹہیکرے اولون سے ٹوٹ کے ریزہ ریزہ ہوگیئے راستون مین جسطرف نگاہ اوٹھتی اولے ہی نظر آتے تھے اور ایک دوسرے سے باہم ملکر بڑی بڑی سنگ مرمر کی سلون کی مثل دکہائی دیتے تہے حیدرآباد کے قدیم باشندے جنکی عمرین اسی ۸۰ نوے ۹۰ برس کی تہین وہ بیان کرتے تھے کہ ہمنے اپنی عمر مین ایسی اولے حیدرآباد مین کبہی نہین دیکہے۔

حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس اور افواج باقاعدہ سرکار عالی کا عشرہ شریف محرم مین ماتم کرنا یا پاسٹ کرنا

میجر جون صاحب جو حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کے آغاز مین انسپکٹنگ افسر مقرر ہوے تھے سنہ ۱۸۹۳ عیسوی مین حیدرآباد رزیڈنسی کے وہ ملیٹری سکریٹری مقرر ہوئے اور اونکی جگہ کپتان فاسکن کا تقرر ہوا چونکہ حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس اور میسور دونون ریاستون کے امپیریل سرویس ٹروپس کا تعلق اون سے تھا اس لئے اکثر اوقات وہ میسور ہی مین رہا کرتے تھے اور تمام سال مین مہینہ دو مہینے کے لئے حیدرآباد آتی تہی۔ محرم سنہ ۱۳۱۱ ہجری مطابق جولائی سنہ ۱۸۹۳ عیسوی مین اول بار یہہ موقع تھا کہ حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس نے افواج باقاعدہ سرکار عالی کے ساتھہ شریک ہوکر محرم شریف کے لنگر مین مارچ پاسٹ کیا۔

۹ ماہ محرم کو اعلیحضرت حضور پرنور کے سواری مبارک جلوس شاہانہ کے ساتھہ حسینی علم مین رونق افزا ہوئی اس مقام سے مراجعت فرمانے کے بعد اعلیحضرت حضور پرنور نے کمخواب کے دو تہان مجھے عنایت فرمائے۔

اعلیحضرت حضور پرنور کا شیر کے شکار کیواسطے گنگوارم وقار آباد کی طرف رونق افزا ہونا

بندگان حضرت حضور پرنور دام سلطنتہ کی سواری مبارک شیر کے شکار کے لیے

۱۹ ماہ رمضان ۱۳۱۱ھ ہجری مطابق ۲۸ مارچ ۱۸۹۴ء عیسوی روز چہارشنبہ کو اسپیشل ٹرین مین مقام وقار آباد کی طرف روانہ ہوئی اور اسٹیشن پہونچنے کے بعد اعلیحضرت کی اسپیشل ٹرین اسٹیشن کے سائڈ ٹنگ پر علیحدہ کھڑی کی گئی۔

جنگل مین چار شیرون کی خبر تھی۔ ۲۰ رمضان مطابق ۲۹ مارچ روز پنجشنبہ کو (واما گندم) سے گارے کی خبر آئی اس خبر کے پہونچتے ہی اعلیحضرت حضور پرنور عازم شکار ہوے شیر اعلیحضرت کے فیل خاصہ کے بائین طرف تقریباً دوسو گز کے فاصلہ پر نکلا چونکہ جہاڑی زیادہ گنجان تھی اس سبب سے شیر نظر نہین آیا دوسرے روز (واما گندم) سے گارے کی خبر آئی اعلیحضرت حضور پرنور شکار کے لئے برآمد ہوکر فیل خاصہ پر سوار ہوے فیل خاصہ ایک نالہ کے کنارے کھڑا کیا گیا دہنی طرف ممتاز یار جنگ اور بائین طرف عثمان یار جنگ ہاتیون پر کھڑے ہوے ہانکہ والے جب شور وغل کرتے ہوے بڑہے شیر نکلکر سیدہا عثمان یار جنگ کے طرف چلا مگر اونکے ہاتہی کو دیکھکر شیر پلٹ گیا اور اعلیحضرت کی جانب اوس نے رخ کیا اعلیحضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر فیل خاصہ کے پیچہے سے آہستہ آہستہ بائین طرف کو چلا جارہا ہے حضور پرنور نے بحال استقلال شیر کو نزدیک آنے دیا جب شیر پچاس گز کے فاصلہ پر پہونچا حضور نے گولی چلائی گولی شیر کے شانہ مین لگی شیر اوسی جگہ گر گیا۔ یہہ شیر بہت زبردست تھا۔

چونکہ شاہی کیامپ سے یہہ جگہہ بہت فاصلہ پر تھی اس سبب سے سواری برنگ

شب مین بہت دیر سے خیمہ گاہ کو پہونچی اعلحضرت نے عثمان یار جنگ کو ایک عمدہ فور فٹی اکسپرس ریفل مرحمت فرمائی - ۶ ماہ اپریل کو سورج گہن ہوا آٹھہ بجے دن کے گہن شروع ہوا آفتاب قریب آٹھوین حصہ کے گہن سے باقی رہا روشنی اسقدر باقی تھی جیسے آفتاب غروب ہونے کے بعد رہا کرتی ہے غرہ شوال کو سواری مبارک اسپشل ٹرین کے ذریعہ حیدرآباد مین داخل ہوئی -

اعلحضرت حضور پرنور کا شیر کے شکار کیلئے تالاب پاکہال کیجانب تشریف لیجانا

۲۵ شوال ۱۳۱۱ہجری مطابق ۵ مئی ۱۸۹۴ عیسوی کو بندگانعالی اسپشل ٹرین مین روانہ ہوئے اور مفصلہ ذیل مصاحبین سواری مبارک کے ہمراہ تھے -

داور الملک افسر جنگ عثمان یار جنگ شرفیاب جنگ مظفر یار جنگ متحکم جنگ اسد یار جنگ لقمان الدولہ ممتاز یار جنگ فصیح الملک جان نثار جنگ اسپشل ٹرین ہنمکنڈہ اسٹیشن پر شام کے تین بجے پہونچی اعلحضرت حضور پرنور مع ہمراہیون کے یہان سے گاڑیون مین سوار ہو کر پاکہال چندر اپیٹہ مین رونق افزا ہوئے -

یہہ مقام پاکہال کے تالاب سے گیارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے چندراپیٹہ کے اطراف مین پہاڑ بہت کم ہین اکثر تالون کے کنارون پر جو تالاب مذکور سے

نکلتے ہین گنجان درخت ہین جنمین اکثر شیر رہا کرتے ہین۔

پنجشنبہ کی صبح کو وٹیر کے نالے سے گارے کی خبر آئی اعلیحضرت حضور پرنور شکار کو تشریف لے گئے شیر ہانکہ والون کی بائین طرف سے نکل گیا شام کے قریب اعلیحضرت نے لشکر گاہ کو مراجعت فرمائی۔

دوشنبہ کو (وٹی واگ کے نالہ) مین گارا ہوا بندگان حضرت کے لئے ایک درخت پر مچان باندہا گیا ہانکہ شروع ہوئے بیس منٹ ہوئے ہون گے کہ نالہ کی بائین طرف جو لوگ درختون پر بیٹھے ہوئے تھے اونہون نے غل کرنا شروع کیا اس سے معلوم ہوا کہ شیر اوسی طرف کو جا رہا ہے۔ شیر اون لوگون کے شور سے پلٹ کر اعلیحضرت کے درخت کے طرف آیا۔ درخت کے نیچے پانی کا ایک نالہ بہتا تھا شیر نے نالہ پر سے جست کی بندگان حضرت نے رئفل چلائی گولی شیر کی گردن مین لگی شیر وہین پر گر گیا چند منٹ گذرنے نہ پائے تھے کہ دوسرا شیر جہاڑی مین سے نکلکر اعلیحضرت کے مچان کے بائین طرف آتا نظر آیا۔ نالہ کے کنارہ درخت اسقدر گنجان تھے کہ شیر برابر نظر نہین آتا تھا مگر ہانکہ والی شور و غل کرتے ہوئے بہت قریب پہونچ چکے تھے شیر غراتا اور جست کرتا ہوا حضور پرنور کے مچان کے قریب سے نکلا اعلیحضرت نے گولی چلائی شیر زخمی ہوا اور تہوڑی دور جاکر ایک جہاڑی مین بیٹھ گیا۔ ممتاز یار جنگ اور عثمان یار جنگ اپنے اپنے ہاتیون پر دہنے اور بائین جانب کہڑے تھے وہ زخمی شیر آتا ہوا اونکو نظر آیا تھا مگر جس جہاڑی مین اوسنے پناہ لی تہی وہ اسقدر گنجان تہی کہ شیر بالکل نظر نہین آتا تھا اونہون نے چند گولیان اوس

جہاڑی مین اس خیال سے مارین کہ شیر باہر نکلے گا مگر وہ اسقدر زخمی تہا کہ اوسمین باہر نکلنے
کی طاقت نہ تھی یہہ ماجرا جب شکاریون نے آکر اعلیحضرت حضور پر نور کے خدمت
مبارک مین عرض کیا تو مین اعلیحضرت سے اجازت لیکر شیر کی جانب گیا وہان پہونچا
تو کچھہ عجیب حالت دیکھی۔ ممتاز یار جنگ اور عثمان یار جنگ ہاتیون پر نالہ کے ایکطرف
اور خواجہ امین الدین اور ویسائی دوسری طرف کہڑے ہوئے ہین اور شکاری کتون کو
چھوڑ رکہا ہے درختون کی جنبش اور شیر کی آواز پر گولی پر گولی چلا رہے ہین مین نے
اونکی گولیان چلانی موقوف کرائین اور ویسائی سے کہا کہ تم اپنی رئفل لیکر ایک بلندی
پر جاؤ اور شیر جب جہاڑی مین نظر آئے تو اوسوقت بندوق چلاؤ۔ ویسائی جب
جہاڑی کے نزدیک گیا تو اوسنے دیکہا کہ شیر زمین پر پڑا ہوا سسک رہا ہے حملہ کرنے
کے قابل نہین ہے ویسائی نے ایک گولی اوسکے سر مین ماری شیر کا کام تمام ہوگیا
دونون شیر جنہین اعلیحضرت نے ایک روز مین شکار کیا تہا شاہی کیانپ مین لائے
گئے اسکے بعد تین چار روز تک گارے کی خبر نہین آئی ایک دن صبح کے وقت اعلیحضرت
عازم تالاب پاکہال ہوئے جس گاڑی مین شرفیاب جنگ فصیح الملک نعمان الدولہ
اور لالہ دین دیال فوٹوگرافر سوار تھے وہ اتفاق سے ایک نالہ مین جو راستہ مین واقع
تھا اولٹ گئی اور یہہ سب صاحب پانی مین گر پڑے۔ خوش قسمتی سے نالہ زیادہ گہرا
نہ تھا قریب تین فٹ کے اسمین پانی ہوگا ان صاحبون کی مضطرب الحالی اور سراسیمگی
ایسی حالت مین جبکہ انکے پاس کوئی مدد دینے والا موجود نہ تہا خوب اندازہ کیجا سکتی ہے

بہر حال سب صاحب پانی سے نکلے چونکہ دوسرا لباس ان کے ساتھ نہ تھا مجبوری وہی بھیگے کپڑے پہنے رہے اعلیحضرت کو جب یہہ خبر پہونچی تو حضور پر نور نے استفسار احوال کے لئے ایک سوار روانہ فرمایا تہوڑی دیر مین یہہ سب صاحب حاضر خدمت اقدس ہوے اور نالے مین اپنے گرنے کی کیفیت بالمشافہ عرض کی وہان سے سواری مبارک تالاب پاکہال پر پہونچی۔

ایک پتھر سات فیٹ اونچا ڈیڑہ فیٹ چوڑا جسپر چارون طرف حروف کندہ ہین اس تالاب کے بند پر پڑا ہوا تھا میرے بہائی نادر جنگ جبکہ سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین پاکہال کے تالاب کے طرف شکار کو گئے تھے تو اونہون نے اوس پتھر کو ایک پختہ چبوترہ بنوا کر وہان نصب کرادیا تہا اب وہ پتھر وہان موجود ہے حرفون کی شکل سنسکرت اور تلنگی خط سے کچھ ملتی ہوئی ہے غالباً یہہ پتھر تالاب پاکہال کی تاریخ کا ہوگا جسپر سنہ تیاری تالاب اور بنانے والے اور حاکم وقت کا سب احوال خلاصہ تحریر ہوگا۔ لیکن افسوس ہے کہ اس خط کو کوئی پڑہ نہین سکتا نہ یہہ معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ کونسا خط ہے سالار جنگ اول کے وقت مین چند یوروپین صاحب لوگ سنہ ۱۸۷۲ عیسوی مین تالاب پاکہال کو آئے تھے اونہون نے اس پتھر کا فوٹو لیا۔ اور موم کے بڑے بڑے تختے بناکر اسپر چسپان کئے اور اسکے حروف اون تختون پر اوتہائے اور وہ سب تختے ولایت کولے گئے کہ وہان کے میوزیم مین کسی قدیم زمانہ کے حروف سے اونکو مطابقت ہوگی لیکن نتیجہ اسکا کچھ سماعت مین نہین آیا کہ اونہین

کامیابی ہوئی یا نہین۔

تالاب کے بند پر سرکاری خیمے نصب کئے گئے تھے اعلیحضرت خیام شاہی مین رونق افروز ہوئے بعد چائے نوشی کے حضور پر نور نے اطراف وجوانب مین سیرو تفریح کے لیئے قدم رنجہ فرمایا اورایک بلند مقام کو جسے شاہی چبوترہ کہتے ہین ملاحظ کیا شام کو سواری مبارک واپس آئی۔ اتفاق سے اس شب مین ماہ کامل تھا۔ جو پہاڑ کہ تالاب مین ہے اوسکے پیچھے سے چاند کا نکلنا اور اوسکے عکس کا پانی مین پڑنا تالاب کے پانی مین ہوا سے کبھی کبھی جنبش ہونا کنارے کے درختون کے سایہ کا پانی مین منعکس ہونا بعض جانورونکا درختون پر بولنا عجب مزا دیتا تھا تالاب کے بند پر دیر تک حضور پر نور برآمد رہے اسکے بعد سواری مبارک کیانپ چندرائن پیٹھ کو واپس آئی تین چار روز تک گارے کی خبر نہین آئی اعلیحضرت حضور پر نور ۸ مئی روز دوشنبہ کو بط و اسنیف کے شکار کے لئے تشریف فرما ہوئے اور واپسی کے وقت جنگلی مرغ اور خرگوش شکار فرمائے۔ چندرائن پیٹھ مین چیتل کثرت سے ہین ایک دن شام کے وقت اعلیحضرت حضور پر نور نے چیتل کے شکار کے واسطے عزم فرمایا اور فرودگاہ شاہی کے قریب ایک چیتل شکار کیا۔

۱۲ مئی دوشنبہ کے روز آلم بری سے گارے کی خبر آئی شکاریون کی زبانی معلوم ہوا کہ نالہ مین تین شیرون کے پنجون کے نشان ہین نالے کے درمیان جو ایک درخت تہا اوس پر حضور پر نور کے لیئے مچان باندھا گیا ہانکہ شروع ہوکر چند منٹ

گذرے ہون گے کہ ایک شیر اعلیحضرت سے تقریباً پچاس گز کے فاصلہ پر جاتا ہوا نظر آیا حضور پر نور نے اوسپر گولی چلائی گولی شیر کے شکم مین لگی اور شیر زخمی ہو کر سامنے کی جہاڑیون مین چلا گیا۔ ہانکہ والون کے شور وغل سے معلوم ہوا کہ دوسرا شیر نالے کے کنارے کنارے آرہا ہے وہ شیر سیدہا اعلیحضرت حضور پر نور کی طرف آیا جب درخت کے قریب پہونچا حضور پر نور نے ایک گولی سے اوسکا کام تمام کر دیا گولی شیر کے گردن مین لگی وہ اوسی جگہہ رہ گیا سامنے کے درختون پر جو آدمی بٹہلائے گئے تہے اون مین سے ایک گاؤن والے نے پکار کر کہا کہ ایک اور شیر جہاڑی مین سے نکلکر دوڑتا ہوا جا رہا ہے غرض یہہ تیسرا شیر تیز بہاگتا ہوا نالہ کے متقابل کے کنارے پر نظر آیا حضور پر نور نے اوسپر دو گولیان چلائین چونکہ حضور پر نور اور شیر کے درمیان فاصلہ زیادہ تہا اور شیر جہاڑیون مین نہایت تیز بہاگ رہا تہا ایک گولی اوسکے پنجہ مین لگی شیر آواز دیکر اوسی طرح جہاڑی جہاڑی چلا گیا۔ اول شیر پر جو اعلیحضرت حضور پر نور نے گولی چلائی تہی وہ زخمی ہو کر تہوڑی دور گیا اور ایک جہاڑی مین بیٹہہ گیا شکاری لوگ جو کہ اطراف مین درختون پر بیٹہے ہوئے تہے اونہون نے زخمی شیر کو جہاڑی مین جاتے وقت دیکہا۔ ممتاز یار جنگ اور عثمان یار جنگ دونون طرف سے اپنے اپنے ہاتہی اوس جہاڑی کے نزدیک لے گئے جسمین وہ شیر بیٹہا ہوا تہا۔ شیر پر شکاری کتے چہوڑ دئے گئے شیر کتونکو دیکہکر جہاڑی سے نکلا اور حضور پر نور کے مچان کے طرف چلا۔

یہہ شیر زخمی ہو کر جس راہ سے اس جانب آیا تھا اوسی راہ سے پہر واپس ہوا جو لوگ کہ درختون پر بیٹھے تہے اونہون نے پکار اکہ شیر واپس چلا آرہا ہے ٹیپو خان بہادر جو کہ اعلیحضرت حضور پر نور کے مچان کے نزدیک زمین پر کہڑے ہوئے تہے شیر کے آنیکا شور و غل سنکر نہایت سراسیمہ ہوئے اعلیحضرت حضور پر نور نے اون سے ارشاد فرمایا کہ درخت پر چلے آئین خان موصوف سیڑہی کے ذریعہ سے درخت پر بسرعت و چالاکی تمام چڑہے ہنوز اوپر نہین پہونچے تہے کہ شیر درخت کے نیچے آگیا۔ اعلیحضرت حضور پر نور نے ایک گولی مین اوسکا کام تمام کیا یہہ شیر پہلے شیر سے پانچ قدم کے فاصلہ پر گرا۔

ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ شیر زخمی ہو کر چلا جائے اور پہر اوسی جگہ واپس آئے۔ اور اوسی مقام پر شکار کیا جاوے۔

تیسرا شیر جو کہ زخمی ہو کر چلا گیا تہا اوسکی تلاش کیگئی ہر چند وہ نالے سے باہر نہین گیا تہا لیکن چونکہ بعض مقامات پر جہاڑی اور گنجان درخت تہے اور شام کا وقت بہی ہو گیا تہا اس لئے اوسکی جستجو مین کامیابی نہین ہوئی سواری مبارک فرودگاہ شاہی کیطرف مراجعت فرما ہوئی۔

دوسرے روز گارا نہین ہوا سواری مبارک فرودگاہ مین رونق افزا رہی چند شکاری لوگ زخمی شیر کی تلاش کے لئے بہیجے گئے۔

۱۴ مئی دوشنبہ کے روز شیطان راما اور ابیگا جو کہ منجملہ تالاب پاکہال کے مشہور شکاریون سے ہین یہہ دونون خبر لائے کہ زخمی شیر نے شب گذشتہ مین ایک جانور کو

مارا اور اوسکو کہینچ کر ایک جہاڑی مین لے گیا اور اوسی جہاڑی مین بیٹہکر بیلے کو کہا رہا ہے۔

اور دوسرا شیر صبح کو طلوع آفتاب کے بعد پہاڑون کے طرف سے آیا اور الم بری کے نالہ مین چلا گیا یقین ہے کہ یہہ دونون شیر ایک ہانکہ مین حضور پر نور کے سامنے آوینگے یہہ خبر سنتے ہی اعلیحضرت حضور پر نور عازم شکار ہوئے ہانکہ شروع ہوا تہوڑی دیر کے بعد اعلیحضرت حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شیر جہاڑی جہاڑی سیدہا حضرت کے درخت کے طرف آرہا ہے لیکن جہاڑی اور گہانس زیادہ ہونیکے سبب سے کبہی نظر آتا ہی کبہی نظر سے غائب ہوجاتا ہے یکایک حضور پر نور کی نظر شیر پر پڑی کہ شیر نے اعلیحضرت حضور پر نور سے تقریباً بیس گز کے فاصلہ پر جہاڑی سے سر نکالا ہنوز شیر کا نصف دہڑ بہی باہر نہین آیا تہا کہ اعلیحضرت حضور پر نور نے اوسکے سر مین ایک گولی ماری جس سے شیر اوسی جگہ گر گیا۔ صرف شیر کا سر اور اگلے دونون ہاتھ باہر رہے اور باقی جسم اوس کا جہاڑی کے اندر رہا ہانکہ والے بہی قریب پہونچ گئے لیکن زخمی شیر کا کچھ نشان نہ ملا شکاری لوگ اوسکی تلاش مین گئے ویسائی نے درخت پر سے دیکہا کہ زخمی شیر ایک جہاڑی مین بیٹہا ہوا ہے اوس نے گولی چلائی گولی شیر کی کمر مین لگی وہ اوسی جگہ رہگیا۔

یہہ زخمی شیر جب اعلیحضرت حضور پر نور کے ملاحظہ کے لئے لایا گیا حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا کہ اوسکا زخم تین روز مین بہت زیادہ ہو گیا تہا اور خود شیر نے اپنے منہ سے کاٹ کر اپنے زخم کو بڑہا دیا تہا۔

صاحبان شکار دوست کو ایسا اتفاق بہت کم ہوا ہوگا کہ مختلف طور پر تین روز

مین جب ہانکہ ہو تو ہر ہانکہ مین ڈیڑھ دو شیر شکار ہون جیسا کہ اعلیحضرت حضور پرنور نے ۵ مئی روز دو شنبہ کو ڈیڑھ شیر ۱۲ مئی روز شنبہ کو دو شیر اور ۱۴ مئی روز دو شنبہ کو دو شیر شکار فرمائے۔

۱۵ مئی ۹ ذیقعدہ روز شنبہ کو شکاری لوگ خبر لائے کہ چکیٹا پلی کے نالہ مین شیر بیلے کو مار کر نصف سے زیادہ کہا گیا ہے اور شیر کے پاؤن کا نشان نالے سے باہر جانیکا کہین نہین ہے جس سے یقین ہوتا ہے کہ شیر نالہ مین موجود ہے اعلیحضرت حضور پرنور یہہ خبر استماع فرماکر فوراً مقام مذکور کی جانب عازم ہوئے یہہ نالہ تقریباً سو گز چوڑا ہوگا۔ اسکے بیچ مین گہانس اور سبز جہاڑی تہی اور اوسمین پانی بہتا تھا۔

شیر بیلے کو مار کر ایک گنجان جہاڑی مین لے گیا تہا۔ ہانکہ شروع ہوتے ہی شیر حضور پرنور کے سامنے آیا۔ اعلیحضرت حضور پرنور نے گولی چلائی گولی شیر کے شکم مین وہنی طرف لگی اور بائین طرف سے پار ہوگئی جسطرف سے گولی لگی تھی اوسطرف تو ایک چہوٹا سا سوراخ تھا لیکن جسطرف سے گولی اکسپرس ریفل کی نکلی تھی اودہر بہت بڑا چہہ انچہہ چوڑا زخم ہوگیا تھا اوس زخم سے خون بہ رہا تھا اور پیٹ سے آنتین وغیرہ گر رہی تہین۔ ایسی حالت مین شیر جہاڑی مین چلا گیا۔ تھوڑی دیر تک اوسکی تلاش کی گئی بعد کو یہہ خیال ہوا کہ اگر زخمی شیر کی تلاش اسوقت موقوف کیجاوے تو مناسب ہوگا۔ اسلئے کہ اور جہاڑیون مین زخمی شیر کو ڈہونڈتے وقت ہمیشہ شکاریون کو ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہوتا ہے دوسرے روز یہہ شیر ضرور مردہ ملے گا لہذا سواری مبارک فرودگاہ

شاہی کو واپس آئی۔

دوسرے روز مین صبح کو مع چند شکاریون کے زخمی شیر کی تلاش مین گیا شکاری کتے خون کے نشان پر چھوڑے گئے۔ تھے مین ہاتھی پر سوار ہوکر کتون کے پیچھے چلا ایک جگہہ نالہ کا پانی عمیق تھا ایک درخت مقابل کے کنارے سے گر کر دوسرے کنارے کی زمین کے طرف آرہا تھا جسکے ذریعہ آدمی اور جانور مثل پل کی نالہ سے عبور کرسکتے تھے یہہ شیر اوس درخت پر سے نالہ کے دوسری طرف چلا گیا تھا مگر کنارے کے اوپر چڑہتے وقت اوس کے احشا کے اجزا جھاڑی مین لپٹ گئے شیر ویسا ہی چلا گیا تقریباً چوبیس فیٹ تک اوسکے اندرونی اجزا جھاڑیون مین لپٹ کر رہ گئے تھے جو کہ بعد کو حضور پر نور کے ملاحظہ مین لائے گئے ایک جھاڑی مین وہ شیر مردہ ملا قریب بارہ بجے کے فرودگاہ شاہی مین اوسکو لائے اسکے بعد چند روز تک شیرون کی خبر نہین ملی۔

۲۱ مئی مطابق ۱۵ ذیقعدہ کو آلم بری کے نالہ سے شکاری لوگ شیر کی خبر لائے حضور پر نور مقام مذکور کی جانب عازم ہوئے اور اس نالہ مین شام اعلیحضرت نے ایک شیر شکار فرمایا۔

دوسرے روز شنبہ ۲۲ ماہ مئی ۱۶ ذیقعدہ کو عزم فرمائے مانکوٹہ ہوئے راستہ مین گھوڑون کی ڈاک بٹھلائی گئی تھی دو بجے سواری مبارک چندرائن پیٹہ سے روانہ ہوئی سات بجے شام کے اعلیحضرت حضور پر نور کیانپ مانکوٹہ مین داخل ہوئے۔

۲۸ر مئی ۱۲ ذیقعدہ جمعہ کے روز گنڈراج مڑگو کے پہاڑ سے گارے کی خبر آئی
شکاریون نے پہاڑ کے اطراف مین احتیاطاً اس خیال سے آدمی بٹھلا دیئے کہ اس
پہاڑ کے اطراف مین میدان ہے اور اکثر لوگ راستہ چلتے ہین اگر کوئی شخص یا جانور
پہاڑ کے نزدیک آئیگا تو اوسکی آہٹ سے شیر اپنی جگہ سے اوٹھکر چلا جائے گا۔

اعلیحضرت حضور پر نور جنگل مین رونق افروز ہوئے ہانکہ شروع ہوا حضور پر نور
نے ملاحظہ فرمایا کہ شیر پہاڑ کے اوپر سیاہ پتھرون مین سے نکلا اور آہستہ آہستہ
نیچے آیا تقریباً جب ساٹھہ وار کے فاصلہ پر پہونچا ہوگا تو حضور پر نور نے اوسپر گولی
چلائی گولی سے شیر کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ تہوڑی دور جا کر گر گیا قریب شام کے سواری
مبارک فرودگاہ کی طرف واپس آئی۔

۲ ماہ جون ۲۷ ذیقعدہ روز شنبہ کو شکاری لوگ خبر لائے کہ فرودگاہ شاہی سے
نہایت قریب تقریباً نصف میل پر مغرب کی جانب شب گذشتہ مین شیر نے
گانون کے ایک بیل کو مار کر کہایا ہے اور اب وہ شیر ایک پہاڑی مین بیٹہا ہوا ہے۔

اس خبر کے سنتے ہی فوراً شکار کا سب انتظام کیا گیا اعلیحضرت حضور پر نور مقام
مذکور مین تشریف لے گئے شکاریون نے جبکہ دور سے بتایا کہ شیر اوس پہاڑی مین
ہے تو کسیکو یقین نہین آیا اس لیئے کہ ایسی پہاڑی مین جسکے اطراف سب میدان ہو
شیر جانور کو مار کر وہین بیٹہا رہے قرین قیاس بات نہین ہے غرضکہ اوس پہاڑی کے
قریب ایک درخت پر اعلیحضرت حضور پر نور کے لیئے مچان باندہا گیا۔ حضور پر نور کے

کے مچان پر تشریف فرما ہوتے ہی ہانکہ شروع ہوا ہانکہ والوں کا شور کرنا تہا کہ شیر اپنی جگہ سے جست کر کے نکلا اور سیدہا حضور پر نور کے سامنے آیا۔ حضور پر نور کی پہلی ہی گولی اوسکے دل پر پڑی جس سے وہ اوسی جگہ گر گیا۔ احتیاطاً اعلیحضرت حضور پر نور نے دوسری گولی بہی چلائی جو کہ شیر کی گردن مین لگی یہہ شیر نہایت جلد شکار ہوا اعلیحضرت حضور پر نور کا لشکر گاہ سے روانہ ہونا اور شیر کو شکار فرما کر پہر کیانپ مین مراجعت کرنا شاید یہہ کل امور ڈیڑہ گہنٹہ مین ہوئے ہونگے۔

۱۲ جون ۸ ذیحجہ کو راجول کے جنگل سے شکاری لوگ شیر کی خبر لائے اعلیحضرت حضور پر نور کی سواری مبارک شکار گاہ کے طرف رونق افروز ہوئی ایک شیر سامنے سے دوڑتا ہوا اعلیحضرت حضور پر نور کو نظر آیا حضور پر نور نے ایک ہی گولی مین اوسکا کام تمام فرمایا۔

۱۱ ماہ ذی الحجہ ۱۳۱۱ ہجری کو فرودگاہ شاہی مین عید کا دربار ہوا ہمراہیان سواری مبارک وصوبیدار صاحب وتعلقدار صاحب اور جمیع عہدہ داران ضلع ورنگل دربار مین حاضر ہوئے۔ اعلیحضرت حضور پر نور نے برآمد ہو کر سب حاضرین کی نذرین لین اس ہفتہ مین نہایت زور وشور کے ساتھ بارش ہوئی موسم گرما کی حرارت برودت سے بدل گئی تہرمامیٹر یعنی (مقیاس الحرارت) شب کو ۷۵ درجہ تک پہونچ جاتا تہا صبح وشام اچھی سردی ہونے لگی جنگل مین چاروں طرف سبزہ نمودار رہوا۔

۲۱ ماہ جون ۱۷ ذی الحجہ کی گذشتہ شب مین خوب بارش ہوئی دن مین بہی پانی

پڑتا رہا نو بجے کے قریب شکاری لوگ خبر لائے کہ ایک شیر گنڈراج ہڑگو کے پہاڑ
مین ہیلہ کو مار کر نصف سے زیادہ کہا گیا ہے اور وہان پر موجود ہے اس پہاڑ مین پہلو
دو بار ہانکہ ہوا تھا لیکن کوئی شیر نہین ملا تہا اسلیئے ہین نے اعلیحضرت حضور پرنور کی
رونق افروزی سے قبل اوس مقام پر جاکر دیکھا اور پہاڑ اور جنگل انتظام کیا صبح سے
پانی کچھ کچھ برستا تھا لیکن بارہ بجے سے مینہہ بڑے زور سے برسنے لگا اور چار بجے
تک برستا رہا ساڑہے چار بجے سواری مبارک شکارگاہ کے طرف روانہ ہوئی جس
جگہہ اعلیحضرت حضور پرنور کے لیئے مچان باندہا گیا تہا وہ جگہ فاصلہ پر تہی وہان پہونچے
تک ساڑہے پانچ بجے کا وقت ہو گیا۔

حضور عالی جب مچان پر رونق بخش ہوئے اوسوقت آفتاب غروب ہو چکا
تھا ہانکہ والے شور وغل کرتے ہوئے پہاڑ کے طرف بڑھے اوس پہاڑ مین طاؤس
بہت تہے بڑی لانبی لانبی دمون کے طاؤس اوس پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی
طرف اوڑکر جاتے ہوئے نظر آئے ابر تو پہلے ہی سے چارون طرف محیط تھا اور
کچھ کچھ بوندین بہی پڑ رہی تہین آفتاب کا غروب ہونا تھا کہ بالکل اندہیرا ہو گیا۔
ہانکہ والے پہاڑ کے اوپر پہونچکر کہڑے ہو گئے اور تاریکی کے باعث نیچے اوترنے
کی جرارت نہ کرسکے پہاڑ کے اوپر ہی سے شور وغل کرتے رہے۔

یہہ امر ظاہر ہے کہ اندہیری رات مین جبکہ مینہہ برستا ہو شیر کے شکار کئے
جانے کی کسطرح امید ہو سکتی ہے شب کے ساتھ بجے ہانکہ والون کا شور وغل پہاڑ کے

کم ہوا پانی کے ترشح کے باعث درختون کے پتون کی آواز کے سوا اور کچھ سنائی نہین دیتا تھا۔

اعلیحضرت حضور پر نور کے سامنے جو جہاڑی تہی یکایک اوسمین سے ایسی آواز آئی جیسے کوئی جانور کودا ہو جو پتے درخت کے نیچے جمع تھے اونکی کہڑکہڑاہٹ سے اعلیحضرت حضور پر نور کو معلوم ہوا کہ کوئی جانور سامنے کی جہاڑی سے سیدہا درخت کے نیچے آرہا ہے جانور کے پاون سے پتون کی کہڑکہڑاہٹ کی آواز جو ہوتی تہی اوسکو مین نے بہی سنا لیکن ہر چند غور کر کے دیکہا تاریکی کے باعث کچھ دکھائی نہین دیا جانور کے پاون کی وہ آہٹ جبکہ خاص اوس درخت کے نیچے پہونچی جسپر اعلیحضرت حضور پر نور کا مچان تہا تو اوسوقت حضور پر نور نے گولی چلائی گولی کے چلتے ہی شیر نے آواز دی جس سے ثابت ہوا کہ گولی شیر کے لگی جسطرح شیر کے آنیکی آہٹ درخت کی جانب سے سنائی دیتی تہی اوسی طرح اوسکے جانے کی آہٹ کچھ دور تک سنائی دی اعلیحضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ تاریکی مین ایسا معلوم ہوا کہ ایک بڑا سا جانور درخت کے نیچے سے دوڑتا ہوا جارہا ہے جسپر مین نے فایر کیا جب اوس نے گولی کہا کر آواز دی تو معلوم ہوا کہ شیر ہے اب یہہ فکر دامنگیر ہوئی کہ شیر کے کس جگہ پر گولی لگی اور وہ اب کسقدر زخمی ہے اور اوسکے تلاش کس تدبیر سے کیجاوے اگر دوسرے روز تلاش کیجاوے تو اسوقت جو آدمی درختون پر چوطرف بیٹھے ہین وہ کیونکر بلائے جائین اس لئے کہ زخمی شیر شاید سو پچاس قدم تک جاکر بیٹھہ رہا ہوگا اور پیادہ آدمی اوسکے پاس سے

ہوگر گذرینگے تو ایسی صورت مین ممکن ہے کہ وہ اون لوگونکو گزند پہونچائیگا۔
رات کے وقت آدمی شیر کو برابر دیکھہ نہین سکتا لیکن شیر آدمی کو دور سے
دیکھہ سکتا ہے غرضکہ اوسوقت یہہ سب امور ایسے تہے کہ صاحبان شکار دوست کو
ایسے امور کا بہت کم اتفاق ہوا ہوگا۔
مین نے اوسوقت اون لوگون سے جو حضور پر نور کے مچان کے پیچہے بیٹہے
تہے پوچہا کیا شیر تم لوگون کے طرف سے گیا ہے سب نے جواب دیا کہ کوئی جانور اسطرف
نہین آیا اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ شیر اوس درخت کے قریب مین ہے جسکے
مچان پر اعلیحضرت حضور پر نور تشریف فرما ہین۔
اس اثنا مین ممتاز یار جنگ فیل خاصہ علی مدد کو لیکر قریب آئے مین اعلیحضرت
حضور پر نور سے اجازت لیکر مچان سے اوترا اور ممتاز یار جنگ کے ساتہہ علی مدد ہاتہی
پر سوار ہوا ٹیپو خان بہادر جو کہ ہاتہی کے قریب بیٹہے ہوے تہے اونکے ہاتہہ مین ایک
چور لالٹین تہی جسکی روشنی سے ہاتہی کے سامنے کوئی شے معلوم ہوتی تہی مین اوسطرف
کو روانہ ہوا ہاتہی تقریباً سو گز چلا ہوگا کہ چور لالٹین کی روشنی سے مجہکو دکہائی دیا کہ
راستہ مین مردہ شیر پڑا ہوا ہے۔
صاحبان شکار دوست میری اوسوقت کی خوشی کا اندازہ کر سکتے ہین کہ کس
درجہ ہوگی اعلیحضرت حضور پر نور نے جس شیر کو شب کی تاریکی مین شکار کیا تہا اور
اوسکے ملنے کی اوسوقت مین بہت کم امید تہی اور اوسکے ضرب پہونچانے کا زیادہ تر

اندیشہ تہا وہ ایسی آسانی سے سامنے پڑا ہوا ملجا ۔ اعلحضرت حضور پر نور بہی
اوس شیر کے شکار ہونے سے نہایت محظوظ ہوے قریب دس بجے شب کے
سواری مبارک فرودگاہ کو واپس آئی ۔

۲۵ ذیحجہ کو سواری مبارک اعلحضرت حضور پر نور کی مانکوٹہ سے روانہ ہوکر دوسرے
روز گیارہ بجے رونق بخش حیدرآباد اسٹیشن ہوئی وہان سے اعلحضرت حضور پر نور
گھوڑے پر سوار ہوکر دیوڑہی مبارک مین تشریف لاے ۔

مدرسہ آصفیہ کی بنا اور اوسکا آغاز

جس زمانہ سے اعلحضرت حضور پر نور نے مجھے فوجی خدمت مرحمت فرمائی ہے
اوس زمانہ سے جوانون اور افسرون کی اولاد کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ میرے پیش
نظر تھا اور اون کی ابتدائی تعلیم کے واسطے ہر ایک رجمنٹ میں ایک ایک
مدرسہ قایم کیا تہا اور نو ملازم جوانون کے ذمہ تین سال تک مدرسہ مین جانا اور
ضروری تعلیم لینا لازم کیا تہا لیکن رجمنٹون کے مدرسون مین استادون کی ماہوار
کم ہونے کے سبب سے اچھے لایق تعلیم یافتہ مدرسین کا ملنا ناممکن تہا اور سرکاری
بڑے مدرسے جیسے نظام کالج یا مدرسہ اعزہ ہے رجمنٹون سے بہت فاصلہ پر واقع تھے
اس سبب سے سپاہیون کے بچون کو وہان جانا دشوار تہا ان وجوہ سے مین نے یہ
تجویز کی کہ اعلحضرت حضور پر نور کی خاص فوج کے جوانون اور افسرون کے بچونکی

تعلیم کے لیئے ایک بورڈنگ ہوس قایم کیا جائے۔

چنانچہ ۱۸۹۶ عیسوی مین مینے اپنے اس دلی ارادہ کو سب افسرون کے سامنے ظاہر کیا گولکنڈہ برگیڈ اور امپیرل سروس ٹروپس کے کل افسرون نے میری اس رائے کے ساتھ اتفاق کیا اور بالاتفاق یہہ امر قرار پایا کہ ہر ایک افسر اور سپاہی اپنی ایک ایک ماہوار اس مدرسہ کی تعمیر کے لیئے دے اور اسکی تعمیر اور استادون کی ماہوارون کے لیئے سرکار سے بہی مدد مانگی جائے۔

ملک پیٹھ مین آسمان گڈہ اور پلٹن صرف خاص کی لین کے درمیان ایک خوش فضا قطعہ زمین اس مدرسہ کی بنا کے لیئے انتخاب کیا گیا اور اعلیحضرت حضور پرنور کے پیشگاہ اقدس مین اس مدرسہ کی تعمیر اور اسکا نام (مدرسہ آصفیہ) رکہنے کے لیئ درخواست پیش کیگئی حضور پرنور نے بمراحم خسروانہ ان دونون درخواستون کو منظور فرمایا۔

دوسری ربیع الاول ۱۳۱۳ ہجری مطابق ۲ ستمبر ۱۸۹۵ عیسوی مدرسہ آصفیہ کا پایہ ڈالنے کے لیئے مقرر کیگئی مدار المہام سرکار عالی کا ارادہ تھا کہ پایہ قایم کرتے وقت بذات خود شریک ہون لیکن اوس تاریخ مین اونکا مزاج ناساز تہا وہ بذات خود شریک نہو سکے اور بجائے مدار المہام صاحب نواب فخر الملک بہادر معین المہام تعلیمات نے اس مبارک کام کو انجام دیا مدرسہ آصفیہ کی بنیاد قایم کرتے وقت گولکنڈہ برگیڈ اور امپیریل سرویس ٹروپس کے کل افسر اور نین کمیشن افسر اور فوجی جوان حاضر تہے شہر کے اعیان اور معززین مین سے بہی اکثر حضرات تشریف لائے تہے غرض نہایت کامیابی

کے ساتھ مبارک ساعت مین مدرسہ آصفیہ کا پایہ قایم کیا گیا کپتان ممتاز یار جنگ بہادر
کو شروع سے اس مدرسہ کی بنا کی نسبت نہایت درجہ سعی و اہتمام تہا اور ایسے امور کے
ساتھ اونکو ہمیشہ سے دلچسپی رہے اسلئے مدرسہ کی تعمیر کا کام اون کے تفویض کیا گیا۔
اہالیان فوج نے جتنی کمک دینی چاہیے تہی اوسمین کمی نہین کی مدرسہ آصفیہ کی
تعمیر نہایت حسن انتظام سے شروع ہوئی ایک سال کی مدت مین مدرسہ کے کمرے
تعمیر ہوکر اس قابل ہوگئے کہ طلبہ اونمین قیام کرکے اکتساب علم مین مشغول ہون اور
سرکار کی جانب سے استادون کی ماہوار کے لیئے تین سو روپیہ ماہانہ مقرر ہوگئے۔

مدرسہ مین پڑہائی کے تین درجے رکہے گئے فسٹ۔ سکنڈ۔ تہرڈ۔ فوجی افسرون
کے فرزند فسٹ کلاس مین شریک ہوتے اور پندرہ روپیہ ماہانہ اپنے ذاتی اخراجات
کے لیئے داخل کرتے تہے ایک لڑکے کے قیام کیلئے ایک ایک کمرہ دیا جاتا تہا جو فیس
کہ اونکی طرف سے داخل ہوتی اوسمین اونکے کہانے وغیرہ روزمرہ کی ضرورتون کا نہایت
اچہے طور پر اہتمام کیا جاتا تہا۔ سکنڈ کلاس مین نو روپیہ اور تہرڈ کلاس مین تین روپیہ
طلبہ کی طرف سے ماہانہ داخل کیا جاتا تہا مہینے مین ایک فوجی افسر مدرسہ کی ضروری
انتظامات کے واسطے سکرٹری مقرر کیا جاتا اور کپتان ممتاز یار جنگ بہادر عام امور
کی کل نگرانی رکہتے تہے۔

ابتدا مین سرکار سے جسقدر مالی امداد کی امید تہی اوتنی مدد نہ ملنے سے مدرسہ
کی تعمیر کی تکمیل جیسی کہ چاہیے نہو سکی لیکن جہان تک ممکن ہوا اوسکی تعمیر کا سلسلہ

جاری رکھنے مین کوشش کیگئی۔

احمد یار جنگ مرحوم کی بی بی نے اپنی طرف سے مدرسہ مین تین ہال اپنے خاص اہتمام سے تعمیر کراوے ہین۔

مدرسہ کے مکانات اور طلبہ کے قیام کے کمرون کے سوا ایک مسجد کا مدرسہ کے ساتھہ ہونا ضروری امر تہا اس لیئے قدر قدرت اعلحضرت حضور پرنور کی چہلسالہ جوبلی کی مبارک تقریب مین جو رقم علاقہ صرفخاص مین جلسون کے لئے جمع ہوئی تہی کیٹی صرفخاص کی رائے سے پندرہ ہزار روپیہ اسمین سے مدرسہ آصفیہ کی مسجد کے لیئے ملے اس رقم سے مسجد کی تعمیر شروع کردی گئی امید ہے کہ آیندہ سرکار کی اور تہوڑی امداد سے مسجد پوری ہوجائے گی لیکن مدرسہ مین ہنوز بہت کام باقی ہے تا وقتیکہ گورنمنٹ کی خاص توجہ اور اہالیان فوج کی دلی کوشش صرف نہوگی اوسوقت تک اوسکے مقاصد مین پوری پوری کامیابی ناممکن ہوگی۔ افتتاح مدرسہ کیوقت جو اسپیچ مین نے دی تہی اور وہ اسپیچ جمیع مقاصد مدرسہ آصفیہ کو شامل ہے اوسکی نقل ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

نواب فخر الملک بہادر و حاضرین۔

افواج گولکنڈہ برگیڈ و امپریل سروس ٹروپس و جمعیت نظام محبوب و صرفخاص انفنٹری اور

رسالہ جوش کی مجموعی تعداد اندازاً پانچ ہزار ہوگی۔ افواج مذکورکے افسرون اور جوانون کے لڑکے شمار مین چار سو پچاس ہین۔ یہہ لڑکے جنکی عمر بارہ سال سے کم ہے رسالہ کے مدرسون مین تعلیم پاتے ہین سب سے اوّل یہہ امر ضروری ہے کہ مین ان بچون کی موجودہ تعلیمی حالت کی ایک مختصر سی کیفیت بیان کرون۔

ان افواج کے ہر ایک رجمنٹ مین ایک استاد مقرر ہے جسے پندرہ روپیہ ماہوار دیجاتی ہے اس معلم کی علمی استعداد کا یہہ حال ہے کہ سوائے معمولی اردو پڑھانیکے اور اسے کچھ تعلیم دینی نہین آتی۔ یہہ معلم رجمنٹ کے بچون اور نو ملازم جوانون کو صرف اردو سکھاتا ہے ظاہر ہے کہ جو تعلیم اس قسم کے معلمین کے ذریعہ سے دلائی جاۓ گی اسکا نتیجہ متعلمین کے حق مین کیسا غیر مفید ہوگا۔ جب مین نے اپنی فوج کے افسرون سے اون کے بچونکی تعلیمی حالت دریافت کی تو مجھے معلوم ہوا کہ زیادہ تر لڑکے رجمنٹل اسکولون مین جنکا مینے ذکر کیا ہے تعلیم پاتے ہین اور انمین سے بعض ایک یا دو گھنٹہ گھر پر انگریزی پڑھ لیتے ہین جو ایک اوستاد پانچ چھہ روپیہ ماہوار لیکر انکو سبق دیدیتا ہے ہماری فوج کے عہدہ دارون کے بچون کی تعلیمی حالت واقعی قابل افسوس ہے بچپن سے ہی سواری اور دیگر فنون سپہگری کا شوق بدرجہ غایت انمین پایا جاتا ہے مگر پڑھنے کے طرف مطلق ان کی طبیعت کا رجحان نہین ہوتا ان کے والدین بھی انکی تعلیم و ترتیب مین کافی کوشش نہین کرتے صرف اونکے نام رجمنٹل اسکولون مین داخل کرادیتے ہین اور سمجھ لیتے ہین کہ ہمارے بچون کو یہان خاطر خواہ علم حاصل ہوجاۓ گا۔ اسی غلط فہمی کا باعث ہو کہ سرکار عالی

کی کثیر التعداد افواج کے بہت کم افسرون کے لڑکے مدرسہ عالیہ و مدرسہ اعزہ وغیرہ کے فوائد سے متمتع ہوتے ہین کیسے افسوس کا مقام ہے کہ موجودہ شائستگی اور فضیلت کے زمانہ مین جبکہ علم کا آفتاب نصف النہار کے قریب پہونچ گیا ہے اور ہماری گورنمنٹ اشاعت علوم کے لئے لکھوکہا روپیہ صرف کر رہی ہے ہماری فوج کے افسرون کے بچے علم کی نعمت سے بے بہرہ ہی محروم رہین۔

مدت سے میرا خیال تہا کہ ہماری فوج کے عہدہ دارون کے لڑکے اعلی تعلیم سے مستفیض ہون تا کہ وہ اس قابل ہو جائین کہ حضور نظام کی فوجی خدمات کو خاطر خواہ طور پر انجام دیسکین۔ لیکن افسوس ہے کہ اس خیال کا ماحصل عملی صورت مین ظاہر نہ ہو سکا۔ اور گولکنڈہ برگیڈ کے افسرون کے بچون کی تعلیم جیسی کہ چاہیئے تہی ویسی نہ ہو سکی جن افسرون نے کہ گذشتہ بارہ سال سے نہایت محنت و جانفشانی کے ساتھ گورنمنٹ کی فوجی خدمت کی ہے انکے بیٹے اب سن مین پندرہ سولہ برس کے ہو گئے ہین انکی دلی تمنا ہے کہ فوجی خدمت انکو ملے۔ مگر انگریزی علم مین کافی استعداد نہ رکہنے کے باعث وہ عہدہ کیڈٹ کے امتحان مین شامل نہین ہو سکتے کیڈٹ کے عہدہ کے امتحان کے لئے جو نصاب مقرر کیا گیا ہے اسمین درجہ مٹریکیولیشن تک کی لیاقت ہونی ضرور ہے مگر اسقدر لیاقت ان نوجوانون مین نہین ہے اگر فوجی افسرون کے بچون کے لئے کوئی خاص اسکول موجود ہوتا تو یہہ نوجوان اپنے آپکو ان خدمات سے محروم نہ دیکھتے جن کے وہ دراصل مستحق ہین اور آمین فوج کے لئے قابل افسرونکی کمی نہ ہوتی جنکی ہمین ضرورت ہی۔

عہدہ داران فوج کے بچون کی تعلیم کے بارہ مین میرا ہمیشہ سے یہہ خیال تہا کہ ایک مدرسہ جسکے متعلق ایک بورڈنگ ہوس ہو اونکی تعلیم و تربیت کے لیے قایم کیا جاے بورڈنگ اسکول کا طریقہ کوئی نیا نہین ہے ہم مسلمانون مین اس طریقہ کا ابتدا سے رواج تہا اور ہماری حیرت انگیز ترقی اور عروج کے اسباب مین سے بورڈنگ اسکول کے طریقہ سے استفادہ حاصل کرنا ایک ممتاز سبب تہا بغداد مین مدرسہ نظامیہ اور مدرسہ تاجیہ کی افسردگی بخش یادگارین ابہی تک قایم ہین اور قسطنطنیہ کا مشہور و معروف مدرسہ محمدیہ کا نقشہ جسکے پرنسپل علامہ غزالی تہے اور جس سے ہزارون علم کے پیاسے سیراب ہو کر نکلے ابہی تک نقش حجر کی طرح باقی ہے اور مسلمانون کے علمی کمال کا زبان حال سے شاہد ہے۔

نور علم جس سے آج چہرہ یورپ کا منور ہو رہا ہے اسکی شعاعین بورڈنگ اسکول ہی کے نیر اعظم سے نکلی ہین کم سن بچون کو ایک جگہ تعلیم و تربیت دینے اور ایک جگہ پرورش کرنے سے جو مفید نتایج مترتب ہوتے ہین وہ اظہر من الشمس ہین۔ اور جو امر کہ مسلمانون کے زوال علم اور یورپ کی ترقی علم کا باعث ہوا ہے وہ زیادہ تر یہ ہے کہ مسلمانون نے تو بورڈنگ اسکول کے طریقہ کو بالکل فراموش کر دیا اور اہل یوروپ نے کامل طور پر اوسکا اہتمام کیا۔ اور اپنی اولاد کی تربیت و تعلیم کیلئے اقوی سبب جانا۔

ان امور پر غور کرنے کے بعد مینے اس امر کو فیصل قرار دے لیا کہ جبتک ہم اپنی فوج کے بچون کے لئے بورڈنگ اسکول نہ قایم کرینگے اوسوقت تک انکی تعلیمی حالت کی اصلاح کا امکان نہ ہوگا۔

نظر بران مین نے یہہ تجویز کی کہ عہدہ داران فوج کے بچون کی تعلیم وتربیت کیلئے ایک بورڈنگ اسکول قایم کیا جاوے موقع عمارت ملک پیٹھ ہوا ور مدرسہ کا نام مدرسہ افواج آصفیہ رکہا جاے۔ بورڈنگ اسکول کا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہو جسکا پریزیڈنٹ کمانڈر ہوا ور ممبر دوسرے افسر ہون اور انہین سے ایک ممبر سکرٹری کا فرایض کو انجام دے اس کمیٹی کا نام "کمیٹی انتظام مدرسہ افواج آصفیہ" ہوا ور ایک سب کمیٹی ہر ایک رجمنٹ کے لیئے مقرر کیجاے جسکا پریزیڈنٹ کمانڈنگ آفیسر ہوا ور چار ممبر ہون جنمین سے ایک سکرٹری کا کام کرے "مدرسہ افواج آصفیہ" کی شاخین گولکنڈہ برگیڈ۔ ایمپریل سروس ٹروپس جمعیت نظام محبوب۔ و پلٹن صرفخاص مین نکالی جایئن اور انکا انتظام بڑی کمیٹی کے ہاتہہ مین ہو بورڈنگ کے اخراجات کی شرح اسقدر ہو کہ فوج کے قلیل تنخواہ عہدہ دار اپنے لڑکون کو اسکول مین داخل کرسکین۔ اس مدرسہ مین ضروری مذہبی مسائل اور ارد و فارسی و انگریزی کی تعلیم دیجاے اور انگریزی کا نصاب مٹریکیولیشن کے درجہ کے موافق رکہا جاے۔ فنون سپہ گری کے متعلق سواری۔ نیزہ بازی۔ پولو۔ فٹ بال کرکٹ۔ لان ٹینس۔ اور جمناسٹک وغیرہ کرتب سکہاے جایئن۔ طالب علمون کے اخلاقی قواعد کے نشو و نما کا خاطر خواہ لحاظ رکہا جاے اور انکے عادات اور سیرت و اخلاق کو ایسے سانچہ مین ڈہالا جاے جو کہ فوج کے ایک قابل مہذب اور شایستہ افسر کے شایان ہو۔ معلمین کے انتخاب مین یہہ امر مد نظر رہے کہ وہ ذی استعداد اور مہذب الاخلاق اور نجیب و شریف اور صحبت یافتہ ہون۔

بورڈنگ ہوس اور اسکول کی تعمیر کا تخمینہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کام کے لئے
تین ہزار روپیہ مطلوب ہون گے اب یہہ سوال درپیش ہوا کہ اس روپیہ کی فراہمی کی کیا
صورت ہوسکتی ہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کی غرض سے ہین نے ایکدن گولکنڈہ برگیڈ
اور امپیریل سروس ٹروپس کے تمام افسرون۔ نن کمیشنڈ افسرون اور جوانون کو جمع کیا اور
انہین مخاطب ٹہراکر کہا کہ آپ لوگ جانتے ہین کہ علم کیسی بیش بہا اور لازوال نعمت ہے
جو فائدے کہ علم سے حاصل ہوتے ہین وہ آپ پر ایسے مخفی نہین کہ محتاج بیان ہون بے علم
شخص کو صرف دنیا کی اور اپنی حالت سے بیخبری ہوتی ہے بلکہ وہ خدا کو بہی نہین پہچانسکتا
نہ اسکے پاس دنیا کے حصول کا ذریعہ ہوتا ہے نہ دین کا۔ آپ لوگون پر یہہ بہی روشن ہے کہ آپ
کے بچے علم کی برکت سے محروم ہین اور اس لئے بہت کم توقع انہین اس امر کی ہوسکتی ہے
کہ انہین وہ فوائد حاصل ہوسکین جنکا استحقاق اگر سچ پوچہئے تو انہین موروثی طور پر آپ
لوگون کی قابل قدر خدمات اور ایک عمر کی جانکاہی اور جانفشانی سے حاصل ہے آپ
لوگون کو معلوم ہے کہ آپکے بچے کیون اعلی تعلیم کے فوائد سے بے بہرہ ہین۔
اسکا باعث صاف یہہ ہے کہ قطع نظر اس امر کے کہ گولکنڈہ برگیڈ کے غریب عہدہ دار
آج کل کی تعلیم کے گران اخراجات کے متحمل نہین ہوسکتے یہ امر بہی ان کے بچون
کی تعلیم کا سدراہ ہے کہ بلدہ کا فاصلہ یہان سے زیادہ ہے اور بچون کو روزمرہ بارہ میل
پاپیادہ مدرسہ جانا اور واپس آنا کمال زحمت اور تکلیف کا موجب ہے اور خاص کر
برسات کے موسم مین جو تین مہینہ رہتا ہے انکا مدرسہ جانا گویا محال ہے لہذا ان بچونکی

تعلیم کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہین کہ ہم خود اپنا ایک مدرسہ بنائین جسکا انتظام ہماری اپنے ہاتہہ مین ہو لیکن ایسا مدرسہ جسکے منتظم خود ہم آپ ہون اور جسمین کہ ہم اپنے بچون کے ساتہہ تمام رعایتون کا لحاظ رکہہ سکین اوسوقت تک نہین بن سکتا جبتک کہ ہم خود اس کے لئے روپیہ نہ دین۔ یہ روپیہ ہم بذریعہ چندہ کے جمع کر سکتے ہین۔ ہمکو یاد رکہنا چاہیئے کہ یہہ روپیہ جو ہم اس مطلب کے لئے اپنے جیبون مین سے نکالین گے ایک ایسی اصل ہوگا جسکا سود ایک قلیل زمانہ مین اصل سے ہزار درجہ زیادہ ہو جائے گا۔ اور ایک ایسا راس المال ہوگا جسکا نفع بے حد و بیشمار ہوگا علم پر جو روپیہ صرف کیا جاتا ہے وہ کبھی رائگان نہین ہوتا۔

میری اس تقریر سے فوج کے تمام فوجی عہدہ دار جو اوسوقت حاضر تہے اسقدر متاثر ہوے کہ اونہون نے فوراً اپنی خوشی اور رغبت سے ایک کثیر التعداد رقم چندہ کی پیش کی افسرون نے اپنی نصف تنخواہ اور سپاہیون نے ایک معقول تعداد مین روپیہ دینے کا وعدہ کیا اور اسطرح پر ایک آن کی آن مین قریب پندرہ ہزار روپیہ کے جمع ہوگیا جب روپیہ کی اتنی بڑی رقم جو فی الواقع توقع سے زیادہ تھی جمع ہوگئی تو خیال ہوا کہ ہمین گورنمنٹ سرکار عالی سے اس کام مین موقع خاص اعانت کا اس سے بہتر نہین ملسکتا کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی کام رفاہ عام کا پبلک خود اپنے ذمہ لیتی ہے تو نصف مدد اوسے گورنمنٹ بہی دیا کرتی ہے اسلئے مین نے یہہ خیال جناب نواب فخر الملک بہادر وزیر صیغہ تعلیمات کی خدمت مین

ظاہر کیا نواب صاحب نے اس رائے کو بہت پسند فرماکر تعمیر مدرسہ کے بارہ مین ہر طرح مدد اور کمک دینے کا وعدہ فرمایا۔ جب مدرسہ آصفیہ کے اسکیم عالیجناب نواب مدار المہام سرکار عالی کے خدمت مین پیش ہوئی تو مدار المہام سرکار عالی نے بکمال قدردانی جسقدر رقم چندہ کہ اہالیان فوج نے جمع کی تہی اوسیقدر رقم یعنے پندرہ ہزار روپیہ تعمیر مدرسہ کے لئے دینا قبول فرمایا اور تین سو روپیہ ماہوار مدرسون کی منظور فرمائی اسطرح تیس ہزار روپیہ کی رقم جسمین سے نصف کا تعمیر عمارات مدرسہ اور نصف کا تعمیر مکان بورڈنگ ہوس کے لئے اندازہ کیا تہا جمع ہوگئی تب مین نے سوچا کہ اب توقف کو ذرا بھی راہ نہ دینا چاہئیے گولکنڈہ برگیڈ کے آغاز کو آج چودہ سال ہوئے اگر ابتدا ہی سے کوئی فوجی اسکول اس قسم کا قایم ہوتا تو فوج کے بچون نے ابتک کسقدر ترقی کی ہوتی اور انکی حالت اسقدر قابل افسوس نہوتی جیسی کہ اب ہے۔ نظر بران مین نے مدرسہ اور بورڈنگ کی عمارات کے متعدد نقشے تیار کرائے اور انمین سے ایک نقشہ منتخب کرکے جناب شمس العلما مولوی سید علیصاحب بلگرامی معتمد تعمیرات عامہ کی خدمت مین بنظر استصواب رائے بہیجا شمس العلما نے اس امر مین نہایت قابل قدر اعانت فرمائی اور مسٹر مراج نے جو ولایت کے پاس کردہ ایک لایق نوجوان انجنیر انکی ماتحتی مین ہین بکمال محنت و قابلیت کے ساتھ ایک عمدہ نقشہ مرتب کیا اس نقشہ کے مرتب ہوجانے کے بعد ایک دن مدرسہ کی بنیاد ڈالنے کے لئے مقرر کیا گیا چند سال پیشتر جبکہ سرکار کے طرف سے قصبات اور دیہات مین

مدارس قایم ہوے تھے تو لوگ اپنے بچون کو مدرسہ بھیجنے مین بہت کچھ پس و پیش کرتے تھے سپہ پیشہ لوگون کا خیال تھا کہ جو لڑکا علم پڑھے گا وہ کیا خاک لڑے گا تحصیل علم اور سپہ گری انکے نزدیک گویا دو صندین تھین جنکا اجتماع محال تھا۔ کیا اس موقع پر ہمین فخر نہین کرنا چاہیئے اور خوش نہین ہونا چاہیئے کہ ہمارے فرمانروا حضور پرنور کے مبارک عہد حکومت مین شوق علم کم تنخواہ پانے والے افسرون اور غریب سپاہیون کے دلون مین بھی جوش زن ہے انہون نے اپنے بچون کی اعلی تعلیم سے محروم رہنے کو افسوس کی نگاہ سے دیکھا اور اپنی روزمرہ کی ضروریات مین اپنے اوپر تکلیف گوارا کرکے پندرہ ہزار روپیہ کی رقم نہایت کشادہ دلی اور فراخ حوصلگی سے پیش کی۔

مین یہان پر اس امر کے گوش گزار کرنے کی اجازت چاہتا ہون کہ علاقہ فوج کے ملازمین سول اور جوڈیشل محکمون کے عہدہ دارون کے مقابلہ مین بہت کم تنخواہ پاتے ہین حالانکہ ان کے اخراجات بہت بڑھے ہوے ہین۔ انہین اپنے یونیفارم وغیرہ مین بہت سا روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے اور اور بہت سے مصارف ان کے ذمہ ہوتے ہین۔ ایسی حالت مین غریب عہدہ داران فوج کا اسقدر روپیہ اپنی جیبون سے نکالنا اس امر کی قوی دلیل ہے کہ وہ اپنے بچون کی تعلیم کو منجملہ ضروریات زندگی کے تصور کرتے ہین۔

اس جگہ قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ غریب کم علم سپاہ پیشہ لوگون کے دلون مین شوق علم اس جوش کے ساتھہ کیون موجزن ہوا اور کیا وجہ ہے کہ ان لوگون نے

جنمین سے اکثر اپنے بڑے کنبے کے اخراجات کے بھی بمشکل کفیل ہوسکتی ہین اس مستعدی سے سرگرمی کے ساتھ اپنے بچون کی تعلیم کے لیے اسقدر روپیہ دینا گوارا کیا جہان تک کہ مجھے غور کرنے کا موقعہ ملا ہے اس شوق کی تحریک کے اسباب یہہ ہین اول حضرت بندگانعالی حضور پرنور دام سلطنتہٗ کی توجہ اپنے ممالک محروسہ مین تعلیم پہیلانے کے طرف بدرجہ غایت مبذول ہے چنانچہ سرکار عالی کے آٹھ لاکہہ روپیہ سالانہ جو ایک اچھی خاص ریاست کی آمدنی ہے صرف تعلیم کے لیے صرف کیجاتی ہین دوم عالیجناب مدار المہام سرکار عالی کو ترقی فنون و اشاعت علوم کا اس درجہ شوق ہے کہ انہون نے خاص اپنے جگر گوشہ نواب ولی الدین خان بہادر کو چہہ سال کی سن مین اپنے کنار عاطفت سے علیحدہ کرکے انگلستان مین بغرض تعلیم بہیجدیا ہے جہان وہ اٹیٹن کالج مین علوم مغربی کی تحصیل مین مصروف ہین۔ علاوہ ازین اونہون نے اپنی ملک کے تعلیم کی توسیع مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکہا۔ سوم امرا اور رؤسا نے بہی اسی طرح کا شوق تعلیم کے بارہ مین ظاہر کیا ہے اور حیدرآباد کے امرا و اعزہ کے بچے پیہم بغرض تعلیم ولایت کو جارہے ہین۔ چنانچہ جناب نواب فخر الملک بہادر نے جنکی علم دوستی کا ذکر مین کرچکا ہون اپنے تین کمسن بچون کو ولایت بہجوادیا ہے جناب ممدوح کے صاحبزادے بکمال شوق ولی ولایت مین تعلیم پارہے ہین۔

حضرات کیا اب بہی تعجب کا مقام ہوگا کہ کم معاش سپاہیون پر بہی علم کے اسی شوق کا علم طاری ہو جو اصحاب جاہ و مکنت کے دامنگیر ہین۔ ۹ سوسائٹی کا وجود جن

اصول سے مربوط و متحد ہے انمین سے ایک نہایت زبردست اصول یہہ ہے کہ جب سردار قوم کسی کام مین شوق ظاہر کرتا ہے تو رعایا بھی اسی کی نقش قدم پر چلتی ہے۔ ہمارے ولی نعمت بندگان حضرت کی توجہ اور نامداران ریاست کا شوق جب تعلیم کے طرف ہو تو کس طرح غریب کم استطاعت لوگ بھی اسی طرف اپنا میلان ظاہر نہ کرین۔ ممالک محروسہ سرکار عالی مین مدرسہ افواج آصفیہ اول مدرسہ ہے جو بورڈنگ سسٹم پر جاری کیا جاتا ہے اور امید کیجاتی ہے کہ سرکار عالی کی توجہ سے اسمین یوماً فیوماً ترقی ظہور مین آے گی۔

گولکنڈہ برگیڈ اور امپیریل سروس ٹروپس نے جسقدر روپیہ کا چندہ دیا ہے اس سے ایکسو بچون کے رہنے کے موافق بورڈنگ ہوس تیار ہو جائے گا۔ فسٹ و سکنڈ و تھرڈ کلاس کے کمرونکا طول ۳۰ فٹ عرض ۲۰ فٹ ہوگا ہر کمرے کی تیاری مین اندازاً (لعہ ما لعہ) روپیہ صرف ہوگا۔

فسٹ کلاس کے ایک کمرے مین چار طالب العلم رہین گے۔ سکنڈ کلاس کے کمرہ مین آٹھ تھرڈ کلاس کے کمرے مین بارہ بورڈنگ اسکول کے احاطہ کا رقبہ موجودہ ضرورت سے بہت زیادہ رکھا گیا ہے تاکہ اگر جمعداران نظم اور افسران پائیگاہ اور دوسری افواج کے عہدہ دار اپنے بچون کو مدرسہ مین بطور بورڈر کے بھیجنا چاہین تو جس قدر تعداد لڑکون کے ہو اسقدر حجرون کی تیاری کے لیے زرچندہ موافق مرقومۂ بالا کے روانہ کرنے پر ان کے لئے بورڈنگ ہوس مین جدید کمرے تیار کرا لئے جائین گے

یہ کرے ان کے علاقہ سے نامزد ہون گے اور ان بچون کو اسی فیس پر اور اسی رعایت کے ساتھہ تعلیم دیجائے گی جو گولکنڈہ برگیڈ اور امپیریل سروس ٹروپس کے بچون کے ساتھہ مرعی ہے اس مدرسہ کی تعلیم کے متعلق ایک امر اہم یہہ ہے جسپر مین خاص طور سے زور دینا چاہتا ہون یعنی مذہبی تعلیم۔

اس مدرسہ کے قایم کرنے سے جو مقصود ہے مین ہرگز خیال نکرونگا کہ اوسکی تکمیل مین ذرہ بہی کامیابی حاصل ہوئی جو بچے کہ اس مدرسہ سے تعلیم پاکر نکلین اگر اون کے اسلامی عقاید خراب ہون اور وہ اپنے سچے مذہب کے فرایض کی پابندی مین کوتاہی کرین۔

اس لئے میری دعا ہے اور مین امید کرتا ہون کہ آپ حضرات بہی میرے ساتھہ دل سے اس دعا مین شریک ہون گے کہ اس مدرسہ سے بچے سچے مسلمان ہوکر نکلین اونکی رگون مین اون کے لہو مین اونکے ارادون اور جستجو مین جوش ایمان موجزن ہو اور وہ اپنے دوسرے بہائیون کی آنکہون مین ایک نہایت شایستگی کی نظیر ہون۔

جس تقریب سے آپ حضرات آج اس مقام پر تشریف لائے ہین وہ مدرسۂ آصفیہ کی مبارک بنا اندازی کی تقریب ہے۔

اسوقت عالیجناب نواب مدار المہام سرکار عالی ناسازی مزاج کے باعث اس مبارک تقریب مین شریک نہوسکے اسکا نہایت درجہ افسوس ہے لیکن یہہ امر بھی

بے انتہا مسرت کا سبب ہوا کہ نواب فخر الملک بہادر نے اپنی ولی عنایت اور خاص مہربانی سے مدرسہ کے بنیادی پتھر کا اپنے ہاتھ سے قایم کرنا قبول فرمایا ہے۔

مین جناب نواب صاحب ممدوح کا اپنے اور تمام عہدہ داران فوج کیطرف سے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون۔

مساجد اور مدارس کی بنا اندازی کے رسوم بزرگان دین اور اکابران ملت کے توسل سے ادا کرنا جیسا قدیمی قاعدہ ہے اسی بنا پر پرسون کے روز مولنا و مرشدنا سید شاہ عبدالرحیم صاحب قمیصی القادری سے جنکی ذات با برکات ہر خاص و عام کے لئے منبع فیض بے پایان ہے التجا کی گئی کہ اولاً اپنے دست مبارک سے تیمناً و تبرکاً رسم بنا اندازی مدرسہ ادا فرماوین شاہ صاحب قبلہ نے کمال مسرت سے اس التماس کو منظور فرمایا اور اپنے معصوم صاحبزادے صاحب کی ہاتھ سے مدرسہ آصفیہ کے پایہ کا مقام کھدوالیا مین امید کرتا ہون کہ آجکے روز نواب فخر الملک بہادر اس بنیادی پتھر کو جو کہ شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی کے خاص اہتمام سے متعلق ہے اپنے ہاتھ سے پایہ کی جگہ مین اوتارین گے اور اس نقرئی تھاپی سے سمینٹ کے ساتھ پیوند دیکر مدرسہ آصفیہ کی بنا کو دین و دنیا کے مصالح سے مستحکم فرماوین گے۔

اسپیچ عالیجناب نواب فخر الملک بہادر وزیر تعلیمات

نواب میجر افسر الدولہ و حاضرین مجھے نہایت افسوس ہے کہ مدار المہام سرکار عالی آج

اس جلسہ مین بباعث علالت مزاج کے شریک نہو سکے اور جناب ممدوح نے مجھے بذریعہ ٹیلیفون کے اطلاع دی کہ اونکی طرف سے مین شریک جلسہ ہون۔

دراصل جیسا کہ افسر الدولہ بہادر نے اپنی لایق اور پر اثر اسپیچ مین بیان فرمایا ممالک محروسہ سرکارعالی مین یہہ مدرسہ افواج آصفیہ اول مدرسہ ہے جو کہ بورڈنگ سسٹم پر جاری کیا جاتا ہے۔

مین نہایت خوشی سے کہتا ہون کہ جہانتک مجھے علم ہے افسر الدولہ بہادر نے جو امر شروع کیا اور جسطرف اونکا ارادہ ہوا اوسکو بہادر عزم نے پورا کیا پس اس نیک کام مین جسکی کہ ہماری قوم کو بہت ضرورت ہے جب نوابصاحب نے انجام دینے کا ارادہ کیا ہے تو ہمکو کامل امید رکھنا چاہیئے کہ وہ اسکو برابر انجام دینگے اور اس مدرسہ مین پوری پوری کامیابی حاصل ہوگی۔ مین اس امر کا آپ صاحبون کے سامنے اقرار کرتا ہون کہ بحیثیت وزیر تعلیمات مین اس مدرسہ افواج آصفیہ کو ہمیشہ مدد دینے تیار ہون گا۔ اور برابر میرے پیش نظر ہوگا کہ مدرسہ آصفیہ کو یوماً فیوماً ترقی ہو۔

اور نواب میجر افسر الدولہ بہادر نے جس غرض سے یہ مدرسہ جاری کیا ہے اللہ تعالیٰ اوسمین اونھین کامیاب کرے۔ ہمارے آقا ہمارے ولی نعمت حضور پر نور دام سلطنتہ کو اپنے ملک کی طرف جسقدر توجہ مبذول ہے اس سے پوری پوری امید ہے کہ اس پرنسپل اور اس اصول پر اور چند مدارس بہت جلد ممالک محروسہ سرکارعالی مین جاری کیئے جاوین گے۔

بورڈنگ اسکول کے فوائد افسر الدولہ بہادر ابہی بیان کرچکے ہین نہین چاہتا کہ اونکو اعادہ کرون - یورپ مین اعلیٰ درجہ کی ترقیون کا باعث بورڈنگ اسکول کی سسٹم ہے اور ہمین ضرور ہے کہ اسکی ترقی اور جاری کرنے مین کوشش کرین عالیجناب نواب فخر الملک بہادر نے تاریخ ۲۰ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۲ ہجری سہ ساعت مین مدرسہ اولاد آصفیہ کی بنا ڈالی - اعلیحضرت حضور پرنور دام سلطنتہ کی صحت وسلامتی کی سب حاضرین نے دعا مانگی اور خوشی کے نعرے مارے بڑے جوش دلی سے سپاہ نے ہپ ہپ ہرا کی آوازین بلند کین اسکے بعد جلسہ ختم ہوا

راقم کو بیشگاہ عنایات شاہانہ حضور پرنور سے خطاب افسر الدولہ عنایت ہونا

۶ جمادی الاول ۱۳۱۲ ہجری مطابق ۶ ماہ نومبر ۱۸۹۴ عیسوی مین اعلیحضرت حضور پرنور نے برحمت شاہانہ ونوازش خسروانہ میرے اور محبوب یار جنگ اور اسد یار جنگ کے خطابات جنگی پر لفظ دولہ کا اضافہ فرمایا - مجھے افسر جنگ سے افسر الدولہ کا خطاب عنایت ہوا اور اسد یار جنگ کو اسد یاور الدولہ خطاب عطا فرمایا گیا -

محبوب یار جنگ بہادر کی دلی خواہش تہی کہ بیشگاہ الطاف شاہی سے محبوب یاور الدولہ خطاب مرحمت ہو لیکن مستحکم جنگ کیلئے محبوب یاور الدولہ خطاب تجویز ہوچکا تہا اس سبب سے اعلیحضرت حضور پرنور نے اونکو ناظم الدولہ کے خطاب سے عزت بخشی -

لفٹنٹ مرزا ابراہیم بیگ کا حیدرآباد پولو ٹورنمنٹ مین یا بو پر سے گر کے انتقال کرنا

جس زمانہ مین راقم اعلحضرت حضور پرنور کی سواری مبارک کے ہمراہ شیر کے شکار سے واپسی کے وقت ٹانگہ اوٹنے کے سبب سے گر پڑا تہا اور گرنے کے صدمہ سے تین پسلیان توٹ گئی تہین اوسی زمانہ سے ڈاکٹرون نے پولو کہیلنے سے راقم کو ممانعت کی تہی اسلیے پولو ٹورنمنٹ مین راقم کے عوض مرزا ابراہیم بیگ گولکنڈہ پولو ٹیم مین شریک ہوکر پولو کہیلتے تہے۔

۴ ماہ ڈسمبر ۱۸۹۵ء عیسوی مطابق ۲۶ جماوی الثانی ۱۳۱۳ھ ہجری کو سکندرآباد پولو گراونڈ پر حیدرآباد پولو ٹورنمنٹ ہو رہا تہا جسمین جم کہانہ پولو ٹیم اور گولکنڈہ پولو ٹیم تہی پولو شروع ہوکے قریب آدہے گہنٹہ کے ہوا ہوگا کہ کپتان کیوبرٹ کے یابو سے ابراہیم بیگ کے یابو کی ٹکر ہوئی ابراہیم بیگ کا یابو گول فلاگ کے قریب اونکو لیکر گر پڑا اون کے سر مین ایسی ضرب آئی کہ بائین کان مین سے خون جاری ہوگیا اور وہ بیہوش ہوگئے لوگ اونکو پولو گراونڈ پر سے اوٹہا کے سکندرآباد کے ہسپتال مین جو قریب تہا لے گئے پہر چند گہنٹون کے بعد اونکو سیف آباد مین مکان کو لے آئے مرزا ابراہیم بیگ نے اوسی صدمہ سے دوسرے روز انتقال کیا۔

۷ ماہ ڈسمبر کو جس وقت مرزا ابراہیم بیگ کا جنازہ دفن کے واسطے اوٹہایا گیا تو

ٹیٹنوی فٹ ہزارہ کے اکثر افسر فلڈ ٹریس مین بلارم سے آئے اور اون کے جنازہ کے ساتھہ ساتھہ قبر تک گئے اور سکندرآباد کی فوج کے پولو کہیلنے والے افسر قریب قریب کل کے اونکی میت مین شریک ہوئے۔

ابراہیم بیگ کے انتقال کے بعد اعلیحضرت حضور پرنور نے اونکے خورد سال فرزند کے نام پچہتر روپیہ صیغہ منصب مین تربیت و پرورش کے لیئے اجرا فرمائے۔

ابراہیم بیگ نوجوان اور اچہے سوار اور پولو مین خوب مہارت رکہتے تہے رجب ۱۳۱۳ھ ہجری مطابق ڈسمبر ۱۸۹۵ء عیسوی مین حسب معمول قدیم اعلیحضرت حضور پرنور کی سواری مبارک کوہ مولاعلی کے عرس شریف مین رونق بخش ہوئی عرس شریف کے بعد دو مہینہ تک سرکار وہین پر رونق افزا رہے۔

۲۷ شعبان ۱۳۱۳ھ ہجری مطابق ۱۲ فروری ۱۸۹۶ء عیسوی کو اعلیحضرت حضور پرنور گہوڑے پر سوار ہوکے شکارگاہ کی طرف تشریف لے گئے واپسی کے بعد قمیص مین لگانے کے تین گہنڈیان اور قمیص کی آستینون مین لگانیکی دو جوڑ گہنڈیان مجہی عنایت فرمائین جن کے درمیان حضور پرنور کے فوٹو مبارک نصب کئے ہوئے تہے۔ اور اون کے اطراف مین نہایت بیش قیمت ہیرے لگے تہے مین نے اس عنایت شاہانہ کا شکریہ ادا کرکے پیشگاہ اقدس مین نذر پیشکش کی۔

جب سے وہ گہنڈیان مجہے عنایت ہوئی ہین مین اونکو نہایت عزیز رکہتا ہون اور فخر و مباہات کے ساتھہ اونکو استعمال کرتا ہون۔

گھنڈیان مرحمت فرمانے کے ایک ہفتہ بعد حضور پر نور نے - خسروانہ نوازش شاہانہ ایک انگشتری مجھے عطا فرمائی۔ اس انگشتری کے درمیان ہی اعلیحضرت حضور پرنور کا فوٹو مبارک ہے اور اوسکے اطراف مین ہیرے جڑے ہوئے ہین۔

صاحبزادہ نواب میر عثمان علیخان بہادر کا اسکارٹ رسالہ

راقم کے تفویض ہونا

جنوری ۱۸۹۶ عیسوی مطابق ۱۲ رجب ۱۳۱۲ ہجری کو قدر قدرت اعلیحضرت حضور پر نور نے مجھے اسطور پر ارشاد فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب کے لئے چند سوارون کا ایک ایک اسکارٹ تعین کیا جائے گا ایک خوشنمائی طرز کی یونی فارم کا نمونہ ملاحظہ مین پیش کیا جائے حسب الارشاد اقدس مین نے چند نمونے یونی فارم کے ملاحظہ اقدس مین پیش کئے اعلیحضرت حضور پر نور نے اون نمونون مین سے سیاہ بانات مایل بسبزی کے کوٹ کا ایک نمونہ پسند فرمایا کوٹ کا چپاتا زرد بانات کا اور اوسکے اطراف مین زرد سبزی نہایت خوشنما اور موزون معلوم ہوتی تھی۔

حبشیون کے سو جوان جو صف شکن جنگ بہادر کے ماتحت تھے صاحبزادہ صاحب کے اسکارٹ کے لئے تجویز فرما کے اعلیحضرت حضور پر نور نے اون جوانونکو میرے تفویض فرمایا لفٹننٹ حبیب ابوبکر ان جوانون کے سکنڈان کمانڈ تھے ان کو مینے اسکارٹ کی کمان پر مقرر کیا اور ان جوانون کے لئے زین سامان اور جملہ ہتیار فوج

باقاعدہ کے شل تیار کیے قواعد پریڈ کی بہی اونکو تعلیم دی گئی۔ غرض تہوڑے زمانہ مین ان
سو جوانون کی حالت اچہی اور سپاہیانہ وضع ہوگئی۔
گنگ کوٹہی کے مغربی جانب ان جوانون اور اون کے گہوڑون کے واسطے
بین بنائی گئی یہہ سو جوان صاجزادہ صاحب کے اسکارٹ کے سوا اور جملہ گارڈ ڈیوٹی اور
گنگ کوٹہی کا بہی کام انجام دیتے ہین۔

تالیف شکارنامہ نظام

اعلیحضرت حضور پرنور نے سنہ ۱۳۲۱ ہجری سے شیر کے شکار کا شوق فرمایا اور
اکثر اوقات گرمیون کے موسم مین اعلیحضرت حضور پرنور کی سواری مبارک شیر کے
شکار کے واسطے مختلف مقامات اضلاع ممالک محروسہ مین رونق افزا ہوا کی غرض
گیارہ سال کی مدت مین اعلیحضرت حضور پرنور نے اکیس شیر شکار کیے جنکے حالات
مفصل طور پر وقت بوقت بیٹنے تحریر کیے تہے۔ سنہ ۱۸۹۶ عیسوی مین بیٹنے اون
کل حالات کو ترتیب دیکر ایک کتاب مرتب کی اور اوسکو موسوم بہ "شکارنامہ نظام"
کیا اس کتاب مین جہان جہان شکار کے نازک اور دلچسپ واقعات تہے اون کے
فوٹو گرافون کی صورت کا نقشہ دکہلا دیا ہے۔
جب شکارنامہ مطبوع ہوکر مرتب ہوگیا تو اکٹوبر سنہ ۱۸۹۶ عیسوی مین بیٹنے اعلیحضرت
حضور پرنور کے ملاحظہ اشرف مین اوسکو پیش کش کیا اعلیحضرت حضور پرنور نے ملاحظہ کے

بعد اوس کتاب کو نہایت درجہ پسند کیا اور اکثر امرا اور مصاحبین کو اوسکے نسخے عنایت فرمائے۔

اقتدارات عدالت دیوانی و فوجداری جو راقم کو ملے

سنہ ۱۸۹۲ عیسوی کے آخر مین نظام ہائی کورٹ کی طرف سے یہہ سفارش کی گئی کہ گولکنڈہ برگیڈ کی فوج قلعہ گولکنڈہ مین مقیم ہے اور حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس بیرون قلعہ اور خیریت آباد مین رہتی ہے ان دونون مقامات کے فوجی حدود مین جو مقدمات دیوانی اور فوجداری واقع ہوتے ہین اون کے فیصلہ کے واسطے طلبی شہود مین عدالت کو بڑی وقت ہوتی ہے اور اہل مقدمات کو پریشانی رہتی ہے ایسی حالت مین اندرون حدود فوجی کے مقدمات کی دریافت اور تحقیقات کے اقتدارات کمانڈر افواج قلعہ کو دئے جاوینگے تو نہایت آسانی ہو جاوے گی۔

جس وقت نظام ہائیکورٹ کی یہ تجویز مدارالمہام صاحب سرکار عالی کی خدمت مین پیش ہوئی مدارالمہام صاحب نے اول درجہ کے مجسٹریٹ کے اقتدارات دیوانی اور فوجداری مجھکو مرحمت فرمائے اوس زمانہ سے حدود فوجی کے کل مقدمات دیوانی اور فوجداری میرے پاس رجوع ہوتے ہین اور وزیر جنگ بہادر برگیڈ میجر میرے مددگاری کی حیثیت سے ان مقدمات مین مجھکو مدد دیتے ہین۔

گولکنڈہ اسٹیڈ فارم کی ابتدا

صفر سنہ ۱۳۱۴ ہجری مطابق ماہ جولائی سنہ ۱۸۹۶ عیسوی مین یہہ مسئلہ گورنمنٹ نظام
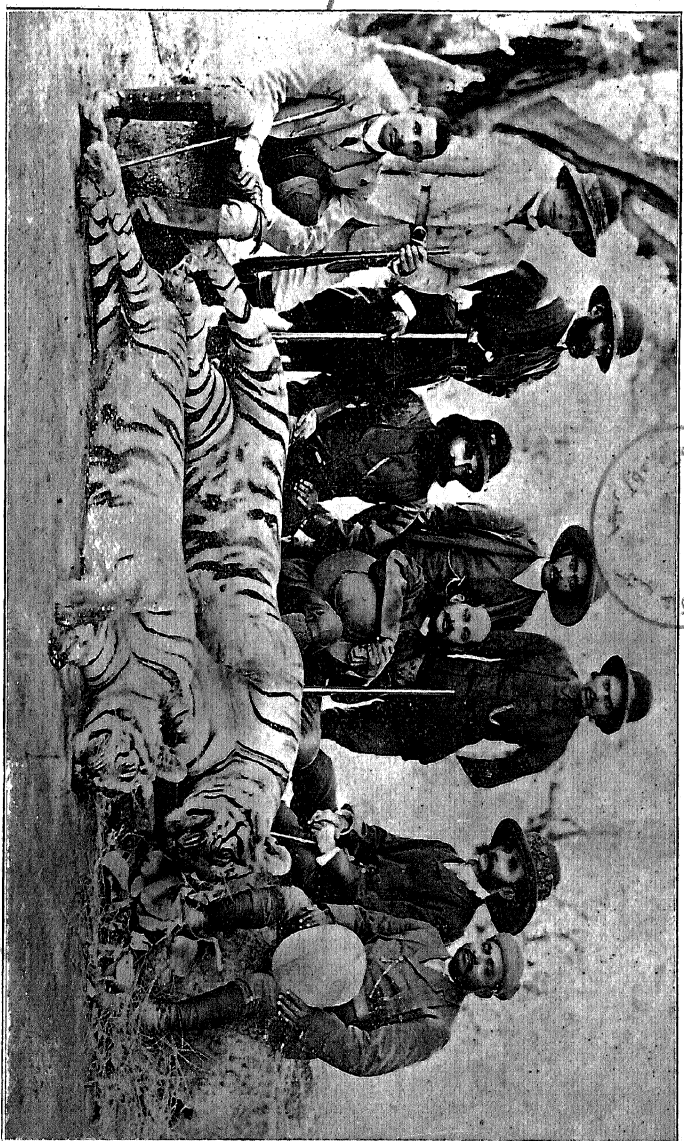
لقمان الدولہ[1] ۔ میجر افسر جنگ[2] ۔ اسد یار جنگ[3] ۔ اعلیحضرت بندگانعالی[4] ۔ منظر یار جنگ[5] ۔ داور مرزا[6] ۔ جان نثار یار جنگ[7] ۔ عثمان یار جنگ[8] ۔ ممتاز یار جنگ[9]

کے پیش نظر آیا کہ حیدرآباد واسٹیڈ فارم مین (علاقہ نسل چوپایہ) کے اخراجات سالانہ قریب قریب ایک لاک روپیہ کے ہین اور اس علاقہ مین ابتدا سے اسوقت تک کچھ بھی ترقی نہین ہوئی۔

اعلیحضرت حضور پر نور کے اصطبل مین ایک گھوڑا بھی حیدرآباد کنٹری برڈ کا پایا نہین جاتا اور نہ سرکاری فوج مین کوئی ملکی گھوڑا دیکھا جاتا ہے سرآسمانجاہ مدارالمہام سرکارعالی نے اس مسئلہ پر غور کرنے کے بعد علی بن عبداللہ صاحب مہتمم نسل چوپایہ کو حکم دیا کہ بچہ کشی کے جسقدر گھوڑے ممالک محروسہ سرکارعالی مین ہین وہ سب بلدہ مین جمع کئے جائین مدارالمہام سرکارعالی اون سب کے ملاحظہ کے بعد آیندہ انتظام افزایش نسل چوپایہ کے باب مین حکم دینگے۔

نومبر ۱۸۹۶ء عیسوی کے آغاز مین بچہ کشی کے کل گھوڑے بلدہ مین جمع ہوئے۔ سرآسمانجاہ بہادر نے میجر گاف صاحب ملیٹری سکرٹری کو اور مجھے وہ سب گھوڑے دکھلائے اور کہا کہ گذشتہ زمانہ مین افزایش نسل اسپان کی کارروائی جہانتک ہوئی وہ بالکل قابل اطمینان نہین پائی گئی اسلئے سرکار کو قدیم طرز عمل بدلنے کی نہایت ضرورت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آیندہ کے لئے اسٹیڈ فارم کی کارروائی کے متعلق رولس مرتب کئے جائین اور علی بن عبداللہ کو انپر عمل کرنیکے واسطے تاکید کیجائے۔

مدارالمہام سرکارعالی کے فرمانے کے مطابق حیدرآباد اسٹیڈ فارم کے لئے مینے ایک اسکیم مرتب کیا جسکی نقل ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

بعالیخدمت ہز اکسلنسی نواب سر آسمانجاہ بہادر مدار المہام سرکار عالی

سرکار کے حسب الحکم مینے علی بن عبداللہ صاحب کے ساتہہ بچہ کشی کے کل گہوڑے دیکہے اور افزایش نسل چوپایہ کی طرز کارروائی اون سے دریافت کی جس سے یہ معلوم ہوا کہ اون کے پاس کوئی لکہا ہوا دستور العمل موجود نہین ہے اور نہ تحریری ہدایتین اس علاقہ مین ہین کل امور علی بن عبداللہ صاحب کے زبانی احکام اور رائے سے انجام پاتے ہین اور اصل اونکی طرز کارروائی یہ ہے کہ اورنگ آباد۔ بیڑ۔ ہنگولی۔ جالنہ مومن آباد۔ جملہ اضلاع مرہٹواڑی مین گنگا ندی کے کنارے جہان جہان گہانس اچہی پیدا ہوتی ہے وہان وہان نسلی گہوڑے رکہے جاتے ہین اور جب کبہی پٹیل پٹواری یا عامۂ رعایا مین سے کوئی شخص اپنی مادیانین بہجواتے ہین تو اون مادیانون کو وہ نسلی گہوڑے دئے جاتے ہین۔

اسپان نسلی کی خرید اور اونکی نگہداشت اور خوراک وغیرہ اخراجات مین ستانوے ہزار روپیہ سالانہ سرکاری خزانہ سے صرف ہوتے ہین۔

قدیم حالات اور سابق کی طرز کارروائی پر جہانتک مجہکو علم ہوا ہے اوسکی نسبت مینے اپنی رائے ظاہر کی ہے اور یہ بہی مینے بتلایا ہے کہ آیندہ اس باب مین کیا کرنا چاہیئے۔

علی بن عبداللہ صاحب چودہ سال سے اس کام کو انجام دیتے ہین اس مدت مین اونہون نے سرکار کی طرف سے نسلی گہوڑے خرید کرکے اضلاع مین رکہے لیکن مادیان کی خرید اور اونکی افزایش اور ترقی کی نسبت مطلق اُنہون نے توجہ نہین کی ایسی حالت مین ظاہر ہے کہ جب تک عمدہ مادیانین کثرت سے اضلاع مین موجود نہون تو گہوڑون کی نسل مین کیونکر ترقی ہو سکتی ہے۔

مجہے اس امر کا نہایت افسوس ہے کہ آجتک صرف بچہ کشی کے گہوڑے خرید کئے گئے اور اونکی خوراک مین سرکاری لاکہون روپیہ صرف ہوئے اگر نصف روپیہ مادیانون کی خرید مین صرف ہوتے تو ملک دکن مین یقیناً آجکے روز ہزارون کنٹری برڈ گہوڑے موجود ہوتے۔

علی بن عبداللہ صاحب نے چند روزنامچے علاقہ اسٹیڈ فارم کے مجہے دکہلائے جنکے دیکہنے سے یہ ثابت ہوا کہ ۱۸۷۹ء عیسوی سے سنہ حال ۱۸۹۳ء عیسوی تک چودہ سال مین اونکو چودہ لاکہہ نوہزار روپیہ خریدئی اسپان نسلی اور اونکے اخراجات کے لئے سرکار سے دئے گئے ان روپیون مین سے قریب نو لاکہہ کے نسلی گہوڑونکی خرید مین صرف ہوئے۔

میرے خیال مین اگر نصف رقم یعنی ساڑہے چار لاکہہ روپیہ مین مادیانین خرید کیجاتین اور نصف رقم کے نسلی گہوڑے خرید کئے جاتے تو ملک کے واسطے نہایت مفید نتیجہ پیدا ہوتا۔ فی مادیان چارسو روپیہ یا کم و بیش قرار دیا جائے تو ساڑہے چار لاکہہ روپیہ

کی نوسو یا ہزار مادیانین خریدہ ہوسکتی تہین اور یہ فرض کیا جائے کہ ان مادیانون مین ربع حصہ یعنی دو اڑہائی سو مادیانین بانجھ نکلتین تب بہی ساڑہے سات سو یا آٹہہ سو مادیانین بچے جنتین جن کے ساڑہے سات سو یا آٹہہ سو بچے ہوتے اگران بچون مین سے سو ڈیڑہ سو ضائع بہی جاتے تب بہی ساڑہے چہہ سو سات سو بچے زندہ رہکر گہوڑے ہوتے اور اسی طرح انکی ترقی کا سلسلہ قایم رہتا تو چودہ سال مین دس ہزار گہوڑے ممالک محروسہ سرکار عالی مین پائے جاتے بعض گہوڑے اعلحضرت حضور پرنور کی اصطبل خاصہ کی لایق ہوتے اور بعض افسرونکی سواری کی قابل ہوتے اور اکثر افواج باقاعدہ کے بکار آمد سمجہے جاتے اور اسنے نیچے درجہ کے جتنے گہوڑے ہوتے وہ علاقہ نظم جمعیت مین سلحدارون کے لئے زیادہ موزون اور مناسب خیال کئے جاتے۔

ان چودہ سال کی سرکاری کوشش اور چودہ لاکہہ روپیہ کے صرف کے بعد یہ نتیجہ نکلا کہ آبتک روزوکن کنٹری برڈ کا ایک گہوڑا نہ اعلحضرت حضور پرنور کے اصطبل خاصہ مین ہے اور نہ سرکاری فوج مین کوئی گہوڑا نظر آتا ہے۔

مین افسوس کے ساتہہ کہتا ہون کہ اس چودہ سالہ مدت مین سرکاری چودہ لاکہہ روپیئے بالکل بے محل صرف ہوئے اور علی بن عبداللہ صاحب کی کوشش بالکل رائگان گئی سرکاری رقم خطیر کے نقصان کے علاوہ نسلی گہوڑون کے انتخاب مین بہی بہت بڑی غلطیان واقع ہوئی ہین۔

اسوقت مین وہ نسلی گہوڑے جو ممالک محروسہ سرکار عالی مین موجود ہین اور اون

دسکو مینے بچشم خود ملک پیٹہ رس کورس کے طویلون مین دیکہا ہے) دراصل وہ گہوڑی
نہایت عمدہ اور بیش قیمتی اور شرط کے قابل ہین اور خود علی بن عبداللہ صاحب کے بیان
سے ثابت ہوا کہ چند گہوڑے مانک روبی اور لیسنی دس دس بارہ بارہ ہزار روپیہ کے
گہوڑے ہین لیکن اونہون سے نے فی راس دو دو تین تین ہزار کے حساب سے خرید کئے ہین
جو نہایت ارزان خرید کئے ہین۔ جب ایسے عمدہ قیمتی گہوڑے چودہ سال سے اسٹیڈ فارم
مین موجود ہین اور ہر سال پانچ چہہ نئے گہوڑے عمدہ عمدہ خرید کئے جاتے ہین اگر کوئی
یہ پوچہے کہ انکی نسل کے عمدہ عمدہ بچے کہان ہین تو مین یہ جواب دیتا ہون کہ تخم اچہا تہا مگر
زمین قابل نہ تہی۔ اسلئے سب کوشش برباد گئی بقول سعدی شیرازی ؎

زمین شور سنبل بر نیارد　　　درو تخم عمل ضایع مگردان

ممالک محروسہ سرکار عالی کے اکثر اضلاع مین مجہے جانے کا اتفاق ہوا ہے مینے
کسی ضلع مین ایسی عمدہ مادیانین نہین دیکہین جو نسلی گہوڑے دینے کے لایق ہون
اور اون سے عمدہ بچے پیدا ہونے کی امید ہو وہ کہنی مادیانین چہوٹے چہوٹے قد کی
جنکے ہاتہہ پاؤن پتلے پتلے کمرین لانبی لانبی گامچیان خمیدہ پسلیون کی ہڈیان اور
گردنون کے منکے کوتاہ ہوتے ہین یہہ کل علامتین نسلی مادیانون کے عیوب مین
سے ہین جب ایسی مادیانون کی اولاد ہوگی تو اون مین بہی یہی عیوب موجود ہونگے۔
علی بن عبداللہ صاحب نے جو نہایت قیمتی گہوڑے شرط کے لایق خوبصورت
بمبئی سے خرید کرکے اضلاع مین بہجوائے اور رعایا کے پاس کی چہوٹے چہوٹے قد

تپلے پتلے پاؤن ہاتہہ لمبی کمر والی گہوڑیون کو وہ گہوڑے دئے گئے بعد اون قیمتی گہوڑون کا عمدہ نسلی مادہ بالکل بے محل صرف ہوا اور اون کے بچے مادیانون ہی کی شکل کے سراپا عیب دار پیدا ہوئے۔

دکہنی مادیانون کے ہاتہہ پاؤن پتلے ہوتے ہین اور شرطی گہوڑون کے پاؤن کی ہڈیان موٹی ہوتی ہین۔ اور جب ایسی مادیانون کو وہ گہوڑے دئے جائین۔ جنکے ہاتہہ پاؤن پتلے ہون تو اون کے بچون کے ہاتہہ پاؤن اور زیادہ پتلے ہونگے۔ ایسی شان کا گہوڑا نہ شرط کے قابل ہوگا اور نہ فوجی نوکری اور محنت و مشقت کے لایق خیال کیا جائے گا اس لئے کہ فوجی کامون کے لئے زبردست اور مضبوط ہاتہہ پاؤن اور پاؤن کی ہڈیان چوڑی چکلی اور کوتاہ کمر زیادہ مناسب ہے اگر مادیان اچھی نہوگی اور گہوڑا اعلی درجہ کا نسلی اوسکو دیا جائے گا اوسکا بچہ کبھی اچھا پیدا نہ ہوگا۔ عمدہ شرطی ہزارون روپیہ کے قیمتی گہوڑے مرہٹواڑی کے ہٹیل ہٹوار یونکی ٹٹوانیون کو جو دئے گئے اون کے قدیم بوجہ اوٹہانے والے یابون کی نسل بہی خراب ہوگئی تپلے پتلے ہاتہہ پاؤن کے بچے بارکشی مین کیا بکار آمد ہون گے بارکشی سے بہی گئے اور شرط کے قابل بہی نرہے اور ایسے مجنس بچے پیدا ہوئے جو کسی کام مین نہ آسکے۔

علی بن عبداللہ صاحب سے اسٹیڈ فارم کے انتظام مین نہایت درجہ غلطی واقع ہوئی مجھے یقین ہے کہ وہ میری اس تحریر سے متاثر ہون گے اور اونکی طبیعت پر

غلطیون کے اظہار سے ناگواری ہوگی لیکن مجھے اس موقع پر اظہار حق کرنا مقصود ہے نہ محض اون کے رائے کے نقصان سے بحث بقول قایل ــــ حق اینست وحق را نشاید نہفت ۔

اب مین اپنا اسکیم حیدرآباد اسٹیڈ فارم کے متعلق اور پچھلے زمانہ کی بدنظمیون کی اصلاح کے بارہ مین سرکار کے ملاحظہ مین پیش کرتا ہون اگر مدارالمہام سرکار عالی میرے اسکیم پر غور فرما کے اوسکی اجرائی کے واسطے حکم فرمائینگے تو پانچ سال کے بعد سرکار کو اسکا فائدہ بخش نتیجہ روشن ہوگا ۔

الف ۔ موجودہ انتظام حیدرآباد اسٹیڈ فارم کا بالکل موقوف کردیا جائے اس علاقہ کا نام افزایش نسل چوپایہ ہے گھوڑون کے سوا گائے بھینس بکری وغیرہ جانورون کی نسل کی بھی ترقی شریک ہے اور ولایتی شاٹ ہارن بریڈ نسلی بیل خرید کیے جاتے ہین بلکہ ساڑھے سات سو روپیہ کا ایک شارٹ ہارن بریڈ اسٹریلین بیل اسوقت راجم پیٹہ مین علی بن عبداللہ صاحب کے پاس موجود ہے وہ اور سب مویشی طرح کردیجاوین اسلیے کہ یہہ حیوانات اپنے ملک مین بھی بکثرت موجود ہین اور بہتر سے بہتر اور انواع واقسام کے ہروقت میسر آسکتے ہین سرکار کو ایسے جانورون کی مطلق ضرورت نہین ہے (افزایش نسل اسپان کی) سرکار اور فوج اور ملک کو ہروقت احتیاج ہے اور اوسکی پرورش مقدم ہے سرکار کو اسطرف پوری توجہ کرنی چاہیئے ۔

ب ۔ نسلی گھوڑون مین سے عمدہ قوم کے قوی اور توانا چار گھوڑے منتخب

کر کے رکھ لیئے جائین اور باقی کل گھوڑے ہراج کر دئے جائین۔

ج - ایک لاکھ روپیہ سالانہ جو اسٹیڈ فارم کے مصارف مین صرف ہوتا ہی وہ بحال خود قایم رکھا جاے اسمین سالانہ پچاس ہزار روپیہ کی مادیانین خرید کیجائین اور پچاس ہزار روپیہ مین عمدہ نسلی گھوڑے خرید کیئے جائین اور اونکے اخراجات کی کل ضرورتین پوری کیجائین۔

د - اول سال مین ایک لاکھ روپیہ سرکار سے قرض بلا سودی کے طور پر دے جائین اور اس لاکھ روپیہ سے پرشن مادیانین خرید ہون اور ممالک محروسہ سرکار عالی کے اون اضلاع مرہٹواڑی مین پٹیل اور پٹواریون کو قیمت سے دیجائین جن ضلعون مین گھوڑون کی پرورش عمدہ طور پر ہوسکے اور اون مادیانون کی قیمت تبدریج پٹیلن پٹواریون سے چار سال کی مدت مین وصول کیجاے۔

ایک لاکھ روپیہ کی عمدہ مادیانین خرید کرنے کے لئے دو تین تجربہ کار ہوشیار آدمی ایران کو بھیجے جائین ایران سے نسلی مادنین خرید ہوکر بآسانی آسکتی ہین۔ تہوڑا زمانہ گذرا کہ اسبارہ مین مینے عمر جال سوداگر سے بمبئی مین گفتگو کی تہی اونکے بیان سے معلوم ہوا کہ اگر اسطرف سے کوئی پارٹی بوشہر کو مادیانون کی خرید کے واسطے بہیجی جاے تو وہ ہر طرح سے مدد دینگے اگر ایک لاکھ روپیہ کی مادیانین فی راس بحساب چار سو روپیہ خرید کیجائینگی تو وقت واحد مین اڑہائی سو مادیانین ممالک محروسہ سرکار عالی کی رعایا کے پاس موجود ہوجائین گی اور اونکی نسل اپنے ملک مین کسقدر پہیلے گی۔

اور سرکار اور رعایا کو اون سے کسقدر کامیابی کا ذریعہ ہوگا زمیندار لوگ عمدہ عمدہ گہوڑی قیمت سے فروخت کرکے مالی نفع اوٹہاینگے اور یہ رقم مادیانون کے قیمت کی دو تین سال مین رعایا باقساط ادا کردے گی۔

یہ امر یقینی ہے کہ جب مادیا نین موجود رہینگی تو اون کے بچون کا سلسلہ ہمیشہ قایم رہیگا اگر بچے پیدا ہونے سے اونکو روکنا ہی چاہینگے تو ناممکن ہوگا اس لئے کہ حیوانات کا توالد وتناسل بمقتضاے فطرت حیوانی ہے وہ کسی حالت مین موقوف نہین رہ سکتا اور کیسیکے روکے نہین رک سکتا اپنے ملک مین مادیلون کو پہیلانا اونکے بچون کی تعداد وقتاً فوقتاً اپنے ملک مین زیادہ کرنا ہے۔

مین نے بعض زمینداروں سے دریافت کیا تو اونہون نے کہا کہ اگر سرکار ہمکو عمدہ نسلی مادیانین منگا دے گی تو ہم اونکو نہایت خوشی سے خرید کرکے اونکی نسل کی افزایش مین ہمیشہ کوشش کرینگے اسلئے کہ ہم لوگون کو مالی نفع کا اس ذریعہ سے بہت بڑا موقع ہوگا۔

بچہ کشی کے گہوڑے

تخمی گہوڑون کے انتخاب کے وقت ضرور یہ خیال رکہنا چاہیئے کہ ہمارے ملک مین کس قسم کے گہوڑون کی ضرورت ہے اور جن گہوڑون کے بچے ہمارے ملک مین پیدا ہونگے اونمین کیا اوصاف ہونگے غرض ملکی ضرورتون کے لحاظ سے

گھوڑے نسل کے واسطے خرید کئے جائین۔

پرشن یا ویلیر یا کنٹری برڈ مادیانون کو ویلر تخمی گھوڑے قد و قامت مین پندرہ کے ناپ کے ہاتھہ پاؤن کے قوی اور مضبوط دینا چاہیئے جنکے پاؤن کے ہڈیون کا دور گھٹنے کے نیچے تک تقریباً آٹھہ ساڑھے آٹھہ انچہ ہو اور کمر کوتاہ گردن دراز کا بچیان چھوٹی ہون ان صفات کا نسلی گھوڑا تقریباً ہزار آٹھہ سو روپیہ مین مل سکیگا ابتدا مین ہر ضلع مین سو مادیانون کے لئے ایسے دس گھوڑے رکھے جائین اگر آئندہ ضرورت زیادہ ہو تو اونکی تعداد بحسب ضرورت بڑھا دیجائے رفتہ رفتہ جب اپنے ملک مین گھوڑے زیادہ ہوجائین تو بتدریج یہ انتظام کیا جائے کہ تخمی گھوڑے زمیندار لوگ بطور خود رکھین سرکار اپنے قدیم تخمی گھوڑے زمیندارون کے ہاتھہ فروخت کردے البتہ پانچ سال تک سرکاری تخمی گھوڑے رکھنا ضرور ہے۔

مہتمم دکن اسٹیڈ فارم اس امر کی نگرانی کرین کہ گھوڑے کا نر بچہ دو سال کا ہوتے ہی آختہ کردیا جائے۔

کسی زمیندار یا جاگیردار یا پٹیل پٹواری کے پاس نر گھوڑا بلا اجازت سرکار اور علاقہ مہتمم کے داغ کے نر رکھا جائے۔

کوئی شخص ضلع مین نر گھوڑا رکھنے کا مجاز نہو گا۔

جو کنٹری برڈ بچہ دو سالہ مہتمم دکن اسٹیڈ فارم کے خیال مین نسل کے قابل معلوم ہو گا تو اوسپر تخمی گھوڑے کا داغ دیکر نسل کے لئے چھوڑ دیا جائے گا مہتمم اسٹیڈ فارم کو

دفتر مین کل مادیانون اور تخمی گہوڑون کے رجسٹر علیحدہ علیحدہ رکہے جائین اور اضلاع مین
جہان کہین بچے پیدا ہون اونکی اطلاع مہتمم اسٹیڈ فارم کو بقید تاریخ وماہ ہونی چاہیے۔
ہر سال ممالک محروسہ سرکار عالی کے اضلاع مرہٹواڑی اورنگ آباد۔ ہنگولی مومن آباد
بیڑ مین اوسی ضلع کے بچے جس ضلع مین پیدا ہون مختلف مہینون مین جمع ہون مثلاً
اورنگ آباد کے ضلع کا ہارس شو یعنی نمایش اسپان ماہ اکتوبر مین اور ہنگولی کا ماہ نومبر
مین مومن آباد کا ماہ ستمبر مین بیڑ کا ماہ جنوری مین ٹہیرایا جاے اور مہتمم حیدرآباد اسٹیڈ فارم
ان چارون مقامات کے ہارس شو مین جاکے سب بچون کو دیکہین جو بچے فوجی نوکری
کے قابل خیال کیے جائین اون کے نشان اور علامات لکہکر اون کے مالکون کو ہدایت
کردین کہ تیسرے سال اس گہوڑے کو سرکار خرید کرے گی اور تمکو اسکی قیمت تین سو
روپیہ دیے جائینگے اگر گہوڑے کا کوئی بچہ نہایت عمدہ اور امرا اور اغرہ کی سواری کے
قابل نظر آے تو اوسکے مالک کو فہمایش کردین کہ اسکی پرورش حفاظت سے کیجاے
یہہ بچہ جوان ہوکر معقول قیمت مین فروخت ہوگا۔ اور جو بچے چہوٹے قد کے معلوم ہون
وہ وقت پر امپیریل سروس رولس کے ٹرانسپورٹ کیواسطے خرید کیے جائین جب ہر قسم کے گہوڑے خرید کیے جائینگے تو
اضلاع کی رعایا کو انواع واقسام کے منافع ہونگے اور سرکاری اور ملکی اغراض بہی آسانی
سے حاصل ہوسکینگے اور رفتہ رفتہ اسٹیڈ فارم کا خرچ سرکاری خزانہ سے کم ہوتا جائیگا۔
مہتمم دکن اسٹیڈ فارم کو سالوتریون کی ضرورت ہوگی تاکہ گہوڑون کے بچون کو وہ آختہ کرین اور قدیم نربابو اضلاع
مین جہان کہین جس کسی کے پاس ہون اونکو بہی آختہ کرین اس کام کے انجام دینے کے لیے تعلیم یافتہ چہہ سالوتری فوج باقاعدہ

سے ہین بخوشی دونگا اس انتظام کے آغاز ہونے کے بعد جسوقت اورنگ آباد ومومن آباد ہنگولی وغیرہ مین گہوڑون کے بچے جمع ہونگے مین بہی بخوشی ان مقامات مین جاکر اونکو دیکہونگا اور بچون کی پرورش کی نسبت زمینداروں کو بحسب ضرورت ہدایت کرونگا۔ ایک اور ضروری امر خچرون کے پیدایش کا ممالک محروسہ سرکار عالی مین ضروری ہے چند نر گدہے امریکہ یا بصرہ یا بغداد سے منگوا کر رعایا کو دیئے جائین اور اونکو تاکید کی جاسے کہ چہوٹی مادیانین جوان کے پاس ہین ان گدہون سے ان کے بچے لیئے جائین تاکہ خچرون کے پیدایش اپنے ملک مین شروع ہو جاے بار برداری کیلئے خچر نہایت بکار آمد جانور ہے تہوڑی مدت مین خچرون کی افزایش سرکار عالی کے ملک مین آسانی سے ممکن ہے۔

حیدرآباد ہارس شو

انتظام مذکورہ بالا کے بعد چوتہے سال بلدہ مین ایک ہارس شو کی جاے اور ممالک محروسہ کے کل زمینداروں کے پاس کے گہوڑون کے بچے اور نجمی گہوڑے اور نسلی مادیانین موسم سرما مین بلدہ مین پہونچ جائین۔ چونکہ ہمارے اعلیحضرت حضور پرنور کو گہوڑونکا نہایت شوق ہے امید ہے کہ اعلیحضرت حضور پرنور ان گہوڑون کو بخوشی خاطر اقدس ملاحظہ فرمائینگے اور جن زمینداروں کے گہوڑون کے بچے شایستہ طور پر پرورش یافتہ ہون گے اون کو کچھ انعام عطا فرمائینگے جس سے زمینداروں پٹیل پٹواریون کو افزایش

نسل اسپان کا آیندہ زیادہ شوق پیدا ہوگا۔

افسر الدولہ

۲۲ نومبر ۱۸۹۶ عیسوی

میری یہ رپورٹ جب مدارالمہام صاحب کے ملاحظہ مین پیش ہوئی اسکو ملاحظہ فرمانے کے بعد نہایت پسند کیا اور میجر گاف صاحب نے بہی میری اس رائے کے ساتہہ اتفاق کیا لیکن علی بن عبد اللہ صاحب نے اسکے ساتہہ اتفاق نہین کیا اور انتظام اسٹیڈ فارم اونکو میری ہدایت کے موافق ناگوار خاطر ہوا میری رپورٹ کو پڑہکر ایک انگریزی مثال دی جسکا مطلب یہ ہے کہ (کہنے مین اور کرنے مین بہت فرق ہے) مینے جب یہ بات سنی تو علی بن عبد اللہ صاحب سے کہا کہ مینے جو کچہ کہا ہی عملی طور سے چند سال مین اوسکا نتیجہ آپ کو دکہلاؤونگا اس گفتگو کے بعد جب ریمونٹ کے خرید کے واسطے مین بمبئی گیا تو مین نے عمر جمال سے گفتگو کرکے سید احمد رسالدار کو ایرانی گہوڑے لانے کیواسطے ایران بہجوانے کا بندوبست کیا عمر جمال سوداگر نے بمبئی گورنمنٹ سے پاسپورٹ لیکر سید احمد رسالدار کے ہمراہ دو مغلون کو بوشہر کیطرف بہیجا سید احمد تین مہینہ کی مدت مین سو راس مادیانین ایران سے خرید کرکے حیدرآباد مین لائے وہ کل مادیانین گولکنڈہ لانسر مین مینے نوکر رکہہ لین اور اعلیحضرت حضور پرنور کے ملاحظہ مبارک مین اون مادیانون کو پیش کرکے مینے ایک اسٹیڈ فارم قایم کرنے کا ارادہ ظاہر کیا حضور پرنور نے میری اس اسکیم کو بہت پسند فرمایا اور اصطبل خاصہ سے نہایت عمدہ چار عربی

گھوڑے نسل کے واسطے عنایت کیے۔

ویلر گھوڑے ہمنے اسٹریلیا سے منگوائے اور ۱۸۹۶ء عیسوی سے ہمنے گولکنڈہ اسٹیڈ فارم کا آغاز کیا پہلا سال تو اسکے ضروری انتظامات مین گزرا قلعہ کی مشرقی جانب مادیانین اور نسلی گھوڑے رکہنے کے لیے جگہ بنائی گئی چہتے سال مین سترہ گھوڑے دوسالہ اور اڑہائی سالہ گولکنڈہ لانسرمین نوکر ہوے اور بارہ یابو ٹرانسپورٹ مین دے گئے۔

۱۸۹۹ء عیسوی کے آغاز مین سات نر بچے گھوڑون کے ہمنے اعلیحضرت حضور پرنور کے ملاحظہ مین پیش کیے جنمین سے چہہ نر بچے ایک سالہ اور دوسالہ نذر کے طور پر پیشکش کیے گئے اوسوقت سے اسوقت تک گولکنڈہ لانسرمین اسٹیڈ فارم کا انتظام قایم ہے جب ان گھوڑون کے بچون کی تعداد ستر اس تک پہونچی تو کل بچون کو مومن آباد کو بہیجدیا اس لیے کہ مومن آباد مین گولکنڈہ لانسر کا ایک اسکواڈرن متعین رہتا ہے مادیانون اور کم عمر بچون کے رکہنے اور پرورش کرنے کی اس سبب سے وہان آسانی ہے بفضل الٰہی گولکنڈہ اسٹیڈ فارم کی حالت نہایت اچہی ہے ابتدا مین جو سو مادیانین ایران سے خرید کی گئی تہین اون کے بچون مین اکثر مادیانین پیدا ہوئی تہین رفتہ رفتہ وہ جوان ہو کر بچہ کشی کے قابل ہوگئین اور اون کے بچے پیدا ہوتے ہین مجہے امید ہے کہ چند سال مین تمام گولکنڈہ لانسرمین سب دکہنی کنٹری برڈ گھوڑے ہو جاینگے۔ الحمد للہ جو انتظام گولکنڈہ اسٹیڈ فارم کا ہمنے کیا اوسمین

مجھکو حسب دلخواہ کامیابی نظر آرہی ہے اسلیئے میرا ارادہ ہے کہ اور دو سو مادیاین ایران سے منگا کے ہر ایک رجمنٹ مین مادیانون کا ایک ایک ترپ نبایا جائے اور ان اصول پر کنٹری برڈ گھوڑون کی تعداد آئندہ کے لیے بڑہائی جائے۔

سرکاری کوٹھیات اور بنگلجات کا اہتمام راقم کے سپرد ہونا

اگرچہ سرکاری امکنہ کثرت سے ہین اور اونکی حفاظت اور نگرانی کے لیئے سرکاری عہدہ دار مامور ہین لیکن خاص خاص سرکاری کوٹھیین اور بنگلے جو بہترین عمارات سے ہین وہ مختلف علاقون مین تھے اونکی صفائی اور درستی اور ترتیب و تہذیب فرنیچر کی غرض سے اعلحضرت حضور پر نور نے اون کوٹھیون اور بنگلون کی نگرانی میری تفویض فرمائی اور حسب فرمان شاہی وہ کل امکنہ میرے زیر اہتمام آگئے چنانچہ ایڈن باغ اور مکانات واقع نیلگری وغیرہ کے متعلق جو خاص فرمان رقمزدہ قلم مبارک ہے اوسکی نقل ذیل مین لکھی جاتی ہے۔

تیغ محلہ

افسر الدولہ بہادر

ایڈن باغ اور دو مکان واقع نیلگری سیڈر وہبرو دیہہ ہر سہ مکان بھی تمہارے علاقہ مین دینے ہینے معتمد صاحب محاصل کو لکھا ہے۔

علی بن عبداللہ صاحب کا مکان نو خرید واقع ملک پیٹھ قریب بنگلہ شرط۔ گنگ کوٹھی اور اوسکے بازو کے ایک یا دو مکان جو ہون۔ اور مکان واقع الوال بڑے صاحب کی کوٹھی سے ملا ہوا اور دو مکان واقع نیلگری سبڈر وہیر وڈیہ سب مکانات سرکاری علاقہ صرفخاص تمہارے علاقہ مین دے گئے ہین۔

ان سب مکانات کی تعمیر بھی علاقہ صرفخاص سے ہوا کرے مینے معتمد صاحب صرفخاص کو لکھا ہے۔

ان سب مکانات پر اب جو داروغہ و باغ کے واسطے مالی ہین اگر وہ ہشیار و کارگزار ہین تو اونکو رکھا جاے نہین تو کوئی ہشیار داروغہ اور باغ کے واسطے مالی تجویز کر کر مجھے اطلاع دیکر نیے رکھے جائین فقط ۵ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ ہجری روز شنبہ

شرح دستخط مبارک اعلحضرت حضور پر نور

ان کوٹھیون اور بنگلون کو حسب فرمان اقدس مینے اپنے علاقہ مین لے لیا اور انکی صفائی اور درستی کے متعلق جو ابو اب تھے مینے ملازمین کوٹھیات کو اوسکی ہدایت کر دی اور جو شخص جسکام کے واسطے موزون تھا اوسکے ذمہ وہ کام کر دیا گیا۔

سرکاری فرمان مذکورہ بالا کے بعد دوسرا فرمان شاہی میرے نام صادر ہوا اس فرمان مین جو امکنہ واقع سیف آباد کی تفصیل ہے اسکی نقل بھی ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

صفحه نمبر   بندگانعالی متعالی حضور پر نور دام سلطنته

میجر افسر الدوله بہادر

مقام سردار ویلا پالس
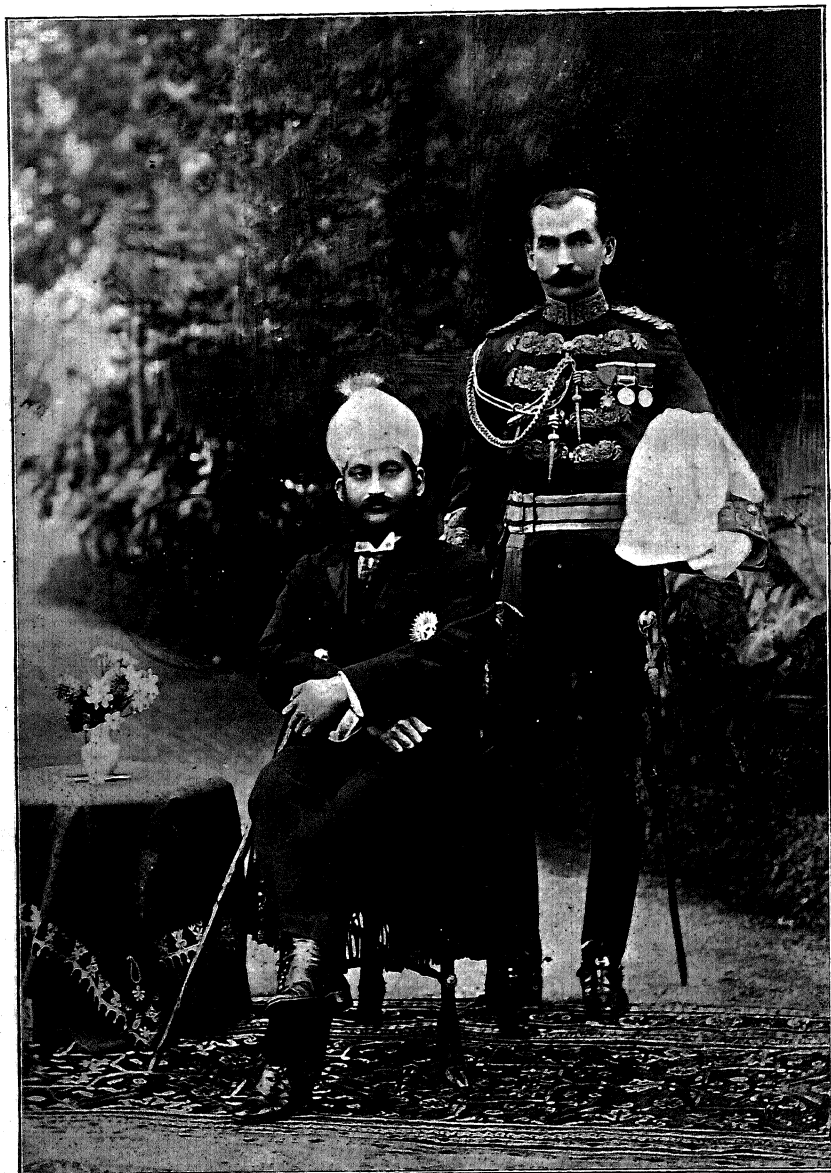
جناب صاحبزادہ صاحب قبلہ نواب میر عثمان علیخان بہادر کا سِن شریف جب
۴ سال کا ہوا اُسوقت بندگان حضرت نے بکمال عنایت و قدردانی مجھکو ارشاد
فرمایا کہ "جس طرح تم نے میری کمسنی مین مجھے شوٹنگ سواری کی تعلیم دی تھی اوسی
طرح صاحبزادہ صاحب کی شوٹنگ اور سواری کی تعلیم مین تمہارے تفویض کرتا
ہون تم نے مجھے پہلے شوٹنگ اور بعد رَیڈنگ اسکول شروع کرایا تھا صاحبزادہ
صاحب کی تعلیم کا طریقہ بھی اوسی طرح قایم کیا جاوے۔ چنانچہ تاریخ ۷ ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ
روز دوشنبہ سے صاحبزادہ صاحب کی شوٹنگ شروع ہوئی۔

جناب صاحبزادہ صاحب کے شوٹنگ کے تعلیم کے متعلق بندگان حضرت
نے جو عنایت نامہ میرے نام تحریر فرمایا اسکی نقل ذیل مین درج ہے۔

سردار ویلا

افسر الدولہ بہادر

صاحبزادہ صاحب کیواسطے بولین مین نشانہ اندازی سیکھنے کیلئے ہفتہ مین
دو روز سہ شنبہ و چہارشنبہ مقرر کیے گئے ہین ان دونون روز صبح کو نشانہ بازی کا بندوبست
کرو اور خود بھی حاضر رہکر سکھایا کرو آیندہ شنبہ سے اس ہدایت کی تعمیل کیجائے۔

دستخط مبارک

یکم ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ روز شنبہ

حسب الارشاد اقدس دوسرے روز صبح کو مین نے سلح خانہ شاہی سے دو بندوقین

ایک دو ضربی اور ایک ایک ضربی روک ریفل تہری ہنڈرڈ سکٹی بور جناب صاحب زادہ صاحب کیلئے انتخاب کین اور بندگا نعالی کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ سب اسباب صاحب زادہ صاحب قبلہ کی نشانہ اندازی کا تیار ہے حسب فرمان اقدس جناب صاحب زادہ صاحب قبلہ کی نشانہ اندازی کیلئے تاریخ ۵ ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ مقرر کیگئی اور ارشاد اقدس ہوا کہ اوس روز خود بدولت بھی حویلی قدیم مین بہ نفس نفیس رونق افروز ہوکر جناب صاحب زادہ صاحب کو نشانہ اندازی کی مشق شروع کرائینگے۔

چنانچہ تاریخ اور وقت مقررہ پر حویلی قدیم مین ملازمان اقدس نے قدم رنجہ فرمایا۔ بندگا نعالی کے رونق افروز ہونے پر مین نے اپنی انتخاب کی ہوئین روک رفلیس ملاحظہ اقدس مین گزرانین میری منتخب کردہ رفلیس حضور پرنور نے پسند فرمائین اور دست مبارک سے یہہ بندوقین میرے ہاتہہ مین دیکر جناب صاحب زادہ صاحب قبلہ کو نشانہ اندازی کی مشق کرانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

صاحب زادہ صاحب قبلہ نے تاریخ ۷ ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ روز دوشنبہ کو صبح کے سات بجے حویلی قدیم کے بیرلین مین پچاس گز کے فاصلہ سے پہلے بار نشانہ اندازی کی مشق فرمائی اوسوقت جو کیفیت میرے دل پر طاری ہوئی اور جو جوش و مسرت کہ میرے دل مین موج زن ہوا وہ کسی طرح زبان قلم سے ادا نہین ہوسکتا۔ یعنے آج سے اونیس سال قبل کا حال میری نظر کے سامنے نمایان تھا۔ جبکہ حضور پرنور بندگانعالی نے اسی مقام اسی فاصلہ سے نشانہ اندازی کی مشق شروع فرمائے تھے ہفتہ مین

صفحہ نمبر ۳۴۴ مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ عثمان یار الدولہ بہادر لوٹینٹی فسٹ کوئین اون ہوزار میں تعلیم فوجی کے لئے شریک ہوئے

دو روز صاحب زادہ صاحب قبلہ کی نشانہ اندازی کے لئے مقرر کئے گئے صبح کے
ساڑھے چھ بجے سے ساڑھے سات بجے تک دولت خانہ قدیم میں صاحب زادہ
صاحب قبلہ نشانہ اندازی کی مشق فرماتے تھے۔

سردار ویلا

افسر الدولہ بہادر

سیف آباد کے سب مکانات جو تعمیر ہو رہے ہیں اور جو ہو چکے ہیں اور مکانات سے ملا ہوا باغ اور باغ سے ملا ہوا مکان وہیلی صاحب والا مکان اور سب مکانات کے سامنے کی باغ کی مالی مالنین فرنیچر و فرش و روشنی اور جو جو خرچ اخراجات وغیرہ ہیں وہ سب تمہارے علاقہ مین دیئے مینے معتمد صاحب صرفخاص کو لکھا ہے کہ ذوالناظم الدولہ بہادر کو اور جو جو جسکے علاقہ مین کام ہے اوسکو لکھین اور اسکی اطلاع تمکو بھی دین تم سب کا موزنکا چارج لو فقط تعمیرات کے علاقہ کا کام اور اب جو بن رہا ہے وہ ناظم الدولہ بہادر کے علاقہ مین رہیگا اور رہنیگا فقط ۲ جمادی الثانی ۱۳۱۴ھ

شہر حد تخط اعلیحضرت حضور پرنور

ان مکانات شاہی کے علاوہ دیوانی علاقہ مین منزل فلک نما اور عمدہ باغ تہا اعلیحضرت حضور پرنور نے اوسکی نگرانی بہی میرے تفویض فرمائی اور اسکے متعلق خاص شاہی فرمان میرے نام صادر ہوا جسکی نقل ذیل مین رقم کی جاتی ہے۔

سردار ویلا

افسر الدولہ بہادر

منزل فلک نما اور عمدہ باغ تمہارے سپرد کرنیکے لئے مدار المہام صاحب سرکار عالی کو لکھدیا گیا ہے تم اپنے قبضہ مین لو اور وہان حسب مناسب پہرے مقرر کرادو وہانکی سیف باکس کے ماسٹر کی کنجیان بہی اسکے ساتھ بہیجدیجاتی ہین۔

اسباب فرنیچر وغیرہ کی ایک فہرست بہی بہیجی جاتی ہے اور راجہ مرلی منوہر بہادر کو لکھا

گیا ہے کہ وہ اسباب کا مقابلہ تم سے کراوین آب رسانی کے انجن آلات وغیرہ بہی سپرد
کرلئے جائین فقط ۹ صفر المظفر ۱۳۱۵ ہجری مقدس روز شنبہ

شرح دستخط مبارک اعلیحضرت حضور پرنور

فرامین شاہی مین جتنے بنگلے اور کوٹھیان تہین اون سب کو مینے اپنے علاقہ
مین حسب ہدایت سرکاری ے لیا اوران امکنہ کی حفاظت اور نگرانی اورفرش فروش
اور فرنیچر وغیرہ جملہ سامان کی آراستگی اور درستی اور انتظام کے واسطے ہشیار تجربہ کار
داروغے مقرر کئے اور خود ذات سے بہی مینے اونکی نگرانی کی بدل کوشش کی اور
مینے عثمان یار جنگ اپنے بڑے فرزند کو خاص طور پر مقرر کیا کہ وہ ہمیشہ ان عمارات
شاہی کا دورہ کرتے رہین۔

فلک نما کاسل جو بہترین عمارات شاہی مین سے ہے اسکا کل فرنیچر اور آرایشی
سامان انگریزی مذاق کے موافق ہے اس لئے اس پالس کی نگرانی کے واسطے آغاز
اہتمام سے ایک یوروپین نگران کار مینے مقرر کیا اور بمنظوری اعلیحضرت حضور پر نور
دیڑہ سو روپیہ ماہانہ اوسکی تنخواہ مقرر کی وہ یوروپین نگران کار ہمیشہ فلک نما پالس مین رہا کرتا ہے

مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ کی ابتدائی علمی اور فوجی تعلیم اور اوسکے متعلق مختصر واقعات

میرے بڑے فرزند مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ جب سن تمیز کو پہونچے

اور اونکی معمولی تعلیم بلدہ مین جہانتک ضروری تہی اوس سے اونہون نے کامیابی حاصل
کی تو مین نے اونکو سنہ ۱۳۰۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۹۱ عیسوی مین بمبئی کے سنٹ زیویس کالج مین
بغرض ترقی تعلیم علمی بہیجا جب وہ اوس کالج سے تعلیم پاکر بلدہ مین آے تو مینے اونکی
فوجی تعلیم کیطرف توجہ کی اور پیشگاہ اقدس اعلیحضرت حضور پرنور مین عرض کیا کہ اگر اونکی
ابتدائی فوجی تعلیم برٹش رجمنٹ مین ہوگی تو نہایت مفید نتیجہ پیدا ہوگا اوس زمانہ مین جنرل
سر رچرڈ اسٹوارٹ صاحب سکندرآباد کی فوج کے کمانڈنگ افسر تہے اونہون نے
کمانڈر انچیف صاحب سے اجازت حاصل کرکے عثمان یار جنگ کو ٹینیونٹی فسٹ ہوزار
مین فوجی تعلیم کے واسطے سنہ ۱۳۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۹۵ عیسوی مین شریک کیا عثمان یار جنگ
تین سال تک بلارم مین برٹش رجمنٹ کے ساتہہ قیام پذیر رہے اور فوجی تعلیم کے
زمانہ تک مثل دوسرے فوجی افسرون کے افسرز کواٹرہی مین رہا کرتے تہے اور مس
ہوس مین کہانا کہاتے تہے۔ اس رجمنٹ کے کمانڈنگ کرنل مارٹن صاحب اور سب
برٹش افسرون نے عثمان یار جنگ کو جب فوجی کام سیکہنے مین بدل سرگرم پایا تو نہایت
مہربانی سے وہ سب انکی تعلیم کیطرف متوجہ ہوے۔

اول سال مین اونہون نے ریڈنگ اسکول اور ٹرپ ڈرل مین کامیابی پائی
دوسرے سال اسکواڈرن ڈرل اور رجمنٹل ڈرل مین مشغول رہے۔ تیسرے سال کپتن فال
صاحب نے عثمان یار جنگ کو اپنے ہمراہ کیانپ مین لیجاکر کانسانس اور اوٹ پوسٹ
ڈیوٹی کی تعلیم دی۔

سنہ ۱۸۹۵ عیسوی کے آخر مین جب ٹیٹونیٹی فسٹ نہزار نے سکندر آباد سے مصر کیطرف کوچ کیا تو اوسوقت عثمان یار جنگ نیٹونٹی فسٹ نہزار سے رخصت ہوکر میرے پاس بلدہ مین آئے بیٹے اونکو اعلیحضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک مین پیش کرکے عرض کیا کہ حضور پر نور اپنے فدوی زادہ کو فوجی خدمت سے سرفراز فرمائے اعلیحضرت حضور پر نور نے براہ ترحم خسروانہ عثمان یار جنگ کو ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۴ھ مطابق ۲۰ ماہ نومبر سنہ ۱۸۹۶ عیسوی مین گولکنڈہ برگیڈ مین کپتانی کی رینک عطا فرمائی اور گولکنڈہ لانسر کی کمانڈ پر متقرر کیا عثمان یار جنگ نے اپنی فوجی خدمت کو نہایت شوق دلی اور مستعدی سے انجام دینا شروع کیا مجھسے جہانتک ممکن تہا مینے اون کو فوجی تعلیم دینے مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نہین کیا۔

جملہ ملیٹری آئین و قوانین کے سوا سواری نیزہ بازی چوگان بازی وغیرہ مین بہی عثمان یار جنگ نے کامل درجہ مہارت حاصل کی۔

سکندر آباد کی فوج مین پیپر چیس ایک مشہور اسپورٹ ہے جو برسات کے موسم مین ہوتی ہے جب وہ موسم آتا ہے تو ہر ایک رجمنٹ مین ایک بار پیپر چیس کی دعوت دیجاتی ہے اور فوجی لوگ ایسے میدان مین جو اونکے رجمنٹ کی لین سے قریب ہوتا ہے پانچ چہہ میل تک باڑین لگاتے ہین اور نالیان کہودتے ہین اور وقت مقررہ پر تمام فوجی افسر جو اس اسپورٹ کے ساتھہ دلچسپی رکھتے ہین اپنے اپنے گہوڑون پر سوار ہوکر اس جگہ جمع ہوتے ہین اور باہم گہوڑے دوڑا کر باڑین کداتے

جاتے ہین اور جوجگہ اس اسپورٹس کے اختتام کے لئے معین ہوتی ہے وہان پر ایک
نالی پندرہ بیس فٹ چوڑی پہلے سے کہدی ہوئی تیار رہتی ہے اور اوسمین پانی بہرا رہتا
ہے اوس نالی کے پاس سب تماشائی اور جنٹلمین کہڑے رہتے ہین جب وہ فوجی افسر
پانچ چہہ میل گہوڑے دوڑا کے جہان جہان باڑین ہوتی ہین اونپر سے اپنے اپنے
گہوڑے کدا کر آتے ہین تو اوس پانی بہری نالی پر سے اپنے گہوڑے کداتے ہین جسوقت
فوجی افسر کل میدان اور باڑون کو کدا کر نالی کے قریب پہونچتے ہین تو ہر ایک افسر اُسمین
یہی کوشش کرتا ہے کہ سب سے پہلے مین اپنے گہوڑے کو اوس نالی سے پار کرون جس کی
چوڑائی پندرہ بیس فٹ کے ہوتی ہے۔

اوسوقت ہر ایک سوار نہایت تیزی سے اپنے گہوڑے کو دوڑاتا ہے جس سوار
کا گہوڑا پہلے اوس نالی پر سے کود جاتا ہے تو اس شرط مین وہی سبقت لیجاتا ہے غثمان یار جنگ
کے فوجی خدمت پر متقرر ہونے سے قبل ۱۸۹۳ عیسوی مین سینے ملک پیٹہ ریس کورس
مین پیپر چیس مقرر کی اور بلارم اور سکندرآباد کے شوقین افسرون کو اوسمین دعوت دی۔
بلارم اور سکندرآباد کے ستائیس افسر اوس روز ملک پیٹہ مین جمع ہوئے اعلیحضرت
حضور پر نور نے بہی اپنے قدوم میمنت لزوم سے اوس میدان کو شرف اندوز فرمایا۔
مدارالمہام صاحب سرکار عالی اور رزیڈنٹ صاحب اور اکثر فوجی افسر اور بلدہ کے
امرا اور اعزہ اوس موقع پر تماشا دیکہنے کے لئے جمع ہوئے ساڑہے چار بجے سب
شوقین افسر جو اس اسپورٹ مین شریک تہے اپنے اپنے گہوڑون پر سوار ہوکر روانہ ہوئے

پیپر چیس کا کورس ملک پیٹہ کی شرط گاہ سے شمال کی جانب راجہ مرلی منوہر کے باغ اور آسمان گڈہ سے گردش دیکر ملک پیٹہ ہی کی شرط گاہ کے سامنے لایا گیا تھا اور واٹر جمپ پانی کا نالہ اٹہارہ فٹ شرط گاہ کے سامنے بنایا گیا تہا اور اوسی جگہ اعلیحضرت حضور پر نور اور سب امرا اور اعیان اور فوجی افسر تماشا دیکہنے کے لئے کہڑے تہے۔

جسوقت سب گہوڑے دوڑانے والے افسر دور سے نظر آنے لگے اوسوقت کل تماشائیون کی نگاہین اونکی طرف تہین اور دیکہہ رہے تہے کہ کسکا گہوڑا پہلے پہونچتا ہے اور واٹر جمپ سے اول کون سوار اپنا گہوڑا کداتا ہے۔

اتفاق سے عثمان یار جنگ نے نہایت چستی کی اور اپنے گہوڑے کو اتنا تیز کیا کہ سب افسرون سے پہلے واٹر جمپ پر وہ آ پہونچے اور اونکا گہوڑا موسوم ہاوسٹر سب گہوڑون سے اول پانی کا نالہ کود گیا۔ عثمان یار جنگ کا گہوڑا سب سے اول پہونچتے ہی اعلیحضرت حضور پر نور نے براہ قدردانی اور عزت افزائی اظہار مسرت کے لیئے کلاپ فرمایا۔ اور جسقدر امرا اور اعیان بلدہ اور دیگر تماشائی وہان جمع تہے سب نے جوش دلی اور نہایت مسرت سے تالیان بجائین پیپر چیس کے بعد جرنیل سر رچرڈ اسٹوارٹ نے مجہے مبارکباد دی اور کہا کہ برٹش آرمی مین ایسے بہت کم افسر ہونگے جنہون نے سولہ برس کے سن مین اتنے تجربہ کار افسرون کے مقابلہ مین پیپر چیس مین کامیابی حاصل کی ہوگی جرنیل صاحب مجہہ سے یہ باتین کر رہے تہے کہ آسمانجاہ بہادر تشریف لائے اور اونہون نے نہایت مسرت کے ساتہہ عثمان یار جنگ کی اس کامیابی کی مجہے مبارکباد دی

جنرل اسٹوارٹ صاحب نے اون سے کہا کہ آپکے فرزند کی کامیابی کا اس شرط مین یہ
دوسرا وقت ہے اس سے پہلے ہی عثمان یار جنگ قدیم تجربہ کار افسرون کے مقابلہ
مین گوی سبقت لے گئے ہین آسمانجاہ بہادر نے جنرل اسٹوارٹ سے پوچھا کہ اس سے
پہلے جو عثمان یار جنگ کو کامیابی ہوئی ہے اوسکی مطلق کیفیت ہماری سماعت مین نہین
آئی وہ کیفیت آپ بیان کرین ہم بہی اوسکے سننے کے مشتاق ہین جنرنیل اسٹوارٹ
صاحب نے مجہسے پوچہا کہ آپنے مدارالمہام صاحب سے بہی اپنے فرزند کے شرط جیتنے
کا احوال بیان نہین کیا آپ سب کیفیت امرا آسمانجاہ بہادر کے سامنے بیان کیجیے تب
مینے آسمانجاہ بہادر سے کہا کہ سال گذشتہ مسٹر ہیوگاف اسٹریلیا سے دو یابو لائے
تہے ایک مشکی یابو اسٹار لنگ نامی نہایت عمدہ تہا مسٹر ہیوگاف نے اوس یابو کو
شرطی تعلیم دی اور سکندرآباد کی شرطون مین اوسے شریک کیا گذشتہ ماہ نومبر مین
جب سکندرآباد مین شرطین ہوئین تو اون شرطون مین ایک باڑہ کی شرط دو میل
کے فاصلہ کی تہی جسمین سات جگہ باڑین قایم کی گئی تہین ایک باڑ چار فٹ بلند تہی۔
اور اوسکے سامنے تین فٹ چوڑی ایک نالی تہی اور نالی کے کنارہ پر باہر کیطرف
ایک موٹی لکڑی آڑی لگائی گئی تہی اور یہ شرط تہی کہ گہوڑا اوس آڑی لکڑی اور
نالی اور اونچی دیوار کو وقت واحد مین کودے اور اسکے سوا ایک بڑا نالہ اور چند اونچی
اونچی دیوارین اور باڑین تہین چونکہ مسٹر ہیوگاف صاحب کا یابو کم عمر تہا اسلئے اوسپر
کم وزن دیا گیا تہا۔

مسٹر ہیوگاف ایک روز میرے پاس آئے اور مجھسے کہا کہ عثمان یار جنگ کو متعدد بار مین نے سواری کرتے دیکھا ہے اونکی نشست نہایت عمدہ ہے اور اونکی سواری شہسوارانہ ہے اگر عثمان یار جنگ سکندر آباد کی باڑون کی شرط مین میری یابو اسٹارلنگ پر سوار ہون تو مجھے امید ہے کہ میرا یابو ضرور وہ شرط جیتیگا مین نے اون سے کہا کہ اگر عثمان یار جنگ رضا مند ہین تو مین خوشی سے اونکو اجازت دیتا ہون کہ وہ آپکے یابو پر اس شرط مین سوار ہون اونہون نے کہا مین عثمان یار جنگ سے پوچھہ چکا ہون وہ نہایت خوشی سے میرے یابو پر سوار ہونے کو آمادہ ہین اس گفتگو کے بعد مسٹر ہیوگاف نے اوس شرط مین عثمان یار جنگ کا نام لکھا دیا۔

دوسرے روز میرے ایک دوست کپتان درزلڈ نے مجھسے پوچھا کہ آپنے عثمان یار جنگ کو سکندر آباد اسٹیپل چیس مین مسٹر ہیوگاف کے یابو پر سوار ہونے کے لئے اجازت دی ہے۔ مینے کہا ہان مسٹر ہیوگاف نے مجھسے درخواست کی تہی۔ اونہون نے کہا کہ آپکو اس شرط کی باڑون کا بہی کچہہ حال معلوم ہے اوسمین اتنی اونچی اور خوفناک باڑین ہین کہ اکثر تجربہ کار قدیم شہسوار افسر اس شرط مین شریک ہونے کے لیے پس و پیش کر رہے ہین اس گفتگو کے سننے کے بعد مین اوسی روز شام کے قریب سکندر آباد ریس کورس پر گیا اور وہان پہونچکر باڑون کو دیکھا تو در اصل باڑین بہت اونچی اور مضبوط بنائی گئی تہین کہ اگر گہوڑے کا پاؤن ذرہ بہی باڑ کو لگتا تو گہوڑے کے گرنے کا یقینی موقع تہا اور ہر ایک مقام خوف و خطر سے خالی نہ تہا چونکہ مین مسٹر ہیوگاف صاحب

کوزبان دے چکا تھا اس لئے مینے خداوندعالم کے فضل وکرم پر تکیہ کیا اور دوسرے روز عثمان یار جنگ کو مین اپنے ساتھ شرط گاہ کو لے گیا۔

اوس اسٹیپل چیس مین سات بابو شریک تھے اور سات سوار تھین جیہ یوروپین قدیم تجربہ کار افسر تھے جنکو اکثر ایسی شرطون مین شریک ہونے اور گھوڑ دوڑ کی نہایت درجہ مشق اور عادت تھی جیسے کیپٹن ڈیمانٹ مورلسنی۔ کپٹن کیا کپٹن مارٹین ہین اور ساتوین عثمان یار جنگ تھے جو کم سن پندرہ سالہ لڑکے تھے جتنے لوگ وہان موجود تھے ایسے مہلکہ مین اس کم سن لڑکے کے شریک ہونے سے افسوس کرتے تھے اور عثمان یار جنگ کی جرات اور مستقل مزاجی سے کمال تعجب کرتے تھے اور اسکے ساتھ بعض یہ بہی اعتراض کرتے تھے کہ اس کم سن لڑکے کے باپنے ایسی نازک شرط مین شریک ہونے کے لئے کیونکر اجازت دی بہرحال جب شرط کے گھوڑے چھوٹے تو مجھسے نرہا گیا مین بہی گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے فرزند کی سلامتی کی دعا خداوند عالم سے مانگتا ہوا شرط کے چکر کے اندر اندر گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا گیا جسوقت سب گھوڑے اول باڑ پر پہونچے تو ایک گھوڑا اوس باڑ پر گرا اور دوسری اور تیسری باڑ پر سے سب گھوڑے کود گئے جب اوس باڑ پر پہونچے جسکے سامنے ایک نالی اور آڑی لکڑی لگی ہوئی تہی اس نئی چیز کو دیکھکر سب گھوڑے چمکے اور دو گھوڑے جو عثمان یار جنگ کے آگے تھے وہ ذرہ رُکے مگر عثمان یار جنگ اپنے یا بو کو اتنا سیدھا لے گئے کہ وہ اوس باڑ پر سے صاف کود گیا اور اون کے بعد جن سوارون کے یا بو کودے اونمین سے

تین یابو اس باڑ پر گرے اب کل تین سوار باقی رہ گئے ایک عثمان یار جنگ دوسرے کپٹن مارس تیسرے ہزار کے ایک افسر یہ تینون سوار نہایت تیزی سے بڑھے اور بڑے نالے کے قریب پہونچے یکایک مینے دیکھا کہ دو سوارون کے یابو اوس نالہ مین گرے اور فقط ایک سوار منشکی یابو پر نالے سے پار ہوا وہ سوار میرا بیٹا عثمان یار جنگ تھا۔

باڑین کداتے وقت پچہے افسر یکے بعد دیگرے یابون پر سے گرے اور فقط یہ کم سن لڑکا سب باڑین کدا کر صحیح و سالم شرط جیتنے کے مقام پر پہونچ گیا۔

عثمان یار جنگ نے سلامتی کے ساتھہ جو شرط جیتی مینے خدا وند عالم کی بارگاہ عزت مین اوسکا شکر ادا کیا اور اوسکے پاس جاکر مینے اوسکو گھوڑے پر سے اوتارا اوسوقت جتنے یورپین اور نیٹو میرے دوست وہان جمع تھے میرے پاس آئے اور سب نے مجھے مبارکباد دی۔

جرنیل پیرا ٹرو صاحب نے فرط محبت سے عثمان یار جنگ کے سر پر ہاتھہ رکھکر مجھسے کہا کہ یہ تمھارا ہونہار لڑکا تمھارے خاندان کا نام کرے گا اور میرے پاس آکر مجھسے آہستہ طور پر یون کہا کہ دیکھا گیا کہ اس لڑکے کے مزاج مین چند خوبیان جمع ہین جو بڑے بزرگ منشی کی دلیل ہین ارادہ اور عزم جزم اور استقلال مزاج اور تہور اسنے اس شرط مین شریک ہونے کے لئے ارادہ کیا وہ کتنا بڑا ارادہ تھا جب باڑون کے دشوار گزار موقعون کو دیکھا تو ممکن تھا کہ اپنے ارادہ سے باز رہتا لیکن عزم جزم نے اوس ارادہ کے پورا کرنے پر اسکو ثابت قدم رکھا مستقل مزاجی اس درجہ ہے کہ گھڑ دوڑ کے

آغاز سے انتہا تک اسکی طبیعت مین جھجک پیدا نہین ہوئی اور ہر باڑ کے کداتے وقت جس استقلال سے کام کرنا چاہیے تھا اوسکو نچھوڑا تہور کی حالت یہ دیکھی گئی کہ جسوقت باڑون کے پاس دلیر افسر گرے اگر بڑی باڑ کے پاس پہونچکر اونکی حالت کا اندیشہ کرتا اور اپنے یابو کو روکتے اوسکو قصور مند ٹھیراتا کہ آگے نہ بڑھا اور باڑ کو کود نسکھا تو یہ امر ممکن تھا لیکن جرات اور شجاعت سے بڑھکر اپنی تہور کا درجہ دکھلایا اور نہایت چستی و دلیری سے گھوڑے کو اچھی حالت مین رکھے ہوئے سب باڑون کے پار ہوگیا جرنیل صاحب مجھسے یہ باتین کر ہی رہے تھے کہ میری دوست ایک میم صاحبہ مس کین میرے پاس آئین اور مجھسے ہاتھ ملاکر کہا کہ نہایت ارمان سے کہتی ہون کہ کاش اللہ تعالیٰ ایسا فرزند مجھے دیتا اور آجکے دن مین اوسکی مان ہوتی آپ میری طرف سے اس لڑکے کی والدہ کو بہت بہت مبارکباد دین اور اون سے میری طرف سے آپ کہین کہ آپ بڑی خوش نصیب بی بی ہین کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی ہونہار اولاد عطا فرمائی۔ آسمانجاہ بہادر نے یہہ کیفیت سنکر نہایت مسرت کیساتھ مجھے مبارکباد دی اور کہا کہ مجھے آپکے اس فرزند کے ساتھہ نہایت محبت ہے امید ہے کہ یہ آیندہ آپکے خاندان کے فخر کا باعث ہوگا۔

سکندرآباد کے ٹیپ چیسون مین عثمان یار جنگ اکثر شریک ہوے اور اکثر بار اونہین کے ہاتھہ میدان رہا اور سب سوارون سے اونکا گھوڑا آگے بڑھ گیا ان شرطون کے چند روز بعد فوجی افسرون کی رائے سے تیندوے کا بھالے سے شکار کرنا قرار پایا

اور ایک تیندوا پکڑ کر منگایا گیا جب شکار کا وقت آیا تو اوسکا پنجرہ میدان مین رکھا گیا بلارم اور سکندر آباد کے شکار دوست افسر اپنے اپنے گہوڑون پر سوار ہو کر آمادہ شکار ہوئے اور تیندوے کے پنجرہ کا دروازہ کہولا گیا تیندوا پنجرے مین سے نکلکر نالونکی طرف چلا سب افسرون نے اوسکے پیچہے گہوڑے ڈالے اور اوسکا تعاقب کیا۔

عثمان یار جنگ اوس روز ایک سبزہ یابو بصرہ نامی پر سوار تہے عثمان یار جنگ نے نہایت مستعدی اور دلیری سے اپنے یابو کو تیز کیا اور تیندوے کے قریب چشم زدن مین پہونچکر اول بہالہ اوسکے مارا عثمان یار جنگ کے بہالے کے بعد دوسرے افسرون نے قریب جاکر اوسپر بہالہ کے وار کئے تیندوے کے شکار مین پہلا بہالہ مارنا سخت دشوار کام ہے اسلئے کہ تیندوا بڑا شریر اور چست و چالاک درندہ ہے چہوٹتے وقت وہ نہایت دلیر اور غضبناک ہوتا ہے جب گہوڑا اوسکے نزدیک پہونچتا ہی تو وہ جست کر کے سوار اور گہوڑے دونون پر حملہ کرتا ہے اور دونون مین سے ایک کو اگر اوسوقت احتیاط نکی جائے ضرور زخمی کرتا ہے زخمی ہونے کے بعد البتہ اوسکی تیزی اوتنی نہین رہتی جتنی کہ چہوٹتے وقت ہوتی ہے۔

عثمان یار جنگ کو اعلیحضرت حضور پر نور کے ہمرکاب سعادت شکار مین جانے کا اکثر اتفاق ہوا ہے جب کبہی اعلیحضرت حضور پر نور کی سواری مبارک شیر کے شکار کے واسطے اضلاع مین رونق افزا ہوتی ہے اعلیحضرت حضور پر نور عثمان یار جنگ کو ہمرکاب اقدس لیجاتے ہین اونکو فیل خاصہ پر سوار رکہکر سرکار کے مچان کے

پیچھے کھڑا رہنے کے لئے اسواسطے حکم ہوتا ہے کہ اگر شیر حضرت کی گولی سے زخمی ہوکر نکل جاوے تو عثمان یار جنگ اوسکو اپنی گولی سے ماریں اکثر اوقات ایسے ارشاد کی تعمیل مین عثمان یار جنگ کو کامیابی ہوئی ہے اور اعلیٰحضرت حضور پرنور کے زخمی کئے ہوئے شیر کو عثمان یار جنگ مار کے سرکار کی پیشی مین لائے ہین۔

عثمان یار جنگ کی خدمت گزاری سے انتظام شکار اور انتظام سواری مبارک مین مجھے بہت بڑی کمک کا موقع ملتا ہے اکثر انتظامی ابواب سواری مبارک اور شکار کے سفر اور حضر مین اونکے سپرد کرتا ہون اور وہ میرے حسب منشا کام انجام دیتے ہین۔

۱۹۰۵ عیسوی مین جسوقت سواری مبارک شیر کے شکار کے لئے نرسم پیٹھ مین رونق افزا ہوئی اوسوقت میرا مزاج نادرست تھا عثمان یار جنگ نے شکار کا کل انتظام نہایت حسن وخوبی سے کیا ایک مہینہ بیس روز تک سواری مبارک نرسم پیٹھ مین رونق افزا رہی جب موسم برسات کا آغاز ہوا تو سواری مبارک بلدہ کیطرف مراجعت فرما ہوئی سب سے پہلے محلات شاہی کے لئے انتظام کیا گیا کہ کل بیگمات سرکاری گاڑیون مین سوار ہوکے ہنمکنڈہ کے اسٹیشن پر پہونچ جائین گاڑیون مین گھوڑے لگائے گئے اور شاہی محلات کی بیگمات اونمین سوار ہوکے اسٹیشن کیطرف روانہ ہوئین۔

عثمان یار جنگ سرکاری گاڑیون اور اسکارٹ کو روانہ کرکے خود گھوڑے پر

سوار ہوے اور گاڑھیون کے ساتھہ ہو لئے۔

نرسم پیٹہ کی آبادی سے گزرتے ہی جس گاڑہی مین اعلحضرت حضور پر نور کی صاحبزادی صاحبہ قبلہ تشریف فرما تہین' اوس گاڑہی کے گہوڑے کی باگ بکسوہ مین اٹک گئی گہوڑے کوچبان کے قابو سے باہر ہوگئے اور اُنہون نے سیدہا راستہ چہوڑ کر جنگل کی راہ لی کوچبان نے ہرچند کوشش کی مگر گہوڑون کے روکنے مین اوسکو کچھ کامیابی نہوئی عثمان یار جنگ اوسوقت قریب تہے اونہون نے دیکہا کہ گہوڑے گاڑہی کو لیکر تیز بہاگ رہے ہین اور دونون سائیس بہی گاڑہی پر سے گر گئے ہین اور قریب ہے کہ گہوڑے گاڑہی کو لیکر ایک نالہ مین گرین عثمان یار جنگ یہ حالت دیکہتے ہی فوراً اپنے گہوڑے کو تیز دوڑا کے گاڑہی کے گہوڑون کی برابر آپہونچے اور گاڑہی کے بائین طرف کے گہوڑے کی باگ اپنے دہنے ہاتہہ سے پکڑ کے اوسکو روکنا چاہا لیکن گہوڑے اسقدر تیز بہاگ رہے تہے کہ ایک ہاتہہ سے وہ رک نہ سکے جب اس کشاکش سے عثمان یار جنگ نے سمجہا کہ گہوڑون کا رکنا ناممکن ہے تو اونہون نے اپنی سواری کے گہوڑے کو گاڑہی کے گہوڑے سے اتنا ملایا کہ اپنے گہوڑے پر سے جست کر کے گاڑہی کے بائین جانب کے گہوڑے کی پشت پر جا بیٹہے اور گہوڑے کی گردن بہی لپٹ کے اپنے ہاتہہ اتنے بڑہائے کہ اونکی باگین ہاتہون مین آگئین اور اونکو فوراً روک لیا۔

جو لوگ کہ یہہ سب احوال دیکہہ رہے تہے اور اسکارٹ افسر جو پیچہے پیچہے

اپنا گہوڑا دوڑا رہے تہے اور گاڑہی کے قریب آپہونچے تہے اونکا یہ بیان تہا کہ
عثمان یار جنگ کا گہوڑا گاڑہی کے گہوڑون سے اتنا ملگیا تہا کہ گاڑہی کے دونون
گہوڑے اور تیسرا اونکا گہوڑا ایسا معلوم ہوتا تہا کہ ایک گاڑہی مین تین گہوڑے
لگے ہوئے ہین اور تینون ایکدم بہاگ رہے ہین اور روکنے کی کش مکش مین عثمان یار جنگ
ایسے معلوم ہوتے تہے کہ کچہ حصہ اون کے جسم کا اون کے گہوڑے پر ہے اور باقی
سب جسم گاڑہی کے گہوڑے پر ہے جسقدر گاڑہی نالہ کے قریب پہونچتی جاتی تہی۔
اوسقدر عثمان یار جنگ کی کوشش اوسکے روکنے مین بڑہتی جاتی تہی اور اونکی
اوسوقت کی دلیری سے یہ ثابت ہوتا تہا کہ اگر گاڑہی کے روکنے مین اونکی جان
بہی جاتی رہے تو وہ اوس سے دریغ نکرین اور جسطور پر ممکن ہو گاڑہی کو روکین غرض
اس کوشش مین عثمان یار جنگ کو کامیابی ہوئی اور نالی کا خطرناک موقع جبکہ
چار پانچ قدم کے فاصلہ پر رہا تہا اونہون نے گاڑہی روک لی۔ وہ نالہ تقریباً آٹہ
فٹ عمیق تہا ہمارے اعلیحضرت حضور پر نور کا اقبال تہا کہ ایسے خطرناک موقع
سے زنانی محلات کی گاڑہی کو کچہ صدمہ نہ پہونچا ورنہ نالہ مین گاڑہی کے گرنے سے
بیگمات کا کیا احوال ہوتا۔

گاڑہی کے رکتے ہی دوسرے لوگ بہی دوڑے اور گاڑہی کے اطراف
مین جمع ہوگئے پہر گہوڑون کی دوسری جوڑی بدلکر گاڑہی مین لگائی گئی اور گاڑہی
اسٹیشن کو روانہ ہوکر خیر و سلامتی سے پہونچی۔

گاڑہی مین صاحبزادی صاحبہ قبلہ اور بعض بیگیات شاہی سوار تہین اونہون نے سب ماجرا گاڑہی کے گہوڑون کے بے تحاشا بہاگنے اور کوچبان کے اختیار سے باہر ہو جانے اور عثمان یار جنگ کی اوسوقت کی مردانہ کوشش اور اپنی جان کی پروا نکرنے اور اونکو عین مہلکہ پر روکنے کا پیشگاہ اقدس اعلیحضرت حضور پرنور مین بیان کیا۔

اعلیحضرت حضور پرنور نے یہہ سب واقعات سماعت فرمانے کے بعد اوسی وقت ایک سرفراز نامہ مجہے تحریر فرمایا اور نہایت عمدہ قیمتی ایک جیبی گہڑی طلائی جسمین آٹہہ روز کے بعد کنجی دیجاتی ہے مع ایک طلائی توڑے کے عثمان یار جنگ کو عنایت فرمائی۔

اعلیحضرت حضور پرنور کا وہ عنایت نامہ کمال شاہانہ قدر دانی اور ملوکانہ عزت افزائی سے مملو تہا مینے اوسکو سر پر رکہا اور آنکہون سے لگایا غرض بلدہ مین پہونچنے کے بعد وہ عنایت نامہ اوس گہڑی کے ساتہہ ہارینگٹن گہڑیال ساز لندن کے پاس اس غرض سے بہیجا کہ حضور پرنور کے اوس عنایت نامہ کے الفاظ کو ہر بار کو گہڑی کی اندرونی دونون طرفون مین میناکار حروف سے کندہ کردے چند ماہ مین وہ گہڑی تیار ہوکر لندن سے میرے پاس آگئی فی الحقیقت وہ گہڑی عثمان یار جنگ کی اس نمایان خدمت کی یادگار اور وہ عنایت نامہ اقدس و اعلی ہمیشہ کے لئے میرے کل خاندان کے فخر و مباہات کا کامل ذریعہ ہوگا۔

عثمان یار جنگ کی شادی کتخدائی کی مختصر کیفیت

۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ ہجری مطابق ۳۱ اگست ۱۸۹۶ء عیسوی مین میرے بڑے
فرزند مرزا ولایت علی بیگ عثمان یار جنگ کی شادی کتخدائی سردار دلیر جنگ دلیر الملک
کی بڑی لڑکی سے ہوئی۔ اس مبارک تقریب مین اعلحضرت حضور پر نور نے ایسی
شاہانہ عنایت اور خسروانہ عزت افزائی فرمائی کہ ہمارے سارے خاندان کی ہسٹری
مین ہمیشہ کے لیئے باعث افتخار و مباہات سمجھی جائے گی۔

چونکہ سردار دلیر الملک کا مکان سکندرآباد مین واقع ہے اس سبب سے بازگشت کے
روز مغرب کے بعد دولہ اور دلہن سکندرآباد سے سیف آباد تک روشنی مین آئے۔

روشنی کا پہلے سے اہتمام کیا گیا تھا دولہ کے مکان راحت منزل واقع سیف آباد
سے سکندرآباد تک تالاب کے بند کی دونون طرف اور راستون پر ٹٹیان باندہی گئی
تہین ان ٹٹیون اور شعلون اور پنج شاخون کی روشنی کے علاوہ تخت روان کی روشنی
کا نہایت خوبی سے انتظام کیا گیا تھا سکندرآباد سے رخصت ہوکر دولہ اور دلہن رات
کے آٹھ بجے راحت منزل کے قریب پہونچے کل براتی اور جلوس دولہ اور دلہن
کے جلو مین تھا۔

اوس وقت ہمارے اعلحضرت حضور پر نور چوکڑے مین سوار اسکارٹ شاہی
کے ساتھہ سیف آباد کے شاہی مکان کے سامنے تشریف لائے اور بنوازش شاہانہ

وسرفرازی عثمان یار جنگ کی برات کا ملاحظہ فرمایا جتنا جلوس اور روشنی تھی وہ سب اعلیحضرت حضور پر نور کی نگاہ مبارک کے سامنے سے گزری اسکے بعد اعلیحضرت حضور پر نور سیف آباد پالس مین تشریف لے گئے۔

مین اوسوقت عثمان یار جنگ کو برات مین سے ہمراہ لیکر اعلیحضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جسطرح بندگانعالی نے اس مبارک تقریب مین رونق افزائی فرمائی ہے اوسطرح غریبخانہ مین تشریف فرما ہوکے دلہن کی نذرلین ہم سب کی یہہ دلی آرزو ہے کہ جب دلہن دولہ کے گھر مین اوترے تو سب سے پہلے اپنے مالک اپنے خداوند نعمت حضور پر نور کے پیشگاہ مین نذر دے حضور پر نور کی یہہ خاص عزت افزائی اور سرفرازی ہمارے خاندان مین ہمیشہ کے لئے یادگار اور موجب افتخار ہوگی حضور پر نور نے میری اس عرض کو شرف قبول بخشا اور بکمال عزت افزائی راحت منزل مین تشریف لائے اور زنانہ مکان مین رونق افزا ہوئے ابھی دلہن کو میانہ سے اوتارکے مکان مین نہین لائے تھے کہ حضور پر نور زنانہ مکان مین داخل ہوگئے۔

میری اہلخانہ نے سب سے پہلے حضور پر نور کے پیشگاہ مین نذر پیش کر کے عرض کیا کہ حضور پر نور مسند پر تشریف رکھین اعلیحضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ مسند پر دلہن کو بٹھلاؤ میری اہلخانہ نے مکرر عرض کی کہ مسند پر سرکار ہی رونق افزا ہون اور دلہن کی نذرلین حضور پر نور نے شاہانہ نوازش سے میری

اہلخانہ کی اس عرض کو پذیرا فرمایا اور مسند پر رونق افزا ہوے اور دولہن کی نذر لی
پہر دولہ کی نذر لی اوسکے بعد میرے تمام گہر والون کی نذرین لین نذرین لینے کے
بعد تہوڑی دیر تک رونق بخش غریب خانہ رہے پہر برخاست فرماکے دیوڑہی
مبارک کو تشریف لیگئے۔

سی۔آئی۔بی کا خطاب

۱۸۹۷ء عیسوی مین ہزمجسٹی کوئین امپرس مرحومہ کی جوبلی کی تقریب لنڈن مین
بڑی دہوم دہام سے ہوئی اوس شاہانہ جلسہ مین جیسے یورپ کے روسا اور امرا کو
شرکت کیواسطے دعوت دیگئی تہی ہندوستان کے معزز اور نامور افسرون کو بہی
اوس شاہانہ جلسہ مین مدعو کیا تہا۔

ہزمجسٹی دی کوئین امپرس نے اس تقریب مین مجہے خطاب سی۔آئی۔بی۔
کمپانین آف دی انڈین امپایر مرحمت فرمایا۔

۲۰ محرم ۱۳۱۵ء ہجری مطابق ۲۲ ماہ جون ۱۸۹۷ء عیسوی کو ڈیوڑہی مبارک
مین انگریزی دربار ہوا ملکہ معظمہ نے لنڈن سے اعلیٰحضرت حضور پرنور کی خدمت مبارک
مین ایک خریطہ مع ایک تمغہ کے بہیجا تہا رزیڈنٹ صاحب نے وہ خریطہ اور تمغہ اعلیٰحضرت
حضور پرنور کی خدمت عالی مین پیش کیا اسکے بعد دربار برخاست ہوا دربار سے
رخصت ہونے کے بعد رزیڈنٹ صاحب اور افسران سکندرآباد نے مجہے

سی۔آئی۔بی کے تمغہ کی مبارکباد دی۔

اعلیحضرت حضور پرنور کا سفر کلکتہ

ہز اکسلنسی لارڈ کرزن ویسرائے گورنر جنرل کشور ہند جبکہ سال گزشتہ ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء سنہ عیسوی مین ولایت سے ہندوستان مین تشریف لائے تو انہون نے ایک اشتیاق نامہ بمقتضائے قدیمی تعلقات گورنمنٹ انڈیا اعلیحضرت کی خدمت مبارک مین باین مضمون تحریر فرمایا کہ آیندہ موسم سرما مین حضور پرنور چند روز کے لئے کلکتہ مین تشریف لاکر مجھسے ملاقات فرمائین اور میرے مہمان ہون تو مجھکو نہایت مسرت ہوگی چونکہ حضور پرنور لارڈ کرزن کی خوش اخلاقی اور بزرگ منشی کا احوال پہلے سے سماعت فرما چکے تھے اس اشتیاق نامہ کے پہونچنے سے حضور پرنور کے دل مین بھی ویسرائے کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ اور اعلیحضرت نے ہز اکسلنسی دی ویسرائے گورنر جنرل لارڈ کرزن کی دعوت کو بکمال خوشنودی خاطر قبول فرمایا۔ اور اشتیاق آمیز الفاظ سے جواب نامہ ادا کیا۔ سفر کلکتہ کے باب مین اعلیحضرت قدر قدرت نے تمامی امور بذات خود سر ٹریور پلوڈن صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد سے طے فرمائے اور موافق رائے ویسرائے بہادر کے تاریخ ۲۳ ماہ دسمبر ۱۸۹۹ء سنہ عیسوی کلکتہ مین پہونچنے کے لئے مقرر کی گئی۔

جب اس مبارک سفر کا زمانہ قریب آگیا تو سواری مبارک کی روانگی کے لئے

۱۵ماہ شعبان مطابق ۱۹ ماہ ڈسمبر ۱۸۹۹ سنہ عیسوی مقرر ہوئی اور مجھے ارشاد اقدس ہوا کہ اس سفر کا جلد انتظام کیا جائے۔ حسب الحکم اقدس مینے چار اسپیشل ٹرینون کے تیاری کا ٹرافک مانیجر سے بندوبست کیا اور دو اسپیشلون مین گاڑی گھوڑے اور جملہ شاہی سامان روانہ کیا۔ تیسری اسپشل مین امرائے دولت اور چند مصاحبین روانہ ہوئے چوتھی اسپشل مین حضور پر نور مع اسٹاف کے حیدرآباد سے کلکتہ کو روانہ ہوئے روانگی سے قبل حضور پر نور نے مجھے ارشاد فرمایا تہا کہ جسقدر ممکن ہو سواری مبارک کے ہمراہ لوگ کم رہین کیونکہ سابق مین جسوقت سواری اعلحضرت قدر قدرت کی ۱۸۸۳ سنہ عیسوی کو لارڈ رپن کے زمانہ مین کلکتہ مین رونق افزا ہوئی تہی تو اوسوقت امرا و آغرہ اور تمامی ملازمان ہمراہی کی تعداد سات سو چھپن تہی اس حکم کی بنا پر ہر ایک کارخانہ کے ملازمون اور ہمراہیون کی فہرست پیشگاہ اقدس مین پیش کرکے اونکے باب مین حکم حاصل کر لیا۔ اور ہر ایک علاقہ مین حسب الحکم اقدس اوسکی اطلاع دیدی امرائے دولت اور مصاحبین مین سے حسب تفصیل ذیل تھے۔

نواب مدار المہام سر وقار الامرا بہادر۔

نواب سر خورشید جاہ بہادر۔

داور الملک بہادر۔

مولوی احمد حسین صاحب۔

فصیح الملک بہادر۔

لقمان الدولہ بہادر۔

اسد یار الدولہ بہادر۔

عثمان یار جنگ بہادر۔

ناصر نواز الدولہ بہادر۔

اقبال یار جنگ بہادر۔

افضل نواز جنگ بہادر۔

مسٹر اجرٹن۔

عزیز یار الدولہ۔

۱۵؍ شعبان المعظم سنہ ۱۳۱۷ ہجری مطابق ۱۹ ماہ ڈسمبر سنہ ۱۸۹۹ عیسوی روز شنبہ کو صبح کے ساڑھے سات بجے اعلیحضرت قدر قدرت کی سواری مبارک سرور ویلا پالس سے حیدرآباد ریلوے اسٹیشن مین داخل ہوئی۔ تمام امرا وغیرہ۔ جاگیردار۔ منصبدار و عہدہ داران سرکاری جنرل ٹنکر صاحب کمانڈنگ حیدرآباد سبسڈری فورس وافسران حیدرآباد کنٹنجنٹ اسٹیشن پر حاضر تھے۔

برٹش انفنٹری لنکشیر رجمنٹ کا گارڈ آف آنر ایک سو جوان ریگ انڈفیل مع کلر و بیانڈ کے حیدرآباد اسٹیشن کے اندر اور حیدرآباد والنٹیر کا گارڈ آف آنر ریلوے اسٹیشن کے باہر کھڑا تھا حیدرآباد امپیریل سروس ٹروپس کے دونون رجمنٹین راستے کے دونون طرف صف بستہ حاضر تھین۔

اعلحضرت قدر قدرت گاڑی سے اوترکر اسٹیشن مین رونق افزا ہوئے اور سب امرا و اعزہ کا سلام لیتے ہوئے جنرل ٹنکر صاحب کو ہمراہ لیکر برٹش انفنٹری کے گارڈ آف آنر کا ملاحظہ فرمایا پھر مسٹر فسٹ اسسٹنٹ رزیڈنٹ و جنرل ٹنکر صاحب سے رخصت ہو کر خاصہ کی سلون مین رونق بخش ہوئے۔ سب امرا و اعزہ و حاضرین آداب بجالائے۔ سرکاری اسپشل اسٹیشن سے جسوقت روانہ ہوئی ہر خاص و عام کی زبان سے یہ صدا بلند ہوئی۔

بہ سفر رفتنت مبارک باد

بہ سلامت روی و باز آئی

آٹھ بجے اعلحضرت قدر قدرت حضور پر نور دام سلطنتہ کی اسپشل حیدرآباد سے روانہ ہوئی گلبرگہ شریف مین دو بجے پہونچی۔ اوسوقت صوبہ دار صاحب اور کل عہدہ داران ضلع اسٹیشن پر حاضر تھے۔ شب کو اعلحضرت نے اسپشل ٹرین ہی مین استراحت فرمائی دوسرے روز شب کے آٹھ بجے اسپشل روانہ ہوئی۔ اور ۲۳ ڈسمبر کی شام کو سواری مبارک کلکتہ مین داخل ہوئی ویسرائے بہادر کو دو ایڈیکان اور انڈر سکرٹری مع گارڈ آف آنر کے حاضر تھے سرکار نے ویسرائے کے ایڈیکانون اور سکرٹری سے ملاقات فرمائی اور اسٹیشن کیلیج مین سوار ہو کر قیامگاہ شاہی کیطرف عازم ہوئے راستہ کی دونون طرف تماشائیون کا نہایت درجہ ہجوم تھا۔ اوس موقع پر ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ ایک نظر دکن کے بادشاہ کا جمال جہان آرا دیکھے لیکن اژدحام کیوجہ سے پیچھے کے لوگ آگے نہین آسکتے تھے۔ غرض اسٹیشن سے سواری مبارک روانہ ہوئی قیامگاہ

شاہی کیلئے جو مکان موسوم بہ پالس کورٹ ہے اور اوسکے متصل دوسرا مکان اسی احاطہ مین واقع ہے اور ویسرائے گورنر جنرل کیطرف سے اعلیحضرت کے قیام کے لئے پہلے سے وہ مقرر کیا گیا تہا سواری مبارک وہان رونق افزا ہوئی جب سواری مبارک فرودگاہ شاہی مین داخل ہوگئی تو انڈر سکرٹری اور ویسرائے کے دونون ایڈیکانگ اعلیحضرت سے رخصت ہوکر واپس گئے۔ دوسرے روز یکشنبہ کو گیارہ بجے اعلیحضرت قدر قدرت حضور پر نور دام سلطنتہٗ کی مزاج پرسی کے لئے ویسرائے گورنر جنرل کشور ہند نے اپنے دو ایڈیکانگ ارل آف سفکٹ اور کپتان ناکس کو بہیجا۔ اعلیحضرت قدر قدرت نے دربار ہال مین برآمد ہوکر اون سے ملاقات فرمائی دونون ایڈیکانگ ویسرائے کی طرف سے حضور پر نور کے مزاج اقدس کا احوال دریافت کر کے رخصت ہوئے۔

۲۲ ماہ شعبان ۱۳۱۷ھ ہجری مطابق ۲۶ ماہ دسمبر ۱۸۹۹ عیسوی روز سہ شنبہ کو ویسرائے گورنر جنرل بہادر کے انڈر سکرٹری کپتان وڈ اور ملٹری سکرٹری کپتان دی آنریبل بیرنگ اور ایڈیکانگ کپتان ناکس مع اسٹیٹ کیریج اور ویسرائے کے باڈیگارڈ کے جبکہ ایک بجنے مین ۱۵ منٹ باقی تہے فرودگاہ شاہی مین حاضر ہوئے۔

اعلیحضرت قدر قدرت برآمد ہوکر مع ڈپوٹیشن کے اسٹیٹ کیریج مین سوار ہوکر گورنمنٹ ہوس کیطرف رونق افزا ہوئے۔ گورنمنٹ ہوس نہایت

حسن وخوبی کے ساتھہ آراستہ کیا گیا تھا باڈیگارڈ کے جوان دربار ہال کے ستونوں کے
پاس کھڑے ہوئے تھے جنکا سرخ ڈریس سفید بیاک گرونڈ مین نہایت خوشنما معلوم ہوتا تھا
سرکاری اسٹیٹ کیریج گورنمنٹ ہوس کے سامنے کھڑی ہوئی۔ گارڈ آف آنر نے سلامی
دی فارن سکرٹری اور دو ایڈیکانگ اعلیحضرت کی پیشوائی کے لئے گاڑی تک آئے
اور حضور پر نور کو بڑے دربار ہال مین لے گئے ۔ ولیسرائے گورنر جنرل بہادر مقام جلوس
سے لب فرش تک جو تقریباً چالیس قدم ہوگا حضور پر نور کی پیشوائی کے واسطے تشریف
لائے اور اپنے مہمان عزیز سے ہاتھہ ملایا حضور پر نور نے اس موقع پر صاحبزادہ صاحب
کا ولیسرائے سے انٹروڈیوس کرایا بعد ازان ولیسرائے اور اعلیحضرت خاص اجلاس کی
جگہ تشریف فرما ہوئے ولیسرائے نے اپنے جلیل القدر مہمان کو اپنے دہنی بازو کیطرف
بٹھلایا۔ بائین طرف فارن سکرٹری اور انڈر سکرٹری اور چند عہدہ داران علاقہ فارن
ڈپارٹمنٹ اور ولیسرائے کے ایڈیکانگ اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھے حضور پر نور کے
بعد صاحبزادہ صاحب اور رزیڈنٹ صاحب حیدرآباد اور اون کے بعد امرائے دولت
آصفیہ اور مصاحبین اپنی اپنی کرسیون پر بیٹھے۔ ولیسرائے گورنر جنرل بہادر قریب پاو
گھنٹہ کے اعلیحضرت سے گفتگو کرتے رہے۔

حضور پر نور اور ولیسرائے بہادر کے درمیان صاحبزادہ صاحب کی تعلیم کی نسبت
دیر تک گفتگو رہی۔ رخصت کے وقت والیسرائے بہادر نے کہا کہ شام کو شرطون مین
حضور سے پھر ملاقات ہوگی۔ ولیسرائے بہادر سے حضور پر نور رخصت ہوکر قیام گاہ شاہی

مین تشریف لائے۔

اعلیحضرت حضور پرنور کا شرطون مین تشریف فرما ہونا

ساڑہے تین بجے سواری مبارک اسٹیٹ کیریج مین شرطون کے ملاحظہ کے
لیئے روانہ ہوئی۔ حضوری باڈیگارڈ کو یہہ اول روز تہا کہ اپنے پادشاہ کے اسکارٹ
کا فخر حاصل ہوا۔ کپٹن عثمان یار جنگ بہادر باڈیگارڈ کا ڈریس پہنے ہوئے رایل کیریج
کی دہنی طرف اور سب لفٹنٹ شاہ مرزا بیگ بائین طرف گاڑی کے آگے دو جوان
اڈوانس پارٹی کے ان کے بعد آٹہہ جوان اور رایل کیریج کے پیچہے آٹہہ جوان انکے
پچاس قدم پیچہے دو جوان ان کے بعد مصاحبین کی گاڑیان تہین غرض اس موقع پر
شرطون کا تماشا تو برائے نام تہا تمام کلکتہ بادشاہ دکن کی سواری کا تو زک اور شاہانہ
حشمت وشان دیکہنے کا دل سے مشتاق تہا۔ جسطرف سے سواری مبارک گزرتی ہر
ایک تماشائی دیکہکر دل سے دعا دیتا تہا سرکاری گاڑی مین مرشد زادہ صاحب
اعلیحضرت حضور پرنور کی بائین طرف تشریف فرما تہے سرکار نے مجہے اپنے سامنے
گاڑی مین بیٹہنے کا اعزاز بخشا۔ سواری مبارک ساڑہے چار بجے ریس کورس پر پہونچی
اعلیحضرت گاڑی سے اوتر کے ریس اسٹانڈ کی طرف متوجہ ہوئے رزیڈنٹ صاحب
سر ٹریور پلوڈن اعلیحضرت کو گرانڈ اسٹانڈ پر لے گئے ایک خاص مقام اعلیحضرت
اور اسٹاف کے لیئے مقرر کیا گیا تہا جہان اعلیحضرت نے رونق افروز ہوکر شرطین دیکہین

ویسراے کپ کی شرط مین نو گھوڑے شریک تھے یہ شرط چیری نامی گھوڑے نے جیتی اس شرط کے بعد حضور پر نور گرانڈ اسٹانڈ سے گھوڑون کا ملاحظہ فرمانے کے لیے نیچے تشریف لے گئے۔ ویسراے اور لیڈی کرزن کلکتہ کلب کے خیمہ مین چاے پی رہے تھے۔ سکرٹری کلب حضور پر نور کو کلب کے خیمہ مین لے گئے۔ ہز اکسلنسی لارڈ کرزن نے اعلیحضرت اور مرشدزادہ صاحب کو لیڈی کرزن سے انٹرڈیوس کرایا۔ حضور پر نور لارڈ اور لیڈی کرزن نے باہم ملکر چاے نوش کی شرطون کے بارہ مین چند منٹ تک گفتگو رہی اسکے بعد اعلیحضرت رخصت ہوکر دوسری شرط ملاحظہ فرمانے کے واسطے تشریف فرما ہوے شرطون کے بعد اعلیحضرت قدر قدرت اسٹیٹ کیریج مین سوار ہوکر قیام گاہ شاہی مین تشریف لاے۔

گورنمنٹ ہوس مین اعلیحضرت حضور پر نور کا ڈنر اور بعد ڈنر کے ایوننگ پارٹی

۲۲ شعبان روز سہ شنبہ کو ویسراے گورنر جنرل کشور ہند نے اعلیحضرت کو ڈنر مین مدعو فرمایا اور بعد ڈنر کے سات سو یوروپین اور نیٹو جنٹلمینون کو حضور پر نور سے مشرف ہونے کے لئے دعوت دی۔ انتی معزز مہمان لیڈیان و جنٹلمین شمل ممبران کونسل و جنرل افسر اور بڑے عہدہ دار فارن آفس کے ڈنر مین شریک تھے اعلیحضرت قدر قدرت ٹھیک آٹھہ بجے گورنمنٹ ہوس مین تشریف فرما ہوے اور بجے

سواری مبارک کے ہمراہ ڈنر مین شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ڈنر کے بعد حضور پرنور اور لیڈی کرزن دیر تک باتین کرتے رہے قریب ساڑھے دس بجے کے حضور پرنور اپنے معزز میزبان سے رخصت ہوکر قیام گاہ شاہی کو مراجعت فرما ہوئے۔

۲۴ شعبان روز پنجشنبہ کو صبح کے نو بجے اعلیحضرت قدر قدرت لفٹنٹ گورنر بنگال سر جان وڈبرن کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے مین بھی ہمراہ رکاب اقدس تہا بعد ملاقات لفٹنٹ گورنر کے ریانکن اینڈ کمپنی کی شاپ مین سواری مبارک رونق افزا ہوئی۔ وہان سے جانس اینڈ ہافمین فوٹوگرافر کے اسٹوڈیو مین تصویر کہچوانے کے لئے تشریف لے گئے وہان سے تین بجے سواری مبارک پالس کورٹ کو واپس آئے۔

ولیسرائے گورنر جنرل کا حضور پرنور کی بازدید کو آنا

۲۵ شعبان ۱۳۱۷ہجری مطابق ۲۹ ڈسمبر ۱۸۹۹عیسوی روز جمعہ کو ساڑھے گیارہ بجے حسب الحکم اقدس مدار المہام بہادر و سر خورشید جاہ بہادر و وار الملک بہادر اور راقم ولیسرائے گورنر جنرل کشور ہند کے لانے کے لئے گورنمنٹ ہوس کو گئے فارن سکرٹری اور ایک اے ڈی کانگ ولیسرائے کے گاڑیون تک استقبال کے واسطے آئے ایک بجے ولیسرائے گورنر جنرل کشور ہند مع فارن سکرٹری سر ولیم کنگھم و پرائیوٹ سکرٹری مسٹر لارنس و ملیٹری سکرٹری میجر بیرنگ و انڈر سکرٹری فارن

ڈپارٹمنٹ کپتان وڈ ایڈیکانگ کپتان بیکر کارکپتان ناکس پالس کورٹ (اٹہٹر روڈ)
کے قیام گاہ شاہی مین تشریف فرما ہوئے گارڈ آف آنر نے سلامی دی رائل سلوٹ
کی توپین سر ہوئین۔ اعلیحضرت قدر قدرت سیڑہیون تک ویسرائے کو لینے کے
واسطے تشریف لائے اور شیک ہینڈ کرنے کے بعد حضور پر نور اور ویسرائے مع
تمامی اسٹاف کے دربار ہال مین تشریف لے گئے۔

اعلیحضرت نے ویسرائے کو اپنی دہنی طرف بٹہلایا اور تمام ممبران اسٹاف
ویسرائے گورنر جنرل کشور ہند اپنے اپنے مقامات پر درجہ بدرجہ کرسیون پر بیٹہے
تہوڑی دیر کے بعد اعلیحضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ سب امرا و مصاحبین ویسرائے
کو نذرین دین چنانچہ اول مدار المہام سرکار عالی نے اون کے بعد خورشید جاہ بہادر
نے پہر سب ممبران اسٹاف اعلیحضرت نے جسطرح کہ کرسیون پر بیٹھے ہوئے تہے
اوسی سلسلہ سے ویسرائے کو نذرین دین۔ رزیڈنٹ صاحب ایک ایک کا نام نذر
دیتے وقت بیان کرتے جاتے تہے جسوقت راقم کے نذر کی نوبت آئی اور رزیڈنٹ
صاحب نے میرا نام لیا اوسوقت ویسرائے نے اعلیحضرت حضور پر نور سے کہا کہ انکا نام تو
افسر جنگ ہے انکو افسر الدولہ کیون کہتے ہین اعلیحضرت حضور پر نور نے ارشاد فرمایا کہ
دولائی کا خطاب مینے ان کو دیا ہے ویسرائے نے فرمایا کہ کیا یہ خطاب پہلے خطاب
سے بڑا ہے اعلیحضرت حضور پر نور نے ارشاد کیا کہ دولائی کا خطاب جنگی سے بڑا ہوتا ہے
غرض رخصت کے وقت اعلیحضرت حضور پر نور نے ویسرائے کو اپنے دست مبارک سے

پان اور عطر دیا اور مدارالمہام سرکار عالی نے سب ممبران ویسرائے کو عطر و پان دیا اعلیحضرت قدر قدرت ویسرائے کے ہمراہ گاڑی تک تشریف لے گئے ویسرائے بہادر رخصت کے وقت اعلیحضرت اور صاحبزادہ صاحب سے شیک ہینڈ کرکے اپنی گاڑی مین سوار ہوئے جو ڈیپوٹیشن ویسرائے بہادر کو لانے کے لئے اعلیحضرت حضور پر نور کے حسب الحکم گیا تھا ویسرائے نے فرمایا کہ وہ ڈیپوٹیشن پہر گورنمنٹ ہوس کو جانے کی تکلیف نکرے شام کو حضور پر نور اسٹیٹ کیریج مین سوار ہو کر دریا کے کنارے ہواخوری کو تشریف فرما ہوئے۔

۲۴ شعبان روز شنبہ کو ساڑھے گیارہ بجے اعلیحضرت قدر قدرت ویسرائے گورنر جنرل کشور ہند سے خانگی طور پر ملاقات کے لئے تشریف لے گئے راقم ہمراہ رکاب اقدس تھا جسوقت سواری مبارک گورنمنٹ ہوس مین پہونچی گارڈ آف آنر نے سلامی ادا کی ویسرائے کے دو ایڈیکانگ گاڑی تک آئے پرایوٹ سکرٹری مسٹر لارنس سیڑہیون کے اوپر آکر اعلیحضرت سے ملے اور بندگان حضرت کو خاص ویسرائے کے آفس مین لے گئے راقم اور ویسرائے کے دونون ایڈیکانگ ڈرائنگ روم مین ٹھہرے ویسرائے اور اعلیحضرت حضور پر نور کی ملاقات کے وقت فقط مسٹر لارنس پرائیوٹ سکرٹری باریاب رہے۔

کامل ۴۴ منٹ تک پرایوٹ انٹرویو رہی اسکے بعد اعلیحضرت حضور پر نور مع مسٹر لارنس کے باہر تشریف لائے اور گورنمنٹ ہوس کی تصویرین وغیرہ ملاحظ

فرماتے رہے پہر مسٹر لارنس پرایوٹ سکرٹری نے اعلیحضرت حضور پر نور کو گاڑہی تک پہونچایا رخصت کے وقت مسٹر لارنس نے اعلیحضرت حضور پر نور کا فوٹو مبارک چاہا حضور پر نور نے راقم کو حکم دیا کہ ایک فوٹو پر خاص دستخط مبارک لیکر مسٹر لارنس کے پاس بہیجدو قریب ڈیڑہ بجے کے سواری مبارک گورنمنٹ ہوس سے پالس کوٹ مین واپس آئی ساڑہے چار بجے سواری مبارک اسٹیٹ کیرج مین شرطون کے ملاخطہ کے لیے رونق افزا ہوئی سب مصاحبین سواری مبارک کے ہمراہ تہے شرطون کے ملاخطہ کے بعد سواری مبارک سیر کے واسطے لب دریا پر رونق افزا ہوئی وہان سے پہر سات بجے اعلیحضرت حضور پر نور ڈیوڑہی مبارک مین واپس تشریف لائے۔

۷ شعبان روز یکشنبہ کو تین بجے مہاراج کوچ بہار اعلیحضرت حضور پر نور کی ملاقات کے واسطے آئے۔

ساڑہے تین بجے کلکتہ کے مسلمانون کی جانب سے اعلیحضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک مین ڈیپوٹیشن حاضر ہوا اعلیحضرت مع مصاحبین کے دربار ہال مین رونق بخش ہوئے پہلا ڈیپوٹیشن جس کے سکرٹری مسٹر عبدالرحمان بیرسٹرایٹ لا فرزند نواب عبداللطیف خان بہادر تہے پیشگاہ اقدس مین پیش ہوا اس ڈیپوٹیشن مین بنگالہ کے معزز چالیس ممبر تہے۔

سکرٹری نے عرض کی کہ اعلیحضرت کی رونق افزائی سے کلکتہ کے تمام مسلمانون کو خاص طور پر دلی خوشی حاصل ہوئی اس ملک کے سب مسلمان اعلیحضرت کے عمر و دولت

کے واسطے دعاے مخلصانہ کرتے ہین اعلیحضرت نے سکرٹری سے ارشاد فرمایا کہ آپ ہماری طرف سے سب ممبران سوسائٹی سے کہدین کہ تم لوگون کے دیکھنے سے نہایت مسرت حاصل ہوئی اور حضور پرنور امید کرتے ہین کہ تمہاری سوسائٹی جن اغراض سے قایم ہوئی ہے اون اغراض مین تم لوگون کو کامیابی پورے طور پر حاصل ہوگی

ساڑہے چار بجے علیگڑہ کالج کے ترسٹیون کیطرف سے ڈیپوٹیشن پیش ہوا پہلے محسن الملک بہادر سکرٹری کالج آداب بجالاے پہر ہر ایک ممبر نے یکے بعد دیگرے آداب عرض کیا سکرٹری نے ہر ایک ممبر کا نام پیشگاہ شاہی مین عرض کیا محسن الملک بہادر نے کالج کے متعلق ایک مختصر مضمون بیان کیا پہر ڈیپوٹیشن رخصت ہوا۔

اعلیحضرت نے دریا کی سیر کے واسطے خاصہ کی گاڑی طلب فرمائی اور مع مصاحبین کے تفریح کے واسطے دریا کی طرف تشریف فرما ہوے۔

۲۸ شعبان ۱۳۱۷ھ ہجری مطابق غرہ جنوری ۱۹۰۰ء عیسوی روز دوشنبہ کو شام کے وقت سرکاری سامان ریلوے اسٹیشن کو روانہ ہوچکا تہا ارشاد اقدس ہوا کہ باقیماندہ سامان بہی ریلوے اسٹیشن کو روانہ کیا جاے اور شب کے نو بجے سواری مبارک کی گاڑیان وغیرہ حاضر رکہی جاین حسب الحکم اقدس عمل کیا گیا۔

ساڑہے نو بجے اعلیحضرت حضور پرنور مع ہمراہیان سواری مبارک کلکتہ قیامگاہ شاہی سے روانہ ہوکر ہاوڑہ ریلوے اسٹیشن پر تشریف لاے اور اسپشل مین رونق افزا ہوے اور دوسری اور تیسری اور چوتہی اسپشل کی روانگی کے لیے

حکم اقدس صادر ہوا دس بجے سرکاری اسپیشل کلکتہ کے اسٹیشن سے روانہ ہوئی اور ۲۹ شعبان کو شب کے نو بجے بنارس مین داخل ہوئی اعلیحضرت شب کو اسپیشل ٹرین ہی مین تشریف فرما رہے۔ دوسرے دن صبح کے وقت مہاراج بنارس مع پولیٹیکل ایجنٹ اور معززین بنارس کے اسٹیشن پر آئے اور اعلیحضرت سے ملاقات کی گارڈ آف آنر نے شاہی سلامی ادا کی اعلیحضرت مع مہاراج بنارس اسٹیٹ کیا بیچ مین مہاراج صاحب کے پالس کو تشریف لیگئے اعلیحضرت نے پالس مین داخل ہونے کے بعد مہاراج صاحب کو پان پھول دیکر رخصت کیا پھر شام کے پانچ بجے مہاراج بنارس کی بازدید کے واسطے اعلیحضرت رام نگر کو تشریف لے گئے مہاراج صاحب دروازہ تک آئے اور اعلیحضرت کو شاہی جلوس کی جگہ لے گئے پاؤ گھنٹہ تک اعلیحضرت حضور پر نور وہان رونق بخش رہے عطر اور پان پیش کش کیا گیا اعلیحضرت اس کے بعد رخصت ہو کر قیام گاہ شاہی مین مراجعت فرما ہوئے مہاراج صاحب کے ایڈیکانگ کپتان ذوندسٹری پرشاد سنگھ نے مہاراج صاحب کیطرف سے نہایت عمدہ مہمانی کا انتظام کیا جسکی نسبت اعلیحضرت نے خوشنودی خاطر مبارک ظاہر فرمائی۔

غرۂ رمضان روز چہارشنبہ کو شب کے گیارہ بجے سرکاری اسپشل بنارس سے روانہ ہوئی اور بخیر و سلامتی گلبرگہ شریف مین داخل ہوئی۔

چونکہ روانگی سواری مبارک سے تین چار روز پہلے اعلیحضرت کو نہایت درجہ کم فرصتی رہی تھی گلبرگہ مین تشریف فرما ہونے کے بعد کئی روز تک ضروری کاغذات

متعلقہ امور سلطنت جو ملاحظہ طلب تھے پیش نظر الانور رہے۔

۷ تاریخ رمضان المبارک سے ۲۶ تک اعلیحضرت حضور پر نور گلبرگہ شریف مین رونق افزا رہے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر نیاز کی تیاری کی گئی اور کثرت سے روزمرہ مساکین اور محتاجین کو بریانی و مزعفر کھلایا گیا اور جب تک گلبرگہ شریف مین اعلیحضرت قیام فرما رہے اکثر گھوڑے کی سواری اور باڑین کدانے اور نیزہ بازی اور لائیٹس وغیرہ تفریح کے کامون سے خاطر اقدس کو شغلہ رہا ایک دن دیر تک باڑ کدائی ہوتی رہی اعلیحضرت نے پانچ فٹ کی بلندی تک باڑ کدائی اور اوس روز مجھے اور عثمان یار جنگ اور لفٹننٹ شاہ مرزا بیگ کو اعلیحضرت حضور پر نور نے نک ٹائی کے تین تین جواہر نگار پن مرحمت فرمائے۔

۲۰ ماہ رمضان المبارک کو حضور پر نور نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب کو نیزہ بازی اور ٹینٹ پگینگ شروع کرائی جائے حسب الحکم اقدس ۲۱ تاریخ ماہ رمضان کو صاحبزادہ صاحب نے گلبرگہ شریف مین ٹینٹ پگینگ شروع کی۔ سلیس گھوڑا جو نہایت شایستہ تھا سینے اسکام کے واسطے تجویز کیا اوّل روز صاحبزادہ صاحب بھالے سے کڑی لینے کی مشق کی جب کڑی لینے مین ہاتھہ صاف ہوگیا تب ٹینٹ پگینگ شروع کیگئی بلدہ مین سرکار کے مراجعت کے بعد بھی حسب الحکم اقدس یہ مشق جاری رہی ہفتہ مین دو روز بندوق سے نشانہ اندازی اور دو روز نیزہ بازی کی مشق مین صاحبزادہ صاحب مصروف رہا کرتے تھے۔

۲۹ رمضان المبارک کو صبح کے چار بجے اعلیحضرت حضور پرنور اسپیشل مین رونق افزا ہوے اور شام کے چار بجے سرکاری اسپیشل حیدرآباد اسٹیشن مین داخل ہوئی تہرڈ مدراس انفنٹری علاقہ سبسڈری فوج کے سو جوان گارڈ آف آنر کے مع شاہی نشان کے حاضر اسٹیشن تہے اونہون نے شاہی سلامی ادا کی تمام امرا اور اعزۂ سلطنت آداب بجالائے سرٹریور پلوڈن رزیڈنٹ حیدرآباد نے اعلیحضرت سے شیک ہینڈ کیا اور جنرل وڈہوس کا اعلیحضرت سے انٹرڈیوس کرایا۔

اعلیحضرت حضور پرنور کے قدوم میمنت لزوم کی خوشی مین حیدرآباد اسٹیشن نہایت عمدگی سے آراستہ کیا گیا تہا اور ایک تخت شاہی جلوس کے واسطے بچہایا گیا تہا جسپر چند کرسیان رکہی گئی تہین اعلیحضرت شاہانہ کرسی پر رونق افزا ہوے اور مرشدزادۂ بلند اقبال ایک کرسی پر بیٹہے اعلیحضرت حضور پرنور نے سرٹریور پلوڈن صاحب کو بہی ایک کرسی پر بیٹہنے کے لئے ارشاد فرمایا اس موقع پر رعایاے بلدہ حیدرآباد اور سکندرآباد کی طرف سے خیر مقدم شاہی کے اظہار مسرت مین ایک اڈریس پیش ہوا اعلیحضرت حضور پرنور نے بکمال طلاقت لسانی اور فصاحت بیانی ادس اڈریس کا جواب ادا فرمایا۔ پہر اسٹیٹ کیارچ مین مع جناب مرشدزادہ صاحب بلند اقبال رونق بخش ہوکر بلدہ مین تشریف فرما ہوے۔

سواری مبارک کے اسکارٹ مین کل افسران افواج باقاعدہ اس ترتیب سے شریک تہے رایل کیارچ کے سامنے سب افسران توپخانہ افواج باقاعدہ انکے بعد

افسران امپیریل سروس ٹروپس اور ان کے بعد نشان شاہی اور افسران چارج باڈی گارڈ رائل کیاریج کی دہنی طرف رہنے کا افتخار ہینے مع اپنے فوجی اسٹاف کے حاصل کیا بائین طرف سینز افسر اور افسران پلٹن اور رگیولر ٹروپس ان کے بعد افسران افریکن کیولری گارڈ اور تھرڈ لانسرز اور گولکنڈہ لانسرز ہمرکاب اقدس رہے غرض اعلیحضرت حضور پر نور کی سواری مبارک اس شاہانہ تزک و احتشام کیساتھ خیر و سلامتی سے دولتخانہ قدیم مین داخل ہوئی۔

جنگ چین

جس زمانہ مین یورپ کی سلطنتون نے چین پر فوج کشی کی تو اس موقع پر برٹش گورنمنٹ کی طرف سے مجھکو بھی اوس جنگ مین شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ چین کا ملک ہندوستان کے شمال و مشرق مین واقع ہے۔ منچوریا۔ منگولیا۔ تبت۔ وغیرہ ملک بھی اسی مین داخل ہین چین کے توابع مین منچوریا سب سے عمدہ اور نہایت زرخیز ملک ہے اسکی آبادی ایک کروڑ چالیس لاکھ آدمی کی ہے اس کے علاقہ مین پہاڑ بہت ہین جن پر اکثر برف جمی رہتی ہے۔ ان برفستانی پہاڑون مین انواع و اقسام کے درندہ وغیرہ جانور سفید ریچھ۔ سفید شیر۔ سفید تیندوا جسکو اسنو بیرڈ کہتے ہین بکثرت پائے جاتے ہین سمور۔ قاقم۔ سنجاب۔ وغیرہ قسم کے جانور بھی وہان ملتے ہین انکی پوستین نہایت بیش قیمت ہوتے ہین اور ایام سرما مین امرائے یورپ انہین

اکثر پہنتے ہین -

خصوصاً سیبل جانور جو لومڑی کے قریب قریب ہوتا ہے اسکے ایک ایک پوست کی قیمت چودہ پندرہ ڈالر تک ہوتی ہے اسکے پوست کا پورا اور کوٹ ہزار دو ہزار ڈالر تک ملتا ہے۔

چین کا پائے تخت شہر پکن ہے۔ نانکن۔ کانٹن جو بڑے بڑے شہر ہین - تجارت مین مشہور مقامات ہین ۔مانچس خاندان چین مین حکمران ہے۔اس خاندان کا اول بادشاہ چنچی نامی ۱۶۴۴عیسوی مین تخت نشین ہوا۔ ۱۹۰۰عیسوی مین جب کہ مین چین کو گیا تھا اوسی خاندان کا نوان بادشاہ۔ کوانگو۔ مسند آرائے حکومت تھا مگر چونکہ نوعمر تھا اس لئے ملکہ لنسی جو سابق بادشاہ کی بی بی اور امور سلطنت کی پوری مختار تھی کاروبار سلطنت کی نگرانی کرتی تھی اور اتبک وہی حکومت کر رہی ہے۔

چینی لوگ اپنے ملک مین کسی ملک کے آدمی کا آنا پسند نہین کرتے عالم کے کل اقوام سے وہ ہمیشہ جدا رہے ہین اور اتبک یہی وہ الگ ہی رہنا چاہتے ہین ۔البتہ غیر ملک والون کی تجارت چین مین ہوتی ہے جب اہل یورپ نے سترہوین صدی مین یہان آمد و رفت شروع کی تو اونہون نے اوسے ناگوار سمجھا۔ ابتدا مین ہر چند یورپ والون نے نرمی سے کام نکالنا چاہا لیکن چین والون کو کسی طرح اغیار کا آنا گوارا نہوا۔ اسواسطے غیر سلطنتون کی چین والون سے لڑائیان شروع ہو گئین یعنی فرانس۔ اور آخر مین جرمن نے اونہین مجبور کیا اور اون کے ملکون پر زبردستی سے

قبضہ کرکے چین مین داخل ہوگئے چونکہ انگریزی سلطنت اپنی ہمسایہ سلطنتون سے ہمیشہ پیشقدمی کا ارادہ رکہتی ہے اس لئے اس سلطنت کے لوگون نے بہی وہان آمد ورفت شروع کردی مگر اس موقع پر اونہون نے نہایت نرمی اور ملایمت سے کام لیا اور ملک گیری سے بہت ہی کم تعلق رکہا جو کچہہ کیا وہ صرف تجارت کی غرض سے کیا۔ اسی وجہ سے روس فرانس کے مقابلہ مین برٹش کا ملک چین مین بہت ہی کم ہے۔

چین مین مخفی اکثر سوسائیٹیان ہین۔ انمین ایک سوسائٹی جس نے رفتہ رفتہ بہت بڑی قوت حاصل کرلی تہی اپنا نام خوشو۔ رکہا تہا۔ چینی زبان مین خوشو کا وہی معنی ہے جو انگریزی زبان مین باکسر کا معنی ہے باکسر انگریزی مین مشت زن پہلوان کو کہتے ہین یہ ایک ایسا طاقتور گروہ تہا جسکی شاخین تمام سلطنت مین پہیلی ہوئی تہین۔

برادرانہ مساوات۔ باہمی اتفاق و اتحاد حقوق کی حفاظت۔ اور آزادی اسکی اغراض مین داخل تہی۔ فری میشن کی طرح ایک پرانی سوسائٹی تہی جنگ سے پہلے اسکے ممبرون کی تعداد ایک کروڑ تک پہونچ گئی تہی اسکے جلسے خفیہ۔ اور کارروائیان پوشیدہ اشارات و کنایات سے ہوا کرتی تہین ہر ایک مجلس کے لئے جدید ممبر بہم پہونچانے کا کام اسکے چند اراکین کے سپرد تہا جو اپنے فرایض کے انجام دینے کے لئے ہر ایک جایز و ناجایز ذریعہ سے کام لیتے تہے پہلے یہ فرقہ

معاشرتی امور مین کوشش کرتا تھا۔ مگر جنگ سے کئی سال پہلے اس نے ملکی معاملات
مین بہی قدم رکہا تھا۔ ہر ایک ضلع کی انجمن مین ایک میر مجلس اور دو نائب میر مجلس
کے ماتحت کام کرتے تھے یہ بہی کہتے ہین کہ سب ۱۸۹۵ عیسوی کی جنگ چین جاپان
کے بعد اہل چین کی طبائع مین عام طور پر جنگی ولولہ پیدا ہوگیا اور اس جوش نے جو تمام
ملک مین پہیلا ہوا تھا ایک قسم کی بے قراری دلون مین پیدا کردی تو سنہ ۱۸۹۸ عیسوی
مین ان کے بعض لوگون مین سے صوبہ شانٹنگ کی رعایا نے اپنی گورنمنٹ سے
درخواست کی کہ چونکہ ہم مواقع جنگ مین اپنے ملک اور قوم کی حمایت کی غرض سے
بطور والنٹیر حصہ لینے کے آرزومند ہین۔ ہمین فوجی پہلوانی ورزش اور فنون جنگ
سیکہنے کی اجازت دیجائے گورنمنٹ نے اونکی یہ استدعا منظور کی پہر اس بکسر گروہ
کو بتدریج وہ ترقی ہوئی کہ اسکی شاخین ملک کے اکثر حصون مین پہیل گئین اور
ایک قلیل زمانہ مین ایسا زبردست گروہ بنگیا کہ اوسکی قوت کا اثر سلطنت پر
بہی پڑنے لگا شاہنشاہ چین جو بالکل عیش پسند اور آرام طلب تہا اس لیئے
اپنے اوقات کی قدر زنگر کے محلات مین پڑا رہتا تہا۔ ملکہ نسی جو اہل یورپ
کی بڑی خلاف تہی زمام حکومت اپنے ہاتھ مین رکہتی تہی۔ اراکین سلطنت نے
بادشاہ پر کچھ ایسا دباؤ ڈال رکہا تہا کہ آخر مین اوس نے ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۰ عیسوی کو
حکمرانی سے بالکل کنارہ کرلیا اوسوقت ان بکسرون نے چاہا کہ غیر ملک والون
اور اہل یورپ کو اپنے ملک سے نکالدین۔ ملکہ نسی اور اکثر اراکین سلطنت نے

اس ارادہ مین اونکو تایید دی جس سے اونہون نے ۲۸ مئی سنہ ۱۹۰۰ عیسوی کو پاؤ ٹینگ فو کے متصل ستر چینی عیسائیون کو قتل کر ڈالا۔ اور جو چینی جنرل اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لیئے بہیجا گیا اوسے بہی اونہون نے ہلاک کر دیا۔ ۲۷ مئی کی شام کو لوہان ریلوے کا ایک اسٹیشن لیو لیونامی جو پیکن سے ۲۹ میل کے فاصلہ پر تہا جلا ڈالا اور وہان سے پیکن کی طرف بڑہے اور اکثر شہرون کی یوروپین آبادی برباد و ویران کر دی۔ جرمن کے سفیر کو قتل کر دیا۔ دوسرے سفیرون اور اونکے ہمراہیون نے جنکی تعداد تقریباً ایک ہزار تہی یہ فتنہ دیکہکر چاہا کہ وہان سے نکل جائین مگر تمام راستے پہلے سے مسدود کر دیے گئے تہے کوئی موقع نجات کا نظر نہ آیا دول یوروپ کو جب اس ہنگامہ اور قتل و تباہی کی خبر پہونچی تو اونہون نے دفتر دول خارجہ کو اس فتنہ کے فرو کرنے کے لئے لکہا اور سخت تاکید کی۔ اور اپنے اپنے سفیرون کے بچاؤ اور مقاصد کی حفاظت کی غرض سے فوجین روانہ کین ٹینٹسین مین چہہ روسی ایک فرنچ ایک اٹالین اور دو انگریزی جنگی جہاز بہیجدے گئے امریکا جاپان جرمن۔ اٹلی۔ کے جہازون مین ایک ایک سو سپاہیون کا دستہ دریا کے کنارہ آ اوترا اور اونہون نے پیکن کا ارادہ کیا۔ یہان پر اگرچہ چینی جنرل نے مزاحمت کی مگر یہ فوج اپنی دلیری سے آگے بڑہ کے پیکن پہونچ ہی گئی۔ جب پیکن مین روز بروز فساد بڑہتا گیا تو دول خارجہ کے سفیرون نے اپنی اپنی سلطنتون سے مزید کمک طلب کی۔

اس موقع پر ملک چین سے پہلے وزرا کو موقوف کر دیا اور ایسے نئے وزیر مقرر کئے جو کل بکسرون کے موید اور طرفدار تہے۔ پیکن کی سرکاری فوج انکی تائید مین اوٹھہ کہڑی ہوئی جسکی تعداد پچاس ہزار سے بہی زیادہ تہی پہر تو مفسدون کا یہ غلبہ ہوا کہ انہون نے پیکن کے تمام سفارت خانون کا محاصرہ کر لیا اور بیس ہزار چینی سپاہ شہر کے اندر اور اسیقدر باہر موجود ہوگئی۔

جاپانی کا نسلر جو چین مین تہا وہ بہی مارا گیا اور مغربی دریا کے علاقہ مین بہی بغاوت پہیل گئی ٹینچن مین تمام پروٹسٹنٹ گرجے جلادیے گئے۔ ۱۳ جون کو بکسرون نے صدہا دیسی عیسائیون اور یوروپینون کو قتل کر ڈالا نیپان مین بہی شورش برپا ہوگئی جب شورش و فساد کی یہہ نوبت پہونچی تو سلطنت برطانیہ۔ فرانس۔ روس جرمنی جاپان وغیرہ نے جنگ کا اشتہار دیا اور دول یورپ کی فوج آگے بڑہی اور ۱۷ جون کو ٹاکو۔ پر قبضہ کر لیا جسکا مفصل احوال مین آئندہ لکہونگا۔

سلطنت چین نے مفسدون کے غلبہ کو دیکہہ کر دول یورپ کے سفیرونکو نوٹس دیا کہ چوبیس گہنٹہ کے اندر پیکن کو خالی کر کے چلے جائین۔ مگر اونہون نے راستہ کی بدامنی کے باعث پیکن کے چہوڑنے سے غدر کیا۔ دوسری تیسری جولائی کو باغیون نے ٹینچن پر حملہ کیا پانچوین کو موکڈن مین جو صوبہ منچوریا کا دارالحکومت ہے فساد برپا ہوگیا۔ اسوقت پیکن مین چینی عہدہ دار بہی آپسمین لڑنے لگے اور ۱۱ جولائی کو باغیون نے ٹینچن پر سخت حملے کئے مگر پسپا کر دیے گئے سرکار

برطانیہ نے بہی ماہ جون کے آغاز مین ہندوستان سے چین کو فوج روانہ ہونے کے لئے حکم دیا۔ گورنمنٹ ہند نے تعمیل حکم شاہی مین نہایت سرعت کی۔

جنرل سر الفرڈ گیزلی چینا اکسپڈیشنری فورس کے اول برگیڈ کی کمانڈ پر جنیل سوفارسس اسٹوارٹ دوسری برگیڈ پر جنیل لارن کیمل تیسرے برگیڈ پر جنیل رچرڈسن مقرر ہوئے۔ ہندوستان سے پیاپئے تین برگیڈ روانہ ہوگئین۔

جب چوتہی برگیڈ کو بہی چین جانے کے لئے حکم ہوا تو جنرل کمن صاحب اسکی کمان پر مامور ہوئے۔

یہ صاحب قدیم زمانہ کے میرے دوست تہے۔ اور نگ آباد مین یہ اور مین ایک مدت تک رہے تہے اور بارہا ملکر سیر و شکار اور نیزہ بازی وغیرہ فوجی کرتب کیا کرتے تہے اس زمانہ مین جب کبہی لڑائی کا ذکر آتا تو یہ کہتے تہے کیا اچھا ہو کہ ہم اور آپ دونون کو باہم لڑائی مین جانے کا اتفاق ہو۔ اور جسطرح یہان پر نیزہ باز ٹینٹ پیگنگ اور شیپ کٹنگ مین کثرت کرتے ہین اوسی طرح سرکار انگریزی کے دشمنون پر اپنے ہتیارون کو ہم آزمائین اور میدان جنگ مین فن سپاہگری اور حرب دکہلائین۔

اس خدمت پر تقرر ہوتے ہی جنرل کمن کا ایک خط مجہکو پہونچا جسمین انہون نے اپنے پہلے زمانہ کی گفتگو کو مجہے یاد دلایا تہا اور جنگ مین شریک ہونے کیلئے لکہا تہا مینے جنرل صاحب کی اس تحریر کا شکریہ ادا کرکے جواب دیا کہ مین نہایت

خوشی سے اس لڑائی مین آپ کے ساتھہ چلنے کے لیئے تیار ہون۔ لیکن اوہر تو مجھے حضور پر نور سے اجازت لینی ہوگی۔ اور اودہر گورنمنٹ ہند سے اوسکی منظوری کی ضرورت پڑے گی۔

جنرل صاحب نے میری اس تحریر پر بطور خود گورنمنٹ ہند سے جنگ چین مین میرے شریک ہونے کے لیئے بندوبست کرلیا اور گورنمنٹ ہند کی جانب سے فارن سکرٹری کا تار اس مضمون کا میرے نام آگیا کہ اگر قدر قدرت اعلحضرت جنگ چین کو آپکا جانا منظور کرلین تو آپ کا تقرر جنرل کمنر کے اسٹاف مین کیا جائیگا۔

جنرل کمنر نے گورنمنٹ ہند سے جب اسبارہ مین تحریک کی تو اوسی کیساتھہ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۰ عیسوی کو ایک تار میرے نام بہی بہیجا جسکا ترجمہ ذیل مین درج کرتا ہون۔

مین نے رزیڈنٹ صاحب کو ایک تار بہیجا ہے آپ اون سے ملاقات کرین اور جنگ چین مین اپنے جانیکے باب مین اون سے گفتگو طے کرلین اور حضور پر نور کی خدمت مبارک مین میری طرف سے عرض کرین کہ اگر حضور پر نور میرے اسٹاف مین چین جانے کے لیئے آپکو اجازت عطا فرمائینگے تو یہ امر خاص میری ذاتی ممنونی کا باعث ہوگا اسکے نتیجہ سے مجھکو اطلاع فرمائی جاے۔

اس تار کے وصول ہونے کے بعد مینے تمام کیفیت حضور پر نور کی خدمت

مبارک مین عرض کی اور پیشگاہ خسروی سے جنگ چین مین جانے کے واسطے مجھکو اجازت عطا ہوگئی جب یہ خبر رزیڈنٹ صاحب کو معلوم ہوئی تو اونہون نے اول مجھے مبارکباد دی اور پہر شملہ کو ایک تار بھیجکر فارن سکرٹری کو اسکی اطلاع کردی۔

چونکہ اوسوقت مین ہر طرح کا اسباب میرے پاس مہیا تہا مجھے اوسکی تیاری مین کسی قسم کی تاخیر نہین ہوئی۔ جنرل صاحب کی صلاح سے مینے سواری کی گہوڑونکی بجائے دو یابو جو ہمارے پولو کے بہترین یابون مین سے تہے اپنے ہمراہ لیئے اور اون دونون کو دفعدار مولابخش خان کے ساتہہ بمبئی کو روانہ کیا۔ اور مین خود ۱۲ اگسٹ سنہ ۱۹۰۰ عیسوی کی شام کو حضور پرنور کی خدمت مبارک مین اداب رخصتی بجالانے کے لیئے حاضر ہوا۔ قدر قدرت اعلیحضرت نے براہ خسروانہ مطلوام ضامن گیارہ اشرفیان میرے بازو پر باندہین اعلیحضرت سے رخصت ہوکر جناب صاحبزادہ صاحب کی خدمت مین آداب عرض کرنے کے لیئے کنگ کوٹہی گیا پہر وہان سے رخصت ہوکر اپنے بنگلہ راحت منزل کو آیا اور دوسرے دن صبح کو بمبئی روانہ ہوا۔ اسٹیشن پر کثرت سے افسران فوج اور دیگر احباب و اعیان بلدہ مشایعت کے لیئے تشریف لائے تہے سب سے رخصت ہوکر ریل پر سوار ہوا۔

قریب بارہ بجے کے ٹرین واڑی کو پہونچی۔ جنرل مکن صاحب بہی اوسی ٹرین مین آکر مجھسے واڑی مین ملے یہان سے ہم روانہ ہوکر ۲۳ اگسٹ کی صبح کو بمبئی داخل ہوئے اور بمبئی سے روانہ ہوکر ۲۵ اگسٹ سنہ ۱۹۰۰ عیسوی کی شام کو چہہ بجے کے

بعدہم کلکتہ پہونچے۔

مین گریٹ ایسٹرن ہوٹل مین ٹہیرا۔

چین جانے کے لئے گورنمنٹ ہند نے ہمارے لئے جو جہاز مقرر کیا تہا اوسکا نام وردہ تہا۔ جنرل صاحب نے جاتے ہی اون تمام افسرون اور سپاہیون کو جو اس جہاز مین جانے والے تہے اطلاع دی کہ یکم ستمبر شنبہ کے روز صبح کے پانچ بجے سب آکر جہاز پر موجود ہو جائین چنانچہ تاریخ اور وقت مقررہ پر سب حاضر ہوگئے۔ جہاز پر اول گہوڑے چڑہائے گئے پہر پلٹن کے سپاہیون نے اپنا اپنا سامان و اسباب لاکر نیچے کے ڈک پر رکہا۔

سات بجے جنرل صاحب مع تمام افسرون کے جہاز مین سوار ہوگئے۔ افسرون اور فوج وغیرہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

برگیڈیر جنرل جیمس ٹرنر کمن کمانڈنگ فورتہہ برگیڈ چائنا اکسپڈیشنری فورس

میجر راجہ گنگا سنگہ مہاراجہ بیکانیر کمانڈنگ بیکانیر انفنٹری۔

میجر کاکس۔

کپٹن کرافرڈ۔

کپٹن واٹسن۔

بیکانیر انفنٹری کے سپاہی۔ ۴۰۰

برٹش فیلڈ ہاسپٹل کے آدمی۔ ۸۰

کیمپ فالورمع سائیسان وغیرہ۔ ۱۱۰

میزان کل ۵۹۰

افسرون کے گہوڑے ۲۴

مہاراجہ گوالیار اس زمانہ مین کلکتہ ہی مین مقیم تہے سات بجے وہ بہی جہاز پر آئے اور سب افسرون سے ملاقات کی جسطرح نوابون اور ہند کے راجاؤن نے چین مین گورنمنٹ ہند کی فوجی اغراض کے انجام دہی کے لیے اپنی اپنی خدمتیں پیش کی تہین اوسطرح مہاراجہ گوالیار نے بہی چین مین افواج سرکاری کے زخمی سپاہیون کی تیمارداری کے واسطے ایک ہاسپٹل شپ پیش کرنا چاہا تہا جب اس خدمت کو گورنمنٹ ہند نے قبول کرلیا تو مہاراجہ گوالیار نے ایک جہاز بیس لک روپیہ مین خرید کیا اور اوسمین تمام اسباب ہاسپٹل شپ کا مہیا کرکے سرکار کو دیدیا مہاراجہ موصوف اسوقت اس جہاز کے دیکہنے کے لیے آئے تہے پہلے اس جہاز کا نام فرنکا تہا مگر اب گوالیار رکہا گیا۔

یہان ہمکو معلوم ہوا کہ مہاراجہ بیکانیر بہی اس جہاز مین جنگ چین کو جانیوالے ہین جسمین ہم جانے والے ہین چونکہ مہاراجہ موصوف سے اور مجہسے پہلے سے ملاقات تہی اونکی خبر سنکر مجہے نہایت خوشی ہوئی۔

مہاراجہ بیکانیر کے رخصت کرنے کو اونکے ملک کے بہت سے لوگ جہاز پر آئے تہے بندرگاہ مین ان لوگون کا بڑا اژدحام تہا۔ مہاراجہ بیکانیر کا سن اسوقت

قریب بیس سال کے تہا۔ برٹش گورنمنٹ کیطرف سے مہاراجہ موصوف کو آنریری ہجری کا عہدہ عطا ہوا تہا۔ یہ کانپیر الفنٹری کی کمان وہ خود کرتے تہے جو اسوقت ہمارے جہاز مین جانے والی تہی۔ مہاراجہ موصوف کی انگریزی بول چال نہایت شستہ اور صاف ہے۔

غرض مہاراجہ صاحب بہی اپنے دوستون اور عزیزون سے رخصت ہوکر ہماری ساتھ جہاز پر سوار ہوے۔

یکم سپتمبر سنہ ۱۹۰۰ عیسوی کو صبح کے آٹہہ بجے ور دہا جہاز کلکتہ سے روانہ ہوا یہ جہاز برٹش انڈیا کمپنی کا قدیم وضع کا ایک چہوٹا کارگوشپ یعنے بار برداری کا جہاز ہی اسکی گشت کلکتہ سے رنگون اور ہانگ کانگ تک رہا کرتی ہے اس جہاز کی درستی وصفائی اور کہانے پینے کے انتظام سے پی۔ اینڈ۔ او۔ کمپنی کے جہازون کو کچہہ نسبت نہین۔ اسمین اول درجہ کے بارہ مسافرون کے لئے جگہ تہی ہندوستان سے چین کو فوج بہجوانے کے لئے گورنمنٹ ہند نے اس قسم کے تیس جہاز برٹش انڈیا کمپنی سے کرایہ پر لئے تہے۔

ہمارے جہاز کا کرایہ ایک سو پونڈ یعنے پندرہسو روپیہ روزانہ تہا جسکی مجموعی ماہانہ رقم پینتالیس ہزار روپیہ ہوتے ہین یہ کل جہاز سرکار کے کام مین جبتک رہے کہ ملک چین مین انگریزی فوج رہی۔

کلکتہ کے نیچے سمندر نہین ہے بلکہ دریاے گنگ کی ایک شاخ ہے جسے ہوگلی کہتے ہین جب تک ہمارا جہاز اس دریا مین رہا آہستہ آہستہ چلتا رہا بارہ بجے

کے قریب ہم مقام جیمس اڈمری مین پہونچے یہان پانی کم تہا۔ جہاز کو بڑی احتیاط اور
خبرداری سے لئے جاتے تہے کچہہ زمانہ ہوا کہ ایک جہاز جیمس اڈمری نام پتہر سے
ٹکراکر یہان ڈوب گیا تہا اسواسطے اس خوفناک مقام کا نام اوسی غرق شدہ
جہاز کے نام پر رکہدیا گیا ہے شام تک اسی طرح جہاز آہستہ آہستہ چلتا رہا شام
کو ایک مقام پر اوسکا لنگر ہوا۔ رات کو ندّی مین چلنا خطرناک تہا اس لئے
رات مین ٹہیرکر صبح کو وہان سے روانہ ہوے اور کلکتہ سے اسّی میل چلنیکے
بعد سمندر مین جا پہونچے یہان سے خلیج بنگالہ شروع ہوتی ہے جہاز کی رفتار
یہان سے جنوب اور مشرق کیطرف تہی اوسوقت بارش ہوچکی تہی ہوا تند
چلرہی تہی۔ دریا موجین مار رہا تہا۔ جہاز کو جنبش ہورہی تہی اس سبب سے سب کے
سرون مین چکر پیدا ہوگیا۔ بہت تہوڑے افسر اور سپاہی ایسے تہے جو اس
بحری بیماری مین مبتلا نہ تہے۔ تمام پلٹن کے سپاہی اپنی اپنی جگہ پڑے ہوے
تہے سوا جہاز کے ملازمین کے اور کوئی چلتا پہرتا دکہائی نہ دیتا تہا۔ شام کے
ڈنر مین دو تین افسرون کے سوا کوئی میز پر نہ گیا۔ سمندر مین گردش سر اور اکثر
دو تین روز مزاج کا ناساز رہنا ایک معمولی بات ہے۔ جن صاحبون کو دریائی سفر
کا اتفاق ہوا ہے وہ اسے بخوبی جانتے ہین چوتہے روز صبح کو ابر رفع ہوگیا۔
آفتاب نکلا۔ دریا مین جو تلاطم تہا وہ کم ہوگیا۔ گویا اہل جہاز کو عید ہوگئی فی الجملہ
سب کے مزاج درست ہوے سپاہیون نے کہانا پکانا شروع کیا افسرون نے

بہی اوٹھکر ڈریس پہنے۔ برکفاسٹ۔ اور لنچ پر سب لوگ برابر آئے۔

بیکانیر رجمنٹ کے پاس پہلے ہنری مارٹنی رفلین تہین۔ چین کی لڑائی کو روانہ ہوتے وقت میگزین ریفل یعنے لی مٹ فورڈ ریفلین انہین دی گئی تہین۔ ان دونون قسمون کے ریفلون مین بڑا فرق ہے ایک ریفل کی مشق سے سپاہی دوسرے ریفل سے کام نہین کرسکتا۔ اسواسطے ۱۰ ڈسمبر کی صبح سے اسباب کی انسپکشن اور میگزین ریفل کی قواعد شروع ہوئی۔ جہاز کا ایک طرف کا حصہ جسے ڈک کہتے ہین سپاہیون کی قواعد کے واسطے بالکل خالی کردیا گیا۔ پچاس پچاس سپاہی اپنے اپنے اوقات مین صبح کے آٹھ بجے سے شام کے چار بجے تک ڈرل کرتے اور میجر کاکس اور کپتان کرافرڈ سپاہیون کو میگزین ریفل کی تعلیم دیتے تہے اسکے بعد کاکس صاحب نے لکڑی کے دو ٹکڑون پر ایک چاندماری قد آدم برابر بنائی اور ایک لمبی ڈوری سے جہاز کے پیچہے باندہ دی یہ چاندماری کبہی ڈوبتی کبہی اوچہلتی جہاز کے پیچہے پیچہے چلی آتی تہی جب یہ چاندماری تیار ہوگئی تو بیکانیر پلٹن کے پچاس پچاس سپاہی اپنی اپنی ریفلین لیکر جہاز کے آخری حصہ پر جاتے اور چاندماری پر فیر کرتے تہے جسروز سے یہ نشانہ اندازی شروع ہوئی سب افسرونکو ایک اچہا شغل ملگیا۔

مہاراجہ بیکانیر۔ اور سب افسر وقتاً فوقتاً نشانہ اندازی مین مشغول رہتے تہے پہر ریوالور کی پریکٹس کا انتظام کیا گیا ایک اور چاندماری ریوالور کیلئے

بنائی گئی جسمین اکثر افسر شریک ہوتے تہے۔

غرض ہمارے جہازوالون کا کل وقت صبح سے شام تک فوجی قواعد اور سپاہیانہ مشاغل مین گزرتا اور بڑا لطف رہتا تہا۔ ابتدا مین دریا کو دیکہکر سپاہیون کو جو وحشت ہوگئی تہی وہ سب رفع ہوگئی۔

اس زمانہ مین دو تین بار بارش بہی ہوئی مگر دریا کو کچھ زیادہ تلاطم نہوا اسلئے جہاز پر سب خوش وخرم رہے۔

پہلے دریائے ہوگلی سے نکلکر جب ہم سمندر مین آئے تہے تو ہمارے جہاز کی رفتار جنوب و مشرق کی جانب تہی چار روز تک برابر ہم اسی سمت کو چلے گئے پانچوین روز ہم جزیرہ نمائے ملایا اور جزیرہ سماٹرا کے درمیان ابنائے ملاکا مین ہوکر گزرے سنگاپور ہم کو دور سے نظر آیا۔ لیکن ہمارا جہاز وہان نہین ٹہیرا ایک مقام سے ہمارے جہاز کی رفتار کی سمت بدل گئی بجائے جنوب مشرق کے ہم شمال شرق کو جارہے تہے نوین روز ہم بحر چین مین داخل ہوگئے۔ چودہوین ستمبر روز جمعہ کو صبح کے آٹہہ بجے دور سے ہمین جزیرہ ہانگ کانگ کے پہاڑ دکہائی دئے ہمنے اور سب افسرون نے اپنی اپنی دوربینین لگائین دیر تک ہانگ کانگ کو دیکہتے رہے دو گہنٹہ اور چلکر ہمارا جہاز دو پہاڑون کے درمیان سے گزرا اور بندرگاہ ہانگ کانگ مین پہونچکر لنگر انداز ہوا۔ اسی جگہ دریای سی جسے دریای مغرب بہی کہتے ہین۔ صوبہ ٹیان سے نکلکر بحر چین مین گرتا ہے۔ یہان میجر مارسین اسٹاف افسر ہمارے

جہاز مین آئے اور کہا کہ فی الحال فورتھ برگیڈ کو ہانگ کانگ ہی مین قیام کرنے
کے واسطے سرکار سے حکم ہے آئندہ جنرل سر الفرڈ گیسلی کے پاس سے جسطرح حکم آئیگا
اوس سے اطلاع دیجائے گی۔ ابتک ہمکو یہی خیال تہا کہ ہمارا جہاز سیدہا۔ وائی۔ ہائی۔
وائی کے راستے سے پیکن دار السلطنتہ چین کو جائے گا لیکن جب ہم نے یہ سنا کہ ہمکو
ہانگ کانگ ہی مین تا حکم ثانی توقف کرنا پڑے گا تو ہم سب کو سخت افسوس ہوا
اسلئے کہ چینیون کی سرحد وائی ہائی وائی۔ یا شنگہائی سے شروع ہوتی ہے۔ جن مواقع
جنگ کیواسطے ہم گئے تہے وہ سب ان مقامات سے آگے تہے بہرحال فورتھ برگیڈ
ہانگ کانگ مین اوتری بیکانیر انفنٹری کا اسٹون کٹر اینڈ مین کیمپ ہوا جنرل گیین
مع اسٹاف کے ایک اسپتال شپ نامی چیا مین اوترے۔ مین بہی اوسی جہاز مین جنرل صاحب
کے ساتھ قیام پذیر ہوا۔ یہ ہاسپٹل شپ زخمی افسرون اور سپاہیون کے لئے تہا
اسمین بڑے بڑے بارہ کمرے تہے درمیان مین کہانے پینے بیٹہنے کا ہال تہا نیچے
بہی بہت وسیع جگہ تہی چونکہ اوسوقت کوئی فوجی آدمی زخمی موجود نہ تہا اسلئے یہہ جہاز
جنرل صاحب اور اونکے اسٹاف کے قیام کے لئے دیدیا گیا۔

ہمین اسمین ہر طرح کا آرام تہا۔ صرف اسمین اگرچہ تکلیف تہی تو یہی تہی کہ کنارہ
سے تین میل کے فاصلہ پر سمندر مین کہڑا تہا۔ ہانگ کانگ کو اگر جانا چاہتے تو کشتیون
مین جانا پڑتا تہا۔

مہاراجہ بیکانیر ہانگ کانگ ہوٹل مین فروکش ہوئے تہے قریب ہر روز

کے صبح کو وہ کشتی میں سوار ہوتے۔ اور اپنی رجمنٹ کو دیکھنے آیا کرتے تھے جزیرہ ہانگ
کانگ مین ایک کلب تھا اوسکے ممبرون نے ہمارے سب فورتھ برگیڈ کے افسرون
کو اپنے کلب کا ممبر بنایا۔ ایک روز شام کے وقت ہم سب افسر ملکر ہانگ کانگ
کلب کو گئے۔ اس کلب کا مکان دریا کے کنارہ نہایت عمدہ موقع پر سہ منزلہ بنایا گیا ہی
اسکی عمارت بہت وسیع ہے۔ جسمین ممبرون کے قیام کے لئے قریب تیس کمرونکے
بنے ہوئے تھے۔

لائبریری نہایت اچھی۔ کہانے کا انتظام بہت عمدہ۔ ہر ایک مقام صاف و پاکیزہ
اور آراستہ تھا۔ پولو کلب۔ کرکٹ۔ اور لانٹینس کلب بہی اس سے متعلق تھے دوسرے
روز اسکے سکرٹری نے ہمین پولو مین آنے کے لئے دعوت دی اگرچہ ہمارے یابون کو
جہاز مین کہڑے کہڑے چودہ روز سے زیادہ گزر گئے تھے۔ اوس وقت سواری کے قابل
نہ تھے تاہم چند افسر پولو دیکھنے کو گئے۔ ہانگ کانگ کے تجارت پیشہ اور ہانگ
کانگ کے رجمنٹ کے عہدہ دار چہوٹے چہوٹے یابون پر پولو کہیلتے تھے یہ یابو بالکل
ترکی یابون کے مشابہ تھے پولو کا میدان ہاپی وائی کے قریب دریا کے کنارہ واقع تھا
اس سے تہوڑے ہی فاصلہ پر ریس کورس اور ریس اسٹینڈ بہی اچہے موقع پر تہی۔
جب ہمارے یابو سواری کے قابل ہوگئے تو مہاراجہ بیکانیر کپتان والٹن اور مینے
ہانگ کانگ کلب والون کے ساتہہ پولو کہیلنا شروع کیا اسی جگہ ایک روز ۱۲ ستمبر
کو جنرل گمن صاحب کے ساتہہ امپرس آف جاپان جہاز پر مین گیا یہ جہاز بہت بڑا اور

نہایت عمدہ تہا اس قسم کے تین جہاز ہین۔ امپرلیس آف جاپان۔ امپرلیس آف چاینا
امپرلیس آف انڈیا۔ یہ تینوں جہاز ہانگ کانگ سے باکوہاما کو جاتے آتے رہتے ہین
ہانگ کانگ کا یہ جزیرہ ۱۸۳۹ء عیسوی سے گورنمنٹ انگریزی کے قبضہ مین ہے
اسکا طول نو میل اور عرض دو میل سے چھ میل تک ہے۔
۱۸۹۸ء عیسوی مین ہانگ کانگ کے مقابل تقریباً دو سو میل مربع ایک قطعہ اور
قرب وجوار کے اور چند جزیرے بہی گورنمنٹ برطانیہ کو مل گئے ہین جو مواقع جنگ
کے لحاظ سے نہایت مفید ہین اس لیئے کہ جنگی اصول پر اس مقام سے جزیرہ ہانگ
کانگ پر گولہ باری ہو سکتی تہی۔ انگریزی حکومت کے قبضہ مین اس زمین کے آجانے
سے وہ خطرہ دفع ہو گیا ہے اسکا مستقر وکٹوریہ شہر دریا کے کنارہ شمال کی جانب پہاڑ
کے اوپر آباد ہے اسکی آبادی پہاڑ کے دامن سے اوپر کیطرف چوٹی تک چلی گئی
ہے جسکی بلندی دو ہزار فیٹ کے قریب ہے یہان جسقدر رعایا۔ مزدور۔ تجارت پیشہ
لوگ ہین وہ سب چینی ہین جسطرف دیکہو چینی ہی چینی نظر آتے ہین اسجگہ برٹش گورنر
رہا کرتے ہین اسکے سوا ایک جنرل مع اسٹاف کے اور ایک پلٹن جسے ہانگ کانگ
رجمنٹ کہتے ہین ایک گرسن باٹری دو کمپنین برٹش رجمنٹ کی یہان ہمیشہ مقیم رہتی
ہین گو یہان بہی انگریزی عملداری ہے مگر ہندوستان کے اور یہان کے آئین و
قوانین مین بڑا فرق ہے یہ بندرگاہ فری پورٹ ہے ہر ایک قوم اور ملت اور ہر ایک
سلطنت کے جہاز خواہ تجارتی ہون خواہ جنگی تجارتی اور جنگی دونون غرضون سے یہان

آمد و رفت کر سکتے ہین کسیکو ممانعت نہین یہان کسی چیز کا محصول بھی نہین لیا جاتا اسلئے
کہ کسی چیز کا یہان زیادہ خرچ نہین ہے صرف ایک بحری اسٹیشن ہے۔
جرمن۔ فرانس۔ آسٹریا۔ جاپان۔ اٹلی وغیرہ سلطنتون کے کانسل بھی یہان رہتے
ہین اور سب یوروپین سلطنتون کے چیدہ چیدہ آدمی اس مقام پر نظر آتے ہین۔
اگرچہ مجھے یہان ہر طرح کا آرام تھا مگر مجھے شب و روز یہی فکر تھی کہ مین کسی طرح
پیکن پایہ تخت چین کو پہونچون اس لئے کہ جنرل سر الفرڈ گیسلی کمانڈنگ چاینا
اکسپڈیشنری فورس اور سات آٹھ سلطنتون کے کیمپ وہان ہین۔ اور پیکن کے اطراف
مین بکسر قوم کے لوگ جو آمادہ فتنہ و فساد ہین۔ اونکی تادیب کے لئے جو فوج جاتی ہے
اوسکے ساتھ مین بھی شامل ہو جاؤن اور لڑائی مین شریک ہونیکا موقع مجھے ملسکے۔
مینے جنرل گیزلی کو اسبارہ مین تحریر کیا اور جنرل صاحب سے بھی کہا کہ آپ جنرل
گاسکاٹن صاحب کو لکھین کہ وہ کسی صورت سے مجھے پیکن روانہ کرین غرض جسقدر مجھسے
ممکن تھا۔ اپنی کوشش مین کوئی دقیقہ مینے فروگزاشت نہین کیا۔ چودہ روز ہانگ کانگ
مین مجھے اسی تردد مین گزر گئے پندرہوین روز مین اپنے کمرے مین تنہا بیٹھا چین
کے ملک کا نقشہ دیکھہ رہا تھا کہ میجر گیبل صاحب میرے پاس آئے اور مجھسے پوچھا
آپ پیکن کو کس روز روانہ ہون گے مین نے اونکے اس سوال سے نہایت تعجب
کیا اور اون سے کہا کہ ہنوز مجھے کچھ حکم نہین ملا۔ اونہون نے کہا کہ مینے ہیڈ کوارٹر
مین آپ کا نام اون افسرون کے ساتھ لکھا دیکھا ہے جو سر الفرڈ گیزلی کا اسٹاف

مین جانے والے ہین۔ یہہ خوشخبری سنتے ہی مین چیف اسٹاف افسر کرنل گارمن کے پاس گیا۔ اون سے اس خبر کی مجھے پوری تصدیق ہوگئی اسکے بعد جنرل گسنر صاحب نے بہی مجھے سرکاری طور پر اسکی اطلاع دی۔

چیف اسٹاف افسر نے مجھے لکھا کہ دلواسا نامی جہاز جو ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۰ عیسوی کو ہانگ کانگ سے پیکن جانے والا ہے آپ کے لیے پاسیج مقرر کیا گیا ہے میرے احباب نے میرے پیکن جانے کی خوشخبری اور سر الفرڈ گیزلی کمانڈنگ ان چیف چاینا اکسپڈیشنری فورس کے اسٹاف مین مقرر ہونے سے مجھے مبارکباد دی پہر مین فورتہہ برگیڈ کے سب افسرون سے رخصت ہوکر اٹہائیسوین ستمبر روز جمعہ صبح کے وقت نواسا جہاز پر گیا۔ دن کے بارہ بجے ہمارے جہاز کا لنگر اوٹہا ہانگ کانگ سے روانہ ہوا۔ تین روز دریا مین سخت تلاطم رہا بارش خوب ہوتی رہی۔ چوتہے روز مطلع صاف ہوگیا۔ آفتاب نکل آیا۔ جہاز مین جنبش کم ہوگئی۔ ۴ ماہ اکتوبر روز پنجشنبہ کو ساتوین روز ہمارا جہاز جزیرہ وای ہائی وای مین پہونچ گیا۔ یہ چہوٹا سا جزیرہ انگریزی حکومت کے تحت مین ہے سنہ ۱۸۹۸ عیسوی مین جب چین وجاپان مین لڑائی ہوکر چین کو شکست ہوئی تہی تو چین کی سلطنت کو ادائی تاوان جنگ کے لیے ایک کڑور اٹہارہ لک پونڈ کی ضرورت تہی۔ برٹش گورنمنٹ نے یہ قرضہ باین شرط دینا منظور کیا کہ سلطنت چین جزیرہ وای ہائی وای کو اس رقم کی کفالت مین برٹش گورنمنٹ کے تفویض کردے سلطنت چین نے اس شرط کو منظور کرلیا۔

اور جسطرح پورٹ آرتہر روس کے اور صوبہ شانٹنگ جرمن کے قبضہ مین ہے اوسی طرح وائی ہائی وائی برٹش گورنمنٹ کے قبضہ مین دیدیا پورٹ آرتہر سے سو میل پر جنوب کیطرف وائی ہائی وائی ایک شہر ہے اور اسکے متعلق ایک جزیرہ لیوکنگ اور کئی اور چہوٹے چہوٹے جزیرے ہین انکے سوا زمین کا ایک اور قطعہ دس میل چوڑا جو خلیج کے ساحل پر واقع ہے اسی مین داخل ہے۔

جزیرہ مین گیارہ برج جدید طرز کے بنے ہوے ہین جنپر بڑی بڑی توپین رکہی ہین۔ لیکن اسکے شمال مشرق کی طرف سے جو اکثر بحری طوفان آتے رہتے ہین۔ اور اسکے خشکی کی جانب پہاڑی بلندیان ہین اونکی وجہ سے بالکل غیر محفوظ ہے سرکار انگریزی نے جو اسے لے لیا اس سے بڑا فائدہ ہوا اگر برٹش گورنمنٹ کے قبضہ مین یہ نہ آتا اور یورپ کی کوئی دوسری سلطنت اسپر اپنا قبضہ کر لیتی تو انگریزی فوائد مین بڑا خلل واقع ہوتا۔

تہرڈ برگیڈ جسکی کمان پر جنرل ریڈ صاحب تہے کچھ مدت سے وہ یہان مقیم تہے گذشتہ ہفتہ مین اونہین حکم دیا گیا تہا کہ وہ فورا شانکاہی کوان مین پہونچکے اپنا قبضہ قلعہ پر کر لین حسب الحکم سرکار دو جنگی جہازون مین تہرڈ برگیڈ وہان کو روانہ ہوئی۔ لیکن ان سے پیشتر ایک جنگی جہاز نہایت سرعت سے شانکاہی کوان مین پہونچ گیا۔ بکسر لوگ برٹش فوج کے آنے کی خبر سنتے ہی قلعہ خالی کر کے فرار ہوگئے۔ اس جہاز کے کپتان نے بندرگاہ مین لنگر کیا۔ اور دولت انگلشیہ کا

جہنڈا قلعہ پر چڑہا دیا اسکے بعد تہرڈ برگیڈ بہی وہان پہونچ گئی۔ وائی ہائی وائی مین چار روز رہنے کا ہمکو اتفاق ہوا۔ اکثر اسباب ہمارے جہاز سے اوتارا بہی گیا اور سیلون سیکشن یعنے جنگی غبارہ کا سامان۔ اور چار انجنیر ہمارے جہاز پر بیٹہلائے بہی گئے اور ایک کشتی بہی ٹاکو پہونچانے کی غرض سے ہمارے جہاز کے عقب مین باندہی گئی ۸ ۔ اکٹوبر کو دو بجے کے وقت جہاز یہان سے روانہ ہوا۔ اگرچہ ٹاکو تک یہان سے صرف چوبیس گہنٹہ کا راستہ تہا مگر چونکہ کشتی جہاز کے ساتہ بندہی ہوئی تہی اسلئے اوسکی رفتار دہیمی کردی گئی تہی۔ اڑتالیس گہنٹہ مین شب چہارشنبہ کو ہم ٹاکو پہونچے۔ جب صبح ہوئی تو کوئی جزیرہ یا بستی ہمین نظر نہ آئی مگر بیس پچیس جہاز جن مین بعض جنگی اور بعض ٹرانسپورٹ تہے ہمین دکہائی دئے۔ جہاز کے کپتان سے معلوم ہوا کہ یہان سے تہوڑی دور بڑہکر دریائے پیہو شروع ہوتا ہے اسکے قرب مین پانی دس بارہ فیٹ سے زیادہ گہرا نہین ہے اسواسطے کوئی جہاز آگے نہین بڑہ سکتا بیکن کے پاس اسی مقام مین دخانی جہاز آکر کہڑے رہا کرتے ہین ٹاکو کا قلعہ یہان سے آٹہ میل کے فاصلہ پر دریا کے کنارہ واقع ہے یہان سے دخانی کشتی مین بیٹہکر وہان پر جاتے ہین اگرچہ اسوقت ایک دخانی کشتی تیار تہی جسمین تمام افسر سپاہی اور گہوڑے ٹاکو جا سکتے تہے لیکن دریا مین تلاطم زیادہ تہا اس لیے کپتان نے کہا کہ جب تک دریا کو سکون نہ ہولے مین کشتی کو جہاز کے پاس نہین لاسکتا دو روز تک سمندر مین جوش رہا اور ہم اسی جگہ رہے یہان انگریزی گورنمنٹ کے دو تار پیڈو بوٹ اور دو کروزر اور بہی کہڑے تہے انکے

سوا جرمن کے چار۔ جاپان کا ایک۔ اسٹریا۔ اور فرنچ کے دو دو جہاز یہان پر موجود تہے روسی جہاز یہان نہ تہے ان کے جہاز پورٹ آرتہر مین رہتے ہین جو یہان سے تقریباً ڈیڑہ سو میل پر مشرق کی طرف ہے یہان سے پیکن جانے کے دو راستے ہین ایک ٹاکو سے ہے کہ کشتی پر سوار ہو کر دریائے پیہو کے راستے سے جاتے ہین اور دوسرا وہ راستہ ہے کہ بارہ میل سیہو تک کشتی مین جاتے ہین۔ اور وہان سے ریل مین براہ ٹنچسن پیکن کو پہونچتے ہین اگر منزل بمنزل جانا چاہین تو اسی راستہ سے براہ پیہو پیکن کو جاتے ہین پیہو چین مین بڑا مشہور دریا ہے پیکن ٹنچسن دونون شہر اسکے کنارہ آباد ہین ہیجلی مین جاکر یہ دریا سمندر مین ملجاتا ہے۔

۱۱ر اکتوبر روز پنجشنبہ کو ایک دخانی کشتی ہمارے جہاز کے پاس لائی گئی ہمین کل افسر مع گہوڑون اور سامان کے سوار ہوے۔ کشتی روانہ ہوئی اسی روز شام کیوقت بائین ہاتہہ کی طرف ہمکو ٹاکو کا قلعہ نظر آیا یہ قلعہ چین کے مشہور مقامات سے ہے۔ اور دریا سے ملا ہوا ہے چند روز قبل جو یہان جنگ ہوئی تہی اوسکا احوال اس مقام پر تحریر کیا جاتا ہے۔

جنگ ٹاکو

پیکن پائے تخت چین مین جب بکسرون نے دول یورپ کے سفیرون کا محاصرہ کرلیا اور دول یورپ کی طرف سے شہنشاہ چین کو اون کے بارہ مین لکہا گیا تو شاہ چین نے

یہہ جواب دیا کہ بکسرون نے جو سلوک کہ دوسرون کے ساتہہ کیا ہے وہ سلوک ہمارے
ساتہہ بہی کر رہے ہین یہہ لوگ اسقدر طاقت ور اور سرکش ہوگئے ہین کہ ہماری حکومت کو
بالکل خیال مین نہین لاتے۔ جب دول یورپ نے شاہنشاہ چین کو بکسرون کی تنبیہ و تادیب
اور اون کے فتنہ و فساد کے فرو کرنے سے مجبور پایا اور اپنے سفیرون کی نازک حالت
پر غور کیا کہ وہ ایک زمانہ سے محصور ہین اور اونکی نجات کا کوئی راستہ نہین نکل سکتا
تو یورپ کی ہر ایک سلطنت نے اس موقع پر اپنی فوجی قوت سے کام لینا چاہا
یہانتک کہ دول یورپ کی فوجین بکسرون کے فتنہ کے فرو کرنے کی غرض سے
پیکن کے قریب پہونچ گئین۔ سب سے پہلے سرکار انگریزی کے دو جنگی جہاز جنمین سے
ایک کا نام ٹرپیل اور دوسرے کا پاورفل تہا۔ زیر حکم ایڈمرل سیمور۔ وایڈمرل بروس کے
قلعہ ٹاکو کے قریب آپہونچے۔ چونکہ یہ مقام پیکن کے راستہ مین واقع تہا اسموقع پر
ضرور تہا کہ آگے بڑہنے سے پہلے اسے اپنے قبضہ مین لے لیتے لیکن قلعہ نہایت
مضبوط اور مستحکم تہا اور اسپر جرمن ساخت کی عمدہ عمدہ توپین چڑہی ہوئی تہین۔ اور
یکافسی چین کا سپاہ سالار جو رشتہ مین شاہنشاہ چین کا بہانجا تہا۔ پانچہزار فوج کے
ساتہہ اسکی حراست پر متعین تہا اس لئے اسکا فتح کرنا آسان نہ تہا سر سیمور نے جو
ایک بڑے مدبر اور بحری فوج کے تجربہ کار افسر تہے یہ خیال کیا کہ اگر دوسرے اون
جہازون کا انتظار کیا جائے جنمین جنرل سرالفرڈ گیزلی کے ساتہہ انگریزی فوج آرہی ہے
معلوم نہین کہ بکسر لوگ سفیرون کے ساتہہ کیا معاملہ کرتے ہین اور ان سفیرون کی ایک

زمانہ سے کچھ خبر ہی معلوم نہ تہی سر سیمور نے چاہا کہ جہانتک جلد ممکن ہو اپنی فوج کو وہان لیجاکر سفیرون کو اس مہلکہ سے نجات دلائین اسواسطے اونہون نے مصمم ارادہ کرلیا کہ جسطرح ہوسکے اپنی موجودہ فوج ہی سے کوئی تدبیر کرکے یہ قلعہ لے لیاجائے۔

افتاب غروب ہوتے ہی ایڈمرل صاحب نے دونون جہازون کے افسرون کو حکم دیا کہ ہر ایک جہاز سے پانچ پانچ سو آدمی کشتیون پر سوار ہوکر صبح صادق سے پہلے پہلے روانہ ہو جائین اور طلوع آفتاب سے قبل بندرگاہ ٹاکو پر پہونچکے قلعہ پر حملہ آور ہون افسران فوج کو ایڈمرل سیمور صاحب نے یہ بہی جتادیا کہ جنرل یکاشی کو یہ معلوم ہوچکا ہے کہ ہمارے جہاز قریب پہونچ چکے ہین اونہون نے ابتک برجون پر سے اپنے توپخانہ کو فیر کا حکم جو نہین دیا غالباً اونکا یہ خیال ہوگا کہ پہلے ہماری طرف سے لڑائی کی ابتدا ہو۔ اور پہلے ہم فیر کرین۔ یا اونکا یہ مقصد ہوگا کہ ہم قلعہ کے قریب پہونچکر اون کی توپون کی زد مین اچہی طرح سے آجائین بہرحال اونہین کسی طرح یہ خیال نہین ہے کہ ہم جہاز سے اوترکر ایک قلیل جماعت کے ساتہ اون کے استوار قلعہ پر حملہ آور ہون گے۔ اس صورت مین اگر ہماری فوجی کشتیان روانہ ہونگی تو قلعہ کے جنوبی جانب بندرگاہ کو روانہ ہونگی۔ اوسیوقت ہم اپنے دونون جہازون سے جسقدر عجلت کے ساتہ ممکن ہوگا شیل کے گولے شمالی طرف سے کثرت سے قلعہ پر اوتارینگے تاکہ قلعہ مین ہل چل مچ جائے اور سب لوگ ہمارے جنگی جہازون کے موقع کی طرف متوجہ ہون چونکہ ہمارے جہازون کا موقع قلعہ کی مشرقی سمت کو ہے اور بندرگاہ

جنوب کی طرف واقع ہے اس لیے حملہ آور کشتیون کی طرف اونکا خیال کسی طرح رجوع نکریگا اور ہماری فوج بلا مزاحمت بندرگاہ مین پہونچ جائے گی۔

تمام شب افسران فوج اور سپاہی حملہ کی تیاری مین مصروف رہے حقیقتہً یہہ ایک بڑا معرکہ کا کام تہا۔ سامنے یہ ایک نہایت حصین و استوار قلعہ تہا جسمین پانچہزار سپاہ مسلح دشمن کی تاک مین موجود تہی۔ اور ادہر صرف ایکہزار آدمی تہے جو اس مہم کے سر کرنے کو جانے والے تہے اس اثنار مین شب کے بارہ بجے یاورقل جہاز کے پیچہے سے کچھ فاصلہ پر یکایک سرچ لائٹ دکہائی دی جس سے معلوم ہوا کہ کوئی اور جنگی جہاز آرہا ہے یہہ برقی روشنی ہوتی ہے جو موقع خطر سے بچنے کے واسطے دکہلائی جاتی ہے سگنل سے معلوم ہوا کہ یہ جاپان کا جنگی جہاز ہے اس کیفیت کے معلوم ہوتے ہی سر سیمور ایڈمرل نہایت خوش ہوے اونہون نے فوراً ہیلیو کے ذریعہ جاپانی جہاز کے جنرل کو اپنے جہاز پر بلایا۔ جب جاپانی ایڈمرل آیا تو سر سیمور نے اپنا ارادہ اوس پر ظاہر کیا اور جو انتظام اونہون نے حملہ کے لئے کیا تہا اوس سے اطلاع دیکر دریافت کیا کہ آپ ہماری مدد کے لئے کتنی جاپانی فوج روانہ کر سکینگے جاپانی ایڈمرل نے پانچ سو سپاہی دینے کا وعدہ کیا اور یہہ کہا کہ صبح کو گولہ اندازی مین بہی ہمارا جہاز انگریزی جہازون کے ساتھ شریک رہے گا۔ غرض صبح صادق سے قبل تینون جہازون نے قلعہ پر گولہ باری شروع کر دی اور اوسیوقت ہزار انگریزی اور پانسو جاپانی سپاہ کشتیون مین سوار ہوکر بندرگاہ کو روانہ ہوئی۔

جسوقت یہہ چہوٹی کشتیان جنگی جہازون سے جدا ہوکر چلی تہین اوسوقت ان کی
حالت نہایت خطرناک تہی اگر اہل قلعہ کی ذرہ نظر بہی اونپر پڑجاتی توچند گولونمین
وہ ان سب کو غرق کرسکتے تہے۔ ٹربیل اور پاورفل جہازون نے قلعہ پراس مستعدی
اور سرعت سے گولہ باری کی کہ قلعہ کے تمام لوگ جو خواب غفلت مین پڑے تہے
اور اونکا یہہ خیال تہا کہ دن نکلنے کے بعد قلعہ کے برجون پرسے جہازون پر گولانداز ی
کرینگے ایسے اضطراب اور بدحواسی کے ساتہہ اوٹہکر جہازون کی طرف متوجہ ہوئے
کہ بندرگاہ کی کسی نے خبر تک نہ لی اور یہ سب کشتیان جنمین صرف پندرہ سو دلاور
سپاہ تہی بلامزاحمت کسی کے خیر وسلامتی کے ساتہہ روز روشن ہونے سے قبل
ہی بندرگاہ مین پہونچ گیئن اور خشکی مین کل سپاہ آرام سے جا اوتری اسموقع پر جرمنی
اور روس اور فرینچ کے لوگون کا بیان ہے کہ ان سلطنتون کی فوجین بہی اوس
وقت مین دوسری جانب سے پہونچ گئی تہین اور ٹاکو کے قلعہ پر حملہ کرتے وقت
یہ کل سپاہ شریک تہی مگر صورت واقع پر غور کرنے سے اس بیان کی صحت باور
نہین کی جاسکتی اور صحیح یہ امر ہے کہ یہ فوجین انگریزی فوج کے اول حملہ کیوقت
نہین پہونچی تہین اور شریک حملہ نہین تہین۔

غرض انگریزی اور جاپانی سپاہ قلعہ پر حملہ آور ہوئی۔ اودہر شمالی جانب
مین تین جنگی جہازون سے بہی زور وشور سے گولہ باری ہورہی تہی کہ قلعہ کا جنوبی
حصہ دو گہنٹہ کے اندر اندر دولت انگلشیہ اور جاپان کے ہاتہہ آگیا۔

اس لڑائی مین جو افسر شریک تہے اونہون نے جاپان کے لوگونکی بہادری وجرات کا جو احوال
مجہسے بیان کیا وہ نہایت تعریف کے قابل ہے وہ یہہ کہتے ہیں کہ جاپان کے کل پانسو سپاہی تہے اور قلعہ پر
جدہر سے اونہین چڑہنا تہا وہ ہر چڑہائی نہایت سخت تہی مگر یہہ لوگ کمال جرات اور سرعت سے چڑہ
رہی تہے اور دشمن کے گولون سے گرتے جاتے تہے مگر اونکی دلاوری اور نہور مین کسی قسم کا فرق نہ آتا تہا اس
معرکہ مین اونکے جو سپاہی زخمی ہوتے ڈاکٹر لوگ فوراً اونکو اپنے اہتمام مین لیلیتے اور اونکی مرہم پٹی مین
مصروف ہوجاتے تہے اور ہر ایک کام اس سرعت وستعدی سے کیا جاتا کہ جس سے اہل جاپان کی نہ صرف
بہادری بلکہ اوس سے اونکا ہر ایک انتظام قابل تعریف سمجہا جاتا تہا جنوبی جانب
مین قلعہ ٹاکو کے جو دروازہ تہا وہان کے دربان اور سپاہی آرام سے بے غم سو رہے
تہے اون کے خواب وخیال مین بہی نہ تہا کہ کوئی فوج اونپر حملہ کرے گی بلکہ جو سپاہی
اوسوقت ہوشیار تہے وہ بہی فصیلون پر چڑہ کر جہازون کا تماشہ دیکہنے مین مصروف
تہے اس اثنا مین انگریزی اور جاپانی فوج بآسانی قلعہ مین داخل ہوگئی باہر سے
قلعہ کے اندر پہونچنے تک انگریزی فوج کے کل سات اور جاپانی فوج کے نو سپاہی
مارے گئے چینیون کے تقریباً سو ڈیڑہ سو آدمی مقتول ہوے اوسوقت اہل قلعہ
نے جتنی توپین کہ قلعہ پر تہین اون سب کے منہ جنگی جہازون کی طرف کر کے گولہ باری
شروع کردی لیکن گہبراہٹ اور اضطراب سے جو گولے چلائے جاتے وہ سب ہوائی
ہوجاتے تہے اون سے جہازون کو کسی طرح کا نقصان نہین پہونچتا تہا۔
یکایکی کو جسوقت یہہ خبر پہونچی کہ یورپین فوج جنوبی دروازہ سے قلعہ مین

داخل ہوگئی اور جاپانی فوج بہی اون کے دوش بدوش چلی آرہی ہے اس خبر کے سنتے ہی اوسکے ہوش اوڑ گئے اوسوقت اوسے جنرل حیثیت سے لازم تہا کہ اپنی فوج کی دل افزائی کرکے اون کی ہمت بڑہاتا اور حملہ آوروں کی مدافعت پر اونہیں آمادہ کرتا۔ اس لئے کہ پورا قلعہ ابہی تک چینیوں ہی کے قبضہ مین تہا، دن بہی ہنوز پورا روشن نہین ہونے پایا تہا وہ اسوقت مین بہت کچھ تدبیر کرسکتا تہا مگر بجائے تدبیر جنگ کے اوس نے خود سب سے پہلے اپنے بہاگنے کی تیاری کی۔

ملک چین مین یہہ بات مشہور ہے کہ بڑے بڑے فوجی افسر اور شاہزادے جب کہین جنگ پر جاتے ہین یا اونپر کوئی دشمن کبہی چڑہ آتا ہے تو لڑائی سے پہلے اپنے بہاگنے کا انتظام اور بہاگ کر چہپ رہنے کا مقام تجویز کر رکہتے ہین۔ تا بحالت شکست دشمن کے قبضہ مین نہ آجائین چنانچہ جسوقت شاہنشاہ چین نے سنا تہا کہ انگریزی جہاز اور فوج آرہی ہے تو اوس نے (۱۲۰) میل کے فاصلہ پر اپنی شکار گاہ مین اپنے پناہ گیر ہونے کے لئے مقام تجویز کر لیا تہا۔ اور جب جہاز اور فوج قریب پہونچ گئی تو امپرس اور چند ممبران رایل فیملی کے ساتہہ اپنے ہنٹنگ سیٹ کو روانہ ہوگیا یکاشی نے بہی بہاگ کر اپنے چہپنے کا وہی مقام مقرر کیا تہا اور قلعہ ٹاکو سے شاہی شکار گاہ تک جو تقریباً ڈہائی سو میل کا فاصلہ تہا کہاروں کی ڈاک بٹہار کہی تہی کہ جسوقت قلعہ ٹاکو مین اوسپر عرصہ

تنگ ہو تو قلعہ چھوڑ کر شاہنشاہ کے پاس بآسانی پہونچ جائے یکاشی نے جب
سنا کہ انگریزی اور جاپانی فوج قلعہ کے اندر آگئی تو اہل قلعہ کو بحال خود لڑتا چھوڑا
اور پالکی مین سوار ہو کر قلعہ کے چور دروازہ سے بھاگ نکلا اور شاہنشاہ چین کے
پاس شکارگاہ کو چلدیا۔

چونکہ کثرت گولہ باری سے قلعہ مین ایک عظیم تہلکہ پڑگیا تہا اس لئے چینی فوج کے
تمام افسرون نے ملکر چاہا کہ جنرل یکاشی کے پاس جائین اور اوس سے کچھہ تدبیر
پوچھین۔ لیکن جب جنرل صاحب کو دیکھتے ہین تو اونکا پتہ نہین تلاش کے بعد
معلوم ہوا کہ چینیون کے دستور کے بموجب جنرل صاحب میدان جنگ کو چہوڑکر
اپنی جان بچانے کی غرض سے فرار ہوگئے یہ سنتے ہی تمام فوجی افسر بیدل ہوگئے
اور یہہ خبر طرفۃ العین مین تمام لشکر مین مشتہر ہوگئی۔ جتنے چینی افسر تہے جدہر اونکا
جی چاہا بھاگ نکلے۔ یہہ دیکھکر جو گولہ انداز کہ قلعہ کے برجون پر سے گولہ باری کر رہے
تہے وہ بہی توپین چہوڑ چہوڑ کر بھاگ گئے۔ بچون اور عورتون سے تو قلعہ اس سے
پہلے ہی خالی ہو چکا تہا قبل از طلوع آفتاب مردون سے بہی خالی ہوگیا۔ جاپانی فوج کو
چینیون کے ساتھہ لڑنے سے پہلے تجربہ ہو چکا تہا اور اونکو معلوم تہا کہ چینی فوج دشمن کا
دباؤ پڑتے ہی بھاگ نکلتی ہے اونہون نے بلندیون پر سے جب چینیون کو بھاگتے
دیکھا تو انگریزی فوج کے کمانڈر کو مبارکباد دی اور کہا کہ اب آگے بڑہنے مین جلدی
نہ کیجئے اگر سپاہی آگے بڑہینگے تو جہاز کے گولون سے آپ کی فوج کو ضرور نقصان

پہونچے گا چینی فوج کو آپ اطمینان سے بہاگ جانے دیجیئے اور قلعہ کی فصیل پر سے ہیلیوگراف کے ذریعہ اشارات کیجیئے تاکہ جہازون پر سے گولہ اندازی موقوف کردین اور جہاز بندرگاہ کی طرف بڑہائے جائین۔

چنانچہ جاپانی افسرون کی رائے کے مطابق انگریزی فوج مین بہی عمل کیا گیا بلند جگہون پر چڑہ کے دوربینون سے دیکہا تو ساری چینی فوج جسکا جدہر کو منہ اوٹہتا اودہر کو بہاگتی جاتی نظر آتی تہی۔

جس وقت قلعہ کے برجون پر سے توپون کا چلنا موقوف ہو گیا تو جنرل سر سیمور کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ ہماری سپاہ جو کشتیون مین گیے ہین شاید چینی فوج نے اوسے آتے دیکہہ لیا ہے اور ہماری فوج سے مقابلہ کر رہی ہے اس خیال سے انہون نے اپنے جہاز کو بندرگاہ کی طرف بڑہایا اتنے مین انگریزی فوج کے افسرون نے قلعہ پر سے یہہ سگنل دیا کہ قلعہ پر ہمارا قبضہ ہو گیا ہے جہازون کو آگے بڑہا دو۔ دونون جہازون پر یہہ سگنل وقت واحد مین پہونچا اس فتح کی خبر معلوم ہوتے ہی جہاز کے سپاہیون نے اس زور و شور سے خوشی کے نعرے مارے کہ جسکی آواز قلعہ کی فصیل تک پہونچی طرفۃ العین مین دونون جہاز لنگرگاہ پر پہونچ گیے اور ٹاکو کا مستحکم قلعہ دولت انگلشیہ کے ہاتہہ آگیا باکسرون نے دول خارجہ کے سفیرون کو پیکن مین جو محصور کر رکہا تہا اور بہانتک تنگ کر دیا تہا کہ کسی طرف سے کہانے پینے کا سامان اونکے پاس کچھ نجا سکتا تہا۔ جب اون کے پاس کہانے کی جنس کم رہ گئی تو اونہون نے

چاہا کہ شاہنشاہ چین سے رسد کے باب مین کچھ مدد مانگین یہ سفیر جس مکان مین رہتے
تھے وہ ایوان شاہی سے بالکل متصل تھا صرف ایک دیوار اونکے درمیان حایل تھی
اور ایک نہر مکان سفارت سے ایوان شاہی مین جاتی تھی اوسوقت سر میگڈ انلڈ
سفیر دولت انگلشیہ نے چارون طرف کے راستے مسدود دیکھکر اس نہر کی موری کے
راستہ سے ایک شخص کو شاہنشاہ چین کے محل مین بھیجکر یہ کہلوایا کہ آپ بکسرون
کے ہاتھ سے تنگ آ گئے ہین اور فوجی کمک ہمین نہین دیسکتے ہین مگر اس نہر کے
ذریعہ کھانے پینے کا سامان تو کچھ ہمین بھیج سکتے ہین سفیرون کا خیال تھا کہ شاہنشاہ
کھانے پینے کا کچھ نہ کچھ سامان ہمارے لئے ضرور بھیجین گے اور وقتاً فوقتاً وہ اسکا
خیال رکھینگے بخلاف اسکے شاہنشاہ نے دو بڑے بڑے تربوز بھیجدے اور کہلا بھیجا
کہ جیسے کھانے پینے کی تنگی آپ لوگون پر ہے ویسا ہی حال ہمارا بھی ہے۔ اس
وقت یہ دو تربوز حاضر ہین انکو بھیجتا ہون

لیگنشن مین جو لوگ موجود تھے اونمین سے میرے بعض دوست بیان کرتے
تھے کہ افسرون کو اور اونکی بیمون۔ اور بچون کو بائیس روز تک برابر نصف خوراک
ملتی رہی تمام افسر اور اون کے ہمراہی اور ملازم جو لیگنشن مین موجود تھے باری باری
سے اپنے اپنے وقت پر پہرہ دیتے تھے اور بکسرون کے دفع کے لئے نہایت
دلیری سے بندوقین چلاتے تھے سفارت گاہ کو اونھون نے اچھی طرح استوار
کر لیا تھا اگر اون کے پاس خوراک موجود رہتی تو نہایت اطمینان کے ساتھ وہ

بکسروںسے لڑتے اسپرہی روزمرہ لڑائی ہوتی اور گولے گولیاں چلتی رہتی تہین۔ جتنے دلون تک لڑائی رہی وہ جنگ کے عادی ہوگیئے دشمن سے لڑنا اور اوسکا دفع کرنا۔ اون کے معمولی کامون مین داخل ہوگیا تہا۔

میرے ایک دوست بیان کرتے تہے کہ ایک روز شام کے وقت مسس میگڈ انلڈ کے پاس مین موجود تہا اون کے بچے ٹینس کورٹ مین کہیلنے کو چلے گئے۔

مسس میگڈ انلڈ نے اون سے کہا بیٹا وہان نجانا بکسرون کی گولیان آتی ہین۔ کہین تمہین کچھ نقصان نہ پہونچے لیکن بچون نے روزمرہ کا کام سمجھ کے گولیون کی کچھ پرواہ نہ کی اور کہیلنے کو چلے گئے اور بمشکل واپس بلائے گئے۔

جب شاہنشاہ چین نے سنا کہ قلعہ ٹاکو انگریزی فوج نے فتح کرلیا اور اونکے جہاز اور فوج پیکن کیطرف بڑہتی چلی آتی ہے تو شبا شب مع امپرس اور چند ممبران رایل فیملی اور حشم و خدم کے اپنی شکارگاہ کیطرف جو وہان سے (۱۲۰) میل کے فاصلہ پر تہی کوچ کردیا۔ اور وہان جاکر پناہ گزین ہوا۔ لیکن بکسر برابر لڑتے اور سفیرون کا محاصرہ کیئے پڑے تہے۔

جب شاہنشاہ کے فرار ہونے کی خبر سفارت گاہ مین پہونچی تو سب کو بڑی خوشی ہوئی اور اونہین اطمینان ہوگیا کہ اب ہماری فوج قریب آگئی ہے اوسوقت اون کے پاس صرف تین ہی دن کے کہانے کا سامان باقی رہگیا تہا مسٹر میگڈ انلڈ نے یہ معلوم کرتے ہی اپنے ایک چینی ملازم کو بہت بڑے انعام کا امیدوار کرکے

ایک خط دیا اور شہر کے راستہ سے اسے روانہ کیا خط مین اونہون نے اپنا تمام احوال لکہدیا اور قاصد سے زبانی کہا کہ جہان کہین کوئی شخص یورپ والون مین سے تجہے ملجائے تو یہ خط اوسے دیدینا۔

ادہر قلعہ ٹاکو پر جب انگریزی فوج کا قبضہ ہوگیا تو سر سیمور کا جنگی جہاز ٹربیل لنگر گاہ مین پہونچا۔ وہ خود جہاز سے اوتر کے قلعہ مین آئے اور وہان کا کل انتظام اونہون نے اپنے ہاتہہ مین لیا شام تک جنرل گیزلی بہی چار جہازون مین فرسٹ اور سکنڈ برگیڈ کے ساتہہ ٹاکو مین پہونچ گئے اس جگہ پہونچکر اونہین جب معلوم ہوا کہ ٹاکو کے قلعہ پر اپنا قبضہ ہوگیا اور شاہنشاہ چین اپنی دار السلطنت سے بہاگ گیا ہے تو جنرل گیزلی نے اپنی فوج کو چار حصون پر منقسم کر کے پیکن کا ارادہ کیا اس اثنا مین جرمن۔ فرنچ اور روس کی فوجین بہی پہونچ گئین۔ بکسرون نے ان فوجون کے آنے کی خبر جب سنی تو سفارت گاہ کا محاصرہ چہوڑکر فوراً بہاگ گئے جنرل گیزلی کی سکنڈ برگیڈ کو جو اوسوقت پیکن کے جنوبی جانب حملہ آور ہو رہی تہی شاہنشاہ چین کی فوج کے اور بکسرون کے کچہہ آدمی شہر سے بہاگتے ہوئے ملے۔ دسوین بنگال لانسرز سے ایک روز مقابلہ بہی ہوا۔ لیکن چینی فوج کچہہ ایسی شکستہ خاطر اور بد دل تہی کہ اون کے قدم جم نہ سکے اور اول ہی وہلہ مین فرار ہوگئی۔ جنرل گیزلی اور کچہہ فوج جاپانیون کی شام کے پانچ بجے کے قریب پیکن کے پاس پہونچی۔ روس۔ جرمن اور فرنچ کی فوجین بہی ان کے عقب مین تہوڑے فاصلہ پر تہین۔ چونکہ بکسر لوگ ان کے پہونچتے ہی پیکن

سے سب بھاگ گئے تھے جنرل صاحب پیکن مین پہونچنے کے ساتھہ ہی مع افسرون
کے ایوان سفارت مین داخل ہو گئے۔ اوسوقت محصورین کو جو کچھہ خوشی تھی بیان
سے باہر ہے۔

مسٹر میکڈانلڈ نے جنرل گیزلی سے ہاتھہ ملایا اور سب افسرون نے اونہین
مبارکباد دی دوسرے روز تک یورپ کی باقی ماندہ فوجین بھی وہان داخل ہوگئین
اور باہمی مشورہ سے یہ قرار پایا کہ شہر کے جنوبی جانب روسی فوج اوترے اور شمالی
جانب مین جرمنی فوج کی فرودگاہ رہے اور مغربی طرف انگریزی فوج کیمپ کرے
اور مشرقی سمت مین فرینچ فوج مقیم ہو۔

چنانچہ جنرل گیزلی صاحب نے جنرل ریچرڈسن صاحب کو ~~جو اون کے برگیڈ~~
کے ہیڈ آف ہیون مین اوتارا اور سرنارمن اسٹورٹ کو تارٹر سٹی مین ٹھہرایا۔ اور
خود ایوان سفارت کے قریب ایک شاہی مکان مین فروکش ہوئے چین مین پیکن
سے جنوب مغرب کی طرف تقریباً ساٹھہ کوس کے فاصلہ پر ایک بڑا شہر پوتنگ فو
ہے اس شہر مین مشنری کے امریکن اور فرینچ چالیس آدمیون کو چینیون نے قتل
کر ڈالا تھا۔

پیکن مین یورپین افواج پہونچنے کے دو ہفتہ بعد یہ خبر بھی آئی کہ پوتنگ فو
مین یکسر لوگ جمع ہو رہے ہین اور انکا ارادہ ہے کہ پیکن مین دوسری سلطنتونکی
جو افواج ہے اوسپر حملہ کرین اوسوقت سب یورپین سلطنتون کے اتفاق سے تمام

یورپین افواج کے کمانڈر انچیف کونٹ والڈرسی تھے۔

کاونٹ موصوف نے یہ خبر سنتے ہی حکم دیا کہ ہر ایک سلطنت کی تھوڑی تھوڑی فوج لیجائے اور پانچہزار فوج پوٹنگ فو کو روانہ کیجائے جنرل گیزلی نے برٹش فوج مین سے ایک رسالہ۔ ایک پلٹن اور ایک توپخانہ لیا اور افواج متفقہ کے ساتھ پوٹنگ فو کو روانہ ہوئے جرمن۔ فرینچ اور جاپانی فوج ہی اون کے ہمراہ ہوئی۔ روسیون کی فوج اسمین اس لیئے شریک نہ تھی کہ ایک ہفتہ قبل پیکن کو چھوڑ کر منچوریا کی طرف چلی گئی تھی جنرل گیزلی ان تمام افواج کے ساتھ نوین روز پوٹنگ فو مین داخل ہوئے لیکن اس فوج کی آمد کی خبر سنکر تمام یکسر لوگ منتشر اور پراگندہ ہو گئے کوئی مقابلہ کو نہ آیا۔ اب مین اپنے ٹاکو سے روانہ ہونے کا حال تحریر کرتا ہون۔

ہم ٹاکو سے روانہ ہو کر شام کے چھ بجے سیہو پہونچے۔ یہان گھوڑے تو کشتی سے اوتار لئے گئے مگر تمام افسر جس اسٹیمر مین آئے تھے اوسی مین رہے دوسرے روز صبح کو نو بجے سب افسر ریل مین سوار ہوئے۔

تیس ۳۰ سال کا زمانہ ہوا کہ گورمنٹ چین نے ٹاکو سے پیکن تک ریلوے لائین بنوائی تھی۔ اسکا اکثر حصہ انگریزی انجنیرون کی تجویز سے تیار ہوا ہے لیکن ریل کو چینی لوگ ہی چلاتے تھے جب سے یہ لڑائی شروع ہوئی اور چینی فوج نے شکست کھائی تو اس ریلوے لائین پر حملہ آور سلطنتون نے باتفاق باہمی قبضہ کر لیا تھا۔ مگر اسکا انتظام جرمن۔ فرانس۔ جاپان انگریزی حکومتون کی رضامندی سے روس کے

سپرد کردیا گیا تھا۔ اسلئے کہ جب پیکن پر دول متحدہ کا قبضہ ہوگیا تو اس ریلوے کے
متعلق بحث پیش ہوئی۔ چونکہ جرمن۔ فرانس۔ برٹش وغیرہ سلطنتون کی فوجون مین
انجنیر اور ریلوے لائین کے انتظام کرنے والے آدمی موجود نہ تھے اور رُوسی
فوج مین انجنیرون کی دو کمپنیان موجود تھین اس لئے اس کا انتظام اونھین کے
حوالہ کردیا گیا تھا۔ اسوقت سیہو سے پیکن تک سب ریلوے لائین پر روسی
لوگون کے اوٹ پوسٹ تھے لیکن ریلوے لائین تمام دول متحدہ کے کام آتی تھی۔
بارہ بجے ہماری ٹرین ٹینچسن پہونچی۔ مین اور میجر وٹل صاحب کیمسریٹ کے
بنگلہ مین اوترے۔ ملک چین مین ٹینچسن مشہور شہر ہے حال مین لڑائی کے وقت
چین کی فوج اس شہر مین جمع تھی اس لئے یورپین افواج کو اس شہر پر بھی گولباری
کرنی پڑی تھی گولون کے صدمون سے شہر کا تمام شمالی حصہ جسمین اکثر بڑی بڑی
عمارتین تھین۔ خراب اور ویران ہوگیا تھا۔
چھ سو برس سے کچھ زیادہ ہوے کہ قبلا خان نے اس مقام سے ایک
نہر نکالی تھی تاکہ پیکن سے کانٹین جانے مین آسانی ہوجائے یہ نہر نہر اعظم کے
نام سے مشہور ہے۔ اور دنیا کے عجائبات مین سے ہے چھ سو میل بہ کر دریائے
ہوانگ اور یانگ ٹسی پر سے گذرتی ہوئی ہانگ چونک پہونچکر سمندر مین گرتی ہو
یہان پہونچنے سے ہمکو معلوم ہوا کہ قلعہ یوٹنگ فو اور اوسکے اطراف مین بیس ہزار [20000]
چینی لوگ تھے اور ان کا ارادہ تھا کہ پیکن پر حملہ کرین اسواسطے تمام سلطنتون کے

اتفاق سے ہر ایک سلطنت کی فوج مین سے تہوڑی تہوڑی فوج جمع کرکے پانچہزار فوج وہان بہیجی گئی تہی۔ اسپین سے جرمن۔ برٹش برگیڈ پیکن سے روانہ ہو چکے ہین انگلش برگیڈ کے ساتہہ خود جنرل گیزلی گئے ہوئے ہین۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہان ایک بڑی معرکہ آرائی ہوگی چونکہ مجہے میدان جنگ مین جانے کا کمال شوق تہا۔ افسر کمانڈنگ تینچسن سے ملا اور اون سے کہا کہ مجہے جنرل گیزلی صاحب کے اسٹاف مین شریک ہونا ہے جو فرسٹ برگیڈ کے ساتہہ پیکن سے پوٹنگ فو کو روانہ ہو چکے ہین۔ آپ پوٹنگ فو کو میری روانگی کا انتظام کردیجیے تاکہ مین اون کے پاس جلد پہونچ جاؤن۔ افسر کمانڈنگ تینچسن نے کہا کہ الور پلٹن آج شام کو ریل پر سے یہان اوترے گی۔ اور اوسی وقت کشتیون مین سوار ہوکر پوٹنگ فو روانہ ہوجائیگی اگر آپ ان کے ساتہہ جائینگے تو پانچوین روز جنرل گیزلی صاحب کے کالم سے مل جائینگے لیکن یہ کشتیان چہوٹی چہوٹی ہین انمین گہوڑے نہین جاسکتے۔ آپکو گہوڑے چہوڑنا پڑینگے۔ اور اگر گہوڑے بہی ساتہہ لیجانا منظور ہے تو کچہہ توقف کرنا چاہیے۔ ایک ہفتہ کے بعد سوار فوج روانہ ہوگی اوسکے ساتہہ گہوڑے بہی جاسکینگے چونکہ پیکن سے فوج روانہ ہو چکی تہی۔ اور مجہے نہایت جلد سر الفرڈ گیزلی صاحب کے پاس پہونچنا تہا اگر دیر ہوجاتی تو مین اون کے ساتہہ میدان جنگ مین شریک نہو سکتا۔ اسواسطے مینے اپنا کل سامان اور گہوڑے اپنے اردلی مولا بخش خان کے ساتہہ تینچسن مین چہوڑ دیے اور یونی فارم کے کوٹ اور برجیس کے سوا جو پہنے

ہوئے تہا ایک خاکی کوٹ اور برجیس اور دو فلالین کے شرٹ اور ضروری بستر
ہمراہ لے لیا - اور ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ عیسوی روز شنبہ کو شام کے پانچ بجے اور
پلٹن کے ساتہہ کشتی مین سوار ہوکر پوٹنگ فو کو روانہ ہوا - اور پلٹن کے کل تین سو
سپاہی تہے اور اسکے کمانڈنگ کپتان داؤد خان تہے کپتان پرایڈ اس رجمنٹ کے
ساتہہ انسپکٹنگ افسر تہے تیس تیس سپاہی ایک ایک کشتی مین بٹہلائے گئے
ایک کشتی افسرون کے لیئے دی گئی جسمین کپتان پرایڈ - میجر ڈل - اور مین سوار ہوئے
ہمارے پورے کالم مین کل ساتہہ کشتیان تہین ہر ایک کشتی کو بارہ بارہ ملاح کہنچون
سے چلاتے تہے ہماری کشتیان تمام شب چلتی رہین - سردی نہایت تہی - پلٹن
کے سپاہیون کو تہیجسن مین گرم لباس دیا گیا تہا مگر جلدی کے باعث تقسیم نہو سکا تہا
سردی سے اونہین بہت تکلیف رہی دوسرے دن صبح کو نو بجے کے قریب
کشتیان ٹہہرا کے سپاہیون کو کنارہ پر اوتارا - اونہون نے وہان کہانا پکا کر کہایا
اور گرم لباس اونہین دیا گیا وہ اونہون نے پہنا بارہ بجے ہماری کشتیان ندی
مین پہر روانہ ہوگئین یہ ندی جسمین ہماری کشتیان جاری تہین ایک تالاب مین
ملگئی تہی - دو بجے کے قریب ہماری کشتیان اوس تالاب مین پہونچین تالاب تقریباً
چودہ میل لمبا اور چہہ میل چوڑا ہے ملاحون کے بیان سے معلوم ہوا کہ اسکا دور
پچاس میل کا ہے - اسکا پانی کبہی خشک نہین ہوتا یہان بطین سرخاب کثرت سے
دیکہنے مین آئے - چار گہنٹہ برابر اس تالاب ہی مین کشتیان چلتی رہین - پہر اس سے

نکلکر ایک دوسری ندی مین داخل ہوگئین جو پوٹنگ فو کیطرف کو بہتی ہے غروب
آفتاب کے بعد شام کے قریب پہر کشتیان ٹہیرائی گئین اس سفر کے تمام راستہ
مین یہی قاعدہ رہا کہ تمام دن کشتیان ندی مین چلتین اور شب کو ندی کے کنارہ
پر باندہ دی جاتین۔ سپاہی لوگ کنارہ پر اوترتے کہانا پکاتے اور کہاتے تہے
اور طلوع آفتاب کے وقت اپنے منزل مقصود کو کوچ کرتے تہے۔

دوسرے دن صبح کو ملاحون نے حسب معمول کشتیون کے بادبان پہر کہولدے
چونکہ ہوا موافق تہی کشتیان خوب تیزی سے چل رہی تہین۔

آج فجر کے وقت ہم کشتی کے سامنے کہڑے تہے ہمنے دیکہا کہ چار لاشین ندی
مین پڑی ہوئی ہین۔ چینی لوگون سے دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جو فوجی لوگ
اپنے لشکر سے علحدہ ہو جاتے ہین اونکو وہان کی رعایا قتل کرکے ندی مین پہینک
دیتی ہے ان لاشون کی حالت ایسی متغیر ہوگئی تہی کہ اونکی تمیز نہو سکی کہ وہ کس گروہ
اور کس قوم کے لوگ ہین۔ ندی کے کنارہ جا بجا ہمین گاؤن ملتے تہے چونکہ ہمارے
ساتہہ تین سو سپاہی تہے گاؤن والے چینی ہم سے نہایت ادب اور اخلاق سے پیش
آتے تہے لکڑی گوشت مچہلی جس کسی چیز کی ضرورت فوجی لوگون کو ہوتی اوسی وقت
لاکر حاضر کر دیتے تہے جب اون چیزون کی قیمت اونکو دیجاتی تو وہ نہایت تعجب کرتے
اور کہتے تہے کہ پہلی جو فوج گئی اوس نے ہمین کسی چیز کی قیمت نہین دی بلکہ جو شئے
اونہین مطلوب ہوئی ہم سے اونہون نے زبردستی چہین لی دریافت کرنے سے

معلوم ہوا کہ وہ روسی تھے جو ایسا برتاؤ گاؤن والون سے کرتے تھے۔

روسی فوج کے آدمی اس ملک مین بہت ظلم کرتے ہین کسی چیز کی قیمت نہین دیتے رعایا کے ساتھہ نہایت سختی سے پیش آتے ہین جرمن اور فرنچ فوج کا بھی یہی حال ہے اصل سبب اس جبر اور تعدی کا یہ ہے کہ اون سلطنتون کی طرف سے کمسریٹ کا فوج کے لیئے بالکل انتظام نہین ہے اسلیئے جہان کہین وہ لوگ جاتے ہین اپنی ضرورتون کی وجہ سے عامہ رعایا پر دست تطاول دراز کرتے ہین اور ہر ایک چیز مفت لے لیتے ہین جس سے غریب بیچارے نقصان اوٹہاتے ہین اور انگریزی فوج جب کہین کو جاتی ہے تو اون کے ساتھہ کہانے پینے اوڑہنے بچہانے کا سامان ضرورت سے بھی زیادہ رہتا ہے اگر پندرہ روز کا سفر ہوتا ہے تو بیس روز کا انتظام کیا جاتا ہے کیمسریٹ ڈپارٹمنٹ اسی اہتمام کے لیئے مقرر ہے قبل اسکے کہ فوج روانہ کیجائے فوج کی ضرورتون کے لحاظ سے پہلے کیمسریٹ کا بندوبست کیا جاتا ہے اگر خشکی کا سفر ہوتا ہے تو خچر گاڑ ہیان۔ اور اگر دریائی سفر ہوتا ہے تو کشتیان غرض جس قسم کی باربرداری کی جہان کہین ضرورت ہوتی ہے وہ سب پہلے سے مہیا کی جاتی ہے منزل پر پہونچتے ہی لیشن۔ کا ترم بجایا جاتا ہے ہر ایک رجمنٹ کے سپاہی اپنے علاقہ کے کیمسریٹ مین مقررہ جگہ پر جمع ہوجاتے ہین ایک روز پیشتر سپاہیون کو اونکی ضرورت کے لائق بڑی کشادہ دلی سے خوراک اور دیگر سامان تقسیم کیا جاتا ہے کسی قسم کی تنگی اور کفایت شعاری نہین کیجاتی۔ اس سبب سے انگریزی

موج کو لوٹ کھسوٹ کی ضرورت نہین ہوتی۔

چین کے ملک مین سڑکین تو شاذ و نادر ہی ہوتی ہین بلکہ اچھی سڑک تو اضلاع مین کہین نظر نہ آئی۔ وہان ندیان بکثرت ہین۔ اکثر بلکہ قریب قریب کل گاؤن اور شہر ندیون کے کنارہ آباد ہین۔ چھوٹی چھوٹی ندیان اور جھیلین بڑی بڑی ندیون مین جا ملتی ہین جہان کہین سفر کرتے ہین یا مال واسباب بغرض تجارت لیجاتے ہین تو وہ سب دریائی راستون سے کشتیون کے ذریعہ جاتا ہے۔ بلکہ روزمرہ کی چیزین بھی جیسے بھاجی ترکاری وغیرہ ہے ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن یا شہر کو کشتیون ہی مین لیجاتی ہین۔ ملک چین مین ایک مقام سے دوسرے مقام پر جانے کا بڑا ذریعہ کشتیا سمجھی جاتی ہین گاڑی گھوڑے کے عوض کشتیان ہی کام مین لائی جاتی ہین چھوٹی چھوٹی ندیون کا چین کے تمام ملک مین ایک جال سا بچھا ہوا ہے کوئی جگہ ندی سے خالی نہین۔ بعض جو بڑے بڑے دریا ہین اونمین دخانی جہاز چلتے ہین۔ چین کا ساحل جو طول مین کئی ہزار میل ہے اور مجھے اس سفر مین اوسکے بہت بڑے حصّہ کے دیکھنے اتفاق ہوا ہے اسمین صدہا بندرگاہین ہین اونمین بہت بڑی تجارت ہوتی ہے اور بیرونی ملکون سے بکثرت مال آتا ہے اور اسی طور پر یہان سے بھی ہر قسم کا مال اور سامان دوسرے بیرونی ملکون کو کشتیون کے ذریعہ براہ دریا جاتا ہے یہہ بندرگاہین جہان کی اور بندرگاہون سے حفاظت اور آرام مین کم نہین۔

۱۴؍ اکتوبر پنجشنبہ کے روز چھہ بجے ساری کشتیان روانہ ہوئین آٹھہ بجے

کے قریب چین ایک بڑا گاؤن ملا جسکی تقریباً دو ہزار کی آبادی تہی - دریا کے کنارہ فرنچ پلٹن کی چالیس کشتیان کہڑی تہین یہ بہی پوٹنگ فو اکسپڈیشن کو جانے والی تہیں اسکے بعد جرمن کی بہی اکتیس کشتیان ملین جنمین اونکا اسٹور بہرا تہا - اسی روز بارہ بجے کے قریب ندی کے کنارہ نیٹو کیولری کی ایک ٹکڑی ہمین دور سے دکہائی دی جسمین بارہ سپاہی ایک یورپین افسر کے زیر کمان تہے - جب وہ ٹکڑی قریب آئی تو معلوم ہوا کہ وہ تہرڈ بمبئی کیولری کی پارٹی ہے یہ ٹکڑی رکنائسٹرنگ کے لئے اپنے سکنڈ کالم سے آگے گئی تہی اونکا کالم وہان سے سات میل پر تہا -

۱۷ اکٹوبر کو ہماری کشتیان مقام چولی کو مین پہونچین - یہ بہت بڑا گاؤن ہے کہ پکین اور پوٹنگ فو کے درمیان راستہ پر واقع ہے اس مقام مین چینیون نے ندی پر بہت بڑا لکڑی کا پل بنایا ہے کشتیان اسکے نیچے سے گزرتی ہین ہم اس جگہ شام کے چار بجے پہونچے یہان ہمکو ہانگ کانگ رجمنٹ بہی ملی جو کرنل ریٹالک صاحب کے زیر کمان تہی - اونکی زبانی معلوم ہوا کہ الور امپیریل سروس ٹروپس پلٹن کو ان کے ساتہ رہنے کے لئے حکم ہے اسواسطے تمام کشتیان ندی مین پل کے پاس کہڑی کی گیئن - ہانگ کانگ پلٹن اور پلٹن - وکٹوریہ رجمنٹ جسمین آسٹریلیا کے ساٹہ سپاہی تہے یہ سب ایک جگہ فراہم ہوگئے - سر شام اٹالین اور فرنچ فوج کی کشتیان بہی یہان پہونچ گئین -

برٹش گورنمنٹ کی فوج کا پہرہ راستہ پر کہڑا کر دیا گیا تاکہ کوئی سپاہی گاؤن مین

جاکر کسی چینی باشندہ پر جبر و زیادتی نکرے اسواسطے انگریزی فوج کا سپاہی تو کوئی
نہ گیا مگر جرمن اور فرینچ کے سپاہیون سنے گاؤن مین خوب لوٹ مچائی ہماری کشتیون
کی مغربی سمت ساڑہے چار بجے ہیلیوگراف کی چمک معلوم ہوئی کرنل ریٹیلاک نے
فوراً ایک سگنلنگ پارٹی کو حکم دیا کہ ایک بلند مقام پر ہیلیوگراف نصب کرکے
دریافت کرین کہ وہ ہیلیوکس فوج کا ہے جرمن اور فرینچ والون نے بہی اپنے
اپنے ہیلیوگراف لگائے چونکہ یورپ کی کئی سلطنتون کی فوجین تمام ملک مین جابجا
پہیلی ہوئی تہین اگر دن مین یا شب مین کسی ہیلیو کی چمک کبہی دکہلائی دیتی تو ہر ایک
سلطنت کی فوج اپنا اپنا ہیلیو لگا کے دریافت کرتی کہ وہ ہیلیوکس کے علاقہ کا ہے
برٹش سگنلنگ پارٹی نے فوراً کرنل ریٹیلاک کو خبر دی کہ جرنیل لارن کیمل کمانڈنگ
سکنڈ برٹش کالم جنکی فوج تین میل کے فاصلہ پر مقیم ہے وہ یہ کہتے ہین کہ ۱۹ اکٹوبر
روز پنجشنبہ کو جنرل سر الفرڈ گیزلی کا کالم پوٹنگ فو مین داخل ہوگا۔ تمہارا ریور کالم
جو کشتیون مین جاتا ہے اوسے بہی اوسی روز پوٹنگ فو مین داخل ہونا چاہیے۔
مین یہ اوپر ذکر کر آیا ہون کہ اور افسرون کے ساتھہ مینے اپنے گہوڑے
ٹینچسن مین چہوڑ دئے تہے کہ وہ کشتیون مین ہمارے ساتھہ چل نہین سکتے تہے
اب یہان خیال آیا کہ جسوقت ہم پوٹنگ فو مین پہونچینگے تو سواری کے لیے بڑی
دشواری ہوگی۔ اگر یہان ممکن ہو تو کسی گاؤن مین سے ایک دو ٹٹو ضرور خرید لینا
چاہیے ہر ایک رجمنٹ کے ساتھہ سرکاری طور پر ایک چینی مترجم رہا کرتا تہا ہماری

کشتی مین بہی ایک چینی مترجم یانگ نامی تہا۔ اوسے تہوڑی انگریزی بہی آتی تہی۔
مین نے اوس سے کہا کہ راستہ مین اکثر بڑے بڑے گاون ملتے ہین انہین
غالبًا سواری کے یابو قیمت سے مل سکینگے اوس نے کہا کہ یابو تو ہر ایک گاون مین
تہے لیکن فوج کو دیکہکر ان لوگون نے اپنے جانور جنگلون مین بہیجدیے ہین تا کہ
کوئی اون سے زبردستی چہین نہ لے۔

مین یانگ کو ہمراہ لیکر کشتی سے اوترا۔ اور جو راستہ ندی کے کنارہ کنارہ
جاتا تہا اوس راستہ سے دو میل کے قریب پہونچا تہا کہ ایک بڑا گاون ندی کے
کنارہ پر نظر آیا۔ یانگ اور مین دونون اوس گاون مین گئے جب ہمنے یابو دریافت
کئے تو گاون کے لوگون نے صاف انکار کیا اور کہا کہ کوئی یابو ہمارے گاون مین
نہین ہے جب ہم نے اونہین روپیون کی تہیلی دکہلائی۔ اور کامل اطمینان دلایا کہ
جو مال تم سے لیا جائے گا اوسکی واجبی قیمت تمہین دیجائے گی اور بلا رضامندی کوئی
چیز نہ لی جائے گی تب ایک شخص نے یابو کہانے کا اقرار کیا اور تہوڑی دیر مین
دو یابو اوس نے حاضر کئے۔ اونہین ایک سبز رنگ اور دوسرا سمند تہا دونون یابو خوب
مضبوط تہے ناپ مین تقریبًا تیرہ دو کے ہون گے اور پیگو کے یابون کے ہم شکل
معلوم ہوتے تہے مینے جب اوس سے قیمت پوچہی تو اٹہائیس ڈالر دونون یابو کی
قیمت بتلائی۔ ایک ڈالر تقریبًا ساڑہے تین روپیہ کلدار کا مساوی ہوتا ہے
مینے وہ قیمت دیکر دونون یابو خرید کر لئے چینی مترجم نے کہا کہ اب آپ کو ایک مافو

کی ضرورت ہے ما فو چینی زبان مین سائیس کو کہتے ہین غرض کہ چینی مترجم نے
ایک سائیس بہی یابون کی خدمت کے لیے ساتھ الرما ہوا ر پر نوکر کہا دیا یہہ
چینی سائیس دو نون یابون کو ندی کے کنارہ کنارہ لیکر چلنا اور شام کے وقت
جب ہماری کشتیان کنارہ پر ٹہیرتین تو ہمارے یابو بہی کنارہ پر باندہ دئے جاتے
تہے ندی کے کنارون پر دونون جانب گہانس اتنی گنجان تہی کہ اوسمین سے
آدمی کا گزرنا مشکل تہا اور اوسکے اطراف مین میدان اور کثرت سے زراعت تہی
جوار اور مکا کے کہیت منزلون تک چلے گئے تہے جس ندی مین اسوقت ہم
جارہے تہے اوسکا نام فو ہو تہا یہ پیہو ندی کی ایک شاخ ہے جو دریا مین شامل
ہو جاتی ہے اس ندی کے دونون طرف جا بجا تالاب اور جہیلین بہی ہین۔ اکثر
مقامات پر یہ ندی خود تالابون اور جہیلون مین پہونچکر اون سے ملحق ہو جاتی ہے
یہ تالاب بہت بڑے بڑے ہین اور وسیع رقبون مین پہیلے ہوئے ہین۔ جس
جگہ ندی تالاب یا جہیل مین شامل ہوتی ہے تو اوس جگہ ندی کے کنارون پر
پیدل چلنا سخت مشکل بلکہ بعض مقامات پر ناممکن ہے بعض جگہ کنارہ پر کچہہ راستہ
ہوتا ہے تو ملاح کشتی کی رسیان پکڑ کے اوسپر چلتے ہین۔

منزل بمنزل خشکی کے راستہ سے لڑائیون مین جانے اور کوچ مقام کرنے کا
مجہے بارہا اتفاق ہوا تہا۔ لیکن کشتیون کے اکسپڈیشن کا یہ اول ہی موقع تہا جس
وقت ہم ٹنچین سے کشتیون مین روانہ ہوئے تو ہمارے ساتہہ کی فوج بڑے انتظام

سے روانہ ہوئی تہی۔

ہر ایک پلٹن کی تعداد کے موافق کشتیان لائی گیئن۔ اور ہر ایک کشتی کے سامنے بیس بیس سپاہیون کی ٹکڑیان آئین پہلے سپاہیون نے اونین اپنا اپنا اسباب بہرا پہر خود سوار ہو گئے کشتیون پر نمبر ڈالے گئے اول کشتی کمانڈنگ افسر کی تہی اور وو برٹش افسرون کی وسط مین اور کل سپاہیون کی کشتیان پیچہے تہین ہماری کشتی مین تین افسر تہے سب کے پاس سوا یونی فارم اور بستر کے اور کچہہ سامان نہ تہا سپاہ کی ہر ایک کشتی مین ایک ایک وہ عہدہ دار تہا جو اوس سکشن کی کمان کرتا تہا۔ جب یہ سب کشتیان تیار ہو گیئن تو کمانڈنگ نے فارورڈ کا ترم بجوایا۔ ترم کی آواز پر سب کشتیان روانہ ہوئین۔ ہر روز یہی قاعدہ تہا کہ دن کے نو بجے کمانڈنگ افسر ہالٹ اور دسمونٹ کا ترم بجواتے اور سب سپاہی اپنی اپنی کشتیون سے اوتر اوتر کے آدہے گہنٹہ تک باہر رہتے پہر مونٹ کے ترم پر کشتیون مین سوار ہو کر روانہ ہو جاتے تہے۔ اگر ندی کے کنارہ راستہ درست ہوتا تو سب سپاہی فارم ہو کر دو تین میل تک پیادہ پا ہی چلتے تہے۔

شلجم۔ مولی وغیرہ ترکاریون کے کہیت ندی کے دونون طرف اکثر دکہائی دیتے تہے لیکن ہماری فوج کے سپاہی کبہی اون کے نزدیک نجاتے۔

بخلاف انکے فرنچ اور جرمن کی پلٹنین جو ہمارے ساتہہ ساتہہ تہین اون کے سپاہی جب کشتیون سے اوترتے تو جو چیز پاتے اوسکو لوٹ لیتے تہے یورپ کی جن جن

سلطنتون کی فوجین اسوقت ملک چین مین گئی تہین۔اونکا احوال اور اونکی یونی فارم اور اونکے انتظام کی طرز اور انداز تو اجمالاً مین آیندہ لکہونگا۔لیکن اس موقع پر جو فوج فرنیچ اور جرمن کی ہمارے ریور کالم کے ساتہہ تہی اوسکی سپاہیانہ روش انگریزی فوج کے سپاہیون کی روش سے مقابلہ کرکے دکہلاتا ہون ہمارے کتاب کے ناظرین کو ان دونون کے درمیان آسمان اور زمین کا فرق نظر آویگا ہم یہہ سنا کرتے تہے کہ فرنیچ اور جرمن کی فوج مین نہایت ڈسپلن ہے ان کے سپاہی اپنے افسرون کے بڑے فرمان بردار اور اطاعت گزار اور فوجی قاعدہ کے پابند ہین۔انکی ڈریس۔اور یونی فارم نہایت درست رہتی ہے طبیعت کے بڑے چالاک اور چست ہوتے ہین لیکن انکی اسوقت کی حالت دیکہکر مجہے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ سب خوبیان انہین ان کے خاص ملکون جرمن اور فرنیچ مین پریڈ اور قواعد کرتے اور ہیڈ کواٹر مین رہتے وقت شاید ہوتی ہونگی۔اسلئے کہ جو جنرل آرڈر تمام سلطنتون کے جنرلون کی طرف سے شایع ہوا تہا اور ضروری انتظامات کے ضوابط سے افواج کو اطلاع دی گئی تہی اوسکی ایک کاپی ہمارے پاس بہی آئی تہی اوسمین چودہ باتین لکہی تہین جنمین سے ایک یہ بہی تہی کہ راستہ چلتے وقت کوئی سپاہی کسی گاؤن والے کو تکلیف نہ دے اور نہ زبردستی سے کوئی چیز لے اسباب کا لوٹنا بالکل ممنوع سمجہا جاوے جو چیز لینی منظور ہو وہ قیمت دیکر لیجاوے۔

ان احکامات کی محض برٹش اور جاپانیز فوج نے تعمیل کی اور باقی دوسری

سلطنتون کی فوج نے بالکل اسکے برعکس عمل کیا چنانچہ مقام سیہو مین ہماری کشتی کہڑی تہی شب کے آٹھ بجے بندوق کی آواز آئی دریافت کرنے سے تہوڑی دیر کے بعد یہ معلوم ہوا کہ چار چینی شخص ایک چہوٹی سی کشتی مین ترکاری بہر کے لائے تہے ایک فرنچ سپاہی نے زبردستی کر کے بلا قیمت اون سے ترکاری لینا چاہا چینیون نے مفت دینے سے انکار کیا فرنچ سپاہی نے اونمین سے ایک چینی کے گولی ماری چینی کی دہنی پسلی مین گولی لگ کے پشت سے نکل گئی یہ حالت دیکہتے ہی جان کے خوف سے باقی تینون چینی کشتی سے پانی مین کود پڑے اونمین سے دو تو ندی مین وہین پر ڈوب گئے ایک پیر کر باہر نکل آیا اور برٹش کیمپ مین ہو نچکر اوسنے اس واقعہ کی خبر دی برٹش کیمپ سے دو تین مزدور اوسکے ساتہہ گئے جس چینی کے گولی لگی تہی کشتی مین زخمی پڑا تہا۔ اوسکی سب ترکاری فرنچ سپاہی لے گئے تہے چینی مزدور اوس ستم رسیدہ زخمی کو اوٹہا کر انگریزی لشکر مین لے آئے ڈاکٹر نے ہاسپٹل مین رکہکر اوسکا ضروری علاج کیا ہماری کشتیون مین سے چند افسرون نے جاکر اوس زخمی کو دیکہا اور جو شخص ندی مین پیر کر زندہ آیا تہا اوسکی زبانی یہہ سب ماجرا سنا تہوڑی دیر کے بعد ہم وہان سے روانہ ہوگئے یہ نہین معلوم کہ وہ زخمی مر گیا یا زندہ رہا۔ اور نہ یہ سننے مین آیا کہ جس فرنچ سپاہی نے گولی ماری تہی کسی نے اوس سے باز پرس کی یا نہ کی جنرل آرڈر مین جو بہ حکم سختی سے تحریر تہا کہ سوا وقت جنگ اور مقابلہ کے بے سبب چین کی رعایا مین سے کسی کو کوئی اذیت

نہ پہونچاے اور نہ کوئی شئے بلا قیمت کسی سے لے اسکی بجاے فرینچ فوج کے سپاہیون نے چینی ترکاری فروش کو بندوق سے مار ڈالا۔ اور اونکی ترکاری کی کشتی سب لوٹ لی اس واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ دوسری سلطنتون کی فوجی بدنظمی اور سپاہ کی عدول حکمی کس حد تک ہے اور انگریزی فوج کی تہذیب اور فرمان برداری کہان تک ہے کہ انگریزی فوج نے اوس زخمی کو فرینچ کے کیمپ سے طلب کرکے اپنے پاس ہاسپٹل مین رکہا اور اوسکے علاج اور تیمارداری کی طرف متوجہ ہوئی۔

اوسوقت مین فرینچ اور جرمن اور اٹالین فوج کے چند لوگ ہمارے ریورکالم کے ساتہہ تہے جب ہماری کشتیون کے قریب وہ نظر آتے تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ بیقاعدہ فوج کے لوگ کسی مقام کو جارہے ہین مین یہ نہین کہتا کہ جنگ کے وقت بلکہ ایسے کیمپلین مین جبکہ لائیٹ مارچنگ آرڈر مین نہایت عمدہ طور پر رہنا سپاہی کو ضرور ہے اور ایسے مواقع پر سپاہی کو اپنی رایفل اچہی طرح رکہنی۔ اپنی یونی فارم برابر پہنتی اور دیکہنے والون کی نگاہون مین چالاک وچست نظر آنا اونکی شان سپاہگری کے لئے نہایت ضروری امر ہے۔

ہانگ کانگ انفنٹری اور الور انفنٹری کے سپاہی ڈریس پہنے ہوئے جب کشتی سے اوتر کر راستہ مین چلتے۔ اور اونکے افسر ہی اونکے ساتہہ ہوتے تو بالکل اونکی وضع اور قطع ایسی معلوم ہوتی تہی جیسے بڑے کیمپ آف اگزسایز مین مستعد سپاہی

کی وضع و قطع ہوتی ہے سپاہی خاکی یونی فارم پہنے ہوئے سر پر بڑی بڑی لنگیان
باندہے سابرون کے بلٹ۔ خاکی کلوک لگائے۔ ریفلین ہاتہون مین لئے ہوئے
ایسے چست و چالاک نظر آتے تہے گویا قدرت نے اونہین خاص سولجر اور میدان
جنگ کے لئے پیدا کیا ہے۔

جبوقت پوٹنگ فو کی طرف فوج کو جانے کے واسطے حکم ہوا تو اوس کے
چار کالم کئے گئے تہے اور چارون کالمون کے جنرلون کو ہدایت دی گئی تہی کہ وہ
علٰحدہ علٰحدہ راستون سے جائین ٹینچن کے دو کالمون اور اس کالم کے درمیان
جو پیکن سے روانہ ہوگا اگرچہ اسی میل کا فاصلہ رہے گا مگر ان چارون کالمونکو ایک
ہی روز ۱۹ ہر اکٹوبر کو پوٹنگ فو مین پہونچنا چاہیئے۔ اس حکم کے مطابق چارون
کالمون کی فوج تاریخ مقررہ پر پوٹنگ فو کے پاس جا کر جمع ہو گئی۔ جنرل سر الفرڈ
گیزلی صاحب کو وہان پہونچنے پر یہ خبر ملی کہ تکبسر لوگ جو بر سر بغاوت تہے یورپین
فوج کی چڑہائی کی خبر اونہون نے جب سے سنی تو شہر کو چہوڑ کر پہاڑون مین
جا چہپے ہین معمولی ہتیارون کے سوا اونکے پاس کچہ توپین بہی ہین۔

جنرل سر الفرڈ گیزلی نے کل جنرلون کو طلب کر کے یہ تجویز کی کہ برٹش کالم
شمالی دروازہ کیطرف شہر سے باہر اوترے اور شہر کے اندر شمالی حصہ کا بندوبست
رکہے جرمن کالم جنوبی دروازہ کیطرف اور فرنچ و اٹالین کالم شرقی و غربی حصونمین
فرو کش ہون اور ان طرفون کا انتظام کرین۔

اسکے بعد جنرل صاحب خود پوٹنگ نوشہر مین آئے وہان کا چینی گورنر انکی
پیشوائی کے لیئے آیا خزانہ اور قلعہ کی کنجیان پیش کین۔ جنرل صاحب نے خزانہ کے
زر نقد کو شمار کرنے کے لیئے حکم دیا۔ کل تین لاکہہ اکتیس ہزار ٹیل نکلے۔ یہ چینی سکہ
ہے جو سات شلنگ یا سوا پانچ روپیہ چہرہ دار کا مساوی ہوتا ہے۔ روپیہ شمار
کرنے کے بعد خزانہ پر جرمن اور برٹش سپاہیون کا پہرہ مقرر ہوگیا۔ اور دروازہ پر
مہر لگادی گئی۔ پہر جنرل صاحب شہر کے اندر گورنمنٹ ہوس مین اوترے جس مین
لی ہنگ چنگ چین کا مشہور وزیر اور یہان کا سابق گورنر اپنی گورنری کے زمانہ
مین رہا کرتا تہا یہ مکان نہایت وسیع ہے اور اسمین کتنے ہی کمرے ہین۔

درمیان کے کمرے مین جنرل صاحب رہتے تہے اور اطراف کے کمرون مین اسٹاف کو
جگہ دی گئی تہی اسی روز مین بہی پوٹنگ فو پہونچا۔ اور جنرل گیزلی سے ملا صاحب
موصوف نہایت مہربانی سے پیش آئے۔ اور اپنے برگیڈ میجر کو حکم دیا کہ ایک
ٹرانسپورٹ کارٹ بہیجکر میرا تمام سامان کشتی سے منگالین اور جنرل گیزلی صاحب
نے اپنے کمرے کی برابر میرے قیام کے لئے لی ہنگ چنگ کے ایوان ہی مین سے
ایک کمرہ دیا۔

پوٹنگ فو کی آبادی تخمیناً چار لاکہہ آدمیون کی ہوگی۔ شہر پانچ میل کے
دور مین آباد ہے۔ شہر کے اطراف مین بڑی بلند فصیل ہے جو تقریباً ساٹہہ فیٹ
ارتفاع مین ہے اسکے چار دروازہ مشرق مغرب جنوب شمال کیطرف ہین اور انہین

سمتون سے موسوم ہین مکانات پختہ ایک منزلہ۔ لیکن گلی کوچے میلے اور خراب
صفائی کا نام نہین یہہ شہر پیکن پایۂ تخت چین سے جنوب مشرق کیطرف واقع
ہے چین کے اس حصہ مین یہ ایک ضلع ہی نہین بلکہ ایک صوبہ کے درجہ مین ہے
لی ہنگ چنگ جو اسوقت شہنشاہ چین کی طرف سے دول یورپ کے ساتھہ صلح کے
شرایط طے کرنے کے لئے پیکن مین مختار کل مقرر کیا گیا تھا جب یہان کی گورنری سے
وزیر ہو کر پیکن کو گیا تھا تو اوسکی جائے ایک اور گورنر مقرر ہوا تھا اور اس تمام علاقہ کا
حاکم تھا اوسکے ماتحت چار بڑے بڑے عہدہ دار مثل کلکٹر یا ڈپٹی کمشنر ضلع کے تھے
اور ہر ضلع کا مال کام کرتے تھے۔

چینی فوج یہان بہت قلیل تھی تمام صوبون مین کل پانسو آدمی ہون گے
چین کی رعایا اور مزارعین کے لئے زیادہ کوتوالی اور فوج کی ضرورت بھی نہین ہے اسلئے
کہ یہہ لوگ اپنی سرکار سے سرکشی بھی نہین کرتے اور خود امن پسند ہین ان کے مزاجون
مین ایسی غربت ہے کہ لڑائی کے پاس نہین جاتے فوجداری مقدمات حاکم ضلع کے
پاس بہت ہی کم آتے ہین۔

چینی لوگون کی جب کبھی آپسمین تکرار ہوتی ہے تو صرف درشت الفاظ ہی استعمال
کرتے ہین لیکن ایک دوسرے پر کبھی اپنا ہاتھہ نہین اوٹھاتا۔ مارپیٹ کو معیوب اور
مذہب کے برخلاف سمجھتے ہین۔

غرض دوسرے دن صبح کو جنرل صاحب نے تمام فوج کا ملاحظہ کیا۔ شام کو چینی قوم

کے مخبرون سے معلوم ہوا کہ بکسر لوگ پہاڑون مین جمع ہین۔ جنرل صاحب نے دو اسکواڈرن تہرڈ بمبئی لانسرز کے اونکی خبر لانے کے واسطے روانہ کئے جب یہہ اسکواڈرن بکسرون کے گاؤن کے پاس پہونچے تو اونہون نے انپر بندوقین چلائین۔ ایک سپاہی زخمی ہوا۔ بکسرون کے بہی چند آدمی مارے گئے۔ سرِشام یہہ اسکواڈرن اوسی روز واپس آگئے۔ دوسرے روز ۲۳ اکتوبر کو جنرل صاحب نے ایک کالم بسرکردگی کرنل فیر صاحب اونکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جسمین تہرڈ بمبئی لانسرز اور سولہ بنگال لانسرز کا ایک ایک اسکواڈرن اور چوبیس پنجاب انفنٹری کی نصف پلٹن تہی۔ اس کالم سے بکسرون کا مقابلہ ہوا۔ انگریزی فوج کے تین سپاہی اور ایک افسر زخمی ہوا۔ اور بکسر لوگ قریب چالیس کے مارے گئے اور اون کے پچیس خچر اور یابو گرفتار ہوئے۔ اور آٹہہ توپین ہاتہہ آئین یہہ کالم تیسرے روز پوٹنگ تو کو واپس آگیا۔

۲۶ اکتوبر کو اٹالین کرنل نے جنرل گیزلی صاحب کو رپورٹ دی کہ اٹالین پلٹن کے بیس سپاہیون پر جو رکتا ئیٹس کے لئے گئے تہے یکایک بکسرون نے بندوقین چلائین۔ اور اس اٹالین پارٹی اور ہیڈ کوارٹر کے درمیان آکر دیڑہ سو بکسرون نے راستہ مسدود کردیا ہے اونمین کا ایک سپاہی کسی حیلہ سے نکلکر خبر دینے کو آیا ہے۔

جنرل گیزلی صاحب نے فوراً سولہ بنگال لانسرز کا ایک اسکواڈرن اٹالین پلٹن کے ساتہہ کمک کو روانہ کیا اس فوج کے پہونچتے ہی بکسر لوگ فرار ہوگئے۔ اٹالین پلٹن کا ایک سپاہی مارا گیا اسی روز فرنچ پلٹن سے بہی بکسرون کا مقابلہ ہوا۔ جسے

فرنیچ سپاہی زخمی ہوئے اور بائیس بکسر مارے گئے۔

چونکہ بکسرون نے اہل یورپ کی مشنریون پر انواع واقسام کے ظلم وستم کئے تہے اس لئے ضرور تہا کہ اس جابرانہ حرکات کی اونکو سزا دیجاتی جب پوٹنگ فو کی جنگ سے فارغ ہونے کے بعد جب واپسی کا ارادہ ہوا تو جنرل گیزلی صاحب نے جرمن اور فرنیچ جنرلون کو بلایا۔ اور اون کے اتفاق سے یہ تجویز کی کہ جس مندرین پادریون اور عیسائیون کو بکسرون نے قتل کیا ہے اوسے پامال کرنا ضرور ہے اوسکو ڈائنامائیٹ سے اوڑا دینا چاہیئے۔

یہان سے فوج کے چار کالم کرکے مختلف راستون سے پیکن کو روانہ کیجائے یہ فوج بکسرون کو اون کے ظلم وستم کی پاداش مین جہان پائے قتل کرے اور جہان جہان اون کے گاؤن ملتے جائین وہان وہان اونکو آگ دیتی جائے خصوصاً مقام لانگ فانگ کے باشندون سے جنہون نے پادریون کو قتل کیا ہے پورے طور سے انتقام لیا جائے اور اون کے گاؤن تاراج کردئے جائین اور یہ کالم یہ مہمات سر کرتے ہوئے پیکن پہونچ جائین۔ ان کالمون کی روانگی کی تاریخ ۲۸ ر اکٹوبر قرار پائی۔ چونکہ جنرل گیزلی صاحب منزل بمنزل براہ راست پانچ روز مین پیکن پہونچنے والے تہے اس موقع پر مینے یہ مناسب سمجہا کہ مین جنرل رچرڈسن صاحب کے ساتہ جاؤن جو چار کالمون مین سے ایک کالم کے افسر مقرر ہوئے تہے ان کے ہمراہ جانے سے چین کا ملک بہی میرے دیکہنے مین آئیگا اور لڑائی کا بہی موقع ملے گا۔

صفحہ نمبر ۵۳۱ افسر الملک بہادر کا پوٹنگ فو صوبۂ شمالی سے پیکن پایۂ تخت چین کو روانہ ہونا
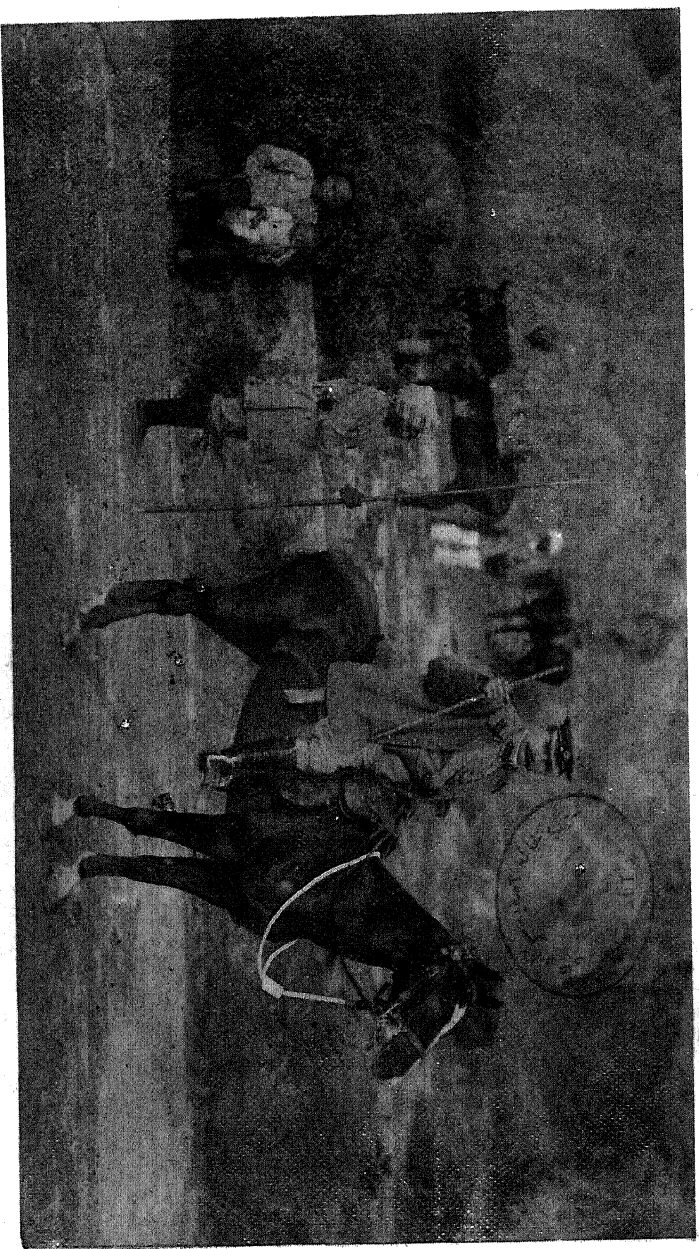
جنرل گیزلی صاحب نے جنرل رچرڈسن صاحب کے اسٹاف مین مجہے مقرر فرما دیا۔
۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ عیسوی کو جنرل گیزلی صاحب براہ راست پیکن پایۂ تخت
چین کو روانہ ہو گئے۔ اور جنرل لارن کیمبل صاحب دو پلٹنین ایک رسالہ اور ایک
توپخانہ کے ساتہہ مشرقی پہاڑون کے راستہ سے ٹینچسن کو گئے اور جنرل رچرڈسن
صاحب نے ایک رسالہ ایک پلٹن۔ ایک توپخانہ لیکر لانگ فانگ کیطرف کوچ
کر دیا۔ مین بہی اون کے کالم کے ساتہہ چلا گیا۔
جنرل صاحب نے سولا لانسرز سے ایک گہوڑا میری سواری کے لیے مقرر کیا
اور مثل دوسرے افسرون کے ایک چہوٹا سا خیمہ بہی مجہے دیا مین اوپر تحریر کر آیا ہون
کہ مینے اپنا سامان گہوڑے اور ارڈلی وغیرہ سب ٹینچسن مین چہوڑ دئے تہے اب وہ
وہان سے پیکن آگئے تہے میری درخواست پر جنرل گیزلی صاحب نے پوٹنگ فو
سے پیکن کو تار دیا تہا کہ یہہ کل سامان پوٹنگ فو مین بہیجدیا جائے چنانچہ مولا بخش خان
دفعدار گہوڑے وغیرہ سامان لیکر پیکن سے میری طرف کو چلے تہے لیکن قبل اسکے
کہ وہ پوٹنگ فو مین میرے پاس پہونچین مین جنرل رچرڈسن کے کالم کے ساتہہ
لانگ فانگ کو روانہ ہو گیا مینے ہر چند کوشش کی کہ لانگ فانگ کے مارچ مین میرے
گہوڑے اور سامان میرے پاس آجائے اس لئے کہ جنرل رچرڈسن صاحب کا ارادہ
تہا کہ لمبے لمبے کوچ کر کے باکسرون کے شہرون اور مقامات پر تاخت کرین اس موقع
پر مجہکو اپنے گہوڑون اور سامان کی نہایت ضرورت تہی لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ پوٹنگ فو

سے حملے مین جیسے میرے گہوڑے سامان اور آدمی مجہسے دور رہے تہے ویسے ہی لانگ فانگ کے حملہ مین بہی وہ مجہہ تک نہ پہنچ سکے۔

غرض ۲۸ ہر اکٹوبر کو ہمارا کالم آنسو گاؤن مین پہونچکر مقیم ہوا دوسرے روز سولہ میل کی مسافت طے کر کے مقام پاؤ کان ٹم مین پہونچا بکسرون کا یہ ایک بڑا مقام تہا دوسرے روز یہان قیام کر کے ۳۰ تاریخ کی صبح کو فوجی پارٹیون سے اس مقام کا محاصرہ کیا گیا تاکہ بکسر کہین بہاگ نجائین اور جنرل صاحب خود گاؤن کے اندر گئے۔ تین شخص جو اہل مشتری کے قتل مین شریک ہوئے تہے یہان گرفتار کئے گئے اور اونکو اوسی وقت گولی سے ماردینے کا حکم دیا گیا۔ میجر اینجلو صاحب نے اون تینون کو علٰحدہ علٰحدہ کہڑا کیا۔ اور سولہوین رسالہ مین سے بارہ سپاہیون کو حکم دیا کہ چار چار سپاہی ایک ایک بکسر پر بیس بیس قدم کے فاصلہ سے بندوقین فیر کرین۔ غرض تینون مجرمون کو مار کر اون کے مکانات جلا دئے۔ اور یہان ان لوگون کا جو مندر تہا اوسے بہی ڈائنامائٹ سے اوڑا دیا۔

۳۱ ہر اکٹوبر کو چوبیس میل چلکر شنگ کنگ مین ہم پہونچے۔ بکسرون کا یہ ایک بڑا شہر ہے اسمین فرنیچ کے پادریون اور اون کی عورتون اور بچون کو بکسرون نے جون کے مہینے مین قتل کیا تہا۔ جنرل صاحب نے شہر کے دروازون پر پلٹن اور رسالہ کا گارڈ متعین کیا کہ بکسر لوگ باہر نکلکر بہاگ نہ جائین۔ اور فوج کو کیمپ مین اوترنے کے لئے حکم دیا۔

آج ہمارے کالم کو راستہ مین دو ندیون پر سے عبور کرنا پڑا راستہ ہی توپخانہ کے لئے اچھا نہ تہا۔ ہماری فوج اس مقام پر پانچ بجے بعد پہونچی۔ چین کے ملک کے اس نواح مین آجکل پانچ بجے سے پہلے آفتاب غروب ہو کر اندہیرا شروع ہو جاتا ہے سب سے چہوٹا دن یہان آٹہہ گہنٹہ کا اور سب سے بڑی رات سولہ گہنٹہ کے قریب ہوتی ہے آج تمام دن سرد ہوا چلا کی اور پہاڑون پر برف ہی گرتی رہی۔ شب کو چند سائیس سردی سے ٹہٹر گئے جب اونکو آگ سے سینکا اور اونکی مالش کی گئی تب اون کے ہاتہہ پاؤن سیدہے ہوئے اور جوڑ بند کہلے۔ بالٹیون مین پانی جم کر برف ہو گیا تہا گرما گرم چا کی پیالی اگر منہ تک لائی جاتی تو منہ تک پہونچتے پہونچتے سرد ہو جاتی تہی۔ گہوڑون کی رکابون کا لوہا اتنا سرد ہو جاتا کہ رکاب مین پاؤن رکہنے کے بعد تہوڑی دیر مین سن ہو جاتا تہا۔ اسواسطے جرمن فرینچ اور اٹلی کی کیولریون مین رکاب پر ایک تکڑا لکڑی کا لگاتے تہے کہ سوار کا پاؤن بجائے لوہے کے لکڑی پر رہے سردی سے مہمیز لگانی ہی چہوڑ دی گئی تہی اس لئے کہ لوہے کی ہر ایک چیز سردی کی شدت سے جسم کے قریب آتے ہی ناگوار معلوم ہوتی تہی جو گرم لباس ہم کلکتہ سے اپنے ساتہہ لائے تہے وہ یہان ہمارے کچہہ کام نہ آیا گرم لباس کچھ تو ہمین گورنمنٹ کیمسریٹ سے ملا۔ اور کچہہ ہم نے خود بازار سے خرید کیا۔

صبح کو نو بجے کے قریب جنرل صاحب شہر کی طرف بڑہے۔ دشمن کی نہ تو کوئی فوج مقابلہ کو آئی۔ اور نہ قلعہ پر سے کوئی توپ چلی جنرل صاحب قلعہ مین داخل ہوئے

قلعہ کا حاکم مینڈرین نامی پیشوائی کے لئے آیا اور جنرل صاحب کو سرکاری مکان مین لے گیا۔ جنرل صاحب چینی گورنمنٹ ہوس مین اوترے اور اوس سے کہا کہ جن بکسرون نے تمہارے شہر مین پادریون کو قتل کیا ہے وہ مجرم بکسر ہمارے حوالہ کر دیجئے اور چالیس ہزار ڈالر جرمانہ داخل کیجئے مینڈرین نے کہا کہ وہ مجرم تولی ہنگ چنگ کے حکم سے تہوڑا زمانہ گذرا ہے کہ قتل ہو چکے اور اون کے سر قلعہ کی دیوار سے لٹکا دئے گئے ہین جو اسوقت تک موجود ہین۔

چین کے ملک مین یہ دستور ہے کہ قلعہ کی دیوار پر لوہے کی ٹوکریان رسیون سے اویزان رہتی ہین جب کبھی کوئی مجرم قتل کیا جاتا ہے تو اوسکا سر ایک ٹوکری مین رکھہ دیتے ہین وہ کچھ زمانہ تک آویزان رہتا ہے اون دونون مجرمون کے سر بہی قلعہ کی دیوار سے آویزان تہے۔

جرمانہ کی نسبت مینڈرین نے کہا کہ ایک مہینے کی مدت مین پیکن بہیجدون گا۔ جنرل صاحب نے اس وعدہ کے متعلق اوس سے ایک نوشتہ لے لیا اور کیمپ مین واپس چلے آئے وہان سے دو کوس پر بکسرون کا ایک اور گاؤن تہا حکم دیا گیا کہ وہ جلا دیا جائے۔ چنانچہ آگ لگا کے اوسے خاک سیاہ کر دیا۔

یکم ماہ نومبر کو جنرل صاحب نے یہ حکم دیا کہ آج چوبیس میل مارچ کر کے سر شام پان چیو مقام کا محاصرہ کیا جائے گا صبح کے سات بجتے ہی فوج کا کوچ ہو گیا بارہ بجے ایک گھنٹہ کے لئے راستہ مین ٹہیرے تاکہ سب افسر اور سپاہی کہانا کہالین

اور گہوڑون کو بہی پانی پلا کر دانہ گہانس کہلا دین - اسکے بعد پہر کوچ کر دیا چار بجے کے
قریب اڈوانس پارٹی کا ایک سپاہی دوڑتا ہوا آیا - اور اوس نے کہا کہ دشمن کے کچھ
سوار اور پیادے راستہ کے دہنی طرف نظر آتے ہین - جنرل صاحب نے فوراً کالم کو
ہالٹ کا حکم دیا - توپخانہ اور پلٹن آگے بڑہائی گئی تہوڑی دیر کے بعد افسران چارج
اڈوانس پٹرول کی تحریری رپورٹ پہونچی کہ چینی فوج کے تقریباً تین سو سوار - اور
پانسو پیادے ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر دکہائی دیتے ہین - اور سب ایک جگہ کہڑے ہین
جنرل صاحب نے اوسی وقت ایک افسر پٹرول کو دشمن کی خبر لانے کے واسطے بہیجا
چونکہ دشمن کے اور ہماری فوج کے درمیان گاؤن اور درخت حائل تہے دشمن کی
فوج ہمین نظر نہین آتی تہی اسواسطے ہم آگے بڑہتے چلے گئے یہان تک کہ ہم گاؤن
سے آگے نکل گئے - جبہی ہم گاؤن سے نکلے ہین کہ ہمارے ایک سوار نے ایک
سرخ کاغذ لاکر جنرل صاحب کو دیا یہ سرخ کاغذ چینی فوج کے جنرل کا درننگ
کارڈ تہا - چین کے ملک مین درننگ کارڈ کا قدیم سے دستور ہے - سرخ کاغذ
پر چینی حرفون مین نام لکہا ہوتا ہے اور سپاہی نے زبانی بہی کہا کہ چینی فوج کے
چہہ سپاہی صلاح کا جہنڈا ہلاتے ہوئے آگے آئے اونمین سے ایک نے جو
افسر معلوم ہوتا ہے یہ کاغذ دیا ہے اگرچہ اونکی زبان ہماری سمجھہ مین نہین آتی لیکن
قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنرل گرسٹن صاحب سے کچھ کہنا چاہتے ہین -
جنرل صاحب نے چینی مترجم کو جنرل گرسٹن صاحب کے ساتھہ مع اوس سپاہی کے

بھیجا کہ مفصل احوال دریافت کرکے اطلاع دین۔

اس اثنا مین ہمارا کالم گاؤن سے گزر کر ایک میدان مین پہونچا اور چینی سوار اور پیادے ہمین بخوبی نظر آنے لگے۔

جنرل صاحب نے توپخانہ کو ایکشن پر آنے کے لئے حکم دیا۔ چارون توپین فوراً ایکشن پر لائی گئین (یعنی دشمن پر فیر کرنے کو تیار کی گئین) کمانڈنگ توپخانہ نے جیجنگ ڈسٹنس کے آلہ سے دیکھکر دو ہزار فیٹ کے فاصلہ پر شست باندہی توپوننین شیل بھر کے جنرل صاحب کے حکم کے منتظر ہوے۔ جنرل صاحب نے کہا کہ جبتک مین خود حکم ندون فیر نہ کیا جاے پلٹن کو توپخانہ کے لفٹ پر کہڑا کیا اسلئے کہ دہنی طرف کی زمین ناقص تہی رسالہ کو دہنی طرف اسکواڈرن کالم مین فارم کیا۔ غرض کہ تمام برگیڈ کو نہایت خوبی کے ساتھ اٹاک فارمیشن مین تیار کیا۔

جنرل صاحب کو اسبات کا انتظار تہا کہ اول چینی فوج کی طرف سے فیر ہو تو ہم توپخانہ کو فیر کا حکم دین چینی فوج کے رسالہ کو ہم برابر دیکھہ رہے تہے پلٹن رسالہ سے ذرہ فاصلہ پر تہی۔ ہم سب افسرون نے اپنے اپنے ریوالور بار کر لئے جنرل رچرڈسن صاحب کی طرز کارروائی سے معلوم ہوتا تہا کہ جب وہ توپخانہ کو فیر کا حکم دینگے تو فوراً رسالہ کو فلینک اٹیک کے لئے آگے بڑہائینگے۔ غرض اوسوقت سب کے دلون مین ایک جوش پیدا ہو رہا تہا اور خیال تہا کہ طرفین مین اچھی لڑائی ہوگی۔ اور سپاہ کو اپنی دلیری اور بہادری کے دکہلانے کا موقع ملیگا۔

اسی اثنا مین ہماری بائین طرف سے بندوق کی آواز آئی۔ چونکہ اوسطرف گنجان درخت تہے یہ معلوم نہ ہوا کہ کس نے بندوق چلائی جنرل صاحب نے ایک افسر کو خبر لانے کے لئے بہیجا اوس افسر نے چند منٹ کے بعد واپس آکر بیان کیا کہ چینی فوج کے چھ سپاہی جنمین ایک افسر بہی تہا صلح کا جہنڈا لیکر ڈووہلنس پارٹی کے پاس آئی۔ ڈووہلنس پارٹی کی افسر نے کہا کہ تم سب لوگ اپنے ہتیار رکہدو۔ پانچ نے تو ہتیار رکہہ دئے لیکن ایک نے جو افسر تہا۔ اپنے ہتیار نہین رکہے اور اپنی فوج کے طرف پلٹ جانے کا ارادہ کیا اوسوقت ترمپیٹر نے جو اڈووالنس پارٹی کے ساتہہ تہا اوسے روکنا چاہا جب وہ نہ رکا تو ترمپیٹر نے اوسپر ریوالور کا فیر کیا۔ وہ افسر گولی کہا کر زمین پر گر گیا۔ چینی مترجم کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ افسر چینی رسالہ اور پلٹن کا جنرل تہا اور وہ لوگ بکسر نہین ہین۔ بلکہ امپیریل آرمی یعنے شاہی فوج چین کے سپاہی ہین۔ لی ہنگ چنگ کے حکم سے بکسرون کو اسطرف سزا دینے کے لئے بہیجے گئے ہین۔ جنرل صاحب نے یہ سنکر کہا کہ ہمکو فقط بکسرون سے جنگ کرنے اور اونہین سزا دینے کا حکم ہے امپیریل آرمی سے لڑائی کی اجازت نہین جنرل صاحب نے چینی مترجم کے ذریعہ ادن سوارون سے جنہون نے ہتیار رکہدے تہے کہلایا کہ ہمکو امپیریل آرمی سے کچہہ سروکار نہین۔ تمہارا جنرل اپنی غلطی سے مارا گیا۔ اگر کہڑا رہتا تو ہمارے سپاہی ہرگز اوسپر فیر نکرتے آپ لوگ اپنے لشکر مین جاکر یہہ کیفیت بیان کردین۔ اور مین خود ہی جاکر تمہارے افسر سے یہ بات کہونگا چنانچہ جنرل صاحب نے فوج کو حکم دیا کہ اپنی جگہ پر کہڑی رہے اور اپنے اسٹاف مین سے

مجہی اور کپتن گرسٹن کو ہمراہ لیکر چینی فوج مین گئے اور مترجم کے ذریعہ تمام واقعات بیان
کئے اور جو غلطی ہوئی تہی اوسے خوب سمجہا دیا۔ جب ہم چینی رسالہ کے پاس پہونچے
تہے تو اون کے طرز اور انداز سے مترشح ہوتا تہا کہ وہ نہایت خوف زدہ ہین۔ اول
صف مین تقریباً تین سو سوار ہون گے اونکی یونی فارم عجیب تماشے کی تہی۔ ایک
ڈہیلا کرتا جسطرح کہ چینی لوگ اکثر پہنتے ہین۔ سینہ پر ایک گول نشان جسمین چینی تحریر
سے امپیریل آرمی لکہا تہا۔ اسی طرح ایک گول نشان پشت پر بہی تہا۔ اوس مین
اون کے رجمنٹ وغیرہ کا بہی نمبر تہا۔ رفیل پشت پر سلنگ کی ہوئی۔ تلوار زین مین
سامنے لگی ہوئی بعض کے ہاتہون مین بہالے اور بعض کے ہاتہون مین جہنڈیان
سب رفیلین ان کے پاس جرمن ساخت کی تہین۔ چینی پلٹن ہم سے ایک میل
کے فاصلہ پر تہی۔

اوسی روز سر شام ہماری فوج مقام پانچو مین پہونچی۔ دوسرے دن یکم نومبر کی
صبح کو یہان مقام رہا۔ باکسرون کے اجتماع کی خبر لانے کے لئے چارون طرف
فوج کی ٹکڑیان روانہ کی گیین۔ جنرل صاحب کا حکم تہا کہ گاؤن والون کی کسی چیز کو
کوئی ہاتہہ نہ لگائے ہان اگر بار برداری کے جانور۔ خچر۔ یابو اونٹ ملجائین تو
اونہین کیمپ مین لے آئین۔ چنانچہ آجکی تاریخ ساٹہہ خچر۔ اور یابو۔ اور چالیس اونٹ
سپاہی اپنے ساتہہ لشکر مین لائے۔

۲ نومبر کو آٹہہ بجے سب فوج نے پانچو سے کوچ کیا۔ راستہ مین ایک

بڑی ندی سے عبور کرنا تھا اس لئے جنرل صاحب نے کل سات میل چلنے کے لئے آج حکم دیا۔ قریب دس بجے کے ہم ندی کے کنارہ پہونچے۔

سب سے پہلے بار برداری کے خچر وغیرہ ندی سے پار کئے گئے۔ پھر توپخانہ ندی سے پار ہوا۔ ندی مین تقریباً ساڑھے تین فیٹ پانی تھا۔ کنارہ پر ریت زیادہ تھی توپخانہ بڑی مشکل سے پار ہوا۔ اسکے بعد رسالہ اور پھر پلٹن نے عبور کیا۔ دس بجے سے غروب آفتاب تک جنرل صاحب مع اسٹاف کے ندی کے کنارہ کھڑے رہے جب سب فوج کیمپ مین اوتر گئی تو سب سے آخر وہ کیمپ مین آئے۔

۳ر نومبر کی صبح کو نو بجے لشکر کا کوچ ہوا تین بجے لانگ فانگ کے علاقہ مین پہونچا مخبرون نے بیان کیا تھا کہ بکسرون کا یہ ایک گاؤن ہے۔ چار ہزار بکسر کے قریب یہان جمع ہین۔ لیکن جب ہم یہان پہونچے تو ریکنا سیڑنگ پارٹیز۔ اور کیمپ پٹرول کی زبانی معلوم ہوا کہ بکسر شہر چھوڑ کر پہاڑون مین جا چھپے ہین۔

۴ر نومبر کو یہان مقام کیا گیا پانچوین تاریخ کی شب کو اتنی سردی پڑی کہ ندی کا پانی جم گیا۔ برف جنگل مین چارون طرف جمی ہوئی ایسی معلوم ہوتی تھی گویا میدان مین ایک سفید چادر بچھی ہے طلوع آفتاب سے قبل ہی تند ہوا چلنا شروع ہوئی چونکہ یہ ہوا برفستانی پہاڑون کی طرف سے آتی تھی اسکی وجہ سے سردی بدرجہا بڑھ گئی ہوا کا ہر ایک جھوکا دلپر سخت ناگوار گزرتا تھا۔ جسقدر گرم لباس ہمارے پاس تھے وہ ہم نے سب پہن لئے تھے لیکن سردی کا کچھ چارہ نہوتا تھا۔ چار۔

کانی تیار کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ لیکن نہ آگ روشن ہوتی تھی اور نہ تو کرون سے سردی کے باعث کام ہو سکتا تھا۔ پانی گرم کرنے کے ظروف مین برف ڈال کر آگ پر رکھتے تو اسمین آگ کی گرمی بڑی دیر مین اپنا اثر کرتی تھی۔

جنرل صاحب نے نو بجے تک توقف کیا کہ سردی کم ہو جائے آخر بمجبوری فوج کی تیاری کا ترم بجوایا۔ سپاہیون نے بمشکل گہوڑون پر زین باندہے اسباب خچرون پر بار کیا۔ لیکن اسوقت ایک اور مشکل کا سامنا آپڑا۔ لانگ فانگ جو شمال کی طرف واقع تہا وہان جاتا تھا اور شمالی پہاڑون سے ہوا بہی آرہی تہی۔ جب چلنے کا ارادہ کیا تو سرد ہوا کے زور سے گہوڑون کے منہ پلٹ پلٹ جاتے تھے سوارون کے منہ اور کان سردی کی شدت سے سن ہو گئے۔

اگرچہ افسرون کے پاس گرم لباس بخوبی تہا۔ جسم پر فلالین کے موٹے کرتے اونکے اوپر جاکٹ اور اوسپر یونی فارم کے موٹے خاکی کوٹ اور کوٹون پر فریلغنی چینی لومڑی اور گلہری وغیرہ کے پوستینون کے استر کے اور کوٹ یا تونمین امریکہ کے دستانے جنکے استر بالون کے تھے یہ سب پہنے تھے لیکن اسپر بہی اس شدت سے سردی معلوم ہوتی تہی کہ بیان سے باہر ہے تمام رسالہ اور توپخانہ کے گہوڑون پر کمل اور کملون کے اوپر زینین بندہی تہین۔ مگر گہوڑے سردی سے کانپ رہے تھے اوس روز بمشکل بارہ میل کی منزل طے کی گئی اور خدا خدا کر کے لانگ فانگ پہونچے اسوقت جنرل صاحب نے یہ تدبیر کی کہ چونکہ ہوا کی شدت

و رسدی ہے آج کیمپ کے ڈیرے کہڑے نہو سکینگے اور صبح سے فوج مین
سپاہیون کو کچھ کہانا پانی بہی نہین ملا ہے آج کسی بستی کے اندر مکانون مین
اوترنا بہتر ہوگا جب لانگ فانگ گاؤن مین لشکر پہونچا تو جنرل رچرڈسن
صاحب نے وہان کے منیڈرین سے کہا کہ ہمارے لشکر کے آدمیون کو گاؤن
کے اندر اوترنے کی اجازت دیجیئے ہم لوگ کسی گاؤن والے کو تکلیف نہ دینگے
گاؤن کے مکانون مین صرف شب گزارینگے اور صبح ہوتے ہی چلے جائینگے
منیڈرین نے اسے منظور کرلیا۔ جنرل صاحب نے خود جاکر رسالہ اور پلٹن۔ اور
توپخانہ کو اوترنے کی جگہ بتلائی۔ رسالہ گاؤن کے باہر ایک بڑے دیول مین
مقیم ہوا۔ توپخانہ شہر مین ایک ایسی جگہ اوترا جو بطور سرا کے تہی۔ پلٹن شہر پناہ
کے خالی مکانات مین فروکش ہوئی۔ جنرل صاحب مع اسٹاف کے ایک بڑے
مکان مین اوترے شب کو گاؤن مین بخوبی آرام پایا اسکے بعد ایک ہفتہ تک
کوچ مقام کرتی ہوئی ہماری فوج پیکن پایۂ تخت چین کے قریب جا پہونچی۔
اور ۶ ماہ نومبر کو ہمارا کالم پیکن مین داخل ہوگیا۔ جنرل رچرڈسن کو سر الفرڈ گیزلی
صاحب نے اطلاع دی کہ آپ مع اپنی فوج کے ٹمپل آف ہیون مین قیام کرین۔
پیکن پہونچنے کے بعد مین جنرل رچرڈسن صاحب سے رخصت ہوکر سر الفرڈ
گیزلی صاحب کے پاس گیا۔ جنرل صاحب موصوف اپنے اسٹاف کے ساتھ لیگیشن
کے قریب ایک مکان مین مقیم تہے اونہون نے مجہے اپنے پاس اوتارا۔ اور

ایک کمرہ میرے رہنے کو خالی کردیا۔ اوسی روز ایک مہینہ پندرہ دن کے بعد میرا سامان اور گھوڑے اور میرے آدمی جنہین ٹنچپن مین چھوڑ آیا تھا مجھے یہان ملے کھانے کے وقت میز پر سفید چادر دیکھی گئی۔ اور کھانا حسب معمول کھانے مین آیا۔ اگرچہ سردی یہان بھی بہت تھی لیکن ہر ایک کمرہ مین آتشدان تھے۔ تمام کمرون مین دروازے خوب اچھے آئینہ دار لگے ہوئے تھے جنکی وجہ سے ہوا اندر نہ آسکتی تھی اور اچھی طرح روشنی رہتی تھی اور ہر قسم کا اسباب آرام و راحت کا یہان پر مہیا تھا۔

دوسرے روز مین جنرل اسٹوارٹ صاحب سے ملنے کے لئے گیا جو ٹارٹر سٹی مین ٹھیرے ہوئے تھے اون سے ملاقات کرنے کے بعد فرسٹ برگیڈ کے دوسرے عہدہ دارون سے بھی ملاقات ہوئی۔ آج بھی سردی بشدت تھی گیارہ بجے گھوڑون کو پانی پلانے کے واسطے نکال رہے تھے تو کنوون سے نکالتے نکالتے پانی جم جاتا تھا۔

۸ نومبر کو مہاراجہ بیکانیر بھی ٹنچپن سے پیکن پہونچے۔ اور مہاراجہ گوالیار کے پاس ٹارٹر سٹی مین فروکش ہوئے۔ شام کو مین اون سے ملنے کو گیا۔ مہاراجہ بیکانیر اور مہاراجہ گوالیار دونون سے ملاقات ہوئی اور یہ قرار پایا کہ دوسرے روز مجکو جنرل صاحب سے اجازت لیکر مکانات شاہی کی سیر کو جائین ایوان شاہی پر تمام دول متحدہ کے پہرے تھے جنرل گیزلی صاحب نے ہمارے ارادہ سے دوسری سلطنتون کے سپاہ سالارون کو اطلاع دی۔ پھر ہم ۹ نومبر کو گیارہ بجے کے

قریب شاہنشاہ چین کے خاص محلات کی سیر کیواسطے گئے۔

مہاراجہ گوالیار۔ مہاراجہ بیکانیر اور مین اور کپتان اسمیس محلات شاہی کے دیکھنے کے وقت ہمراہ تہے۔ چینی زبان مین شاہی مکانات جس نام سے موسوم ہین انگریزی مین اوسکا ترجمہ فربڈن سٹی (یعنی وہانتک کسی کی رسائی نہین ہوتی) عمارات شاہی کی اول ایک عظیم الشان دروازہ نظر آیا جسکی چھت چینی عمارات کے طرز پر مبنی ہوئی تہی۔ وہ عمارت ہمارے شہر اورنگ آباد کے بہر کل کے دروازہ کی عمارت سے مشابہ تہی۔ جب اس جلوخانہ سے نکلکر ہم آگے گئے تو ہمین ایک بہت بڑا وسیع میدان ملا۔ چینی مترجم کی زبانی معلوم ہوا کہ شاہنشاہ چین کی برآمدی کے وقت اس میدان مین دونون طرف چینی فوج کہڑی رہا کرتی ہے جب ہم یہان سے اور آگے بڑہے تو ہمین ایک بہت بڑا ہال ملا جسمین دربار عام ہوا کرتا ہے اسکے وسط مین ایک تخت رکھا تہا۔ اور تخت کے دونون طرف بڑے بڑے چھے چھے فیٹ اونچے شمعدان تہے۔ یہان پر ہمین قراین سے معلوم ہوا کہ ان مکانات مین جو سامان پہلے تہا وہ لوٹ لیا گیا ہے۔ مہاراجہ بیکانیر اور مہاراجہ گوالیار اور مین ہر ایک چیز کو دیکھتے اور جو امر ہمارے ذہن مین قابل استفسار ہوتا۔ چینی مترجم سے اوسکو ہم پوچہتے جاتے تہے۔ اوسکے بیان سے معلوم ہوا کہ شاہنشاہ چین جسوقت اپنے زنانخانہ سے برآمد ہوتے ہین تو تمام اہل دربار اونکو دیکھتے ہی سجدہ کی وضع سے زمین پر سر رکھدیتے ہین اور جب شاہنشاہ

حکم دیتا ہے تو سجدہ سے سر اوٹھاتے ہین۔ اگر شاہنشاہ کسی وزیر سے بات کرے تو وزراے دولت گھٹنون کے بل کھڑے رہکر جواب دیتے ہین۔ گھٹنے ٹیکنے کے واسطے خاص قسم کے تکیے بنے ہوے ہین۔ لیکن وزرا کے سوا اگر اور کسی عہدہ دار سے بادشاہ مخاطب ہو تو اوسے سجدہ ہی مین پڑے پڑے جواب دینا واجب ہوتا ہے مترجم نے یہ بہی بیان کیا کہ شاہنشاہ کی سواری احیاناً اگر شہر مین جاتی ہے تو اول تمام شہر مین مناوی ہو جاتی ہے سواری نکلنے کے وقت تمام شہر کے دوکاندار اپنی اپنی دوکانین۔ اور شہر کے تمام باشندے اپنے اپنے مکانون کے دروازے بند کر لیتے ہین۔ کوئی متنفس گھر کے باہر نہین رہنے پاتا سب لوگ مکانون مین بند ہو جاتے ہین۔

بادشاہ کی جلو مین بڑے بڑے گھنٹے رہتے ہین۔ ایک گھنٹہ کو دو کہار ایک آگے اور ایک پیچھے کندہون پر رکھے لٹکاے ہوے چلتے ہین سواری جاتے وقت گھنٹے بجتے جاتے ہین تاکہ مخلوق کو بادشاہ کی سواری کی خبر معلوم ہو جاے بادشاہ ایک بڑی پالکی مین سوار ہوتا ہے وہ پالکی بہی عجیب وغریب شکل کی ایک چہوٹے سے گنبد کے طور پر ہے جسکے آگے پیچھے ڈنڈے دو ڈہائی سو فیٹ لمبے چلے گئے ہین اوسے ڈہائی مین سو آدمیون سے لیکر ہزار آدمی تک اوٹھاتے ہین۔ حرم سراے شاہی کے دروازون پر پہرہ والون کے پاس قدیم زمانہ کے تیر و کمان اور تلوارین رہتی ہین۔ زنانہ مکانات مین پلنگ

اور سہریون کی بجائے چبوترے بنے ہین۔ اور اونپر ریشمی اور جالی کے مچہردان پڑے ہین۔ سردی کے موسم مین باہر سے اون کے اندر آگ ڈالدی جاتی ہے کہ مکان گرم رہین لیکن امکنہ شاہی اور دوسرے مکانات کی طرز تعمیر مین کوئی زیادہ فرق نہین ہے اگر کچھ فرق ہے تو اتنا ہی ہے کہ شاہی عمارات کے سفال او رخشت سب زرد ہوتے ہین اور دوسرے مکانات کے زرد نہین ہوتے ہینے جہانتک مکانات دیکہے اونمین شاہی اور عامہ رعایا کے سب مکانات ایک منزلہ سفالپوش تہے۔

شاہی مکانات کی کرسیان بہت بلند اور اونکی سیڑہیان سنگ مرمر کی تہین اور اون کے دو جانب سنگ مرمر کی تختیان لگی تہین اونپر ایک بڑے اژدہے کی شکل بنی تہی جو ایک چہپکلی کو نگل رہا تہا۔ چینی مترجم کی زبانی معلوم ہوا کہ اژدہے سے مراد چین ہے اور چہپکلی سے مراد جاپان گویا اس امر کا ثبوت تہا کہ چین اور جاپان مین ہمیشہ سے دشمنی ہے۔

دوپہر سے شام تک ہمنے محلات شاہی کی خوب سیر کی۔ پہر ہم سب اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس چلے آئے۔

۱۰ نومبر کو صبح کے وقت مہاراجہ سیندہیا اور مہاراجہ بیکانیر جنرل گیزلی صاحب کی ملاقات کو آئے۔ جنرل صاحب کے ساتہہ برک فسٹ کہا کر دیر تک باتین کرتے رہے اسی روز شام کو مین مہاراجہ بیکانیر اور مہاراجہ سندہیا کے ساتہہ اونکی

فرودگاہ کو گیا۔ اور اون کے ساتھہ ساتھہ پیکن کے شمالی حصہ مین پھر کر سیر کی۔

۱۱ نومبر کو (ٹیمپل آف ہیون) آسمانی مندر کے دیکھنے کو گیا۔ یہہ مندر شاہی معبدون مین سے ہے اسکی عمارت نہایت بلند اور دروازہ عالیشان ہے دروازہ سے گزرنے کے بعد اوّل ایک چھوٹا سا صحن ملا۔ پھر ایک بہت بڑا کمرہ دیکھنے مین آیا۔

بڑے بڑے قد و قامت اور مختلف شکلون اور صورتون کے بت کھڑے تھے چینی مترجم کی زبانی معلوم ہوا کہ ان مین سے ہر ایک بت ایک خاص کام کے لئے مخصوص ہے کوئی بت پانی برساتا ہے کوئی بیماری دفع کرتا ہے۔ کوئی تجارت مین نفع رسانی کا کام کرتا ہے۔ کوئی زراعت مین سرسبزی شادابی کی خدمت انجام دیتا ہے۔ کوئی بچون کی پیدائش اور پرورش مین مدد کرتا ہے کوئی بوڑھے ہوئے بچون کی حفاظت کرتا ہے۔ غرض اسی طرح کی انواع و اقسام کی خدمتین ان کے سپرد ہین۔ یہہ سب بادشاہی معبد مین اپنے اپنے دیوتاؤن کے ایجنٹون اور کارپردازون کے طور پر ہین۔ بادشاہ چین کا مرتبہ اون دیوتاؤن سے کم اور اون کے گماشتون سے بڑا ہے۔ اگر کسی سال بارش نہو تو بادشاہ کی طرف سے مندر کے بڑے پجاری کو شاہی فرمان پہونچتا ہے کہ آپ ہماری طرف سے پانی کے بت سے کہدو کہ خشک سالی اور پانی کے قحط سے مخلوق کو تکلیف ہے وہ جلد پانی برسانے کا بندوبست کرے۔ اور پانی کے دیوتا سے کہکر پانی

برسوائے اگر اسکے خلاف ہوگا تو تجویز مناسب کیجائے گی۔ بڑا پجاری اوس شاہی فرمان کو دیکھتے ہی نہایت تعظیم و تکریم سے پانی کے بت کے سامنے لیجاتا ہے اوسوقت فرمان لانے والا چوبدار اور کل اسٹاف کے لوگ اپنی اپنی جگہ کہڑے ہوتے ہین۔ بڑا پجاری شاہی فرمان اوس بت کے سامنے پڑہتا ہے اگر اسپر بہی پانی اور چند روز نہ برسے تو دوسرا فرمان پانی کے بت کے نام پہونچتا ہے اور پجاری کو حکم ہوتا ہے کہ پانی کے بت کو سنادو کہ جو اعزاز اور خطابات تمکو دئے گئے تہے وہ سب مسترد کر لیئے گئے اور تمکو دیوتاؤن کی صف مین جو جگہ دی گئی تھی تم اوس سے خارج کر دئے گئے اور پجاری کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اوس بت کو وہان سے نکالکر دہوپ مین ڈالدے اور جبتک پانی نہ برسے اوسے دہوپ اور سردی مین ذلت اور خواری کے ساتہہ پڑا رہنے دے پجاری اس حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اگر اسکے بعد پانی برسگیا تو پھر شاہی فرمان کے بموجب بت کو خلعت وغیرہ بہیجا جاتا ہے اور حسب دستور سابق دیوتاؤن کی صف مین اوسکو جگہ دیجاتی ہے ورنہ دوسرے سال تک وہ بت میدان اور دہوپ ہی مین پڑا رہتا ہے اگر اتفاقاً کسی سال شروع سے ہی بارش اچھی ہوتی ہے اور پانی وقت پر برستا ہے تو بادشاہ کی طرف سے پانی کے بت کو زیور اور جواہرات اور خلعت پہنایا جاتا ہے اور خطاب اور اعزازی مراتب دئے جاتے ہین۔ یہ خطاب اور خلعت وغیرہ ایک ذی عزت

مینڈرین نہایت تو زک واحتشام کے ساتہہ بڑے پجاری کے پاس لیجاتا ہے
بڑا پجاری جسکی حالت ایک بڑے متمول زمیندار کی سی ہے یہ خبر سنکر پیشوائی
کو آتا ہے۔ اور پہر مینڈرین۔ اور پجاری دونون ملکر آسمانی مندر مین داخل ہوتے
ہین۔ پانی کے بت کو غسل دیا جاتا ہے اور اسے اوسکی جگہ سے چندانچہہ آگے
بڑہاکے خلعت وغیرہ پہنایا جاتاہے پہر شاہی فرمان پڑہ کر اوسے سنایا جاتا ہے
غرض کہ دنیا کے تمام مذہبون سے چینیون کا مذہب بالکل نرالا ہے
چینیون کے مذہبی خیالات دنیا سے انتقال کے بعد روح اور بہشت اور دوزخ
اور ثواب وعذاب کی بہ نسبت جو کچھ ہین اون سے ثابت ہوتا ہے کہ ان
لوگون نے ان امور کو بچون کا کہیل سمجہا ہے اگر مین ان حالات کو تفصیل سے
لکہون تو ایک دوسری کتاب ہوجاوے گی۔ چینیون کا اپنے بادشاہ کی نسبت
یہ خیال ہے کہ بادشاہ (نقل کفر کفر نباشد) خدا کا قریب واسطہ وار مبعوث
ہوتا ہے اور خدا کے اراکین دولت جن کے واسطے سے دنیا کا وجود قایم
ہے روحانی خلقت ہین جو مختلف نامون سے مشہور ہین۔ اور مختلف کام دنیا
کے ان کے سپرد ہین اور اون کے مختلف صورتین ہین اون ہی کے ہم صورت
مٹی کے بت بنا کر وہ لوگ مندرون مین رکہتے ہین۔ معاذ اللہ بادشاہ خدا
کا رشتہ دار ہے اور اراکین ملازم پس بادشاہ کا درجہ سب بتون سے زیادہ
ہے اسلئے بادشاہ کو اختیار ہے کہ جس بت کو چاہے سرفراز کرے اور جسکو

چاہے سزا دے۔ اونہین اعتقادات مین سے ایک بڑا اعتقاد یہہ ہی ہے کہ جب بادشاہ یہان پر ایک مٹی کے بت کو سرفراز کرتا ہے اور خلعت پہناتا ہے تو دوسرے عالم مین خدا کی طرف سے روحانی بت یعنی رکن خدائی کو بھی سرفرازی ہوتی ہے اگر یہان اسکو سزا ہو تو وہان بہی خدا کی طرف سے اس رکن کو سزا دیجاتی ہے۔

شہر پیکن کے شمالی حصہ مین بڑے بڑے تجار کی دوکانین ہین ہرقسم کا چینی اسباب وہان ملسکتا ہے۔ راستے نہایت وسیع اور فراخ ہین دکان کے سامنے دونون طرف سڑکون کے زمین پر تپہر کا فرش بچہا کر اور پال ڈالکے کثرت سے چہوٹے چہوٹے دوکاندار بیٹھتے ہین اور اونمین انواع واقسام کا مال پشمین وغیرہ فروخت ہوتا ہے گو راستہ کی گرد اوڑتی ہے اور سامان خراب ہوتا ہے مگر وہ اس کی کچھ پرواہ نہین کرتے ہر ایک موسم مین انکی دوکانین زمین پر لگی رہتی ہین۔ تاتار شہر مین بہی پشمینہ فروشون کی کثرت سے دوکانین ہین یہہ دکاندار نہایت دولتمند ہین۔ انکی تجارت کا کاروبار بڑے وسیع پیمانہ پر چلتا ہے ہر چند کہ اس زمانہ مین۔ جرمن فرنچ۔ اور روسیون وغیرہ نے بازار کے تمام مال اور اسباب کو لوٹ لیا تہا مگر پہر بھی انواع واقسام کا سامان کثرت سے موجود تہا۔

ان بازارات کی سیر کے بعد ہم ایک شاہی حکیم کے مکان مین گئے یہان ہمنے دیکہا کہ دواخانہ مین انواع واقسام کی گولیان ہین۔ شیشے اور دواخانہ کے

ظروف توٹے پہوٹے پڑے ہین۔ مترجم کے بیان سے معلوم ہوا کہ یہ شاہنشاہ چین کے خاص حکیم کا دواخانہ ہے۔ ہزارون بلکہ لاکہون روپیون کی دوائین لوٹ مین تلف ہوگیئن۔ اکثر شیشون مین گولیان تہین۔ جنپر طلائی ورق مڑہے تہے۔ مترجم نے کہا کہ ان گولیون مین عنبر۔ اور مشک خالص۔ اور مومیائی وغیرہ قیمتی اشیا پڑے ہین۔

امرائے دولت ایک ایک گولی کے پچاس پچاس۔ سوسو ڈالر قیمت دیکر لیا کرتے تہے لیکن افسوس کہ ایسی بیش بہا دوا یہ فرنچ اور روسی وغیرہ فوجون نے بڑی بیدردی سے غارت اور برباد کردین یہ لوگ لوٹ کے وقت بڑے بڑے مرتبانون کو اس خیال سے کہولتے تہے کہ انمین شاید وسکی ہوگی۔ لیکن جب اونمین اپنا مقصود نہ پاتے تو بے تمیزی سے زمین پر پہینک کر توڑ ڈالتے تہے اسطرح سے لاکہون روپیون کا دواخانہ برباد ہوگیا۔

پیکن مین جسوقت یورپ کی فوج داخل ہوئی تو روس۔ فرنچ۔ جرمن اور اٹلی کی فوجون نے شہر کو لوٹنا شروع کیا۔ لیکن جنرل سر الفرڈ گیزلی صاحب نے حکم دیا کہ کوئی انگریزی سپاہی کسی چیز کو ہاتہہ نہ لگائے۔ جب افسران فوج نے دیکہا کہ تمام سلطنتون کے آدمی شہر کو لوٹ رہے ہین تو اونہون نے جنرل صاحب سے کہا کہ اگر ہم نہ بہی لوٹین گے تب بہی بدنامی سے نہین بچ سکتے آپ ہمین لوٹنے کی اجازت کیون نہین دیتے جنرل صاحب نے کہا کہ اس قسم کی لوٹ

کہسوٹ سے سپاہیون کے اخلاق بگڑ جاتے ہین لیکن ایسی حالت مین کہ تمہارے سامنے دوسری سلطنتون کی فوجین لوٹ رہی ہین تو بہتر ہوگا کہ سو سپاہی ایک افسر کی ماتحتی مین شہر کو جائین۔ اور جو دوکانین دکاندارون سے خالی ہون۔ اونکا سامان جمع کر کے لے آئین۔ اور ایک شاہی بڑے مکان مین جمع کردین غرض اس کام کے واسطے ایک پارٹی تیار کی گئی اور اسکا نام ارکینا ئیز ولوٹنگ پارٹی رکہا۔ اور جس مکان مین یہ سامان جمع کیا گیا اوسکا نام پرایز گو دام رکہا گیا۔ ایک ہفتہ کے اندر وہ بڑا مکان ریشمین اور پشمینہ کے قیمتی سامان سے بہر گیا۔

ایک روز مین اور جنرل رچرڈسن صاحب پرایز گودام مین گئے اور سارجنٹ میجر سے پوچہا کہ ان ریشمین تہانون کے گہٹے جو بہرے ہین۔ کیا ہم قیمت دیکر اون سے لے سکتے ہین اونہون نے کہا کہ آپ جسقدر سامان چاہین یہان سے لے سکتے ہین فی تہان دو ڈالر قیمت مقرر کردی گئی ہے مینے اور جنرل رچرڈسن صاحب نے چند تہان اوٹہا لئے اور انکی قیمت اپنے نام لکہدی۔ حیدرآباد مین پہونچکر جب مینے اون تہانون کی قیمت دریافت کی تو فی تہان چالیس روپیہ کا اندازہ کیا گیا۔

اسکے بعد ہم شاہنشاہ کا محل گرما دیکہنے کو گئے جو پیکن سے تہوڑی دور واقع ہے اسکی عمارت بھی قریب قریب اور شاہی مکانات کے تہی راستہ مین جب ہم جارہے تہے تو ہمین جنگل مین ادہر اودہر متفرق جگہون مین مٹی کی

ڈھیر دکھائی دے دریافت کرنے سے چینی مترجم نے بیان کیا کہ یہہ چین والون کی قبرین ہین۔ چین مین ہمارے ملک کی طرح قبرستان کے لئے کوئی خاص مقام نہین ہے بلکہ چینی جب مرتے ہین تو اون کے خویش و اقارب اپنے مذہب کے شاستری کے پاس جاتے ہین اور اوس سے پوچھتے ہین کہ مردہ کو کہان دفن کیا جائے وہ منجم شاستری کچھ حساب لگا کر بتلا دیتا ہے کہ فلان رخ اور فلان سمت مین فلان قسم کے درخت یا مکان کے پاس اتنے گز کے فاصلے سے اس مردہ کے دفن کی جگہ ہے وہان اوسے لیجا کر گاڑ دو شاستری کی ہدایت کے موافق اوسی جگہ مردہ دفن کر دیا جاتا ہے۔

اور یہ بھی دستور ہے کہ مردہ کو اپنی زندگی مین جو چیز مرغوب اور پسند تھی مثلاً تلوار یا کوئی زیور یا کپڑا یا کتاب وغیرہ وہ بھی میت کے ساتھ صندوق مین رکھکر دفن کر دیجاتی ہے چینیون کی قبرین بھی پختہ نہین ہوتین مٹی کا ایک اونچا ڈھیر ہوتا ہے جو زمین سے کئی فیٹ بلند بنا دیتے ہین۔ لیکن وہان کی مٹی مین کچھ ایسی قوت ہے کہ زمانہ دراز تک وہ ڈھیر بحال خود برقرار رہتے ہین برسات وغیرہ سے اونہین بہت کم نقصان پہونچتا ہے۔

اثنائے گفتگو مین مینے چینی مترجم سے اونکی شادی کے دستور کو دریافت کیا تو اوسکے بیان سے ثابت ہوا کہ چینیون کی شادی کے دستور بہت کچھ ہمارے ہندوستان کے ہنود کے رسمون کے مطابق ہین۔

یہہ چینی مترجم جو ہمارے ساتھہ رہا کرتا تہا اسکی ڈاڑہی مین صرف دو تین
بال تہے مگر بڑے بڑے لمبے لمبے جنکے دیکہنے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بڑی احتیاط سے
بڑہائے گئے ہون گے ہمنے ان بالون کے بڑہانے کا سبب پوچہا تو اوس نے
بیان کیا اول تو اہل چین کی داڑہی مین بہت بال نہین ہوتے اور اگر ہوتے بہی
ہین تو وہ اونہین منڈوا دیتے ہین۔ لیکن اگر کسی شخص کے پوتا پیدا ہوجاتا ہے تو
اوسے ڈاڑہی رکہنا لازم ہوتا ہے گو کتنے ہی بال ہون ایک ہو یا دو ہون وہ ڈاڑہی
کے بالون کی نہایت احتیاط سے حفاظت کرتا ہے ہرگز کترنے مونڈہنے
اور توڑنے نہین دیتا اونکا خیال ہے کہ اگر دادا کی ڈاڑہی یا موچہون کے کسی بال
کو کوئی صدمہ پہونچے گا تو اوس سے پوتے کی جان کو ضرور نقصان ہوگا۔ اسی
واسطے سات سال ہوئے جب سے کہ میرے پوتا پیدا ہوا ہے مینے اپنی ڈاڑہی
کے ان دو تین بالون کو منڈوانا چہوڑ دیا ہے اور پوتے کی خاطر سے انہین نہایت
حفاظت سے رکہتا ہون کسی طرح ٹوٹنے نہین دیتا۔

چین کے امرا اور معزز اپنے ناخن نہین تراشتے اون کے ناخن بڑہتے بڑہتے
ایک ایک ڈیڑہ ڈیڑہ انچہ کے ہوجاتے ہین جو ہمارے ملک والون کی
نظرون مین نہایت ہی بدنما معلوم ہوتے ہین لیکن چین والون کے لئے لوازم
عزت سے خیال کئے جاتے ہین۔ انکا خیال ہے کہ ناخن بڑہانا امارت اور مالدار
ہونے کی دلیل ہے گویا اونکے تمام کام خدمت گزار اور نوکر چاکر کرتے ہین۔

اور اونکو گھر کی کوئی چیز چھونے کی ضرورت نہین پڑتی۔ یا دوسرے لفظون مین یون کہا جائے کہ جب ناخن بڑھ جاتے ہین تو وہ خود کسی کام کو اپنے ہاتھ سے اچھی طرح نہین کر سکتے پھر جب اون کے ناخن ایک بار بڑھ جاتے ہین تو اونکا توٹ جانا بھی نحوست اور بدبختی خیال کیا جاتا ہے اسلیئے ضرور ہوتا ہے کہ وہ اپنے ناخنون کی نہایت حفاظت کرین۔

امرا اور دولتمندون کے سوا اہل حرفہ اور مزدوری پیشہ اپنے اپنے ناخن تراشتے ہین۔

چین کے ملک مین دودھ کا بالکل استعمال نہین ہے مینے اپنے اس کئی مہینے کے سفر اور قیام مین دودھ مطلق نہین دیکھا وہ لوگ دودھ کے لیئے مویشی نہین پالتے کھانے مین بجائے گھی کے چربی استعمال کرتے ہین۔ چینی لوگ انواع واقسام کی چٹنیان۔ آچار۔ اور مربے بھی کھاتے ہین شیرینیان بہت بامزہ اور سلیقہ سے بنائی جاتی ہین۔ بادام پستہ وغیرہ پر شکر چڑھانے کا عام رواج ہے اور بہت نزاکت اور نفاست سے چڑھائی جاتی ہے۔

مجھے بعض چینی امرا کی ڈنر پارٹیون مین شریک ہونے کا اتفاق ہوا لیکن چونکہ اون کے کھانون کی کیفیت مین پہلے ہی سن چکا تہا۔ بجز شیرینی کے مینے اور کسی چیز کی طرف رغبت نہین کی۔ دعوت مین جانے سے میرا مقصود یہی تہا کہ اون کے کھانون کو دیکھون۔ کیکڑون کا شوربا۔ پپیہا پائی۔ اونکی غذاؤن مین

نہایت مرغوب۔ اور بامزہ غذا تصور کیجاتی ہے۔ کتون کے اون بچون کو جن کی
ابہی آنکہین نہ کہلی ہون اوبالتے ہین۔ اور اون کے گوشت کے سموسے بناتی
ہین۔ بڑی چمگاڈرین بہی مرغ کی طرح اون کی غذاؤن مین اچھا کہانا ہے۔
ابابیل جو ایک قسم کی دریائی گہانس سے گہونسلہ بناتی ہے چینی لوگ اوسکو
پکا کر کہاتے ہین اور نہایت عمدہ غذا جانتے ہین سفید چوہون کا گوشت بہی
بہت بامزہ تصور کرتے ہین۔ اون کے گوشت کے کباب اور سموسے اونکے
نزدیک پاکیزہ غذاون مین سے ہین انکے سوا اونکی اور بہت سی غذائین سننے
مین آئین جن کے ذکر سے طبیعت کو نفرت ہوتی ہے۔ آدمی کے گوشت کی
نسبت بہی مشہور ہے کہ چینی لوگ کہاتے تہے۔ لیکن ایک زمانہ سے یہ فعل
مذموم روک دیا گیا ہے غالباً دول خارجہ کا یا چین کے ملک مین مسلمانون
کی کثرت آبادی کا اثر ہے۔ چین مین یہ انواع واقسام کے گوشت جو کہائے
جاتے ہین ظاہرا اسکا سبب یہی ہے کہ سرد ملکون مین گوشت کہانیکی خواہش
طبیعی طور پر ہوتی ہے۔ چنانچہ انسان کے اور سباع حیوانات کے سوا جو چرند
جانور جیسے ریچہہ وغیرہ ہین۔ گرم ملکون مین ہرگز گوشت نہین کہاتے۔ اگر وہ
سرد ملکون مین چند نسلون تک رہتے ہین تو اونہین بہی مثل درندون کے گوشت
کہانے کی عادت ہوجاتی ہے اور چرند جانورون سے خارج ہوکر درندون مین
داخل ہوجاتے ہین۔

چین مین جانورون کی اسقدر کثرت بہی نہین ہوتی جیسے کہ گرم ملکون مین ہے شائد حیوانات کی کمی کی وجہ سے ان لوگون نے مکروہ جانورون کے کہانے کی عادت ڈالی ہے اوران بدترین جانورونکے کہانے پر مجبور ہین۔

چینیون کے کہانا کہانے کی بہی عجیب وغریب وضع ہے چین مین اکثر لوگ چاول بہت کہاتے ہین۔ غریب لوگ توزمین پر بیٹہتے ہین لیکن کہانا رکابی مین نکالکر تپائی یا دوسری بلند چیز پر اتنا اونچا رکہتے ہین کہ منہ کے قریب پہونچ جاتاہے امرا میز پر کہاتے ہین وہ بہی میز کرسی اتنی اونچی رکہتے ہین کہ کہانا کہانے کے وقت رکابی اونکے منہ کی برابر رہتی ہے رکابی کے ساتہہ ہر ایک کے پاس دو تیلیان بہی رہتی ہین۔ تیلیون سے چینی لوگ کہانا کہاتے ہین۔ آپ کو تعجب ہوگا کہ تیلیون سے کہانا کیونکر کہایا جاتا ہوگا۔ وہ دونون تیلیون کو اپنے ہاتہون مین لے لیتے ہین۔ اوراون سے ایک ایک چاول اوٹہاکر منہ مین ڈالتے جاتے ہین۔ چینیون کا کہانا کہاتے ہین۔ اگرچہ بہت وقت صرف ہوتاہے خصوصًا امرا۔ اور معززین کا کہ وہ بہ نسبت ہمارے دیرتک کہاتے رہتے ہین لیکن تیلیون سے وہ جس سرعت سے کہانا کہاتے ہین ہم اونکی برابر اسقدر جلد نہین کہاسکتے۔ انہین بچپن سے ہی عادت ہوتی ہے۔ گوشت وغیرہ کو ہاتہہ سے توڑکر لقمہ کرلیتے ہین کہانا کہاتے وقت کانٹے یا چہچ وغیرہ کبہی استعمال نہین کرتے۔

چینی عورتون کے لئے اگرچہ مذہبی طور سے پردہ کی ضرورت نہین ہے
لیکن معززین مین عورتون کا باہر جانا اور غیرون کے سامنے نکلنا معیوب سمجھا
جاتا ہے وہ عورت بہت خوش نصیب تصور کیجاتی ہے جو شادی کے روز شوہر
کے گھر مین آوے اور مرتے دم تک باہر نہ نکلے۔

یہ جو مشہور ہے کہ چینی عورتین آہنی جوتے استعمال کرتے ہین۔ یہ محض غلط
ہے اصل اسکی اسقدر ہے کہ جب معزز چینیون کے گھر مین لڑکی پیدا ہوتی ہے
تو فوراً اوسکے پاؤن مین کپڑے کی پٹیان باندہ دی جاتی ہین۔ وہ پٹیان ہمیشہ
بندہی رہتی ہین۔ جن سے اور اعضا کے ساتھ اون کے پاؤن بڑہنے نہین پاتے
اور رفتہ رفتہ پاؤن چھوٹا ہوکر پاؤن کے پنجے کی وضع بالکل بگڑ جاتی ہے
مین چین کے ملک سے چینی عورتون کے استعمال کرنے کے جوتے لایا ہون
جو میرے ڈرائنگ روم مین موجود ہین۔ انکا طول چھ انچہ سے زیادہ نہین
ہے چین کے لوگون سے جب اسکا سبب دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ
شاہنشاہ چین نے ایک مرتبہ مینا بازار لگایا تہا اور اوسوقت اوس کے
روبرو بہت سی حسین اور جمیل عورتین آئی تہین۔ اونمین سے ایک عورت
کے پاؤن نہایت چھوٹے چھوٹے تہے۔ شہنشاہ نے اوسکے پاؤن کو دیکھکر
بہت پسند کیا اور یاسمن کے پہول سے اونکو تشبیہ دی اسکا کچھ ایسا اثر ہوا کہ
معززین مین عورتون کے پاؤن چنبیلی کے پہول کی صورت پر ہوجانے کے

لئے کوشش کی گئی۔ اور اس خیال نے ایسی ترقی پائی کہ رفتہ رفتہ دولتمندون
مین ایک رسم ہوگئی۔ اور ابتک بھی یہہ رسم جاری ہے۔ پٹی باندھنے سے
اون کے پاؤن کچھ ایسے چھوٹے اور کمزور ہو جاتے ہین کہ عورتین سیدھی
چل بھی نہین سکتین۔ پاؤن بدنما اور چلتے وقت خمیدہ دکھائی دیتے ہین۔

چینی عورتون کے جسم پر ڈھیلا پاجامہ ہوتا ہے جو زیادہ تر لہنگے سے
مشابہ ہے اور سینہ بند پر کرتا۔ اور کرتے پر ایک چوڑا کمر بند یا پٹی باندھتی
ہین اور معزز عورتین پاتابہ بھی پہنتی ہین۔ اور اونکا لباس اکثر ریشمین اور سنجاب
اور قاقم کا ہوتا ہے اون کے سر کے بالون مین گلاب کے پھول اور کبھی کبھی
مصنوعی پھول بھی ہوتے ہین۔

چھتری لیکر پھرنا عورتون کا اچھا فیشن خیال کیا جاتا ہے۔ غریبون کی
عورتین اپنے بچون کو اپنی پیٹھ پر باندھ لیتی ہین۔

مسلمان عورتین جو تاتاری کہلاتی ہین اونکا اکثر لباس چینی عورتون کا
سا ہوتا ہے لیکن اونکی جوتیون کے تلے زیادہ اونچے ہوتے ہین۔ مرد ڈھیلا
پاجامہ۔ کرتا۔ اور قبا پہنتے ہین جسکی آستینین لمبی ہوتی ہین۔ معززین اکثر ریشمی
لباس اور موسم سرما مین پشمینہ سنجاب اور قاقم پہنتے ہین۔ عام چینی لوگ بنگالیون
کی طرح سر پر کچھہ نہین رکھتے البتہ معززین مین ٹوپی اوڑھنے کا رواج ہے تمام
چینیون مین چوٹی رکھنے کا دستور ہے ایام طفولیت سے مرتے دم تک چوٹی

سکے بال قطع نہین کرتے انکا کاٹنا اون کے مذہبی ممنوعات مین داخل ہو
اونکا خیال ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو دیوتا مردے کو چوٹی پکڑکے آسمان
پر لیجاتے ہین۔ اگر پیدایش کے بعد کسی کی چوٹی کٹ جاے تو اوپر کہنچتے وقت
وہ چوٹی ٹوٹ جاتی ہے اور وہ مردہ نیچے گر پڑتا ہے دیوتاؤن کے پاس جانے
سے محروم رہ جاتا ہے۔ فوجی سپاہیون کا یونی فارم انکالتق کی طرح کا ایک
انگرکہہ ہوتا ہے جسکا سینہ گول اور اوسپر چینی حروف مین فوج کا نشان رہتا ہو
سپاہی ڈہیلے پائجامہ پر موزہ پہنتے ہین یا پٹی باندہ لیتے ہین۔

عہدہ دارون اور افسرون کی ٹوپیون پر بٹن ہوتے ہین ان بٹنون کے
رنگون سے فوج کے مختلف اقسام معلوم ہو سکتے ہین۔

جنگی فوج کے افسرون کے نیلے۔ عدالتی عہدہ دارون کے کالے اور ایسی
ہی دوسرے محکمون اور سررشتون کے دوسرے رنگون کے بٹن ہوتے ہین۔
چین مین بڑے گہوڑے نہین ہین۔ چھوٹے یا بوترکی یابون کی مثل اچہے مضبوط
اور چالاک ہوتے ہین۔ لیکن خچر بہت بڑے اور صورت اور شکل کے اچھے
ہوتے ہین۔ اسی وجہ سے یہان خچرون پر سوار ہونا کچھ معیوب نہین سمجھا جاتا
معززین اور امرا اون پر بے تکلف سوار ہوتے ہین۔ اور بازارون مین
پہرتے ہین۔

چینی لوگون کا سلام چن چن ہے۔ جب ایک دوسرے سے راستے

مین ملتا ہے تو چن چن کہتا ہے اسکا معنی مزاج لطیف شریر ہے۔

چین مین ندیون کی کثرت سے باعث چاول بہت پیدا ہوتے ہین۔
انواع واقسام کے چاول وہان دیکھنے مین آئے۔ سفید اور زرد جوار اور مونگ
بہی پوٹنگ فو کے علاقہ مین بہت دیکھی گئی۔ وہان کی زمین نہایت زرخیز اور
ملک خوب سرسبز وشاداب ہے۔

انگور۔ اور ناشپاتی بہی کثرت سے تہی اس زمانہ مین ناشپاتی کا موسم
اگرچہ آخر ہو چکا تہا۔ لیکن پہر بہی ہمین جا بجا راستہ مین اچہی اور نہایت بامزہ
ناشپاتیان بکثرت ملتی تہین۔

شہر پیکن کے ایک حصہ مین جو تاتار شہر کے نام سے مشہور ہے مسلمان
رہتے ہین۔ چین مین مسلمان کب آئے اور کیونکر آئے یہ تو مجہے چین والون
سے معلوم نہو سکا مگر عربی تاریخون سے ثابت ہوتا ہے کہ چین مین مسلمان
ہجرت کی اول صدی کے آخر یا دوسری صدی کے آغاز مین پہونچ گئے تہے۔
لیکن یہ مضمون اور اسکی تحقیقات اسقدر طولانی ہے اور روایتین ایسی
مختلف واقع ہوئی ہین کہ اس کتاب مین اونکے لکہنے کا موقع نہین ہے۔

بہرحال مسلمان بکثرت بلکہ کروڑون ہین۔ مینے جہانتک اونکو دیکہا
مجہے اونکی شکل وشمائل۔ لباس طرز معاشرت۔ اور بود وباش کی حالت مین
بدہ مذہب والون سے کچہ فرق نظر نہ آیا۔ اگر کچہ فرق ہے تو اتنا ہی ہے کہ

عام چینی سر برہنہ رہتے ہین اور مسلمانون کے سرون پر سیاہ ٹوپیان ہوتی ہین اور اون کے سرون پر چوٹیان نہین ہوتین۔

مسلمانون کے مکانات کے دروازون پر کہین کہین کوفی خط سے بسم اللہ بھی لکھی ہوئی دیکھی گئی۔ تاتار شہر مین مسجدین بھی ہین مگر مسجدون کی کثرت نہین اور اونکی وضع بھی مسجدون کی سی نہین ہے اور دوسری عمارتون مین اور اونمین کچھ فرق نہین پایا جاتا۔ البتہ اونپر بسم اللہ اور دیگر آیات قرآنی لکھی ہوتی ہین گویا مسجد کی یہی ایک بڑی علامت ہے۔ عربی خط کی شان بالکل پیچیدہ اور کوفی خط کے طرز پر ہے۔

چینیون کے ہاتھ کا عربی خط ہمارے ملک کے معمولی استعداد کے آدمی نہین پڑہ سکتے ہین۔ چینی مسلمانون سے مینے اون کے خیالات مذہبی کو بہت کچھ دریافت کرنا چاہا مگر میرا مترجم نہ تو استقدر انگریزی جانتا تہا۔ اور نہ اردو زبان کہ مجھے اون خیالات سے آگاہ کرتا۔ اور نہ کوئی ایسا چینی مسلمان ملا جو میرے خیال کے موافق جواب دیسکتا مجھے چینی مسلمانون کے لہجہ سے استقدر معلوم ہوا کہ اگر وہ لوگ قرآن شریف پڑہینگے تو اونکا تلفظ ہماری سمجھ مین اچھی طرح ہرگز نہ آسکیگا۔ چینی اور عربی ملکر ایک لہجہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے ہمارے کان محض ناآشنا ہین۔

چینیون کی صنعت اور حرفت قدیم زمانہ سے مشہور چلی آتی ہے مگر اونہون نے

اپنی تجارت کو اپنے ہی ملکون مین محدود کر رکھا ہے اسکی خاص وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چین کا ملک وسیع ہونے کے باعث اونکو اپنا مال اور سامان تجارتی باہر لیجانے کی کوئی ضرورت نہین ہوتی اگر اپنے ملک سے وہ باہر بھی جاتے ہین تو ملک چین ہی کے اطراف و جوانب اور قرب و جوار کے جزیرون مین جیسے شنگھائی۔ ہانگ کانگ۔ وائی ہائی وائی۔ پوکو ہاؤ غیرہ مین انکی آمد و رفت کرتے ہین اور ان سے آگے نہین بڑھتے۔

روپیہ کی قسم سے چین کے ملک مین نقرئی سکہ ہے جسکو ڈالر کہتے ہین۔ بڑے بڑے شہرون مین یہ رائج ہے اور تابنے کے پیسون کا عام طور سے بڑا رواج ہے پیسہ مین بیچ کوئی ایک سوراخ ہوتا ہے اوس سوراخ مین ستلی ڈالکر سو سو پیسون کے ہار پرو لیتے ہین۔ ایک ڈالر کے سو پیسے بھنائے جاتے ہین چینی لوگ جب سودا خریدنے بازار کو جاتے ہین تو جتنے ڈالرون کی اشیاء خرید کرنا چاہتے ہین فی ڈالر کے حساب سے اوتنے ہی پیسون کے ہار اپنے ہمراہ لے جاتے ہین۔

ڈالر کے سوا ایک اور سکہ سلور شوز کے نام سے موسوم ہے (یعنی چاندی کا جوتا) یہ سکہ ڈہائی تولہ کی مقدار سے سو سو تولہ تک ہوتا ہے۔ اگر کسیکو نصف یا ربع یا جتنی مقدار کے ٹکڑے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ سنار سے اوسے اوتنا قطع کرا لیتا ہے اور وہ ٹکڑا کام مین لاتا ہے جب اس قسم کے

دو چار تکڑے کسی کے پاس جمع ہو جاتے ہین تو جس وزن کا وہ چاہتا ہے سنار اوسکو
فوراً ڈہال دیتا ہے دیر نہین لگتی سنارون کے پاس اسکے سانچے موجود رہتے ہین۔
ملک چین مین افیون کا استعمال بہت ہے چین مین افیون دوسرے ملکون
سے آتی ہے امرا اور غربا سب افیون کا استعمال کرتے ہین۔

چین مین چاے منچوریا کے ضلع مین بہت پیدا ہوتی ہے

اول قسم شاہی۔ اور شاہی خاندان کے استعمال کی چاے ہے اس چاے
کو دوسری چاے کی طرح آگ پر رکہکے خشک نہین کرتے بلکہ اوسے فقط دہوپ
کی گرمی سے خشک کرتے ہین اسیواسطے اوسے انگریزی مین سن ڈرائڈ ٹی (یعنی
دہوپ مین خشک کی ہوئی چاے) کہتے ہین اس قسم مین اول درجہ کی چاے کی
قیمت فی پونڈ چودہ ڈالر تک ہوتی ہے۔ اس گران قیمت پر بہی یہ چاے
دستیاب ہونی دشوار ہے بڑی کوشش اور تلاش سے اس قسم کے تیسرے
درجہ کی چاے کسی امیر یا رئیس کی وساطت سے فی پونڈ چودہ پندرہ ڈالر کو
ملسکتی ہے ورنہ میسر نہین آتی۔ اسکے پتے زعفران کے پتون کی طرح باریک
اور لمبے لمبے ہوتے ہین اور اونمین چہوٹی چہوٹی گرہین ہوتی ہین۔ اور یہ چاے نہایت
خوشبودار اور بامزہ ہوتی ہے اور بغیر دودہ اور شکر کے استعمال کیجاتی ہے۔ لیکن
اگر رنگ ذرہ زیادہ ہو جاتا ہے تو اسکے مزہ مین تلخی آجاتی ہے جیسے بہت

کوشش کی کہ قدر قدرت اعلحضرت حضور پر نور کے واسطے شاہی قسم کی چاے مین سے اول درجہ کی کچھ چاے اپنے ہمراہ لیجاؤن لیکن مجھے دستیاب نہو سکی دوسرے درجہ کی چاے فی پونڈ سات ڈالر کچھ بہ دست ہو گئی تھی۔ اوسے مین حیدرآباد لایا تھا۔

دوسری قسم کی وہ چاے ہوتی ہے جسکو مینڈرین ٹی (یعنے امرا کے پینے کی چا) کہتے ہین یہ چاے بھی بہت لطیف اور بامزہ ہوتی ہے چین مین فی پونڈ دو ڈھائی ڈالر کو ملتی ہے اس قسم کی چاے پینے کا مجھکو اکثر اتفاق ہوا ہے لیکن یہہ چاے بھی چین مین بہت مشکل سے بہم ہوتی ہے۔ پیکین مین مسٹر گرین ریڈ ایک امریکن سوداگر تھے۔ اون کے ذریعہ سے مینے اس چاے کا انتظام کیا تھا وہ اس قسم کی چاے میرے لیئے چین سے بھیجا کرتے تھے۔

تیسری قسم کی عام استعمالی چاے ہوتی ہے اس چاے کا رنگ سنہرا ہوتا ہے اور چین مین اسکا استعمال کثرت سے ہے۔

چوتھی قسم کی چاے غربا اور مزدوری پیشہ لوگون کے استعمال کی ہوتی ہے اسکا رنگ مائل بسیاہی ہوتا ہے اور اس قسم کی چاے کا اکثر سفوف بکتا ہے ادنی سے ادنی درجہ کے چین کے باشندے بھی اوسے استعمال کرتے ہین۔

چین مین چاے کی یہانتک کثرت ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی دوکان مین جوار چاول مونگ وغیرہ غلہ کے ساتھ چاے کا بھی تھیلا رکھا رہتا ہے یہ وہان عام

خوراک کی اشیار کی طرح فروخت ہوتی ہے۔

غرض ڈیڑہ مہینے تک پیئنے جنرل گیزلی صاحب کے پاس رہکر چین کی خوب سیر کی اور اس مدت مین چین کے حالات سے کماحقہٗ واقفیت مجھکو حاصل ہوئی اس زمانہ مین چینی بالکل مغلوب ہو گئے تہے صلح کی کارروائی جاری تہی۔ اور آئندہ لڑائی کی کسی قسم سے امید نہ تہی جنرل کاونٹ والڈرسی فیلڈ مارشل کی رائے سے یہہ امر قرار پایا تہا کہ موسم سرما ختم ہونیکے بعد ودل یورپ کی کل فوجین اپنے اپنے ملکون کو واپس ہو جائین۔

اس موقع پر جنرل گیزلی صاحب نے مجھے مہاراجہ سندہیا اور مہاراجہ بیکانیر کو یہ صلاح دی کہ پیکن مین تین مہینے رہنے کی بجائے اگر آپ اوس فوج کے ساتھ جو ہندوستان واپس جانے والی ہے ہندوستان پہونچ جائین تو بہتر ہوگا ہمنے جنرل گیزلی صاحب کی رائے کے ساتھ اتفاق کر کے ہندوستان کی طرف مراجعت کا ارادہ کیا۔

رخصت کے وقت جنرل گیزلی صاحب مجھے مہاراجہ سندہیا اور مہاراجہ بیکانیر کو فیلڈ مارشل کاونٹ والڈرسی کی ملاقات کے واسطے اپنے ہمراہ لے گئے کاونٹ موصوف شاہی مکانات مین مقیم تہے اون کے دروازہ پر جرمن فوج کا گارڈ نہایت توزک و احتشام کے ساتھ یونیفارم پہنے موجود تہا ملاقات کے وقت کاونٹ موصوف نہایت تپاک سے پیش آئے مہاراجہ سیندہیا۔ مہاراجہ بیکانیر

اور مجہسے دیر تک باتین کرتے رہے پہر ہم اون سے رخصت ہوکر اپنے مستقر کو واپس آئے۔

۷ ماہ ڈسمبر سنہ ۱۹۱۰عیسوی کو جنرل گینزلی اور دوسرے دوستون سے رخصت ہوکر مہاراجہ سندہیا۔ مہاراجہ بیکانیر۔ اور مین پیکن سے روانہ ہوئے اور تیسرے روز ہم ٹینچسن پہونچے یہان وائیرلیس ٹیلیگراف اسٹیشن (یعنی بغیر تار کے خبر رسانی کا تار گہر تہا) جو افسر وہان متعین تہے اونہون نے سب آلات اور خبر رسانی کے طریقے بتلائے یہہ ٹیلگراف نہایت تعجب انگیز ہے۔ سرسری نظر سے اوسکے اصول برابر سمجہہ مین نہین آتے۔

دوسرے روز ٹینچسن مین جنرل کمشنر صاحب سے ملاقات ہوئی۔

مہاراجہ سندہیا یہان سے اپنے جہاز گوالیار پر سوار ہوکر تشریف لیگئے مین دوسرے جہاز پر سوار ہوکر واری ہائی وائی کو روانہ ہوا سر شام ہمارا جہاز ٹاکو پہونچا۔ یہان طربیل۔ اور پادرفل دونون جہاز کہڑے تہے۔ پادرفل جہاز مین ایڈمرل سر سیمور تشریف رکہتے تہے اونہون نے ہمکو اپنے جہاز پر بلوایا۔ چونکہ مہاراجہ سندہیا کا جہاز ہم سے اول وہان پہونچ چکا تہا۔ وہ صبح ہی سے اس جہاز مین تشریف رکہتے تہے ہم بارہ بجے وہان پہونچے تہے ہم نے اڈمرل صاحب کے ساتہہ لنچ کہایا اور جہاز کی خوب سیر کی۔ مہاراجہ سندہیا نے ایک روز اوسی جگہ قیام کیا لیکن مین اوسی روز وہان سے روانہ ہوگیا۔

چھٹے روز ہمارا جہاز ہانگ کانگ پہونچا۔ یہان پہونچتے ہی سر ہنری بلیک گورنر ہانگ کانگ کا ایک خط مجکو ملا جسمین اونہون نے اپنے پاس فروکش ہونے کے لئے مجھے دعوت دی تھی مینے اون کی دعوت کو نہایت خوشی سے قبول کیا۔ اور جہاز سے اوترتے ہی گورنمنٹ ہوس کو روانہ ہوا۔

اس مدت مین سر ہنری بلیک اور لیڈی بلیک کے پاس گورنمنٹ ہوس مین قیام پذیر رہا پھر ہمارا جہاز وہان سے روانہ ہوا چودہ روز تک دریائی سفر مین گذرے اسوقت دریا مین تلاطم کم تھا مزاج اچھا رہا۔ جہاز مین مسافر بہی تہوڑے تھے۔

۲۸ہر ڈسمبر کو صبح کے چھ بجے ہمارا جہاز کلکتہ پہونچا۔ مین جہاز کے کپتان اور دوسرے دوستون سے رخصت ہو کر کلکتہ کے گریٹ ایسٹرن ہوٹل مین فروکش ہوا۔ یہان سفر کی ماندگی کے باعث مینے دو تین روز آرام لیا۔

پھر جنوری ۱۹۰۱ سنہ عیسوی کو ریل پر سوار ہو کر حیدرآباد کی طرف عازم ہوا اور گیارھوین تاریخ حیدرآباد مین داخل ہوا۔ اسٹیشن پر میرے احباب اور افسران فوج جو میری ملاقات کے لئے آئے تھے اون سے مین ملاقات کر کے سیدہا ڈیوڑہی مبارک مین آیا۔ اور اعلیحضرت حضور پر نور کی خدمت مبارک مین مینے اپنی حاضری کی نظر گذرانی۔ دوسرے روز قدر قدرت اعلیحضرت دیر تک جنگ چین کے حالات استفسار فرماتے رہے۔

مینے جو جو عجائب وغرائب ملک چین کے اس طولانی سفر مین بچشم خود دیکھے تھے

یا سنے تھے اور جو جو واقعات جنگ چین کے میری نظر سے یا میری وہان قیام کے زمانہ مین دوسرے مقامات پر گزرے تھے اون مین سے اکثر خدمت اقدس واعلیٰ مین عرض کیے۔

اوسی زمانہ مین ولایت کے تارون سے معلوم ہوا کہ ملکہ معظمہ وکٹوریہ ملکہ انگلستان وقیصر ہندوستان کا مزاج علیل ہے یہ حالت ایسی بڑہی کہ ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۰۱ عیسوی کو ملکہ وکٹوریہ نے جہان فانی سے ملک جاودانی کو رحلت کی۔

الحمد للہ کہ جلد اوّل

سوانح افسری

یعنے لائف میجر جنرل نواب افسر جنگ افسر الدولہ سر افسر الملک بہادر کے سی آئی۔ ای ایم۔ وی۔ او۔ اے ڈی سی کمانڈر انچیف افواج باقاعدہ ممالک محروسہ سرکار آصفیہ نظامیہ ختم ہوئی اور دوسری جلد لارڈ کرزن کے تشریف آوری حیدرآباد کے مضمون سے آغاز ہوئی۔

معذرت

سوانح افسری کے طبع ہوتے وقت سہو کاتب سے بعض مقامات پر الفاظ غلط
ریر ہوگئے ہین اس لئے ایسے تمام الفاظون کی تصیح کر کے ایک تختہ غلط اور صحیح
فاظ کا اس کتاب کے آخر مین شامل کیا گیا ہے۔ ناظرین کتاب ہذا سے استدعا ہے کہ
طالعہ کے وقت بعض مقامات پر جو الفاظ غلط پائے جاوین اُنکو اس تختہ غلط و صحیح
ن ملاحظہ فرمالین۔

تختہ غلط و صحیح سوانح افسری جلد اوّل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۰	۱۰	فاربن سکرٹری	فارن سکرٹری
۸۲	۱۲	تہین	نہین
۹۶	۱۰	سقارت	سفارت
۹۷	۱۶	خاگ	خاک
۹۸	۳	سہر لوٹس کیو کناری	سر لوئس کیو کناری
۱۰۶	۳	کوٹہیا	کوٹہیان
۱۴۷	۳	کوہستان	کوہپایئن
۱۵۱	۴	ہایئون	ہاتیون
۱۵۵	۱۵	ادای شکریہ	بعد ادای شکریہ

۱۶۵	۵	بٹیٹ	ہئیت
۱۶۶	۹	افرختہ	افروختہ
〃	۱۱	منع کرتے ہین	منع کرتیہین
〃	۱۱	اسی حالت	ایسی حالت
۱۶۷	۳	لسلط	تسلط
۱۷۴	۱۲	اسوقت س انتظام	اسوقت اس انتظام
۱۷۶	۱۱	تقدم بالحفظ	حفظ ماتقدم
〃	۱۶	انفاق	اتفاق
۲۲۹	۲	سنہ ۱۳۹۸ھ	سنہ ۱۲۹۸ھ
〃	۱۳	سنہ ۱۳۲۵ھ	سنہ ۱۳۱۵ھ
۲۳۴	۱	سرہیوگاف	سرچارلس گاف
〃	۱۰	ہیوگاف	چارلس گاف
۲۳۶	۱۱	قابلیت	قابلیت
۲۴۰	۱	ہیوگاف	چارلس گاف
۲۸۶	۱۲	سناوَ	ستاوَ
۳۱۴	۷	یارن ڈیہان	بارن دیہان
〃	۱۳	یارن	بارن

۳۱۳	۱۶	ڈچ	ڈچ
۳۱۳	۴	یارن ڈیہان	بارن ڈیہان
〃	۵	〃	〃
〃	۶	〃	〃
〃	۸	〃	〃
〃	۱۳	〃	〃
۳۱۷	[illegible]	بتے	بسنے
〃	۱۵	جوائی خصال	جیوائی خصال
۳۲۴	۸	گاڈری	کاوری
۳۴۰	۱۱	بیس کوس	چالیس کوس
۳۴۶	۳	مائل بسیاہی	مائل بسیاہی
۳۹۰	۹	حرتون	حرخون
۴۷۰	۱۱	توالج	توالع
〃	۱۴	اسٹوبیٹبرڈ	اسٹولسپرڈ
۴۸۲	۳	اس سطر مین فقرو بڑہایا گیا	کمانڈنگ مقرر ہوے
〃	۴	سوفارسی	نارمن
۴۹۰	۹	جزیرہ ثماے ملایا	جزیرہ ملا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۹۰	۹	آنبائے	دریا
〃	۱۳	جمعہ لو	جمعہ کو
۴۹۱	۸	انیڈر	آئی لینڈر
۴۹۲	۱۳	وائی	دالی
〃	۱۴	ریس اسٹیڈر	ریس اسٹانڈر
۵۰۴	۱۵	تہٹنگ سیٹ	ہٹنگ سیٹ
۵۰۸	۱۴	بٹرے	پٹرے
۵۱۰	۱۱	سنارت	سفارت
۵۱۶	۱۴	لیشن	راشن
۵۲۳	۶	ویپلین	ڈسپلین
۵۲۵	۱۱	کیمپلین	کیمپ لائف
۵۳۲	۷	مشتری	مشنری
۵۳۸	۵	ڈھیلا کرنا	ڈھیلا کرتا
۵۴۲	۱۰	کہتیون	کٹون
۵۴۳	۲	کیپٹن اسیس	کیپٹن اسپیس
۵۵۴	۱۷	کھیکٹرون	کہکیٹرون
۵۶۳	۸	ورانڈرغی	ڈرائی